جون 2014ء
ماہنامہ
جواب عرض
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
دکھ سکھ اپنے نمبر
RS:85

ماہنامہ جواب عرض ماہ جون 2014 کے شمارے دکھ سکھ اپنے نمبر کی جھلکیاں

ماہنامہ جواب عرض ماہ جون 2014 کے شمارے دکھ سکھ اپنے نمبر کی جھلکیاں

یہ محبت غم اور مسکان فرزانہ سرور 152	بے ضمیر لڑکی محمد آصف دکھی 94
تلاش ایم ولی اعوان 178	ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری 46
آدھی رات کی دستک محمد شہزاد کنول۔ دوتی 188	معصوم قاتل محمد یونس ناز 168
مجھے تلاش ہے ایم جبرائیل آفریدی 66	سلامت رہے دوستی عافیہ خان گوندل 90
محبتوں کے زخم عمر حیات شاکر 72	عشق تیرے وچ جوگی ہویا 82

اسلامی صفحہ

ذکر الٰہی

ماہر طبیبوں نے عروہ ابن زبیر کے پیر کا معائنہ کرنے کے بعد جو فیصلہ دیا اسے سن کر تمام اہل خاندان کے دل دہل گئے مگر آپ کے چہرے پر بدستور سکون تھا طبیبوں نے کہا کہ ان کے ایک پیر میں ایسی بیماری ہے اگر اسے نہ کاٹا گیا تو ان کی ہلاکت یقینی ہے اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ یہ زندہ رہیں تو ہمارا مشورہ یہی ہے کہ ان کا ایک پیر کاٹ دیا جائے بال بچے روتے رہے مگر جناب عروہ نے اپنا پیر بخوشی آرے کے نیچے رکھ دیا پیر کاٹنے سے پہلے جراحوں نے ایک دوا پلانا چاہی جناب عروہ نے پوچھا یہ دوا کیوں پلائی جا رہی ہے ایک جراح نے کہا کہ یہ بے ہوشی کی دوا ہے اس کے پلانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ پیر کٹنے کی تکلیف سے بچ جائیں گے آپ کا شعور معطل ہو جائے گا اور ہم اپنا کام بآسانی سے کر لیں گے اس پر جناب عروہ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ ایک ایسا شخص جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسی دوا پی سکتا ہو جس سے اس کا شعور معطل ہو جائے اور وہ ہر چیز کو بھول جائے حتیٰ کہ اپنے اللہ کو بھی کیا میں جب دوا پیوں گا اور بے ہوش ہو جاؤں گا تو اپنے اللہ کو بھول نہیں جاؤں گا اس سے غافل نہیں ہو جاؤں گا میں اس دوا کو پینے کے لیے تیار نہیں ہوں میں ہوش و حواس میں ہی رہوں گا آپ میرا پاؤں کاٹیں میں اپنے رب کو یاد کرتا رہوں گا چنانچہ تختے سے ایک پاؤں کاٹ دیا گیا اور آپ چپ چاپ دیکھتے رہے نہ کسی بے چینی کا اظہار کیا نہ ہی چیخ و پکار کی مگر آزمائش کا عالم ابھی ختم نہیں ہوا تھا عروہ کے سات بیٹے تھے جب عروہ کا پاؤں کاٹا جا رہا تھا تو عروہ کا ایک پیارا بیٹا چھت پر سے گرا اور فوت ہو گیا مگر آپ کے ہاتھوں صبر و ضبط کا دامن نہ چھوٹا آنکھیں بھر رہی تھیں مگر زبان پر نالے نہ تھے لوگ تعزیت کے لیے آئے فرمایا اللہ تیرا شکر ہے دو ہاتھ ایک پاؤں میرے پاس چھوڑ دیے میرے مالک میری یہ اولاد تو نے ہی دی تھی ہاتھ پاؤں تو نے ہی بخشے تھے ان کا مالک تو ہی ہے تو نے جو لے لیا اس کا تو ہی حق دار ہے تیری ہی عطا کردہ تھیں آزمائش بھی تیری طرف سے آئی ہے عافیت سے تو نے نواز رکھا ہے یہ تو بہت ہی ناشکری کی بات ہے کہ آدمی آزمائش کی گھڑی میں عافیت کے زمانے کو فراموش کر دے میں تیرا ناشکرا بندہ نہیں ہوں گا۔

والدین کی قدر

آج کل مغربی تہذیب کے زیر اثر ہمارے معاشرے میں عموماً والدین کو شکایت رہتی ہے کہ ہماری اولاد نافرمان ہے اور اکثر دیکھا بھی یہی گیا ہے کہ جب بیٹے جوان ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ بات فراموش کر دیتے ہیں کہ آج ہم جو کچھ ہیں اس کے پیچھے ہمارے والدین کی کس قدر قربانیاں کارفرما ہیں مجھے اپنے والدین کی خدمت و طاعت تو در کنار ان سے انتہائی بدتمیزی اور نامناسب سلوک کرتے ہیں

.... جمیل احمد ملک شیدانی شریف

ماں کی یاد میں

تیری ہر خوشی پہ قربان میری جاں۔ ماں تو سلامت رہے میری ماں
خون دے کے پالے ہیں یہ پودے گلشن کے۔ اس چمن پہ رہتی ہے تو سدا مہرباں
ماں تو سلامت رہے میری ماں
محتاج ہوں میں تیری اک اک دعا کی۔ رہے میرے سر پہ سدا تیری چھاں
ماں تو سلامت رہے میری ماں

میری پیاری ماں تو پیار کا ایک بہت ہی گہرا سمندر ہے تیری گہرائی کو کوئی نہیں جانتا اس اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ماں تیرے پیار کی گہرائی بہت زیادہ ہے جس کا کوئی ناپ تول نہیں ہے میں تیری بیٹی ہوں اور تیری ہی گود میں پلی ہوں ماں میں تو تیرے ہر دکھ کو جانتی ہوں تیری تکلیف کو سمجھتی ہوں ماں کتنے پیارے وہ دن تھے جب تو مجھے اپنے پاس بیٹھا کر کھانا کھاتی تھی بلکہ ماں تو تو سمجھتی ہے کہ جب تک اولاد کھانہ لے تجھے بھوک ہی نہیں لگتی ماں تیرے پیار کا اندازہ میں کیسے لگاؤں کہ ایک طرف ڈانٹنا اور دوسری طرف گود میں بیٹھا کر پیار کرلی ہو ماں مجھ سے کبھی بھی ناراض نہ ہونا ماں میں تیرا بیٹا نہیں ہوں جو اپنی بیوی کے لیے اپنی ماں کو دھکے دے کو نکال دوں گا جو اپنی بیوی کو شاندار گھر میں اور تجھے اندھیری کوٹھری میں رکھوں گا جو بیوی کو طرح طرح کے کھانے اور تجھے اپنے بچوں کا بچا کچا کھلاؤں گا جو اپنی بیوی کے پرانے کپڑے تجھے پہناؤں گا میں تو تیری بیٹی ہوں تیرا چہرا دیکھا سوتی ہوں تیری پیاری صورت اٹھتے ہی دیکھ صبح کا آغاز کرتی ہوں ماں تو مجھے نظر نہ آئے تو تجھے ڈھونڈنا شروع کر دیتی ہوں ماں تیرے بن تو گھر میں اندھیرا سا ہو جاتا ہے ماں میری ہر تمنا ئیں تو تیری وجہ سے پوری ہوئی ہوتی ہیں ہر خوشی تو تجھے دیکھ کر ملتی ہے پھر میں ان خوشیوں کی تمنا کیوں کروں جن میں تو شامل نہیں ہوتی ماں تیری گود کی نرمی تو آج بھی نہیں بھول پائی ہوں ماں کسی نے سچ کہا ہے کہ جب ماں یا باپ مرجائیں تو بیٹا بار بار گھڑی دیکھتا ہے کہتا ہے جلدی دفنا ئیں میت کا ٹائم ہونے والا ہے میت کو دفنانے کے بعد کھانا کھلانا ہے مگر ماں بیٹیاں تو اپنی ماں باپ کا چہرا دیکھ دیکھ کر روتی رہتی ہے بائے میری امی کو مت لے کر جاؤ میری امی کے بغیر میرے یہ دروازے بند ہو جائیں گے میری امی کو میرے پاس ہی رہنے دو مگر ماں کوئی بھی اس وقت بیٹی کی نہیں سنتا ماں میں تو بیٹی ہوں تجھ سے دور نہیں رہ سکتی ماں میں بیٹا نہیں ہوں جو تجھے بیمار کو چھوڑ کو کسی دوسرے ملک چلا جاؤں گا اور وہاں جا کر کہوں گا ماں میں بہت پیسا کما رہا ہوں تیری پیاری کی بھولائی ہے مگر ماں بیمار ہوتی ہے اٹھنے کی ہمت نہیں ہوتی بیٹے کی بات سن کر کہتی ہے بیٹا اللہ تجھے بہت دے میری دعا ہے کہ اللہ تجھے تیری سوچ سو بھی زیادہ دے اور اپنے بیٹے کی آواز سن کر آنکھیں بھر آتی ہیں دیکھ نہیں سکتی آواز کے ساتھ آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پہ پھر مسکراہٹ سی آتی ہے جب آواز بند ہوتی ہے تو تو رو کر کہتی ہے بیٹا تو جہاں رہے خوش۔ کشور کرن۔

غزلیں

اپنا غم مجھے دے دو

تم اپنا غم و رنج و الم اپنی پریشانی مجھے دے دو
تمہیں غم کی قسم اس دل کی ویرانی مجھے دے دو
یہ مانا کہ میں کسی قابل نہیں ان نگاہوں میں
مگر تم اپنا ہر دکھ ہر حیرانی مجھے دے دو
میں دیکھوں تو سہی دنیا تجھے کیسے ستاتی ہے
کوئی دن کے لیے اپنی نگہبانی مجھے دے دو
جو دل میں نے مانگا تھا مگر غیروں نے پایا ہے
بڑی شے ہے اگر اس کی پریشانی مجھے دے دو

رخسانہ اوکاڑہ

کنارہ کیوں نہیں ملتا

ہر اک جانب سمندر ہے کنارہ کیوں نہیں ملتا
میرے مولا بتا مجھ کو سہارا کیوں نہیں ملتا
مجھے اس شہر میں ہر دن ہزاروں لوگ ملتے ہیں
جیسے میں ڈھونڈنے نکلا وہ پیارا کیوں نہیں ملتا
میرے مولا بتا مجھ کو سہارا کیوں نہیں ملتا

زاہد اقبال۔ چوکی

آپی نادیہ میواتی کے نام

تیری یاد جو سینے سے لگا رکھی ہے
ہم نے دنیا میں الگ دنیا بسا رکھی ہے
ہم کو معلوم نہیں چاہت کے تقاضے لیکن
ہم نے تیری باتوں کے سوا ہر بات بھلا رکھی ہے
سفر مشکل ہے معلوم ہے لیکن
تو ہمارا ہے تو ہر فکر مٹا رکھی ہے
تو بھلا دے تو بھلا دے لیکن ہم نے
تیری خوشبو بھی تصویر بنا رکھی ہے

مصباح کریم میواتی چوکی

غزل

میرے سلسلوں میں اسکا سر درد ہے
میری محبت ہی میرا قصور ہے وہ جو
وعدے کیا کرتی تھی ساتھ نبھانے کے
ان پلوں میں ڈوبا دل مجبور ہے
جیتے مرتے ہوں جس کی خاطر
وہی تو زمانے کا ناسور ہے
وہ پھر آئے گی مجھے چھوڑ جانے کے لیے
میں پھر مان جاؤں گا دل بہلانے کے لیے
محبت کی ہوں گی بہاریں نرالی
پھر دل جلے گا خود کو آزمانے کے لیے
پلکیں جس سے ہیں زخمی میری
عشق کا ہی تو سارا نور ہے
محبت میری پر نام عشق میرا ناکام
زندگی سے دور ہوں غموں سے دل چور ہے
یہاں کون ہے عالم یہاں کون ہے جاہل
ہر اک کے ہاتھ میں قلم ہے ہر اک کے ہاتھ میں شعور ہے
جو چاہوں بھی میں وہ لکھ نہیں سکتا
یہ دنیا کرتی ہے مجبور کہتے ہیں تو مغرور ہے

ثمر احمد، کراچی

کبھی ہمیں آزمایا تو ہوتا
سینے پہ خنجر چلایا تو ہوتا

محمد جاوید، شکن پور

غزل

شہر کا شہر میرے نام سے جلتا ہوگا

جب بھی گھر سے بن ٹھن کے نکلتا
ہوگا
ہم ہی بے تاب درد جدائی کی قسم
کرو میں دن رات وہ بھی بدلتا ہوگا
آنکھوں سے آگے کی کہانی نہیں
آتی
آتی بھی ہو تو مجھ کو سنائی نہیں آتی
عمر کسن ہے محبت ڈھونڈنے والو
عشق ہو جائے تو تا عمر جوانی نہیں
آتی
زندگی صرف محبت نہیں کچھ اور بھی
ہے
زلف و رخسار کی جنت نہیں کچھ اور
بھی ہے
بھوک و افلاس کی ماری اس دنیا
میں
عشق ہی حقیقت نہیں کچھ اور بھی
ہے
میں چپ ہوا تو میری انا چیختی رہی
ہونٹوں پہ ساحلوں کی طرح
تشنگی رہی
اک نام کیا لکھا ساحل کی ریت پہ
پھر عمر بھر ہوا سے میری دشمنی رہی
انیلہ غزل۔ حافظ آباد

دو چار قدم چلے پہ مسافت بھی
نہیں دیکھی
اس نے بھی غلاموں کی صفوں میں
ہمیں رکھا
اس دل پہ بھی جس نے حکومت
بھی نہیں کی
اس گھر کے بھی لوگ مجھے
چھوڑنے آئے
دہلیز پر تو اپنے زحمت بھی نہیں کی
کیا اپنی صفائی میں بیان دیتے
کہ ہم نے
ناکردہ گناہوں کی وضاحت بھی
نہیں کی
تعبیر کا اعزاز ہوا ہے اسے حاصل
جسنے میرے خوابوں میں شراکت
بھی نہیں کی
الفت تو بڑی بات ہے ہم سے تو
سر شہر
لوگوں نے بھی ڈھنگ سے نفرت
بھی نہیں کی
انیلہ غزل۔ حافظ آباد

ہوں
تو ابر بن کے میری بارشوں میں آ
میں تیرے واسطے کھلتے گلاب لایا
ہوں
بہار بن کے کبھی میرے موسموں
میں آ
محبتوں میں بچھڑنا کوئی کمال نہیں
صائم
کمال یہ ہے کہ بچھڑ کے نفرتوں
میں آ
فاروق احمد شانی۔ سدھر چکوال

آرزو

تجھے ملنے کی حسرت بھی ہے اور تو
میرے روبرو بھی ہے
حوصلہ بھی نہیں ہے تیرے بغیر
جینے کا سوچا تھا اپنا دل جلا ڈالیں
گے بشرٰی
پھر خیال آیا کہ اس دل میں تو بھی
ہے
فاروق احمد شانی۔ چکوال

غزل

اس دل نے تیرے بعد محبت بھی
نہیں کی
حد یہ کہ دھڑکنے کی جسارت بھی
نہیں کی
آداب سفر اب وہ سکھاتے جنہوں
نے

ایک شام صائم کے نام

نکل کے گھر سے کبھی میرے
راستوں میں آ
بکھر کے میری طرح تو بھی
مسافتوں میں آ
تیری تلاش میں نا جانے کب سے
پھرتا ہوں صائم
میں تھک چکا ہوں تو میری آنکھوں
میں آ
میں رنگ بو کی نمائش میں آبدیدہ

عجب نجوگ ہے جانا

عجب نجوگ ہے جانا
یہ کیسا روگ ہے جانا
بڑے بوڑھے بتاتے ہیں
کئی قصے سناتے ہیں
مگر ہم منتے کب تک
یہ سب کچھ جانتے کب تک
کہ بہت پختہ ارادے کس طرح
سے ٹوٹ جاتے ہیں
ہمیں کامل بھروسہ تھا

ہمارے ساتھ کس صورت بھی ایسا
ہو نہیں سکتا یہ دل قابو سے بے قابو
ہو نہیں سکتا
مگر پھر یوں ہوا جانا
نہ جانے کیوں ہوا جانا
جگر کا خون ہوا ایسے
تیرے آبرو کی جبیں پر
تیرے قدموں کی آہٹ پر گلابی
مسکراہٹ پر تیرے سر کے
اشارے پر صدائے دل ربانہ پر
چہرہ معصومانہ پر نگاہیں قاتلانہ پر
جفائے مہربانہ پر ادائے کافرانہ پر
گھائل ہو گئے ہم بھی بڑے بے
باک پھرتے ہیں
مائل ہو گئے ہم بھی بڑے بوڑھوں
کی باتوں پر قائل ہو گئے ہم بھی
محبت روگ ہے جانا
عجب جوگ ہے جانا
عرفان راولپنڈی

غزل

میری اجڑی ہوئی بستی کو یونہی
سنسان رہنے دو
خوشیاں راس نہیں آتی مجھے
پریشان رہنے دو
زینت نہیں بنتا تو نہ بن دل کی
آنگن کی
پر اپنے آشیانے میری اڑان
رہنے دو
تیری گلیوں میں یوں پڑنا اگر
نادانی ہے تو سن
میں دانش مند نہیں بنتا مجھے نادان
رہنے دو
نہیں مانگتا میں تجھ سے پھولوں
سے بھری ٹہنی
جو جلتا ہے میرے دل میں وہ
آتشدان رہنے دو
تیری بستی میں مانا ہم بسیرا کر نہیں
سکتے
پر اپنی سوچ کے محور پہ میرا مان
رہنے دو
محبوب عاجز اوکی

حسن اور عشق

تیری صورت نگاہوں میں پھرتی
رہے
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
میرے خاموش رہنے سے پردہ
نشیں
تجھ پہ الزام آئے تو میں کیا
کروں
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
میں نے مسجد میں جاکے یہ مانگی
دعا
میں جسے پیار کرتا ہوں مجھ سے ملا
جو میرا فرض تھا میں پورا کیا اب
خدا ہی نہ چاہے تو میں کیا کروں
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
حسن اور عشق دونوں میں تفریق
ہے کیا کروں میرا دونوں پہ ایمان
ہے
گر خدا روٹھ جائے تو سجدہ کروں اگر
صنم روٹھ جائے تو میں کیا کروں
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں

میں نے خاک نشیمن کو بوسہ دیا تھا
کہ کر ہی بس دل کو سمجھا لیا
آشیانہ بنانا میرا کام ہے
کوئی بجلی گرائے تو میں کیا کروں
عشق تیرا ستائے تو میں کیا کروں
رائے اطہر مسعود آکاش

الیس کے نام

اسے اتنا بتا دینا
میں اس سے دور ہو کر بھی
غموں سے چور ہو کر بھی
بہت مجبور ہو کر بھی
اسی کو یاد کرتا ہوں
اسے اتنا بتا دینا
میں دکھ اپنے چھپا کر بھی
خوشی کے گیت گا کر بھی
ہنسی ہونٹوں پہ سجا کر بھی
اسی کو یاد کرتا ہوں
اسے اتنا بتا دینا
جہاں کے غموں میں کھو کر بھی
میں دل کے داغ دھو کر بھی
کسی کے پاس ہو کر بھی
صرف اسی کو یاد کرتا ہوں
رئیس ساجد کاوش

غزل

بتاؤ کیسی گزری ہے میرے بعد
زندگی
بتاؤ کوئی پل سہانا بھی گزرا ہے
بتاؤ کیسے کٹتے ہیں دن رات
میرے بعد
بتاؤ اب کیسے ہیں جذبات میرے

بعد
بتاؤ اس بارش میں نہاتے ہو آج
بھی
ملے تھے جس جگہ وہاں جاتے ہو
آج بھی
بتاؤ اس شہر میں میرا نام اب بھی
ہے
بتاؤ میرے نام سے کوئی بدنام ہے
آج بھی
بتاؤ کے اب کون ہے میرے بعد
راہ حیات میں
بتاؤ کہ وہ ہاتھ ہیں اب کس کے
ہاتھ میں
بتاؤ کے کیوں چھوڑا تنہا اداس کو
تیری بے رخی نے کر دیا فنا اداس کو
عرفان اداس کراچی

غزل

تم بھی تو اب ہماری دید کو ترسو گے
نکلیں گے بہت چاند مگر عید کو ترسو
گے
چلے جائیں گے وفا والے یہاں
سے
کس کام کے اب آنسو برسو گے
چین نہ آئے گا تم کو کبھی بھی
لاکھ جتن چاہے اب تم کرسو گے
ایسا بھی ہوا کبھی جو تم نے کیا
رقیبوں پہ بھی اپنی عنائت کرسو
گے
محمد اسحاق انجم کنگن پور

غزل

گر وہ حسن بے حساب رکھتے ہیں
دل تو ہم بھی جناب رکھتے ہیں
شاید اس میں ہوں میری تصویریں
سینے سے لگا کر کتاب رکھتے ہیں
بڑھنے لگتے ہیں دنیا میں اندھیرے
جب وہ چہرے پہ نقاب رکھتے ہیں
چھا جاتی ہیں ہر سو خوشبو میں
اپنی باتوں میں گلاب رکھتے ہیں
مت پوچھئے کے وہ کیسے ہیں انجم
پہلو میں اپنے مہتاب رکھتے ہیں
محمد اسحاق انجم کنگن پور

غزل

اس نے کبھی مجھ سے نہ اظہار کیا
اس دل پھر بھی اس پھر بھی اس پہ
اعتبار کیا
اس کی آنکھیں پیار کی چمک تھی
پھر بھی اس نے نہ مجھ سے اقرار کیا
خود تو مخمل ہے اس جہاں بھر کی
اور مجھے دن رات بے قرار کیا
ہر بار یہ خواہشیں تھیں کہ وہ اظہار
کرے
مگر اس بے وفا نے ہر بار انکار کیا
ہر پل وہ ہی رہا میری سوچوں میں
دل نے نہ کبھی کسی کا اظہار کیا
بہت پر امید تھا تبسم اس سے لیکن
مگر ہر بار اس نے دل پہ وار کیا
کیا کرتے ہم اپنی زندگی سے گلہ
پھر بھی زندگی نے بے قرار کیا
ذوالفقار تبسم چک 92\15

غزل

ہر شخص ہم نے دل میں بسا رکھا
ہے
جس نے ہماری نیندوں کو چرا رکھا
ہے
اس احساس ہی نہیں میری بے
چین زندگی کا
چین سکون میرا جس نے اڑا رکھا
ہے
نقاب سے دکھتی ہیں حسین آنکھیں
اس ادا نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
اس کی ہرنی جیسی چال نے ستم
ڈھائے ہیں
سارا جہاں اس نے پیچھے لگا رکھا
ہے
ہمیں پیار ہے صرف اسی سے
اس بات کا گواہ خدا بنا رکھا ہے
مغرور ہونے کا پورا حق ہے اسے
تیری ہی محبت نے اسے دل میں
ذوالفقار تبسم

کسی دوست کے نام

کاش میری زندگی میں کوئی ایسا
آئے
جو میری زندگی کو خوشیوں سے بھر
جائے
کاش کوئی ایسا زندگی میں آئے جو
میری زندگی کو پھولوں سے
مہکائے
کاش میری زندگی میں کوئی ایسا
آئے
ذوالفقار تبسم

نظم

قدم اے بہار و تیز کر دو
نسیم سحر کو جنوں خیز کر دو
گل و نشتر کو تیز کر دو
فضائے چمن کو خیز کر دو
اندھیرے میں جو کہیں رہ نہ جائیں
چراغ محبت کی لو تیز کر دو
شبنم سے دیکھو میری جانب
ہے شوق تو دل کو لبریز کر دو
لب غنچے کو دے دو اذن ترنم
نہالا گلشن کو گل ریز کر دو
ہوا ذن تو نہیں دور منزل
ذرا اپنی رفتار کو تیز کر دو
...........این اے کاوش

پنجابی غزل

تینوں دسیا تے توں ہسنا ایں
اساں تینوں کج نئیں دسنا ایں
بس اگ اپنی وچ جلنا ایں
تے آپے پکا جھلنا ایں
اسیں پکے آں تو خام کڑے
کج ہویا نئیں کج ہونا سی
اک دن ہسنا تے رونا سی
اوہ ساگر چھلاں ایویں سی
اوہ ساریاں گلاں ایویں سی
پرچے چا کرنا تمام کڑے
اسیں کہندے کہندے مر جانا
تو ہسدے ہسدے مر جانا
ای اجڑے اجڑے رہ جانا
تو وسدے وسدے مر جانا
اساں سوچ لیا انجام کڑے
نور محمد اسلم کاوش، سرگودھا

اے خدا

اے مالک جہاں کچھ تو ہمارے
نام بھیج دے کسی کی محبت کسی کی
وفائیں ہمارے نام لکھ دے
ٹھوکریں کھاتے رہے گرتے
رہے چلتے رہے
اب تو ہر بار زندگی میں سکون آرام
لکھ دے
ہم بھی انسان ہیں آخر غم ہی ہمارا
مقدر کیوں
ہمارے حصے میں بھی خوشیاں تمام
لکھ دے
ہو گئے ہیں بدنام زمانے میں محبت
کر کے
اب زمانے کی نگاہوں میں
ہمارا احترام لکھ دے
......ایم وکیل عامر جٹ

غزل

مت پوچھو کیا حال ہوا ہے محبت
کے ماروں کا
اک محبوب ہوا کرتا تھا عکس چاند
ستاروں کا
تھے پھولوں کے گجرے پھولوں کی
چوڑیاں پھولوں کی سیج
اب کوئی آ کر تو دیکھے کیا حال ہوا
ہے پھولوں کے پاروں کا
اب تو جو محبت میں کھلے ہوئے
پھولوں کی طرح خوش
پر بعد میں تو نے دیکھا ہو گا حال
ان ٹوٹے بیچاروں کا

اب محبت محبت نہیں رہی بن گئی
ہے کھیل دل کی
کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا نام ہے
بس سہاروں کا
محبت کرنی ہے تو بتا نا کس تو عامر
اب بھروسہ نہیں رہا محبت میں راز
داروں کا
ایم وکیل عامر جٹ، ساہیوال

آر کے نام

چلو آج پھر اک غزل لکھتے ہیں
جسے تیرے نام کرتے ہیں
تیری چوڑیوں کی چھن چھن
تیرے ہاتھوں کی مہندی
تیرا بھی ہار سنگھار لکھتے ہیں
چلو آج پھر اک غزل لکھتے ہیں
جسے تیرے نام کرتے ہیں
تیری زلفوں کی تعریف کرتے ہیں
تیری وہ لمبی کالی زلفیں
تیرا دھوپ میں بیٹھ کے سکھانا
بالوں کی لٹ کو چہرے سے ہٹانا
پھر بالوں میں تیرا کلپ لگانا
پھر جو ہوا میرا وہ حال لکھتے ہیں
چلو آج پھر اک غزل لکھتے ہیں
جسے تیرے نام کرتے ہیں
کیا تھا تیرا حسن و جمال
تیری آنکھ کا کاجل
تیرے کانوں کے جھمکے
تیرے ہونٹ خاموش تیرا نظریں
جھکانا
پھر وہ تیرا مسکرانا لکھتے ہیں چلو اک
غزل لکھتے ہیں

۔۔ عامر وکیل جٹ ،ساہیوال

غزل شام

میں تتلیوں کو سلا دوں گا ذرا تم شام
ہونے دو
میں جگنوں کو جگا دوں گا ذرا تم شام
ہونے دو
میری غمناک آنکھوں کو تم دیکھو
حیرت سے
میں تم کو بھی رولا دوں گا ذرا تم
شام ہونے دو
کہاں آغاز ہوتا ہے کہاں انجام
ہوتا ہے
ہنر سارے سکھا دوں گا ذرا تم شام
ہونے دو
جو تم نے مجھ سے پوچھا کے کہاں
ہوئی ہے تیری شام
جہاں ہوئی بتا دوں گا ذرا تم شام
ہونے دو

مزمل عارف ،مندرہ راولپنڈی

غزل

پہلے کسی کو رلایا نہیں کرتے
ہاں خود سے خفا ہو تو منایا نہیں
کرتے
اک بار گرا دیں نظر سے جنہیں ہم
اس شخص کو پھر دل میں بسایا نہیں
کرتے
بولے جو محبت سے تو سوچا نہیں
کرتے
نفرت سے ہم ہاتھ ملایا نہیں
کرتے
اس شخص سے ملکر یہ احساس ہوا
ہے جو پیڑ بڑے ہوتے ہیں وہ
سایا نہیں کرتے
رکھتے ہیں انہیں ہم سینے سے لگا
کے
دکھ اپنا ہم کسی کو سنایا نہیں کرتے
کھو دیتے ہیں سب کچھ پایا نہیں
کرتے

نوید خان ڈاحا ،عارف والا

غزل

اپنی خاموش زندگی میں بلانا مجھ کو
اپنے حسین خواب کی تعبیر بنانا مجھ کو
جو میں پوچھوں تمہارا حال دل
تو ہر دھڑکن کی آواز سنانا مجھ کو
جو میں روٹھ جاؤں تم سے کبھی
تو بہت پیار سے منانا مجھ کو
جو کبھی ہو حسرت تمہارے دل میں
تو بے جھجک اپنی حسرت بتانا مجھ کو
جو ہو جاؤں زندگی میں تنہا کسی پل
اپنی پیار بھری آواز سے بلانا مجھ کو

نوید خان ڈاحا ،عارف والا

غزل

ہمارے سامنے جب بیٹھ کر تم
مسکراتے ہو
دھڑکتا ہے کیوں دل میرا جب تم
مسکراتے ہو
برستے ہیں لبوں سے پھول تمہاری
میٹھی باتوں سے
تم ان لبوں کی لرزش سے کیوں
میرا دل جلاتے ہو
میرے دل کی یہ حسرت ہے کہ
سو نہیں عمر بھر اب ہم
تم اپنی زلف کے سائے میں جب
ہم کو سلاتے ہو
ہمارے دل میں آ کر یوں ہمیں ہم
سے چرایا ہے
اب سپنوں کو سچ ہونے دو نیندیں
کیوں چراتے ہو
تم ان نشیلی آنکھوں سے پلا نا عمر بھر
ہم کو
ہمیں بھر کر ان باہنوں میں مدھوش
کیوں بناتے ہو

نوید خان ڈاحا

غزل امین کے نام

وہ یوں ملا کہ میں اپنا نام بھی بھول
گیا چینا اور جینا سونا تک بھول
گیا میں اس کو دیکھ کر یوں ہوش
سے بیگانہ ہوا
نہ حال احوال پوچھا سلام ہو گیا
وہ آیا ہے سامنے میرے تو ہونٹ
سل گئے
بہت کچھ پوچھنا تھا پر کلام ہو گیا
بس ایک لمحے کے لئے دیکھا جو
اس نے شرما کے
میں خود کو بھول گیا صبح شام کو بھول
گیا
وہ میری زندگی میں اس طرح مقیم
ہو گیا
ملی ہے مجھ کو یہ کیسی سزا حسین
میں اس کے عشق میں قیام ہو گیا

حسن رضا ،رکن شی

یہ جو برسات آتی ہے

یہ جو برسات آتی ہے خوب بارش
ہوتی
ہے
ہم کو کچھ یاد دلاتی ہے خون کے
آنسو رلاتی ہے
کبھی ہم بھی اس برسات میں تم
سے ملتے تھے
وہ تیری ملاقات ہم کو بہت رلاتی
ہے
اس بارش میں تیری یاد ہم کو آتی
ہے
ان بادلوں سے کہہ دو نہ آئیں
میرے دیس میں
اب تو روز اس کی یاد میں آنسوؤں
کی برسات ہوتی ہے
اب ان آنکھوں میں پانی ختم ہو رہا
ہے
بارش کیوں آتی ہے
جب بھی بارش آتی ہے میرا دل
ٹوٹ کے بکھر جاتا ہے
اس موسم کی بارش ہمیں بہت رلاتی
ہے
حسن رضا، رکن سٹی

چندا کے نام

تمہارے چاند سے چہرے پر غم
اچھے نہیں لگتے
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم اچھے
نہیں لگتے
ہمیں وہ زخم دو جانا جو ساری عمر نہ
بھر پائے
جو جلدی بھر کے مٹ جائے وہ زخم
اچھے نہیں لگتے
تمہیں ہر غزل میں لکھنا اب
دستور ہے میرا
ساری محفل کرے تیرے چرچے
ہمیں اچھا نہیں لگتا
میں چاہت کی اس منزل پر پہنچا
ہوں حسن
تمہارا چاہنے والا کوئی مجھے اچھا
نہیں لگتا
حسن رضا، رکن سٹی

غزل

اک بار جو بگڑی تو پھر ہاتھ نہ آئیگی
یہ زندگی تیری زلف نہیں
جو پھر سے سنور جائے گی
عجب ہے وحشت دل بھی کہ تا حد نگاہ
اک اسی کا چہرہ دکھائی دیگا
جدھر نظر جائے گی
فقط یہ کہ کوئی خوشی پھر خوشی نہ رہی
یوں گزرنے کو تو تیرے بن گزر
جائے گی
شام ڈھلتی ہے تو یہ دل مچل اٹھتا
ہے
کہ پلٹ کے تیرگی تو تیرے گھر
آئے گی
ہم نے یہ سوچ کے ویرانی کو بسا لیا
دل میں
گر ہم نہ رہیں گے تو کہاں جائے
گی
تیری کمی تو خیر حاصل زیست ہے
کسی روز میرے ساتھ یہ بھی مر
جائے

نوشین خان ۔ میلسی

غزل

دھوپ کا رنگ گھلا پانی میں
اک دیا ڈوب گیا پانی میں
اور اک آنکھ سے اترا آنسو
اور اک عکس ڈھلا پانی میں
تیری آواز ہے کہ جادو ہے
جیسے گھنگھرو کی صدا پانی میں
یاد کے دائرے بنتے بگڑے
کوئی کنکر سا گرا پانی میں
پھر وہی خواب وہی بے چینی
پھر کوئی دشت گرا پانی میں
یہ میری آنکھ چھلک ڈالے گا
یہ جو کنا سا رکا پانی میں
اس طرح گھل رہا ہے یہ جیون
جیسے مٹی کا ڈلا پانی میں
راحل بخاری، محبوب شاہ

قطعہ

جب تم بچھڑو گے لب سی لیں گے
ہم
کچھ دوری کے بعد بھی جی لیں
گے ہم
لیکن جب تم کسی اور کی بن بیٹھو گی
دلہن
ادھر زہر کا پیالہ بھی پی لیں گے ہم

کاش کوئی ہمیں بھی یاد کرتا
پلکوں پہ بیٹھا کے پیار کرتا
اسی لیے تو ہم بھی روٹھتے نہیں
کامران

ہم روٹھ جاتے کون ہمیں منانے
والا ہوتا
کامران احمد

غزل

اس نے کہا تم میں وہ پہلی سی بات
نہیں ہے
میں نے کہا زندگی میں اب تیرا
ساتھ نہیں ہے
اس نے کہا کیا اب بھی کسی کی
آنکھوں میں ڈوب جاتے ہو
میں نے کہا اب کسی کی آنکھوں
میں وہ بات نہیں ہے
اس نے کہا کیوں ٹوٹ کے چاہا
مجھ کو
میں نے کہا انسان ہوں پتھر ذات
نہیں ہے
اس نے کہا کیا بے وفا ہوں میں
میں نے کہا اب مجھے وفا کی تلاش
نہیں ہے
اس نے کہا بھول جاؤ مجھے
میں نے کہا تم حقیقت ہو کوئی
خواب نہیں ہے
ایم جاوید، منگن پور

لہنگا

تم نے جو پہن رکھا ہے
بہت ارزاں یہ لہنگا ہے
تمہارا حسن تو انمول ہے
تمہارا حسن تو سے مہنگا
تمہیں کس بدبخت نے کہا تھا
کہ پہن لو یہ لہنگا

ایم آفتاب شاد کوٹ

غزل

مجھے ایک گلی میں پڑا ہوا ایک خط ملا
میری زندگی کے چراغ کا
یہ انداز کوئی نیا نہ تھا
کبھی روشنی کبھی تیرگی
یہ جلا ہوا نہ بجھا ہوا
مجھے آپ کیوں نہ سمجھ سکے یہ اپنے
دل سے پوچھئے
میری داستان حیات کا
ہر ورق ورق کھلا ہوا
مجھے ہمسفر بھی ملا کوئی
میری روح طرح ہی لٹا ہوا
میں منزلوں سے ہٹا ہوا
کبھی قافلوں میں لٹا ہوا
مجھے اک گلی میں پڑا ہوا
کسی بدنصیب کا خط ملا
کہیں خون دل سے لکھا ہوا
کہیں آنسوؤں سے مٹا ہوا
نامعلوم

غزل

وہ روٹھا ہوا ہے مجھ سے
یہ کوئی نئی بات تو نہیں
ٹوٹا ہے میرا آج تک ہر سپنا
یہ ٹوٹی کوئی نئی آس تو نہیں
میں خاموش ہوں اور اداس بھی
بیتی جو تنہا وہ پہلی رات بھی
جدا تھا اس کی زندگی کا سفر
ایسی بے رخی میرے ساتھ تھی
جس میں بھیگ کر بہہ جاتے ہر غم
وہ برسنے والی برسات نہ تھی
اس نے کہا وہ بچھڑ گئی تو کیا ہوا
وہ میرا کوئی کائنات نہ تھی
میرے سپنوں کا محل گرا تی نہ وہ
پتھر کی عمارات نہ تھی
مجرم ٹھہرا وہی ساتھ میرے
ہوئی رسوا تنہا میری ذات نہ تھی
بھولا ہوا تھا کب سے وہ
جو بھلا دی وہ میری بات نہ تھی
وہ روٹھا ہوا ہے مجھ سے
یہ کوئی نئی بات نہ تھی
فرزانہ سرور، میاں چنوں

غزل

آج کسی نے میرے گھر میں
دستک دی ہے
کون آئے گا میرے اجڑے گھر
میں
برسوں سے بیٹھا سوچ رہا ہوں
شاید وہی آیا ہوگا
وعدہ کس نے مجھ سے کیا تھا
اک دن چھوڑ کے آنے کا
سن میری طرف سے اظہار آ گیا
سانول کو بھی تم پہ پیار آ گیا
آصف سانول، عمان

غزل

کوئی غزل تیرے نام نہ ہو جائے
آج لکھتے لکھتے شام نہ ہو جائے
کر رہا ہوں انتظار تیری اظہار
محبت کا
اس انتظار میں زندگی تمام نہ

ہو جائے
نہ لیتا تیرا نام سرعام اس ڈر سے
کہیں یہ میرے لیے الزام نہ ہو
جائے
ملک علی رضا فیصل آباد

غزل

میری چاہت میں گزرتی میری ہر
شام تھی
میرے دل سے نکلتی ہوئی ہر دعا
تیرے نام تھی
اب مجھ کو الزام نہ دے بیوفائی کا
میرے ہاتھوں کی لکیروں میں وفا
عام تھی
قدر پوچھے اس سے جو کرتے
ہیں محبت کی پوجا
صرف تیرے شہر میں محبت میری
بدنام نہ تھی
اپنی جان کا نذرانہ کیسے کرتی پیش
تجھ کو
تیرے عشق میں میری ہر سانس
نیلام نہ تھی
کیسے چھوڑ دیتا تنہا زندگی کے سفر
میں
تیرے بغیر میرا زندگی عام نہ تھی
ملک علی رضا فیصل آباد

غزل

جب درد کی دل پہ حکومت تھی کہاں
تھا اس وقت
جب مجھے تیری ضرورت تھی
کہاں تھا اس وقت
موت کے سکھ میں چلا آیا مجھے
خوشی نہیں تھیں۔

دیکھنے کو
زندہ رہنے کی مصیبت تھی کہاں تھا
اس وقت
دل کے دریاؤں میں اب ریت
کے صحراؤں کی
جب مجھے تم سے محبت تھی کہاں تھا
سلیم شہزاد ورا اچھا

غزل

کسی کی یاد میں رونا ہی چھوڑ دیا
اپنی زندگی کو تلاش کرنا ہی چھوڑ دیا
سب بیتی ہوئی باتیں بھلا دی ہم
نے
اب دل میں ماضی بسانا ہی چھوڑ
دیا
کانٹوں سے بھر دیے لوگ دامن
ہم نے آنگن میں پھول کھلانا ہی
چھوڑ دیا
نہ مانگیں گے کسی سے بھیک محبت
کی
اس لیے ہم نے دل لگانا ہی چھوڑ
دیا
عزیز احسن پردیسی منڈی
بہاؤالدین

غزل

روتے ہیں جن کی یاد میں آنسو بہا
بہا کر
وہ سامنے جا رہے ہیں نظریں جھکا
جھکا کر
ہم ان سے محبت اور وہ ہم سے
نفرت کرتے ہیں پھر بھی ہم
دعائیں کرتے ہیں ان کے لیے

ہاتھ اٹھا اٹھا کر
وہ آتے تھے جب بھی میرے
غریب خانے پر چاہت
کرتا تھا روشنی میں اپنے دل کو جلا
جلا کر

غزل

کچھ اس طرح سے میں اپنی زندگی
تمام کر دوں وقت سحر دیکھوں اور
شام کر دوں
خواب میں بھی کوئی تیرے سوا
دکھائی نہ دیا
عمر بھر کے لیے آنکھوں کو تیرا انعام
کر دوں
تیرے لیے کی خوشبو سے مہکیں
میری سانسیں چاہت
اور جتنی ہیں میری سانسیں سب
تیرے نام کر دوں
رائے حسین ولی چاہت

غزل

جس جھلے ہیں بھی چپنے آسماں
سے پوچھ لو تم
سب چھوڑ گئے اپنے اس جہاں
سے پوچھ لو تم
مرجھائے ہیں قسمت کے گلشن کے
بھی پودے
نہیں شکوہ بہاروں سے بوستاں
سے پوچھ لو تم
مشکل ہے میرا جینا ہر سانس اٹکتی
ہے
مجھ میں میرا کچھ بھی نہیں بت

بچپن نے پوچھا تو تم
جس نے بدلی دنیا میرا جیون بدل
دیا
ان سارے سوالوں کو مہرباں سے
پوچھ لو تم
کشور کرن، چچوکی

غزل

وعدہ کیا تھا نبھانے کے لیے
اک دل ہم نے دیا تھا اک دل
پانے کے لیے
اس نے محبت کی مجھ سے اور یہ کہہ
کے چھوڑ دیا
کہ میں نے تو محبت کی تھی تمہیں
آزمانے کے لیے

میں نے تڑپ کے پوچھا کیا کسی
اور کے ہونے لگے ہو
وہ مسکرا کے بولے کہ پہلے
تمہارے کب تھے

کیسے بھلائے گا وہ میری برسوں کی
چاہت کو
دریا اگر سوکھ بھی جائے تو اس میں
نمی نہیں جاتی

چوما جو اس کے ہونٹوں کو تو احساس
ہوا مجھ کو
اک پانی ہی کافی نہیں پیاس
بجھانے کے لیے

تو نے محبت بھی عجب شے بنائی

ہے یا رب
تیرے بندے تیرے حضور روتے
ہیں کسی اور کے لیے

تو کسی اور کیلئے ہوگا سمندر عشق
عثمان
ہم تو ہر روز رہتے ساحل سے
پیاسے گزر جاتے ہیں
محمد ابوہریرہ، بہاولنگر

غزل

اپنے چہرے کو اپنے ہی اشکوں
سے دھو لیتے ہیں
ہو جائے دیر تو منزل کو کھو دیتے
ہیں
اپنے جیون میں نہیں پایا کبھی
کوئی سایہ ہر بار
اس کے پودے کو بو دیتے ہیں
آج تک کچھ نا دیا مجھ کو ان
عزیزوں نے
جو مانگوں ملتا نہیں جو نہ مانگوں تو
اب تو دیتے ہیں
حیران ہوں میں جیون کے
نرالے کھیلوں پہ
کہیں جھکایا کہیں گرا وہ
دیتے ہیں
کرن چھاؤں میں کیسے گزرے
ماضی کو
یاد آتے ہیں وہ لمحے تو رو دیتے
ہیں
کشور کرن ۔ چچوکی ۔

دل بنجر

دل بنجر کہتا ہے کہہ دے جو کہنا ہے
جیون جتنا تیرا اداس ہے
اتنی ہی تاریکیاں ہیں
میرے میں بھی
کچھ ٹھیس دل میں چبھتی ہے
کچھ کرچیاں ہو کر بکھرتا ہے جیون
اب اگر میں چاہوں بھی تو
نہ کہہ پاؤں جو کہنا ہے
دل بنجر اداس رہتا ہے
کہتی ہے بس بھی دھڑکن کہنے دو
ہاتھ جلیں یا پاؤں میں ہو تکلیف
بات تو ایک ہی ہے
اک درد سا اٹھتا ہے روح میں
اداسیاں نہیں کے اٹھنے دے
نامعلوم پھر کوئی اندر سے کہتا
رہنے دے اب رہنے دے چیخ
اٹھتی ہے روح میری
سہنے دے اب سہنے دے

کچھ تو کہو

کچھ مجھے سننا ہے
کچھ مجھے کہنا ہے
اب پاس آ بھی جاؤ
مجھے پاس تمہارے رہنا ہے
لبوں کے قفل میں کھولو
کیا یہ ضروری ہے
میں ہی کچھ بولوں
کچھ تم بھی رازوں کا بھید دو
کچھ تو کہو
کہا میرا اب تو مان لو
جو مجھے کہنا ہے کچھ مجھے سننا ہے

فرزانہ سرور میاں چنوں

غزل

میں نے کہا مجھے عادت ہے
مسکرانے کی
غصے سے کہا اس نے عادتیں بدل
ڈالو
اگر محبت نہیں کر سکتے تو نفرت بھی
نہ کرو
کاش ہم کہہ پاتے یوں غصہ نہ
نکالو
عادتوں کا تو پتا نہیں ہم ضرور بدل
گئے
اب کسر کیا رہ گئی ہے ہم پہ ہاتھ بھی
اٹھالو
کبھی تو سوچیں گے ہمیں ہم تو کہہ
ہی نہیں سکتے
بڑے ہی معصوم اور نادان سے
ہیں ہم
نہ کرو ظالم دنیا کے حوالے
ہمیں دل میں کہیں چھپالو
عمر بھر رہیں گے تمہارے غلام بن
کر
بس ایک بار ہمیں دل سے اپنالو

فرزانہ سرور میاں چنوں

غزل

کچھ لمحے پاس میرے تم آیا کرو
میرے دل کو ذرا تم بہلایا کرو
بہت کمزور دل ہے یہ بیمار کا
بیٹھ کر سامنے مسکرایا کرو
ہوتی برداشت فرقت یہ مجھ سے
نہیں
درد اتنا نہ مجھ پہ برسایا کرو
اتنی اچھی نہیں بے رخی دلربا
حال میرا سنو اور سنایا کرو
قائد الفت کے بھی ہوتے ہیں
کچھ صنم
کیے وعدے بھی تو نبھایا کرو
مانا میں ہوں مجبور ناصر
مریض عشق کو یوں نہ ستایا کرو

غزل

ملاحظ جو تیرا میں پڑھتا رہا
رات بھر میں ذکر تیرا کرتا رہا
ہوئی تسکین کچھ دل بے چین کو
میرا شوق محبت بڑھتا رہا
دم توڑ چکی تھیں جو حسرتیں میری
ان میں رنگ بہاراں نکھرتا گیا
چاند تارے بھی محفل میں موجود
تھے
محفل شوق میں کوئی نکھرتا گیا
تیرے حسن و ادا گیسوؤں کا صنم
تذکرا بس یوں ہی یار چلتا رہا
لے کے انگڑائیاں ملنا ناصر تیرا
میری آنکھوں میں منظر اترتا گیا

غزل

میں بچپن سے ہی کا پرستار تھا
دل محبت میں اسکی گرفتار تھا
کیا کئی بار اظہار الفت مگر
رہا لب پہ بھی اس کے انکار تھا
اس کو شاید طلب تھی کسی اور کی
دل میں اسکی کسی اور کا پیار تھا
ہوتی یوں ہی رہی اپنی بس کش
مکش
نہ انکار تھا نہ اقرار تھا
عشق میرا بھی مجنوں سے کم نہ تھا
مجھے اپنی وفاؤں پہ اعتبار تھا
جسے چاہتا تھا وہ اسے ناصر ملا
مجھے مل نہ سکا جس کا انتظار تھا
ایم ناصر جوئیہ چوک میتلا

غزل

کتنا بے بس ہوں کہ تجھے بھلا بھی
نہ سکا
اور بدنصیب اتنا کہ تجھے یاد بھی نہ
سکا
میری محروم نگاہوں میں لرزتے
آنسو
انہیں زمانے سے چھپا بھی نہ سکا
اور بہا بھی نہ سکا
گھر غیر کا آباد کیا میرے ہی شہر
میں
بے چین رہا بہت مگر تجھے بتا بھی
نہ سکا
اک شخص کی قربت میسر آئی مجھے
بدنصیبی میری کہ اس سے نبھا بھی
نہ سکا
شب ہجر کی تلخیوں کا اک اک پل
تم نے سنا بھی نہیں میں سنا نہ سکا
لاکھ آندھیاں اور طوفان آتے
رہے
تیری محبت کے چراغ کوئی بھی بجھا
نہ سکا
خلیل احمد ملک

غزل

کبھی آؤ محبت کا اظہار کریں
یونہی دور دور سے نہ تکرار کریں
کبھی تڑپ لیا کرو ہماری خاطر بھی
کبھی اپنے ہی لیے آنکھوں کو
آبشار کریں
کہتے ہیں تیرے لیے کچھ کریں
گے ہم
جو بھی کرنا ہے آج سر بازار کریں
دل محبت کو شرطوں میں بدلا تم نے
کہتے ہیں پہلے سرحدیں بھی پار
کریں
اب تو پل بھی گزرنا مشکل ہے
افضل
کیسے زندگی بھر انتظار کریں

ایم افضل کھرل، عظیم ولا

غزل

کہاں گئے وہ دن کہاں گئی وہ
راتیں
جب میں کرتی تھی تیرے ساتھ
باتیں
جان دیتی تھی میں تجھ پر بس یہی
سوچ کر
تو میری خاطر ٹھکرائے گا اپنی ہزار
براتیں
وہ دلوں کو ملاتے ملاتے خود بھی تم سے
مل گئی
بہت خوبصورت لگتی تھی وہ
برساتیں
شاید تیرے دل کی باتوں کو نہ سمجھ
سکی میں
اس لیے تو دے گیا مجھ کو آنسوؤں
کی سوغاتیں
اب تنہائیوں میں مجھے بے حد یاد
آتی ہے
تیری میری صبا، اور مجاہد کی
ملاقاتیں

غزل

محبت عمر نہیں وفا دیکھتی ہے
ہم جیسے دیوانوں کی جفا دیکھتی ہے
دیتی ہے سزا جب محبت اپنے
گناہ گاروں کو
حسن نہیں ادائیں بے وفا
دیکھتی ہے
حسن تو یوسف کے پاس بھی ہے
بہا تھا
مگر محبت غرور میں صنم کو کرنا خفا
دیکھتی ہے
سکون زندگی کے تو مل جاتے ہیں
نفرتوں میں بھی
اپنی محبت کی خاطر ہونا فنا دیکھتی
ہے
چل جاتی ہیں چھریاں دل پے
بارش کی طرح
جب بھی محبت اپنے محبوب کی ہر ادا
دیکھتی ہے

اشعار

گئے دن جب تیری چاہت کی تمنا
تھی
اب تو کعبہ بھی بن جائے تو میں
تجدہ کروں

محبت کے اصولوں پر تو پورا نہ اتر
سکی
جب اس نے تمہیں چھوڑا تو تم مر
کیوں نہ گئے

دل کی گہرائیوں سے تجھے یاد کیا
کرتے ہیں
تو ہمیں مل جائے بس یہی فریاد کیا
کرتے ہیں
ہو سکتا ہے تو مجھے مل جائے دل کے
کسی کونے میں
بس یہی سوچ کے ہم دل کو آباد کیا
کرتے ہیں

بے پرواہ سے ہم دل لگا بیٹھے ہیں
اپنی آن ہم خود ہی گنوا بیٹھے ہیں
وہ شخص جو قابل نہ تھا محبت کے
اسی شخص کو ہم اپنا خدا بنا بیٹھے ہیں

محبت تو محبت ہے جان تو جاتی ہے
جان تو جان اپنی شان بھی جاتی
ہے
وہ شخص جیسے دنیا جانتی ہو بڑا
محبت میں پڑ جائے تو گمنام ہو
جاتی ہے
جو لوگ سنبھل جاتے ہیں اک
چوٹ کو کھا کر وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر
بکھرا نہیں کرتے

صائمہ لیاقت، ظفروال

غزل

غزلیں نظمیں۔

اجڑے چمن کو بسانے کب آؤ گے
ارے ہمیں اپنا بنانے کب آؤ گے
بن تیرے اب رہ نہیں سکتے
عمر بھر ساتھ نبھانے کب آؤ گے
دیکھنا کہیں بجھ نہ جائے چراغ
زینت
اپنے ہاتھوں دیا جلانے کب
آؤ گے
تیرے نام کی رسوائی ہی اچھی ہے
پھر ہجر کا داغ لگانے کب آؤ گے

غزل

اس نے کہا جان کچھ مانگو
میں نے کہا بس تمہارا ساتھ
اس نے کہا ساری چاہتیں تمہاری
ہیں
میں نے کہا پھر قائم رہنا اپنی بات
پہ
اس نے کہا مجھے دل دکھانے کی
عادت نہیں
میں نے کہا کہ مجھے بھی شکوہ لب پہ
لانے کی عادت نہیں
اس نے کہا آخری خواہش بتاؤ
میں نے کہا بس تمہارا ساتھ کبھی نہ
چھوٹے
اس نے کہا تمہارا اور میرا سانسوں
کا رشتہ ہے جو کبھی نہ ٹوٹے
شگفتہ ناز، آزاد کشمیر

غزل

تمہارے بعد ہمارا سہارا کون بنے
گا
بہت گہرے سمندر کا کنارا کون
بنے گا
جو ہو جائے محبت میں اک بار فنا تو
پھر کس نے سمیٹنا ہے دوبارہ کون
بنے گا
ٹوٹ چکی ہوں بکھر گیا سب کچھ
سوچتی ہوں میری قسمت کا ستارا
کون بنے گا
جس پہ بہت مان تھا اسی نے چھوڑ
دیا دو گام کس نے چلنا ہے ہمارا
کون بنے گا
شگفتہ ناز آزاد کشمیر

غزل

ہزاروں پل تمہارے بن نہ پوچھو
کیسے کٹے ہیں
کبھی یادیں رلاتی ہیں کبھی موسم
ستاتے ہیں
اسے کہہ دو ہم آئے ہیں
ہمیں مایوس مت کرنا ہمارا مان رکھ
لینا
ہمیں واپس نہیں جانا ہمیں دل
میں بسا لینا
ہمیں اپنا بنا لینا
بہت تڑپے ہوئے دل سے بہت
روٹھا نہیں کرتے
محبت تو عبادت ہے اسے رسوا
نہیں کرتے
شگفتہ ناز، آزاد کشمیر

غزل

وہ میرے پیار کو بے وفائی کا نام
دیے جا رہا ہے
وہ مجھے بھی بیوفا کہے جا رہا ہے
پیار تو میں نے بھی اس سے کیا تھا
پھر بھی وہ مجھے کیوں چھوڑے
جا رہا ہے
شاعر ہاشم یعقوب خیال

غزل

تعلق توڑ دیتا ہوں مکمل توڑ دیتا
ہوں
جسے میں چھوڑ دیتا ہوں مکمل چھوڑ
دیتا ہوں
محبت ہو کہ نفرت ہو بھرا رہتا ہوں
شدت سے
جدھر سے آئے یہ دریا ادھر ہی موڑ
دیتا ہوں
یقیں رکھتا نہیں ہوں میں کسی کچے
تعلق پہ
جو دھاگا ٹوٹنے والا ہو اس کو توڑ
دیتا ہوں میرے دیکھتے ہوئے
چنے لہریں نہ لے جائیں
گھروندے ریت کے بنا کر
انہیں میں چھوڑ دیتا ہوں
عدیم اب تک وہی بچپن وہی
تخریب کاری ہے
قفس کو توڑ دیتا ہوں پرندے چھوڑ
دیتا ہوں
ایم عمیر مظہر سنی، تجکیاں

غزل

جب یاد کا البم کھولوں تو کچھ لوگ
بہت یاد آتے ہیں
میں گزرے دنوں کا سوچوں تو
کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں

اب نجانے کس نگری میں سوئے
پڑے ہیں مدت سے
میں رات گئے تک جاگوں تو
کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
کچھ باتیں تھیں پھولوں جیسی
کچھ خوشبو جیسے لہجے تھے
میں شہر چمن میں ٹہلوں تو کچھ لوگ
بہت یاد آتے ہیں
وہ پل بھر کی ناراضگیاں وہ مان بھی
جانا پل بھر میں
اب ہادی خود سے روٹھوں تو کچھ
لوگ بہت یاد آتے ہیں

غزل

شام تک بھرتی رہی جبر کی ماری
آنکھیں
ڈھل گئی شام تو پھر رات کو ہاری
آنکھیں
ہم اسی آس پہ آنکھوں کو کھلا
رکھتے ہیں
لوٹ آئیں نہ کسی روز ہماری
آنکھیں
اچک سا گر بے تحریری بنی ہے
زنجیر
جب سے بچھڑی ہیں تیری وہ
پیاری آنکھیں
ح۔ہ۔ہادی

غزل

ہر ظلم تیرا یاد ہے میں بھولا تو نہیں
ہوں
اے وعدہ فراموش میں تجھ سا تو
نہیں ہوں

اے دوست مجھے کیوں دیکھتا رہتا
ہے زمانہ
دیوانہ سہی تیرا تماشا تو نہیں ہوں
چپ چاپ ہے ظلم وقت کے
ہاتھوں
مجبور سہی وقت سے ہارا تو نہیں
ہوں
دل توڑا ہے اپنوں نے تو شکوہ نہ
کریں گے
تو بھول گیا مجھ کو میں بھولا تو نہیں
ہوں
ساحل پہ کھڑے ہو کے تمہیں کیا
ڈر چلے گا
میں ڈوب رہا ہوں ابھی ڈوبا تو
نہیں ہوں

غزل

تلاش محبت میں درد کی خاک
چھان رہا ہوں
سوالی ہوں اس نگری کا جس کا
سلطان رہا ہوں
ہر کوئی خار سمجھ کر پھینک رہا ہے
کبھی تو میں اس شہر کا گلستان رہا
ہوں
کیا کوئی مجھے بھی لگائے گا اپنے
گلے
یہ سوچ کر میں اکثر پریشان رہا
ہوں
وہ جو میرا نام لب پہ لانے سے گھبرا
رہے ہیں
شہر بھر میں ان کی شہرت کا عنوان
رہا ہوں

تیرے حصے کا پیار زمانے نے
بانٹ لیا ہے میں اس کھیل میں
سدا نادان رہا ہوں
نوید خان ڈاھا، عارف والا

غزل

عشق میں جذب کیا اثر بھی نہیں
ہے
مر مٹے ہم انہیں خبر بھی نہیں ہے
نہ ملے اگر طانہ سرمہ طور
کیا تیری خاک راہ گزر بھی نہیں
ہے
سخت یوں ہی تھی منزل غم عشق
پھر کوئی دل کا ہم سفر بھی نہیں ہے
چل چکا آپ کا فریب وفا
اب میں اس درجہ بے خبر بھی نہیں
بے دلی میں فغان شام تو کیا
صورت اگر و سحر بھی نہیں ہے
بادہ نوشی میں بچ تو ہے رینا
لفظ شاید نہ ہوں ضرر بھی نہیں ہے

ہمیں شراب پینے کی بہت عادت
تھی
اس نے اپنی قسم دے کے چھوڑا
دی
رینا محمود قریشی

ہمیں مایوس نہ کرنا ہمارا مان رکھ لینا
ہمیں واپس نہیں جانا ہمیں دل
میں بسا لینا
ہمیں اپنا بنا لینا
بہت تڑپے ہوئے دل سے بہت

روٹھا نہیں کرتے
محبت تو عبادت ہے اسے رسوا
نہیں کرتے
زمانے سے چھپاتے ہیں
کبھی چرچا نہیں کرتے
سنو ایسا نہیں کرتے
سنو ایسا نہیں کرتے
شگفتہ ناز۔ آزاد کشمیر

قطعہ

صبح اٹھ کر سب سے پہلے تمہیں یاد
کرتا ہوں
تمہاری یاد سے ہی دل کو شاد کرتا
ہوں
جانتا ہوں میرے ہاتھوں کی
لکیروں میں نہیں ہو تم
پھر بھی تیری یاد سے دل کو آباد
کرتا ہوں

ا۔ دیکھو لوگ عبادت میں مصروف
ہیں۔
لوٹ آؤ کے بہت گناہ گار ہو تم
جاوید
۲۔ چھوڑنا ہی تھا ساتھ میرا تو مجھے
بتا دیتے
مرنے سے پہلے اپنے کفن کا
سامان کر لیتا جاوید
......آصف جاوید زاہد۔ ساہیوال

ادھورے خواب

ہم اکثر سب سے کہتے ہیں کیوں
خواب ادھورے رہتے ہیں
کیوں یاد کسی کی آتی ہے کیوں درد
جگر میں ہوتا ہے
کیوں قدم بہکنے لگتے ہیں ہم جب
بھی چلنے لگتے ہیں
کیوں پلکیں نم ہو جاتی ہیں ہم
جب بھی ہنسنے لگتے ہیں
ہے اکثر راتوں کی تاریکی یادوں
کے زہرا گلتی ہے
کیوں ہجر کا موسم آتا ہے
کیوں میرا دل تڑپاتا ہے
ہیں شل
......کشور کرن، پتوکی

غزل

دستور زمانے کی ہم سے نگرانی
نہیں ہوتی
ہر لفظ محبت کا کوئی کہانی
نہیں ہوتی
انجام ملے ہم کو دنیا سے مخلصی
میں
جھکنے کی اور ہم سے نادانی نہیں
ہوتی
نہیں مانگتے کسی سے جاہ و جلال
اب ہم
زمانے میں پھونک پھونک کر
سلطانی نہیں ہوتی
پر اب ہم حفاظت کا پہن کر جو
نکلے
ہم سب حق چلیں گے پریشانی
نہیں ہوتی
پا پیادہ چل رہے ہیں منزل کے
راستے پر
عہد و واثق پہ ہم سے بے زبانی
نہیں ہوتی
زمانے کی رنجشوں سے کرن
اچاٹ ہوا ہے دل
یوں دل کے سر شک پہ ہم سے
مہربانی نہیں ہوتی
کشور کرن پتوکی..............

غزل

تجھے اپنا بنا کے میں نے لکھی چاند
پہ غزل
تھاما جو ہاتھ تو نے سرکا میرا آنچل
تاروں نے دی گواہی اور رات
بھی تھی اپنی
مہکنے لگیں تھیں سانسیں اور کھلنے
لگے کنول
دنیا میں گھر ہو میرا خواہش نہیں
رہی
کتنا حسیں ہے میرا تیرے دل کا
محل
آنکھوں میں چمک آئی ہونٹوں پہ
مسکراہٹ
ہونے لگے سچ سپنے نظر آ گئی منزل
قرطاس کی کشتی پر پہنچے ہیں فوق
تک ہم
دنیا کی رسموں سے کرن ہم ہو گئے

ہر دل عزیز کشور کرن کی ذاتی شاعری

غزل

تجھے اپنا بنا کے میں نے لکھی چاند پہ غزل
تھاما جو ہاتھ تو نے سرکا میرا آنچل
تاروں نے دی گواہی اور رات بھی تھی چنچل
مہکنے لگیں سانسیں اور کھلنے لگے کنول
دنیا میں گھر ہو میرا خواہش نہیں رہی
کتنا حسیں ہے میرا تیرے دل کا یہ محل
آنکھوں میں چمک آئی ہونٹوں پہ مسکراہٹ
ہونے لگے ہیں سچے نظر آئی منزل
قرطاس کی کشتی پہ پہنچے ہیں فوق تک ہم
دنیا کی رسموں سے کرن ہم ہو گئے ہیں شل

غزل

دستور زمانے کی ہم سے گرانی نہیں ہوتی
ہر لفظ محبت کا کوئی کہانی نہیں ہوتی
انجام ملے ہم کو دنیا سے مفلسی میں
تھکنے کی اور ہم سے نادانی نہیں ہوتی
نہیں مانگتے کسی سے جاہ و جلال ہم
اب...
زمانے میں پھونک پھونک کر سلطانی نہیں ہوتی
پر امن حفاظت کا چن کر جو ہم نکلے
ہم سب حق چھینیں گے پریشانی نہیں ہوتی
پاپیادہ چل رہے ہیں منزل کے راستے
عہد و واثق پہ ہم سے بے زبانی نہیں ہوتی
زمانے کی رنجشوں سے کرن اچاٹ ہوا ہے دل
یوں دل کے سرکشوں پہ ہم سے مہربانی نہیں ہوتی

غزل

رونے سے اے ناداں دل حالات بدلتے نہیں
چاہت میں جنوں دل کے جذبات بدلتے نہیں
چاہے اپنے بچھڑ جائیں چاہے چھوڑ دے یہ دنیا
دنیا کے رواجوں سے اپنے تاثرات بدلتے نہیں
پنچھی ہیں کسی ڈالی پر کرلیں گے بسیرا ہم
دولت کے بیوپاری نہیں عبارات بدلتے نہیں
کرلیں جب تہیہ ہم ڈٹ جاتے ہیں قولوں پہ
چاہے کٹ جائے سر تن سے ہم بات بدلتے نہیں
وقت ہوگا ہمارا ابھی لڑتے ہیں حالاتوں سے
نہیں کھائیں گے ہم شکست آفات بدلتے نہیں
ہم جو ہیں بتائیں کچھ ایسی اپنی نہیں فطرت
کرن جو بھی ہیں سامنے ہیں ہم ذات بدلتے نہیں

پچی برتھڈے ٹو یو

ایسے موسم ایسی خوشیاں ایسے لمحے تیرے پاس ہوں
جیسا تو سوچے جیسا تو چاہے میری جان تجھ کو سب راس ہوں
ہے دعا نادریہ پچی برتھڈے ٹو یو
غم نہ آئیں کبھی جیون میں
خوشیوں بھرا تیرا آنگن ہو
ہونٹوں پہ ہنسی رہے مہرباں آنکھ تیری نہ کبھی نم ہو
ہے دعا قادریہ پچی برتھڈے ٹو یو
ہر اک رب تجھ پہ مہرباں ملے ہر قدم پہ تجھے مرحلہ
اختتام ہو تیری زندگی رہے ہر کسی پہ عقیدہ تیرا
ہے دعا قادریہ پچی برتھڈے۔ ٹو یو
..............کشور کرن چھولی

غلام فرید جاوید کی شاعری

میں بھول جاؤں گا

کیا معلوم سانس بھی ساتھ دے یا نہ دے
تیری یادوں کو دل سے بھلانے کے بعد
روز آتے ہو رلاتے ہو چلے جاتے ہو
میری پلکوں میں اشک سجانے کے بعد
خود ہی بتاؤ کیا ممکن ہے بھول جانا
یاد یار کو دل میں بسانے کے بعد
معاف کرنا مجبور ہوں میں اے ہم
بھول جاؤں گا تم کو مگر مر جانے کے بعد

کاش کے تم آ جاؤ

آج کچھ وقت کے لیے میرے پاس کاش تم آ جاؤ
بہت تنہا ہوں میں آج کاش تم آ جاؤ
کبھی خود کو اتنا کمزور نہ ہونے دیا میں نے
آج بکھر رہی ہے میری ذات کاش تم آ جاؤ
کتنا عرصہ ہوا ہے تنہا تم بن جیتے ہوئے مجھے
آج ستا رہی ہے بہت تیری یاد کاش تم آ جاؤ
وقت کی رفتار جیسے تھم سی گئی ہے
پتا نہیں کیسے کٹے گی یہ رات کاش تم آ جاؤ
آج نا جانے کیوں گھبرا رہا ہے یہ دل میرا
آج ٹوٹ نہ جائے میری سانس کاش تم آ جاؤ

کہا تھا نہ

کہا تھا نہ یوں سوتے ہوئے چھوڑ کے مت جاؤ
مجھے بے شک جگا دینا بتا دینا
تمہیں رستہ بدلنا ہے
میری حد سے نکلنا ہے
تمہیں کس بات کا ڈر ہے
کہ میں تمہیں جانے نہیں دیتا
کہیں پہ قید کر لیتا
ارے پاگل محبت کی طبیعت میں زبردستی نہیں ہوتی
جسے رستہ بدلنا ہو اسے رستہ بدلنے سے
جسے حد سے نکلنا ہو اسے حد سے نکلنے سے
نہ کوئی روک پایا ہے نہ کوئی روک پائے گا
تو تمہیں کس بات کا ڈر ہے
میرے ساتھی یہ حقیقت ہے
کہ میرے پاس اب کچھ نہیں باقی
تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں
میں اب سونے سے ڈرتا ہوں

غزل

بسایا تھا دل میں چاہت کی بات تھی
وہ مغرور نکلے یہ ان کی فطرت کی بات تھی
وعدے پہ ان کے آج بھی جی رہے ہیں ہم
ہمیں تھا ان کا انتظار عادت کی بات تھی
رسوا وہ کر گئے ہمیں سب کے سامنے
ہم کچھ بھی نہ کر سکے شرافت کی بات تھی
چاہا ہم نے پایا کسی اور نے انہیں
وہ ملے نہ ہمیں قسمت کی بات تھی
ہماری داستاں سن کر سارا جہاں رویا جاوید
صرف ہم نہ روئے ہمت کی بات تھی

کون میرے درد سنبھالے
اس کو فرصت ہی نہیں وقت نکالے محسن
ایسے ہوتے ہیں بھلا چاہنے والے محسن
یاد کی دشت میں پھرتا ہوں میں ننگے پاؤں
دیکھ تو کبھی آ کر پاؤں کے چھالے
......غلام فرید جاوید حجرہ شاہ مقیم

ابھرتے ہوئے شاعر کاشف نعیم، فتح جنگ کی شاعری

غزل

جان جاں لکھوں یا روح کی صدا لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں تجھے کیا لکھوں
الزام دوں اپنی بے چینی کا یا آنکھوں کا چین لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں تجھے کیا لکھوں
تصویر ہے تیری میرے دل میں یا دل میں تیرا مکاں لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں تجھے کیا لکھوں
دل چرایا ہے تو نے یا گئی تیری ادا لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں تجھے کیا لکھوں
لکھوں تجھے دل کی دھڑکن یا پیار کی صدا لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں تجھے کیا لکھوں
بھول جانا تجھے میرے بس میں نہیں
یہ پیار ہے یا اپنی بے بسی لکھوں
تو ہی بتا میرے محبوب میں کیا لکھوں
لکھوں اسے حسن کی دیوی منظور یا شاعر کا خیال لکھوں

غزل

ہر لمحہ زندگی کا کر ڈالا تیرے نام
کی جو ایک شام تم نے میرے نام
مسکرا کر ملنا گھومنا ساتھ تیرے
گھومتے ہیں میری آنکھوں میں وہ تمام منظر
رہتے ہیں پیاسے ہونٹ میرے
آنکھوں سے پلا دو ایک جام
دل بھی تیرا یہ جان بھی تیری
کر ڈالی ہے میں نے ہر سانس تیرے نام
دیا ہے تم نے ایک نیا روپ مجھے
میرا ہر شعر میری ہر غزل تیرے نام
مال و دولت یہ جسم و جاں کچھ نہیں
آسمان سے توڑ کر لاؤں میں
ستارے سونپ مجھے یہ کام
میرے مرنے کے بعد میرے منہ سے کفن اٹھا کر ضرور دیکھنا
میرے لبوں پہ سجا ہوگا تیرا ہی نام
ہوا ہے میرے ساتھ ایک عجیب حادثہ منظور
بدل گئی زندگی آئی زندگی میں ایسی شام

غزل

میرے دل کی اجڑی بستی پر یہ انعام ہو جائے
تیری محبت اور تیری چاہت میرے نام ہو جائے
آؤ گزار لیں کچھ لمحے مل کر
جانے کس موڑ پر میری زندگی کی شام ہو جائے
رکے جو میرے دل کی دھڑکن تیرے
آنسو گریں میرے سینے پر
تڑپ کر دو جو تم آواز روح میری پرواز ہو جائے
جب بھی اٹھتے ہیں ہاتھ دعا کے لیے
میرے دل سے نکلتی ہے یہ صدا
اے خدا دنیا کی ہر خوشی میرے محبوب کے نام ہو جائے
اے خدا اس کی خوشی کے لیے اگر
تجھے کسی کی موت چاہیے
تو لکھ دے میرا نام اور میری زندگی تمام ہو جائے
دکھوں اور تکلیفوں کی کڑی دھوپ
میں جھلس رہا ہوں میں
ہو نصیب جو تیرے پیار کی چھاؤں
رکی سانس بحال ہو جائے
تمہارے لیے ہو شاید آساں بھول جانا مجھے
مگر ناممکن ہے صاف میرے دل
سے تیری تصویر ہو جائے
اے خدا سجا دے اس کے دل میں تصویر منظور
وہ بھولنا چاہے مجھے تو بھلا نہ سکے دل
کے ہاتھوں مجبور ہو جائے
(کاشف نعیم، فتح جنگ)

جلتے خوابوں کی راکھ

تحریر: ملک عاشق حسین ساجد۔ ہیڈ بکائنی۔ 0308.6783157۔

محترم جناب شہزادہ التمش صاحب۔
جلتے خوابوں کی راکھ کی دوسری قسط حاضر خدمت ہے ماشاءاللہ جواب عرض کی مقبولیت اور اس کے پرستاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو آپ اور آپ کی محنتی ٹیم کی انتھک لگن کا نتیجہ ہے جواب عرض ایک مکمل ادبی و معیاری میگزین ہے جو ڈائجسٹ کی دنیا کا منفرد اور ممتاز جریدہ ہے اس کے رائٹرز اور قارئین اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔اللہ کرے یہ گلستان ادب کا درخشندہ ستارہ یونہی سدا چمکتا دمکتا رہے۔اور کوئی بھی آنچ اس پر نہ آنے آمین۔ اسلام آباد سے بھائی محترم سید حیدر احمد ناز آپ کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں جواب عرض کے ساتھ آپ کی دلی وابستگی اور میرے لیے آپ کے سندر خیالات آپ کی سلجھی ہوئی شخصیت اور بڑے پن کا مظہر ہے ایک شعر آپ کے نام کرتا ہوں۔

اوروں کے لیے جو رکھتے ہیں پیار کا جذبہ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھرا نہیں کرتے۔

دوتی سے محمد شہزاد کنول۔اب کیسی طبیعت ہے آپ کی خداوند کریم آپ کو جلد صحت کاملہ دے آمین اپنی اپنی خیریت سے آگاہ کریں دوتی سے ہی مزمل رضا اور عبدالمجید کہانی کی پسندیدگی پر دل سے شکر گزار ہوں مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اس پر تفصیلی اور بے لاگ تبصرہ بھی کرتے یہی محبت بھری گزارش کراچی سے راشدہ اور انیلا کے نام پھر بھی آپ کا دل سے شکریہ کہ ہمیشہ یاد رکھتی ہیں قبولہ شریف پاک پتن سے محترم ریاض حسین شاہد صاحب کافی عرصہ بیت گیا ہے آپ کی کوئی کاوش جواب عرض میں نہیں دیکھی۔تو آئیے ناں پلیز موسٹ ویلکم۔شدت سے منتظر ہیں۔راولپنڈی سے محترم محمد سلیم اختر اور رفعت محمود آپ تو منجھے ہوئے تلکاری ہیں اور مجھ جیسے بے شمار لوگوں کے پسندیدہ رائٹرز تو اس قدر فاصلے اور دوریاں اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے آمین۔ چنیوٹ سے اریبہ اسد۔دل میں اپنوں کے لیے بہت ہی جگہ ہے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ سے ناراض ہوں انشاءاللہ جلد اس موضوع پر لکھوں گا فیصل آباد سے عالیہ اور حسیم ایم جاوید نسیم چوہدری دعاؤں میں یاد رکھنے کا بے حد شکریہ۔ جھنگ سے حورین حسن۔ظفر اقبال دوکوٹہ سے آفتاب شادی لاہور سے محمد اختر۔کراچی سے اللہ بخش اور محمد انور لاہور سے محمد اسد ملک محمد رمضان ممتاز نادر۔فاروق آباد سے نزاکت علی کوئٹہ سے محمد آصف مرتضیٰ اظہر سیف دکھی رحیم یار خان۔ سے محمد ایوب راشد سلیم ساجد شاہد منیر کشمیر سے فائزہ ولی پنڈی سے ماہین ماریہ بھکر سے شاہینہ کوثر۔ساتیہ چیچہ وطنی سے رخسانہ تونسہ شریف سے سید صفدر ملتان سے واقف ملتانی ندیم کنول اور محترمہ کنیز فاطمہ بلوچستان سے دین محمد بلی۔اور بھی بے شمار ساتھیوں نے مجھے اچھا لکھنے پر مبارک باد دی سب کا بے حد شکریہ۔اور سب کو ہی سلام۔

آ گئیں ثمرین بیٹا۔ اتنی دیر کیوں لگادی خالہ جی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

جی ماں جی وہ سکینہ گھر پر نہیں تھی تو اکیلی چلی گئی اس لیے کچھ دیر ہوگئی ثمرین نے وضاحت کی۔

بیٹا کتنی مرتبہ کہا ہے اکیلی مت جایا کرو۔ خالہ نے نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

ارے میں تو باتوں میں لگ گئی بیٹا دیکھ کون آیا ہے خالہ نے اچانک چونکتے ہوئے اس کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے پھر کہا جس میں میں بیٹھا ہوا تھا۔

ڈاکٹر راول آیا ہے خالہ نے خوش ہوتے ہوئے میرے بارے میں بتایا۔

ڈک ۔۔ ڈک۔ کیا۔ ڈاکٹر راول۔ اس کے چہرے پر حیرت وخوشی کے ملے جلے کئی رنگ آئے اور گزر گئے۔

بڑی مشکل سے لے کر آئی ہوں آتا ہی نہیں تھا خالہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ثمرین دھیرے دھیرے کمرے کے درواز تک آئی اور مسکراتے ہوئے سلام کیا مسکراتے ہوئے میں نے بھی سلام کا جواب دیا مگر ثمرین کے سلام کو جواب دیتے ہوئے میری زبان لڑکھڑا سی گئی ایک لمحے کے اندر ملنے والی خوشی اس قدر بھاری تھی کہ میرا جسم فرط جذبات سے کپکپاہٹ کا شکار ہوگیا۔ دل میں خوشی کے فوارے سے پھوٹنے لگے ثمرین کے اچانک ملاپ نے میری آنکھوں کو نم آلود کردیا۔ ممکن تھا کہ میں جذبات کی رو میں بہہ کر رونے لگتا کہ ثمرین نے مداخلت کی۔

بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب آپ ہمارے اس غریب خانے میں تشریف لائے۔

بیٹا ڈاکٹر صاحب کو کچھ کھلاؤ پلاؤ گی بھی یا باتوں میں چلتا کروگی خالہ نے ثمرین کو قدرے اونچی آواز میں کہا تو وہ کچن کی طرف دوڑ پڑی میں نے خوشی کے عالم میں آسمان کی طرف دیکھا لیکن بیچ میں کمرے کی چھت آگئی۔

اے خالق کائنات۔ تو بے مثال ہے چشم زدن میں اپنی قدرت وطاقت میں ثانی نہیں رکھتا۔ میں نے ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے کہا آنکھوں میں رکے دو بیش قیمت موتی پھسل کر میرے دامن میں سماگئے۔ میں نے بغور کمرے کا جائزہ لیا کمرے کی ہر چیز صاف ستھری اور نہایت قرینے سے رکھی ہوئی تھی دیہی علاقوں میں پلنگ کے بجائے چارپائیاں استعمال ہوتی ہیں جن پر رلیں اور سادہ چٹائیاں بچھا کر کام چلایا جاتا ہے عصر جدید کی ترقی کی بدولت اب دیہی علاقوں کے امیر خاندانوں میں شہر زندگی کی سہولیات کا علم دخل کافی زیادہ ہوگیا ہے۔ مگر اب بھی بہت سے خاندان اور گھرانے ایسے ہیں جنہوں نے سابقہ روایات اور طرز زندگی کو بحال رکھا ہوا ہے اس کمرے میں دو چارپائیاں رکھی تھیں جن پر خوبصورت رنگوں کے حسین امتزاج کی عکاسی کرتی چٹائیاں اور ان کے اوپر پھول دار چادریں بچھی ہوئی تھیں شیلفوں میں جست پیتل اور اسٹیل کے علاوہ پلاسٹک کے خوبصورت برتن سجاوٹ کے انداز میں رکھے ہوئے تھے شیلف کے اوپر ایک مخصوص خانہ تھا جس میں دنیا کی مقدس ترین کتاب دیدہ زیب غلاف میں لپٹی ہوئی تھی چارپائی سے ذرا ہٹ کر جائے نماز تھی جس سے خاندان کی مذہب سے محبت کا اظہار ہوتا تھا کمرے کے مغربی حصے میں ایک بڑا صندوق رکھا ہوا تھا جس پر مختلف چھوٹے سے صندوق اٹیچی کیس اور بریف کیس رکھے ہوئے تھے ایک اور چھوٹے سے شیلف میں چند کتابیں قرینے سے رکھی ہوئی تھیں غرض کمرے کی ہر چیز سے نفاست اور خوبصورتی ٹپکتی ہوئی نظر آتی تھی میں دل ہی دل میں صاحب کمرہ کے حسن ذوق کی داد دے رہا تھا کہ ثمرین ٹرے میں چند

پراٹھے آملیٹ اور چائے لیے سر پر آن کھڑی ہوئی۔
محسوس نہیں کیجیے گا۔ اتنے کم وقت میں آپ شایانِ شان کھانے کا بندوبست نہ کرسکی دوسرا بھیا بھی گھر پر نہیں تھے کہ کچھ لے آتے ثمرین نے ٹرے میرے آگے چارپائی پر رکھتے ہوئے کہا تو بے اختیار میری آنکھیں اس کے چہرے پر جا ٹکیں صرف ایک لمحے کے لیے آنکھیں چار ہوئیں۔

آنکھوں سے ملی آنکھیں دل دل سے جو ٹکرایا
واللہ مزہ آیا۔

ثمرین کے چہرے پر حیاء کی لالی گہری ہوتی گئی اس کے چہرے پر بکھرے نور نے مجھے اپنی نظریں نیچی کرنے پر مجبور کردیا۔
آج کل آپ نے کچھ نہ بولنے کی قسم اٹھا رکھی ہے کیا اب بھی ثمرین ہی بولی۔ میری بولتی تو کب کی بند ہوچکی تھی۔
جی نہیں۔ آپ کا کمرہ بھی آپ ہی کی طرح خوبصورت ہے کہ میں کھو سا گیا تھا۔ میں نے سنبھل کر جواب دیا۔ اسی دوران خالہ کمرے میں داخل ہوئیں اور میرے ساتھ چارپائی پر ہی بیٹھ گئیں۔
راول بیٹا تکلف مت کرو تم مجھے اپنے بیٹے کی طرح لگے ہو انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔
خالہ جی۔ آپ کی شفقت اور اپنائیت میں مجھے بھی اپنی سگی ماں جیسا خلوص اور پیار ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے یہ کہہ کر میں نے آہستہ آہستہ آملیٹ اور پراٹھوں سے انصاف کرنا شروع کردیا۔ بہت مدت بعد جی بھر کر کھانا کھایا میرے کھانا کھانے کے دوران ثمرین دوسری چارپائی پر بیٹھی رہی اور خالہ جی مجھ سے مختلف قسم کے سوالات کرتی رہیں اسی دوران چور نظروں سے میں بھی کبھار ثمرین کی طرف دیکھ لیتا دو تین بار نظروں کا ایکسیڈنٹ ہوا جس سے دل ناپائیدار کو میٹھی میٹھی چوٹیں لگیں جو زیرِ لب ہنسی کے مرہم سے ٹھیک ہوگئیں۔
آپ کی طبیعت کیسی ہے اب میں نے پہلی بار خالہ کے سامنے براہ راست سوال کیا۔
آپ کو کیسی نظر آتی ہے۔ ثمرین نے الٹا مجھ سے سوال کیا۔
مجھے تو کچھ ضرورت سے زیادہ نظر آتی ہے میں نے شگفتہ لہجے میں جواب دیا۔ تو دونوں ماں بیٹی ہنس دیں۔ دل تو نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سے اٹھ آؤں مگر زیادہ دیر بیٹھنا بھی مناسب نہیں تھا خالہ جی سے اجازت لے کر کلینک روانہ ہوگیا۔ دروازے سے باہر نکل کر میں نے دیکھا تو ثمرین کو برآمدے کے ستون کے ساتھ اداس کھڑا پایا تو دل اچھل کر حلق میں آگیا ماحول ایک بار پھر سوگوار ہوگیا تھا قربت اور جدائی کا فرق اس سے قبل مجھے معلوم ہی نہیں تھا شکستہ قدموں کے ساتھ میں کلینک پہنچ گیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میری روح کہیں کھوگئی ہو ثمرین سے خوش کن ملاقات نے میری زندگی کو ایک نیا موڑ دے دیا یقین جانیں مجھے شادی اور محبت کا فرق ہی ثمرین سے محبت کے بعد محسوس ہوا۔ شادی ہر کوئی کرتا ہے اور ہر شخص کے شادی کے بارے میں نظریات اور خیالات مختلف ہوتے ہیں لوگوں کی اکثریت نظریہ ضرورت کے تحت شادی کے بندھن میں بندھتی ہے ہمارے ہاں اکثر شادیاں وٹہ سٹہ کی قبیح رسم کی پیداوار ہوتی ہیں محبت ایک ایسا لفظ ہے جس کی مختلف افراد مختلف تشریحات کرتے ہیں لیکن دراصل یہ ایک بے لگام فطری جذبہ ہے جو ہمہ وقت انسان کے اندر موجود رہتا ہے اور سازگار ماحول ملتے ہی اچانک عود کر آتا ہے دنیا میں ہی شاید کوئی ایسا شخص ہو جو اس حسین جذبے سے تہی دامن ہو یہ بھی حقیقت ہے کہ محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہوجاتی ہے جو محبت کی جاتی ہے اس کے پیچھے ہوس اور مخصوص خواہشات کارفرما ہوتی ہے۔ اور جو محبت ہوجاتی ہے وہ پاکیزہ اور سچی لگن کی

طرح ہوتی ہے اس میں ذرہ بھر بھی کھوٹ اور ملاوٹ نہیں ہوتی اور محبت ایک تلخ وشیریں جذبے کا نام اٹل حقیقت ہے جسے کسی صورت بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اگر دیکھا جائے تو مہوش بھی خوبصورتی میں کم نہیں تھی ہمارا بچپن ایک ساتھ ہی گزرا تھا مگر میرے دل میں اس کی محبت کا جذبہ کبھی بیدار نہیں ہوا تھا۔ اور بات تھی کہ وہ مجھے دل وجان سے چاہتی تھی اب بھی وہ شاید اس انتظار میں تھی کہ اس کی شادی میرے ساتھ ہوتی رضیہ مجھے اچھی لگی تھی مگر میرے دوست ارشد کی بہن ہونے کے ناطے تھوڑے ہی دنوں میں اسے دل ودماغ سے نکال دیا تھا اس کے بارے میں محبت کے حوالے سے سوچنا بھی گناہ سمجھتا تھا بحرحال ثمرین سے محبت نے مجھے محبت کے بارے میں اپنے نظریات کی تبدیلی پر مجبور کردیا محبت جسے میں احمق لوگوں کی احمقانہ سوچ کی اختراع سمجھتا تھا اب مجھے دنیا کا حسین اور لطیف ترین جذبہ محسوس ہورہا تھا۔

چند مریض میرے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے آتے ہی ان میں مصروف ہوگیا۔ بہت دن ہوگئے تھے ثمرین کو نہیں دیکھا تھا میں اس سے ملنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا مگر کوئی راہ صاف دکھائی نہیں دے رہی تھی ہر لمحہ اسی کے بارے میں سوچتے ہوئے گزرتا۔

چاندنی رات پورے جوبن پر تھی چاند اپنی چاندنی کی سفید چادر پھیلا چکا تھا فضا میں پھیلا ہوا سکوت ماحول پر جادوئی اثرات مرتب کررہا تھا آسمان پر کہیں کہیں بادلوں کی ٹکڑیاں تیرتی پھر رہی تھی جو کبھی کبھی چاند کے سامنے آکر چاندنی کو دھندلا دیتی تھی ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی خزاں رسیدہ پتوں کی سرسراہٹ پرندوں کے گھونسلوں سے ابھرنے والی چہچہاہٹ کی ہلکی صدائیں بستی کے وسط میں سے آوارہ کتوں کے غرانے کی آوازوں نے ماحول میں پراسراریت کا سماں باندھ رکھا تھا رات کا ایک بجا تھا اپنے منہ کو میں نے کپڑے سے چھپایا ہوا تھا صرف آنکھیں بچا کر ہاتھ میں کلہاڑی پکڑی اور چند سوگز دور واقع ثمرین کی بستی میں اس سے ملنے چل پڑا نصف صدی پرانا پیپل کا درخت ہماری منزل تھا جہاں ہم نے ایک دوسرے سے ملنا تھا دن کو کسی صورت ہم نہ مل سکتے تھے لہذا ایسی جگہ کا پروگرام طے پایا تھا دل میں خوف کے جذبات انگڑائیاں لے رہے تھے اگر وہ نہ آئی تو کیا ہوگا اگر کسی نے دیکھ لیا یا پہچان لیا تو کیا ہوگا تمام تر خوف کے باوجود میرے قدم خود بخود پیپل کے درخت کی طرف بڑھتے جارہے تھے۔ جونہی درخت کے عین نیچے پہنچا درخت پر موجود پرندوں میں ہلچل کے آثار پیدا ہونے محسوس ہوئے۔ دل ودماغ میں انجانے خوف کی لہر نے میرے اندر سنساہٹ سی پیدا کردی تھی بستی سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں معدوم ہوچکی تھیں اچانک ایک کتے کے بھونکنے کی آواز آئی اور پھر سناٹا چھا گیا۔ ثمرین کے آنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی لیکن یہ چند لمحے کی دیر طویل اور کٹھن ہوتی جارہی تھی میری نظریں سامنے گلی سے نکلتے راستے پر تھیں تھوڑی دیر بعد گلی سے اچانک ایک سایہ سا نکلا اور پیپل کے درخت کی طرف چل پڑا میں اپنی جگہ پر ہوشیار ہوگیا۔ سایہ جلدی سے چلتا ہوا درخت کے نیچے پہنچا میری تمام توجہ اس سائے کی طرف تھی جس کی چال سے میں نے جان لیا تھا کہ یہی مطلوبہ ہستی ہے جس کا میں کافی دیر سے انتظار کررہا تھا آنے والا میری بانہوں کے حصار میں تھا۔

کوئی مشکل پیش تو نہیں آئی اسے میں میں نے سرگوشی کی۔

نہیں کوئی خاص نہیں۔ بس تمہاری ضد سے مجبور ہوکر چلی آئی۔ اگر خدانخواستہ کسی نے دیکھ لیا تو تم جانتے ہو ایسے موقعوں پر کیا ہوتا ہے۔ میں نے اپنے بازوؤں میں محصور ہستی کے جسم میں کپکپاہٹ محسوس

کی شاید خوف اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔

کیا کروں تمہارے بغیر زندگی عذاب لگتی ہے وقت کٹتے نہیں کٹتا۔ میری جان تم نے مجھے اپنے حال سے بیگانہ کر دیا ہے میں نے اپنی مجبوری بیان کی فضا میں کتوں کے بھونکنے کی آوازوں میں اچانک اضافہ ہوتا گیا۔ اور ساتھ ہی ان کے انسانوں کی آوازیں بھی شامل ہوگئیں۔ اگلے ہی لمحے گلی سے تین آدمی نکلے اور سیدھے ہماری طرف ہی بڑھے۔

وہ دیکھو کوئی بندے ہماری طرف چلے آ رہے ہیں۔ میں نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ تو میرے سینے سے لگی ہستی تڑپ کر علیحدہ ہوگئی۔

میرے تو ٹکڑے کر ہی دیں گے تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور میں تم سے پہلے مرنے کے لیے قربان ہو جاؤں گی مگر تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گی۔ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے جذباتی ہو کر کہا تو میں نے بلکاتے ہوئے صدق دل سے اپنی محبت کا یقین دلاتے ہوئے سینہ سپر ہوگیا۔

نہیں نہیں۔ تجھے کچھ بھی نہیں ہوگا اگر ایسا ہوا تو میں بھی زندہ نہیں رہوں گا میں نے تم سے محبت کی ہے اور محبت کرنے والے بزدل نہیں ہوا کرتے۔

اچھا تم ایسا کرو راول اس سے پہلے کہ یہ ہمارے پاس آ کر ہمیں اور ہمیں جان سے ماریں تم یہاں سے بھاگ جاؤ میں بھی کہیں چھپنے کی کوشش کر لی ہوں ثمرین نے بیقرار ہو کر مجھے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

مگر تم۔۔ یہاں کہاں جاؤ گی میں نے اپنے اردگرد دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں ایسی کوئی چیز نظر نہ آ رہی تھی جہاں وہ چھپ جاتی۔

تم میری فکر نہ کرو۔ راول۔ تم بھاگ جاؤ۔ خدا کے لیے ورنہ۔ بہت برا ہوگا۔ ہمارے حق میں چلو بھاگو۔ ثمرین نے التجا اور رو دینے والے انداز میں پھر منت کی۔

نہیں ثمرین نہیں میں ایسا کسی صورت میں نہیں کر سکتا ہوں اس طرح تجھے۔۔ اکیلا چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ میں نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے پریشان حال میں اسے کہا میں بھلا اپنے جسم اور روح کے حصے کو کسی طرح اپنے سے جدا کر کے بھیڑیوں کے آگے پھینک کر فرار ہو سکتا تھا۔

ہم تجھے ایسا کرنے بھی نہیں دیں گے ہم تو کب سے تیری تاک میں تھے۔ ایک کے بعد دوسرا آدمی بولا۔ میں نے دیکھا ان سب نے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے سوائے آنکھوں کے۔

ڈاکٹر کے بچے آج تیرا وہ حشر کریں گے کہ آئندہ کوئی شخص کسی کی عزت پر ہاتھ مارنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ یہ تیسرے آدمی کے الفاظ تھے۔

میں نے دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں بندوق دوسرے کے پاس بڑا سا ڈنڈا اور تیسرے کے ہاتھ میں بڑا سا چھرا تھا جسے دیکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے۔ اور ہونٹ خشک اور میرے سامنے موت کے بادل منڈلا رہے تھے ثمرین مجھ سے لپٹ گئی تھی بندوق والے آدمی نے آگے بڑھ کر میرے پیٹ پر اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری میں درد کی شدت سے تڑپ اٹھا اور پھر ثمرین کے سر کے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے زمین پر دے مارا تو ڈنڈے والے آدمی نے ثمرین کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا ثمرین کو کوئی چوٹ سی لگی تھی جس کی وجہ سے وہ تھوڑا سا چیخی مگر ڈنڈا اس کی کمر پر مار کر اسے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا خبردار جو منہ سے ایک لفظ بھی نکالا تو ورنہ اپنے عاشق سے پہلے ماردی جاؤ گی۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی مزاحمت کرتا تیسرے آدمی نے اپنا تیز دھار چھرا لہرا کر میرے پیٹ میں اتار دیا فضا میں ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی۔ میں نے بڑے احتیاط سے اپنے پیٹ کو سنبھالا حالات کا جائزہ لیا میں خیریت سے تھا۔ میں نے ایک ڈراؤنا اور خوفناک قسم کا خواب دیکھا تھا میں

نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا بلب کا بٹن دبایا کوارٹر سفید روشنی میں نہا گیا۔ ساتھ رکھے جگ سے ایک گلاس پانی پیا کلاک پر نظر پڑی تو رات کے دو بج رہے تھے باقی کا وقت سوتے ہوئے گزارنے کے بجائے جاگتے رہنے کا فیصلہ کرلیا جس قسم کا خواب تھا نیند بھلا کیسے آسکتی تھی۔

اگلے روز دل کے ہاتھوں میں مجبور ہوکر میں ثمرین کے گھر ان سے ملنے چلنے لگا خالہ گھر پر نہیں تھیں میں نے ثمرین سے رات والا خوفناک خواب دہرایا جسے سن کر اس نے تشویش کا اظہار کیا آئندہ سے محتاط رہنے کا عزم دہرانے کے بعد حوصلہ دلاتے ہوئے کہا۔

اللہ مہربانی کرے گا کچھ نہیں ہوگا بس ذرا زیادہ سوچنے سے معدے کی خرابی کی وجہ سے اس قسم کے خواب آتے ہیں میں جو کافی مغموم اور پریشان حال تھا ثمرین سے مل کر قدرے مطمئن اور نارمل ہوگیا ہم دونوں نے اللہ تعالیٰ سے بہتری کی دعائیں مانگیں ایک دوسرے کو محتاط رہنے اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی ابھی میں ثمرین سے اجازت لے کر اٹھ ہی رہا تھا کہ خالہ آگئیں کچھ دیر ان کے ساتھ گپ شپ لگا کر اٹھ آیا۔

مریضوں سے فراغت ملی تو آنکھیں بند کرکے چارپائی پر لیٹ گیا ابھی نیند آنے ہی لگی تھی کہ اقبال کھانا لے کر آگیا۔

ایک چکر پہلے بھی لگا چکا ہوں کہاں غائب تے کھانا میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

یہیں بھی نہیں قریب ہی بستی میں ایک مریض کو دیکھنے چلا گیا تھا وہیں خالہ جی سے ملاقات ہوئی تو وہ مجھے زبردستی اپنے گھر لے گئیں۔ میں نے جواب دیا۔

اور یقیناً انہوں نے آپ کو زبردستی کھانا بھی کھلا دیا ہوگا۔ اور اب آپ کو بھوک بھی محسوس نہیں ہورہی ہوگی۔ اقبال نے کہا تو مجھے ہنسی آگئی۔

ہمارے ساتھ رہ کر بہت چالاک ہوگئے ہو میں نے ازراہ مزاح کہا۔

جی ہاں بجا فرمایا آپ سے مل کر میں نے پانی کو پو اور روٹی کو اکو کہنا چھوڑ دیا ہے اقبال نے کچھ اس انداز میں کہا کہ فضا میں قہقہوں کی گھنٹیاں بج اٹھیں۔

ویسے آج کل آپکی باچھیں کچھ زیادہ ہی کھلی کھلی نہیں لگ رہی ہیں کیا۔ اقبال نے ایک جرح کی۔ یہ آپ کا حسن ظن ہے اور بندہ پروری ہمارے نصیب ایسے کہاں میں نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

اچھا بند کرو اب بکواس کھانا کھاتے ہو یا تمہارے سر مبارک پر سالن کی مالش کردوں۔ اقبال نے سالن بھرا کٹورا اٹھایا اور سر پر الٹنے کی اداکاری کرنے لگا۔

ایسا غضب مت کرنا یار ویسے اقبال قسم لے لو مابدولت کے پیٹ میں ایک لقمے کی بھی گنجائش نہیں ہے میرا کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا اس لیے میں نے بہانہ بنایا۔

اور یہ جو تمہاری فرمائش پر تمہاری بھابھی نے سرسوں کا ساگ اتنے خلوص سے پکایا ہے تو اس کا کیا ہوگا۔ اقبال ہر صورت مجھے کھانا کھلانے پر بضد تھا میں نے ساگ کو حسرت بھری نظروں سے دیکھا اور رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

کھانا رکھ دیا صبح گرم کرکے کھالوں گا کیونکہ ساگ جتنا بھی عمر رسیدہ ہو اتنا ہی مزہ دیتا ہے ساتھ ہی میں نے کھانا اٹھا کر اندر الماری میں رکھ لیا۔

اور ہاں بھابھی سے مت کہنا کہ میں نے کھانا نہیں کھایا ورنہ وہ ناراض ہوں گی میں نے التجا کی ہماری نوک جھونک جاری تھی کہ قیصر آگیا۔

یاران چمن۔ آج میں لیٹ ہوگیا شاید شدہ

بندے کی بھی بھلا کوئی زندگی ہے سو دفعہ منت کرتا ہوں تب کہیں گھنٹے دو گھنٹے کے لیے تمہارے پاس آنے کی اجازت ملتی ہے قیصر نے آتے ہی میری پشت پر چھابڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔

اوئے مسٹر زن مرید۔ آج راول صاحب سے تمیز سے بات کرو اقبال نے قیصر کو میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کیوں۔ آج ان کو سرخاب کے پر لگ گئے ہیں کیا قیصر نے میری طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اقبال کا قصور نہیں لگتا ہے سرسوں کے ساگ نے اس کے اندر پیٹ میں اپنا کام شروع کر دیا ہے یا پھر فاضل گیس پیٹ سے خارج ہونے کے بجائے دماغ پر چڑھ دوڑی ہے میں نے کہا تو فضا ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی۔

یار یہ بتاؤ کہ محبت کیا چیز ہوتی ہے میں نے سنجیدگی سے بات کا رخ موڑا۔

لگتا ہے رسالوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے قیصر نے میری خرابی صحت کی طرف اشارہ کیا۔

میں سیریس ہوں یار میں بدستور سنجیدہ ہی تھا۔

کیا آپ راول نہیں ہیں۔ قیصر نے اس ادا سے پوچھا کہ ماحول ایک بار پھر شگفتہ ہو گیا۔

لگتا ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانیں گے یہ کہتے ہوئے میں نے دوائی رگڑنے والا۔ دستہ اٹھالیا۔ اور اس کا رخ قیصر کی طرف کر لیا۔

اچھا چھوڑو اب مسئلے پر ڈسکس کرتے ہیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اقبال نے کہا تو قیصر نے پوچھا۔

ڈسکس چھوڑو انسانوں کی طرح بتاؤ مسئلہ کیا ہے۔

مسئلہ وسئلہ کچھ نہیں ہے سیدھا سا سوال ہے محبت کیا ہوتی ہے میں نے احمقوں کی طرح سوال کیا

محبت ایک فن ہے جس کا مظاہرہ لوگ عموماً ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کے لیے یا پھر مطلب برآری کے لیے اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں قیصر نے علاقانہ جواب دیا۔

غلط۔ محبت ایک سیڑھی ہے جو دولوں کو ملانے کے کام آتی ہے اقبال نے رائے پیش کی۔

جھوٹ محبت ایک ذریعہ ہے خاندانی منصوبہ بندی والوں کے پروگراموں کو ناکام بنانے کا۔ قیصر نے اقبال کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

ماشاء اللہ تم جیسے عاقل و عالم دوستوں کی صحبت میں مزید کچھ عرصہ رہا تو ایدھی کا پاگل خانہ میرا مقدر بن جائے گا میں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

بالکل ٹھیک پاگل خانوں کی رونق بھی تم جیسے محبت کرنے والے احمقوں کے دم قدم سے آباد ہے۔ جس دن لوگ محبت کے پرفریب لفظ کی فریب کاریوں سے نکل آئے پاگل خانے ویران ہو جائیں گے قیصر نے ٹانگ اڑائی۔

لیکن تم نے تو اپنی رائے کا کوئی اظہار نہیں کیا تم بتاؤ تمہارے نزدیک محبت کیا ہے۔ اقبال نے مجھ سے اصرار کیا تو قیصر بھی سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو گیا۔ میں نے ایک شعر سنا کر بات ختم کر دی۔

محبت کے دم سے یہ دنیا حسین ہے
محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

شعر سن کر دونوں واہ واہ کر کے داد دینے لگے

اچھا دوستو آج کی محفل خوب رہی مابدولت کو بسیار خوری کے باعث نیند کی شکایت پیدا ہوا چاہتی ہے تم لوگ نہایت شرافت سے نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ کل شام کو پھر محفل جمے گی میں نے جمائی لیتے ہوئے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا جو زیادہ دیر گزر جانے کا احساس دلا رہی تھی۔

اوئی اللہ بڑی نی مار ایک گھنٹے کی چھٹی لے کر آیا تھا دو گھنٹے گزار دیئے۔ اگر بیگم نے کنڈی لگا دی تو باقی کی

رات دروازہ کھلوانے کی جدوجہد میں گزر جائے گی۔
یہ کہتے ہی قیصر نے اقبال کے ساتھ گھر کی طرف دوڑ لگادی۔ اور میں دن بھر کے حسین تصورات کھویا نجانے کب نیند کی پرسکون وادی میں چلا گیا اگلی صبح اقبال مکھن میں تلے پراٹھے اور چائے لے کر آ گیا۔
ہاں سناؤ بھئی رات کیسی گزری اقبال نے سلام کے بعد ناشتہ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
بہت اچھی بلکہ بہت ہی پرسکون۔ تم جیسے دوستوں کے ہوتے ہوئے بھلا مجھے کیا پریشانی ہوسکتی ہے میں نے سلام کا جواب دینے کے بعد اطمینان سے کہا اور اٹھ کر ناشتہ کرنے لگا۔
کل سے میں تم تبدیلی سی محسوس کر رہا ہوں اقبال معنی خیز انداز میں بولا۔
خدا نہ کرے ایسی تو کوئی بات نہیں میں نے لاپرواہی سے جواب دیا۔
اچھا یہ تو بتاؤ کہ کل تم مریض دیکھنے کہاں کہاں گئے تھے ایک اور سوال داغ دیا۔
اے مسٹر جاسوس بننے کی کوشش مت کرو نہ ہی اپنے دماغ پر اضافی بوجھ ڈالو ایسی ویسی کوئی بات نہیں میں نے شہادت کی انگلی سے وارننگ کے انداز میں تاکید کی۔
کچھ تو ہے جس کی ہم سے پردہ داری کی جارہی ہے اقبال نے جیسے محاصرہ نہ اٹھانے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔ اسی اثنا میں مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اقبال نے مریضوں کو خونخوار لیکن ناگوار نظروں سے گھورا اور برتن اٹھائے اور پیر پٹختا ہوا گھر واپس چل پڑا۔ میں مریضوں میں مصروف ہوگیا جونہی مریضوں کا رش ختم ہوا میرے ذہن میں ثمرین کے نام خط لکھنے کا خیال آ گیا کیونکہ اظہار خیال کرنے کے لئے میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں تھا لہذا میں نے خط لکھنا شروع کردیا۔ مگر پھر یہ سوچ کر نصف تحریر کردہ خط کو پرزے پرزے کردیا کہ ہوسکتا ہے کہ ثمرین پڑھنا لکھنا نہ جانتی ہو اس طرح میرا خط وہ کسی اور سے پڑھاتی جس سے ہمارا راز۔۔۔ راز نہ رہتا۔ تاہم میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ثمرین جب گھاس کاٹنے کے لیے میرے کلینک سے گزرے گی تو اس سے چند منٹ مانگ کر اپنی محبت کا اظہار کردوں گا۔ اگر اس کا رویہ درست نکلا تو پھر وارے نیارے ورنہ معاملہ اس کے برعکس نکلا تو اس بات کو ہمیشہ کے لیے ختم کردوں گا۔ میرے دل کو یقین تھا کہ وہ میری محبت کا بھرم رکھ لے گی۔ غالباً تین بجے کا وقت ہوگا دور سے ایک ہیولا آتا دکھائی دیا چال ڈھال کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ شاہکار آ رہا ہے۔ جس کا کافی دیر سے انتظار تھا جب وہ قریب سے زیرلب تبسم گزرنے لگی تو اچانک مجھ میں چھپی خوابیدہ طاقتیں بیدار ہوئیں میں نے آگے بڑھ کر چند منٹ بات سننے کی استدعا کی جسے اس نے قبول کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر لفظ حکم کہا۔
حکم نہیں ہے ثمرین عرض ہے میں نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے میرا دل میرے بس میں نہیں رہا مجھے تم سے دلی محبت ہوئی ہے جس کے لیے تم سے طلبگار مسیحائی ہوں اگر تم میری طرف بڑھائے گئے دست محبت کو پیار سے تھام لوگی تو میں خود کو خوش قسمت تصور کروں گا ورنہ میں تم سے ناراض ہونے کا کوئی بھی حق نہیں رکھتا صرف یہ کروں گا کہ گاؤں چھوڑ کر دور کہیں چلا جاؤں گا۔
جی تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ تم بہت اچھے انسان ہو محبت کرنے والے اور محبت کے قابل ہو جس پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ اچھا پھر کبھی بیٹھ کر ڈھیر ساری باتیں کریں گے اس وقت میں چلتی ہوں بس اپنا خیال رکھنا۔ ثمرین نے شرماتے ہوئے بمشکل کہا میں نے دیکھا اس کا معصوم چہرہ سچ بیان کرکے مطمئن لگ رہا تھا۔
بہت شکریہ ثمرین خدا تمہیں ہمیشہ سکھ اور راحتیں دے آمین۔

خدا حافظ۔ ہولے سے اس نے ہاتھ ہلا کر کہا تو میں نے بھی اسے خدا حافظ کہا۔ ثمرین کا جواب سن کر میرے اندر خوشیوں کے ترانے بج اٹھے دل خوشی سے سرشار ہو گیا۔ اقبال شام کو آیا تو کھانا کھانے کے بعد اس کی دوستی پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے سب کچھ بتا دیا۔ یہ بھی کہ اگر ثمرین مجھے نہ ملی تو میں ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہ سکوں گا اسے میں اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں وہ میری روح میں رچ بس چکی ہے۔ اس سے جدائی کا تصور ناقابل برداشت ہے۔

اقبال نے بہت کوشش کی کہ میں محبت کے خول سے باہر نکل کر حقائق کا سامنا کروں کہ اس سے میرا ملاپ کیسے ممکن ہے اس کی برداری والے اور میرے والدین کسی صورت نہیں ہوں گے میں نے اسے اپنے دل کا فیصلہ سنا دیا کہ میں ہر صورت ثمرین کو اپناؤں گا ورنہ میری زندگی فضول ہے اگلے روز میں اپنے کلینک میں بیٹھا سوچوں کے وسیع سمندر میں غوطہ زن تھا دن کے گیارہ بجے تھے کہ ٹیوب ویل پر ثمرین اپنی کسی سہیلی کے ساتھ کپڑے دھونے کے لیے آئی میں اندر اسی کے خیالوں میں بیٹھا تھا اس پر نظر پڑی تو دل کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگیں اپنی سہیلی کو باہر چھوڑ کر وہ اندر آ گئی۔ گہرے نیلے رنگ کے کڑھائی دار لباس میں اس کا حسن مزید نکھر آیا تھا اس کے ہاتھ میں ہاٹ پاٹ تھا۔ جو اس نے میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا اپنے ہاتھوں سے دودھ والی سویاں بنا کر لائی ہوں۔

جی شکریہ میں نے جان بوجھ کر ہاٹ پاٹ پکڑے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کے حصار میں لے کر کہا وہ دھیرے سے مسکرائی ایسے لگا جیسے زمانے بھر کی خوشی میرے حصے میں آ گئی ہو۔

کتنے پیارے ہاتھ ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ عمر بھر کے لیے چھوڑوں نہیں میں نے اس کی غزالہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا جہاں مجھے اپنے لیے پیار کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آ رہا تھا کبھی کبھی مجھے تمہاری محبت پر رشک آتا ہے مگر سنا ہے یہاں کے لوگوں کا پیار بدلتے فیشن کی طرح ہے اگر کبھی تمہاری وفا کی راہ میں کوئی مصلحت یا مجبوری آڑے آئی یا تم نے بھی میری آرزوؤں کو نظر انداز کیا تو میرے لیے قیامت کا دن ہوگا۔ اگر مجھے اپنے پیار کی نعمت سے سرفراز کیا ہے تو اس عظیم رشتے کی لاج بھی رکھنا بڑے بڑے کٹھن امتحان اور آزمائش آئیں گی اگر ثابت قدم رہ سکو تو ٹھیک ورنہ ابھی سے سنبھل جاؤ کہ بعد میں پچھتاوا زندگی کا حصہ نہ بن جائے۔

راول: مجھے تم بہت اچھے لگے ہو دل سے محبت کرتی ہوں تم سے تمہاری خاطر میں زندگی میں کوئی طوفان یا امتحان کا سامنا کرنا پڑا تو ڈٹ کر مقابلہ کروں گی بزدلوں کی طرح پیچھے نہیں ہٹوں گی اس کے چہرے پر سنجیدگی عزم اور حوصلے نے یقین دلایا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے میری ہے اور رہے گی بھی میں نے اپنے دونوں بازو پھیلائے تو ثمرین پکے ہوئے پھل کی طرح میری جھولی میں آن گری خوشی و مسرت کے ان حسین ترین لمحات کے دوران۔ بے خودی کی ایسی کیفیت چھائی کہ کئی ساعتیں دنیا و مافیہا سے بے خبر گزر گئیں۔ ان ساعتوں میں نجانے کتنے عہد و پیمان کتنے وعدے اور زندگی بھر ساتھ جینے اور مرنے کی قسمیں کھائی گئیں۔ کچھ معلوم نہیں ٹیوب ویل پر کب چند لڑکیاں آ گئیں تھیں ثمرین مجھ سے الگ ہو کر جلد ان میں شامل ہو گئی۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ کبھی دن کی روشنی اور کبھی رات کی تاریکی میں مختلف جگہوں پر جاری رہا دو طرفہ محبت کا یہ سچا جذبہ پاکیزگی کی حدود میں اپنی تشنگی بجھانے کی کوشش کرتا رہا جوں جوں ہم ایک دوسرے کے قریب آ گئے چاہت میں متواتر اضافہ ہوتا رہا۔ کبھی بھی ایسی لرزش سرزد نہ ہوئی جسے شیطانی ہوس کا نام دیا جا سکے۔ ایک روز میں ثمرین کے گھر جانے کے لیے روانہ ہوا ہی تھا کہ اس کا بھائی

آ گیا چہرے کے تیور ٹھیک نہیں تھے لگ رہا تھا کہ ضرور کوئی بات ہے سلام کر کے میرے ساتھ والی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس نے مجھے کچھ بھی نہ کہا لیکن مجھے لگتا تھا کہ وہ بہت کچھ کہنے آیا تھا لیکن جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

ایک دن اقبال نے مجھے بتایا کہ ثمرین کا کزن ایک دو ماہ بعد واپس آ رہا ہے۔ جہاں وہ ثمرین سے شادی کر کے اسے بھی دوبئی لے جائے گا۔ میں اتنا ہی سن پایا تھا باقی کا مجھے کوئی پتہ نہیں تھا کہ اقبال نے اس سلسلہ میں مزید کیا کیا انکشافات کیے تھے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی میں نے تو کبھی سوچا تک بھی نہیں تھا کہ ثمرین کسی اور کی اف اللہ میں کیا کروں اس بات کی تصدیق کے لیے میں نے ثمرین کے گھر کی راہ لی میں نے دروازے پر دستک دی تو خالہ نے دروازہ کھولا مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ وہ مجھے اندر لے گئیں۔

ثمرین نظر آ رہی ہے خالہ۔ میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں وہ اپنی سہیلی کے گھر چٹائیاں بنانے کا کہنے گئی ہے کیونکہ اگلے ماہ میرا بھانجا جاذب دوبئی سے آ رہا ہے۔ اس نے کہلوا بھیجا ہے کہ کچھ چٹائیاں اسے ضرورت ہیں شادی کے بعد جب واپس دوبئی جائے گا تو اپنے کسی دوست کے لیے لیتا جائیگا۔

کس کی شادی۔ اور آپ کا بھی کوئی بھانجا ہے جو دوبئی میں مقیم ہے۔ اچھا خالہ مجھے نہیں تھا یہ معلوم۔ بوکھلائے ہوئے تصدیق کے ور پر میں نے ایک ہی سانس میں کئی سوالات کر ڈالے خالہ نے چائے کا کپ مجھے پیش کیا اور میرے سامنے بیٹھ کر وہ بولیں۔

ہاں راول بیٹا عرصہ چار سال سے جاذب دوبئی میں مقیم ہے کوئی نوکری کرتا ہے ثمرین اسے پسند آ گئی ہے وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ بیٹا مجھے اس سے اچھا رشتہ ثمرین کے لیے کہاں سے مل سکتا ہے دعا کرو کہ میں اس فرض سے جلد سبکدوش ہو جاؤں کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں کہ جوان بیٹی کو زیادہ دیر گھر میں رکھنا اچھی بات نہیں ہوتی۔ یہ سن کر چائے کا کپ میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہوئے بچا ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرا دل اپنی مٹھی میں بند کر لیا ہو میرے چہرے پر ہوائیاں سی اڑتی ہوئی دیکھ کر خالہ سے رہا نہ گیا اور بولیں۔

کیا ہوا راول بیٹا۔

کک۔۔کک۔۔کچھ نہیں۔ دراصل ایک مریض کو ڈرپ لگا کر آیا تھا مجھے جلدی واپس جانا ہے میں نے بہانہ تراشا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا مگر چائے و پی لو بیٹا پھر چلے جانا خالہ نے اصرار کیا مگر میں نے کہاں رکنا تھا کلینک کے قریب ہی پہنچا تھا کہ سامنے سے ثمرین کا بھائی زمان مل گیا۔ میں نے سلام کیا آگے گزرنا چاہا تو اس نے مجھے روک لیا اور بڑے معنی خیز انداز میں بولا۔

ہمارے گھر ہی سے آ رہے ہو ناں میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاں کہا تو وہ پھر بولا۔ دیکھئے ڈاکٹر صاحب ہم عزت دار اور برداری والے خاندانی لوگ ہیں میں نہیں چاہتا کہ تمہاری وجہ سے ہماری بدنامی ہو اور تمہاری ذات پر بھی کوئی حرف آئے آئندہ سے ہمارے گھر قدم بھول کر بھی نہ رکھنا کوئی کام ہو تو مجھے بتایا کرو اور امی سے ملنا ہو تو باہر ذریعے پر بلوا کر مل لیا کرو۔ تم ڈاکٹر ہو تو ڈاکٹر ہی بن کر رہو راول نہیں ایک پڑھے لکھے انسان اور ڈاکٹر صاحب کے لیے اتنا ہی کافی ہے آئندہ سے اس سلسلہ میں محتاط رہنا ورنہ آگے خود سمجھدار ہو امید ہے سمجھ آ گئی ہوگی۔

دیکھئے زمان بھائی۔ ۔۔۔۔ میں نے اپنی صفائی میں اسے مطمئن کرنے کے لیے کہا بھی تھا تو وہ میری بات پوری بات سنے بغیر بولا۔

میں یہ نہیں کہتا تم برے ہو۔ صفائی میں کچھ نہ ہی بولو تو میں سمجھتا ہوں آج کل کچھ حالات ہی ایسے ہیں جس گھر میں جوان لڑکی ہو وہاں غیر مردوں کا جانا کسی صورت ٹھیک نہیں ہوتا۔ مجھے کچھ نہیں سننا لہٰذا اپنی باتیں اپنے پاس ہی رکھو ویسے بھی میں نے اس سلسلے میں آج گھر والوں سے بات کر لیتی ہے وہ خود بھی اب محتاط رہیں گے۔

میرے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے ایک ثمرین کی جانب سے شادی کا سن کر صدمے سے دوچار تھا دوسرا زمان بھائی کی زبانی جو کچھ سنا میرے لیے لمحہ فکریہ تھا جو حالات کی سنگینی کا عندیہ ایٹم بم سے کم نہ تھا۔ ہارے ہوئے جواری کی طرح کلینک پہ پہنچا اندر قدم رکھتے ہی دھڑام سے کرسی پر گر پڑا اور ثمرین سے کسی طرح ملاقات کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔ میں کسی صورت بھی اسے کھونا نہیں چاہتا تھا میں ایک منصوبہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ ثمرین کو پانے کے لیے سرکاری نوکری کی قربانی اور کلینک کا خاتمہ میرے لیے کسی طور گھاٹے کا سودا نہیں تھا۔

زمان نے جو کہا تھا سچ ہی کہا تھا کافی دن ہو گئے تھے ثمرین اور خالہ جی میرے ہاں نہیں آئیں تھیں اور میرے جانے کا تو اب جواز نہیں بنتا تھا دل بے قرار تھا اور میں خاصا پریشان تھا سارا دن انتظار میں گزر جاتا مگر سوائے مریضوں کے اور کوئی نہ آتا ایکدم میں نے بھابھی کی منت کی اور کہا۔ کہ وہ میری خاطر ثمرین سے ملنے جائے۔ اور مجھ سے ہر صورت ملنے کی کوئی راہ نکال لائے میری حالت غیر اور عرضی کے پیش نظر اقبال نے بھی اپنی بیوی میری بھابھی کو اصرار کیا۔ کہ وہ میری خاطر ضرور ثمرین کے ہاں جائے بھابھی چلی گئیں میں نے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا میں مانگیں کہ کس طرح ثمرین مجھ سے کوئی ملنے کا پروگرام دے تین گھنٹے بعد بھابھی واپس آئیں۔

راول بھائی حالات اب واقعی تمہارے حق میں نہیں رہے زمان نے سختی سے منع کر دیا۔ ہے کہ وہ گھر کے باہر نہ جائے تم سے زیادہ ثمرین ملنے کے لیے بے تاب ہے خالہ ساتھ والے گھر میں کسی کام کی غرض سے گئی ہوئی تھیں میں نے حال حقیقت بیان کی تمہارا بھی بتایا کہ راول بہت پریشان اور اداس ہے تم کسی صورت ملاقات کا پروگرام دو کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں ثمرین نے کہا ہے کہ وہ دن کو تو نہیں جا سکتی آج رات بارہ بجے پیپل کے گھنے درخت کے نیچے ملنے آئے گی۔ میں نے بھابھی کا شکریہ ادا کیا اور باقی کی گھڑیاں انتظار میں گزارنے لگا یہ گھڑیاں میرے لیے صدیوں کے برابر لگ رہی تھیں۔ پیپل کا گھنا درخت ثمرین کے گھر کے دو ایکڑ فاصلے پر راستے میں ہی آتا تھا درخت کے ساتھ پرانا کنواں تھا وہاں کا ماحول خاصا دشوار اور خوفناک تھا دن کو بھی کوئی وہاں بھول کر نہیں جاتا تھا مگر مجھے وہاں ضرور ہی جانا تھا۔

جونہی گھڑیال نے گیارہ بجانے میں چہرے کو چادر سے چھپائے کوارٹر سے باہر نکل آیا۔ کچھ انجانے خوف اور متوقع خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ میرے قدم کبھی آہستہ اور کبھی تیز ہو جاتے۔ رات کی تاریک تھی بستی کے اندر سے آوارہ کتوں کی باہمی نوک جھونک کی آوازیں بآسانی سنائی دے رہی تھیں میں ایک بات بتانا بھول گیا بھابھی نے جس وقت ثمرین کے کہنے کے مطابق آج رات کنویں کے نزدیک پیپل کے گھنے درخت کے نیچے ملنے کا پروگرام کا بتایا تو میں چونک سا گیا اور سکتے میں آتے آتے رہ گیا تھا کیونکہ اس جگہ کا خوف ناک خواب میں اپنا حشر دیکھ چکا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ اس جگہ ثمرین سے ملنے جاؤں مگر چونکہ یہ میری محبوب ہستی کا فرمان تھا اس لیے ٹال نہ سکنے کی جرات نہ ہو سکی۔ دوسرا یہ بہت محفوظ اور موزوں جگہ تھی اس سے مناسب جگہ

اور کوئی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ماحول میں حشرات کی ابھرتی ہوئی مختلف آوازوں نے پراسراریت میں اضافہ کردیا تھا۔ موسم خنک تھا مگر شدید سردی نہیں تھی۔ میں نے سیدھے راستے کے بجائے کھیتوں کے درمیان پگڈنڈی کا راستہ اختیار کیا مقررہ وقت سے نصف گھنٹہ پہلے میں اپنی منزل کے نزدیک پہنچ گیا پیپل کا درخت قوی ہیکل دیو کی طرح ڈراؤنا اور خوفناک نظر آرہا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ پیپل کے درخت کے ساتھ پرانا کنواں جس سے دیکھیں انجانے خوف کی لہر سرایت کرتی محسوس ہوئی ہمارے ہاں والدین اپنے بچوں کو بچپن ہی میں دیو پریوں چڑیلوں اور جنات کی کہانیاں سناتے ہیں کہ رات کے وقات تنہائی میں اکثر ڈرا دینے والے خیالات زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں اور نہیں تو جب بھی اس قسم کا ماحول ملا ہے سر کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور پورا جسم خوف و دہشت کا شکار نظر آتا ہے۔

میں بزدل نہیں تھا گذشتہ کئی ماہ سے آبادی سے دور واقع سرکاری کوارٹر میں اکیلا زندگی گزار رہا تھا اور کبھی بھی اس قسم کے حالات میں خوف کا شکار نہیں ہوا تھا مگر آج نجانے کیوں دل اضطراب اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا تھا۔ شاید یہ بھی کہ کچھ دن پہلے اس جگہ کے حوالے سے خوفناک خواب بھی دیکھ چکا تھا کہ کہیں خدانخواستہ خواب حقیقت کا روپ نہ دھارے بہرحال دل میں دعائیں مانگتا ہوا احتیاط سے چلتا ہوا کنویں کے نزدیک پہنچا تو انجانے خوف کی لہر بدن میں سرایت کرگئی جی میں اچانک خیال آیا کہ فوراً واپسی کا راستہ اختیار کروں مگر ثمرین کی محبت نے مجھے ہمت بندھائی اور میں پیپل کے درخت کے نیچے پہنچ ہی گیا درخت پر محو استراحت پرندوں میں بے چینی کے آثار پیدا ہوئے میں نے ڈر کے مارے درخت کی ادھر ادھر پھیلی ہوئی لمبی لمبی شاخوں کی طرف نظریں چرانی شروع کردیں اچانک میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو گول گول آنکھوں کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔ قریب تھا کہ میں خوف کے مارے چیخ پڑتا اچانک دل میں الو کا خیال آگیا تو تمام تر خوف کے باوجود میں مسکرا پڑا الٹی کی گھڑی قریب آگئی تھی جونہی گھڑی نے گیارہ بجائے تو میری نظریں ثمرین کے گھر آنے والے راستے پر جا ٹکیں۔ دور سے ایک ہیولہ سا نظر آیا جس کا رخ پیپل کے درخت کی طرف تھا یقیناً وہ ثمرین ہی تھی کسی اور کا دماغ خراب تو نہیں تھا کہ رات کی کاٹ کھانے والی تاریکی میں پیپل کے خوفناک درخت کی طرف رخ کرتا۔ وہ ہیولہ کچھ نزدیک آگیا تو اچھی طرح شناخت کرلینے کے بعد میں نے سرگوشی کی۔

ثمی میں ادھر ہوں اس نے اپنا رخ پیپل کے تنے کی طرف کرلیا جہاں میں کھڑا اس کا انتظار کررہا تھا۔ میں اپنے دونوں بازو وا کئے۔ ثمی ان بازوؤں کی لپیٹ میں آگئی۔ ثمی کے دل کی دھڑکن اس قدر تیز تھی کہ میں واضح طور پر سن رہا تھا۔ محبوب سے ملاقات کا اپنا ہی ایک سحر ہوتا ہے۔ ایک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے جسے الفاظ کا روپ نہیں دیا جاسکتا ثمی میرے قدر قریب تھی کہ مجھے اس کی سانسوں کی تپش جھلسائے جارہی تھی۔

راول۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری محبت کا انجام۔۔۔ ثمی اور راول کے قصے کی طرح بھیانک نہ ہوجائے۔ اور تم نے یہ قصہ تو سنا ہوگا اتفاق سے ہمارے نام بھی وہی ہیں جوان کے تھے ثمی نے دل میں چھپے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

تم مایوس نہ ہو خدا بہتری کرے گا ایسی باتیں ذہن میں نہ لایا کرو ہمارے دل ہوس شیطانی سے پاک ہیں اور سنا تھا پاکیزہ محبت کرنے والوں کو ضرور کامیابی ملتی ہے۔ میں نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ ثمی تمہارے بھائی زمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے۔

جی اس نے مجھے باہر نہ نکلنے اور امی کو تمہیں اپنے گھر نہ بلانے کا کہا ہے اور یہ بھی کہ برادری والوں میں سے کسی نے تمہیں ہمارے گھر آتے جاتے دیکھ کر اس کو تمہارے خلاف بھڑکایا ہے بھائی کہہ رہا تھا کہ آئندہ ہم ماں بیٹی نیوب ویل پر یا اس کے کھیتوں کا رخ نہ کریں امی نے بہت کوشش کی اور سمجھایا کہ راول ان کا بیٹا ہے ایسی کوئی بات نہیں جس سے ہمیں بدنامی کا سامنا کرنا پڑے مگر زمان بھائی نے سختی سے تاکید کردی کہ اس کے کہنے کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو وہ کچھ بھی کرسکتا ہے اسی لیے امی نے مجھے بہت محتاط رہنے کا کہا ہے اور خود بھی گھر میں مقید ہوکر رہ گئیں ہیں وہ مزید کہنے لگیں کتنے دن ہوگئے ہیں میں نے کچھ نہیں کھایا۔ پپا اور امی اتنے دنوں میں آرام سے سوئی ہیں پھر قدرے توقف کے بعد شمی بولی راول اب تم ہی کچھ کرو ورنہ میں جاذب کی ہونے سے پہلے موت کو گلے لگالوں گی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ شمی کے دل میں میرا پیار ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح تھا اور وہ ٹوٹ کر مجھے چاہتی تھی اس کا ثبوت اس بات سے میں نے لگایا ایک جھوٹ بول کر آزمائش کے طور پر ایک بات کہوں ناراض تو نہیں ہوگی۔ تھوڑے سے توقف کے بعد میں نے کہا۔

ناراض اور تم سے۔ میں تو اس کا سوچ بھی نہیں سکتی شمی بولی۔

ہاں بات ایسی ہی ہے کچھ۔ تم میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ تم دل پر نہیں لوگی۔ میں نے اس کا ہاتھ اپنے سر پر لے آتے ہوئے کہا۔

راول کیا تجھے میرے پیار پر اعتماد نہیں ہے۔ شمی نے سوال کیا۔

سورج کے مشرق سے طلوع پر جتنا یقین ہے اس سے بڑھ کر تمہارے پیار پر اعتماد ہے میں نے اس کا مکھڑا اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں بند کرتے ہوئے کہا ایک خلش سی ہے جو متواتر مجھے بے چین کیے رکھتی ہے۔ ایک چبھن ہے جو مسلسل کاٹتی رہتی ہے خدارا میری اس بات کا غلط مطلب مت لینا ورنہ میں زندہ نہیں رہوں گا۔

ہاں بولیے راول۔ میں سن رہی ہوں۔ کچھ دیر کے لیے مجھے خاموشی میں دیکھ کر وہ بولی۔

شمی میں نے تم سے ایک جھوٹ بولا تھا جس پر آج تک پچھتاوے کی آگ میں جل رہا ہوں وہ جھوٹ بھی اچانک میری لاابالی طبیعت کی وجہ سے میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ مجھے آنے والے آئندہ کے حالات کے بارے تھوڑی سی بھی آگاہی ہوتی تو میں یہ ظلم کبھی نہ کرتا۔ شمی میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔

کک۔۔ کک۔ کیا پہلے حیرت سے منہ تکتی رہی پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔ روئی چاہاں اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی۔ چیخی چلائی۔ میرے بازوؤں میں بھونچال سا آگیا۔ اگر میں نے مضبوطی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں نہ لے رکھا ہوتا تو شمی اچھل کر نجانے کہاں جا پڑتی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے جواب عرض کا اگلا شمارہ ضرور پڑھئے۔

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو
نہ تمہیں ہوش رہے نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو
تم ہتھیلی کو میری پیار کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کاجل کر دو
جیسے صحراؤں میں ہر شام ہوا چلتی ہے
اس طرح مجھ میں چلو اور مجھے جل تھل کر دو
مسئلہ ہوں تو نگاہیں نہ چراؤ مجھ سے
اپنی چاہت سے توجہ سے مجھے حل کر دو

نور محمد اسلم کاوش۔ سلانواز

ہیں کواکب کچھ

---تحریر: ثمینہ بٹ۔ بھگت پورہ۔ لاہور

محترم جناب شہزادہ التمش صاحب۔

اسلام علیکم۔ آج پھر آپ کے جواب عرض کے لیے ایک تحریر لیے حاضر ہوں یہ کہانی دوسری کہانیوں سے کچھ ہٹ کر ہے لیکن زمانے میں بیتنے والی کہانی ہے۔ کیا جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب ٹھیک ہے یا پھر پیسہ بٹورنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن جو بھی ہے ہو تو رہا ہے ایسا۔ امید ہے کہ میری اس سٹوری سے بہت سے قارئین سبق سیکھیں گے ان کی بھلائی کے لیے یہ کہانی لکھ رہی ہوں یہ کہانی میری ایک جاننے والی کی ہے اس کی زبانی ہی میں پیش کروں گی۔ اور ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس کہانی میں شامل کرداروں اور مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ اور اس کا اس کا رائٹر یا پھر ادارہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ میرے پاس بے شمار سٹوریاں موجود ہیں جن میں کچھ میں آپ کے ادارہ کو ارسال کر چکی ہوں امید ہے کہ باری آنے پر آپ شائع کرتے جائیں گے میں ممنون ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرتے جا رہے ہیں جس کی مجھے دلی خوشی ہوتی ہے۔ اور میرے اندر لکھنے کا جذبہ بڑھتا جا رہا ہے۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں
اک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں

اس خوبصورت سبز منزل عمارت کے ماتھے پر کسی چمکدار تاج کی طرح جگمگاتے اس خوبصورت شعر نے پل بھر میں ہی ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کروالی۔ پچھلے کئی دنوں سے ہم اپنے بچوں کا اسکول تبدیل کروانا چاہ رہے تھے کیونکہ جانے کیوں اور کیسے یہ خبط سا ہو گیا تھا کہ جتنا مہنگا اسکول ہوگا جتنی فیس زیادہ ہوگی اتنا ہی تعلیم کا معیار بلند ہوگا۔ بس یہ خناس ہمارے سر پہ سمانا تھا کہ ہم لٹھ لیے سارے کے سارے اسکولوں کا تیا پانچہ کرنے چل نکلے اب یہ اور بات ہے کہ اتنے دن جل خوار ہونے کے باوجود ہمیں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو پائی تھی حالانکہ ہمارے شوہر نامدار نے ہمیں بہتیرا سمجھانے کی کوشش کی کہ پڑھائی تو سارے اسکولوں کی ایک جیسی ہوتی ہے یہ تو بچے کی اپنی صلاحیت ہے کہ وہ کس طرح علم حاصل کرتا ہے اور کتنا فیض اٹھاتا ہے اساتذہ سے مگر ہاں جی کوئی بات سیدھے سادھے ہمارے بھیجے میں گھس پائے ایسا پہلے کبھی ہوا تھا جو اب ہوتا تو ہمارے بے چارے وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ کر ایک طرف ہو بیٹھے کہ بھئی کرلو اپنا شوق پورا چھان لو جتنے اسکولوں کی خاک واپس تو اوقات میں آنا ہی پڑے گا تمہیں کہ جتنوں کی کھوتی اوتھے ای آن کھلوتی۔ تو مشہور ہے ہی ناں آخر بس یہ طعنہ یہ چیلنج ہمیں آگ لگانے کو کافی تھا سو اب ہم تھے اور بے چاری ہماری جوتی۔ چوں چوں کر اب دہائیاں دے رہی تھی کہ بی بی بس کر دے جن تے میرے وی اخیر ہوگئی اے۔ تو جناب ہم آپ کو بتا رہے تھے کہ اس شعر کو پڑھ کر کان تو

کھڑے ہوئے ہی تھے ہمارے ہم خود بھی کھڑے ہو گئے۔ ہمارا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہم فوراً اندر جائیں اور اپنے لاڈلوں کی قسمت چمکانے کے لیے اس عالیشان اسکول کو آزمائیں مگر ہائے افسوس اسکول بند تھا کیونکہ اس روز اتوار تھا اور ہفتہ وار چھٹی۔ خیر جی ہم کہاں ہار ماننے والے تھے بھئی اسکول کی ریپوٹیشن کا تو پتہ کیا ہی جا سکتا ہے ناں آس پڑوس والوں سے اور یہی سوچ کر ہم بدولت نے ساتھ والے گھر میں دستک دے ڈالی بیل اس لیے نہیں کی کہ حسب معمول لائٹ صاحب بھی لمبی رخصت پر تھیں سو چار پانچ بار کی دستک کے جواب میں گیٹ ایک جھٹکے سے کھلا اور جو صاحب اس بڑے سے کھلے گیٹ سے برآمد ہوئے ان کا سائز دیکھ کر فوراً یقین آ گیا کہ اتنا بڑا دیوار گیر گیٹ کس لیے لگوایا گیا ہے۔ اور پھر ان کا حلیہ ماشاءاللہ اس قدر گھریلو اور سنڈے والا تھا کہ دیکھ کر ہی ہوش اڑ گئے۔ وہ اچھے خاصے موٹے تازے صاحب صرف چارخانے کی دھوتی باندھے بڑا سا مٹکے کے سائز کا پیٹ نکالے نیند بھری موٹی موٹی آنکھوں سے ہمیں ایسے گھور رہے تھے کہ جیسے ابھی ٹکر یا مک مار کر زمین میں ہی گاڑ دیں گے ہمیں اب کہاں کی تحقیق اور کدھر کی ریپوٹیشن ادھر سے جو ہم نے سر پہ پیر رکھ کر دوڑ لگائی تو اگلا روڈ کراس کر کے ہی رفتار تھمی وہاں تھوڑی دیر رک کر اپنی پھولی سانسوں پر قابو پایا اور مرے مرے قدموں سے گھر کی راہ لی گھر پہنچے تو یہ بھی بھول چکے تھے کہ اتوار کو باہر لینے کیا گئے تھے وہ تو میاں صاحب نے خالی ہاتھ آتے تو پھر بول بیگم کا نعرہ مستانہ لگایا تو ہمیں یاد آیا کہ ہم تو اتوار بازار شاپنگ کرنے گئے تھے۔ اور بڑے کو خر سے میاں صاحب کی آفر ٹھکرا دی تھی کہ۔

چلو بیگم اتنی گرمی میں کہاں پیدل خوار ہوتی رہو گی چلو میں لے چلتا ہوں اتوار بازار۔ پر ناں جی ہم کیا کریں اپنی ازلی ٹٹو جیسی طبیعت کا کہ جس بات پہ اڑ گئی سو اڑ گئی۔

نہیں آج ہم اکیلے ہی جائیں گے اور ہفتے بھر کی شاپنگ کر کے ہی آئیں گے آپ تو ایسے کنجوس ہیں کہ کچھ لینے بھی نہیں دیتے جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھائیں فوراً جھٹک دیتے ہیں کہ کیا ضرورت ہے ابھی تو پہلے والی ہی ختم نہیں ہوئی ہے جیسے کیا پیڑوں پر اگتے ہیں۔ جو ضائع کرتی ہو تو بس ہمیں نہیں جانا آپ کے ساتھ کہہ کر ہم تو یہ جا وہ جا اور ہمارے بے چارے وہ منہ اور آنکھیں کھولے ہمارے قدموں کے نشان ہی تکتے رہ گئے کہ فرش گیلا تھا اور جوتی کیچڑ والی سو نشان بن گئے فرش پر اور اب جو انہوں نے تمسخر سے نعرہ لگایا تو یاد آیا کہ اس اسکول کے چکر میں ہم تو بازار جانا ہی بھول گئے دھت تیرے کی۔ اب پھر ان کے ترلے کر کے ان کے ساتھ ہی جانا پڑے گا۔

اگلے دن ہم نے وہ عظیم معرکہ سر کرنے کو سوچ ہی لیا اور گھر میں کسی کو بتائے بغیر اسکول کی طرف چل پڑے اب چونکہ وہ اسکول باہر سے بہت بڑا تھا اور عالیشان لگ رہا تھا سو اس کے معیار کے حساب سے ہم نے بھی اچھی خاصی تیاری کر ڈالی اور اپنی اس اچھی خاصی تیاری کے دوران ہمیں ایک بار بھی احساس نہ ہو کہ ہم کسی شادی میں نہیں بلکہ بچوں کے اسکول میں جا رہے ہیں اور احساس ہوتا بھی تو کیسے ہمارے دماغ میں تو ابھی تک اپنی دیورانی کی باتیں گونج رہی تھیں چند سال پہلے تک تو ہم اپنے سسرال میں اکٹھے ہی رہتے تھے کیونکہ تب تک ہمارے ایک ہی دیور کی شادی ہوئی تھی اور سب کا گزارا بہت ہی اچھا

ہورہا تھا۔ پھر جیسے ہی نوید اچھوتے دیوں کی شادی کا سلسلہ شروع ہوا تو ہمیں علیحدہ گھر میں شفٹ ہونا ہی پڑا ہمارے دو بچے اور اچھے بھلے گورنمنٹ اسکول جاتے تھے اس اسکول کا رزلٹ بہت ہی اچھا جارہا تھا اور کچھ ویسے بھی ہمارے بیٹے ماشاء اللہ بہت ہوشیار اور ذہین ہیں کسی کو بتائے گا مت وہ دونوں ذہانت میں پورے کے پورے اپنے ابو پر گئے ہیں مگر یہاں بات پھر وہ ہی آجاتی ہے کہ میں نہ مانوں ۔۔تو ہم نے بھی ان کے سامنے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہی نہیں اور ہمیشہ بڑے فخر سے سب کو بتاتے پھرتے کہ احمر بالکل ہم پر گیا ہے اور اسفر ہمارے اکلوتے بھائی دانیال کی کاپی حالانکہ ہمارے دونوں بیٹے اول جماعت سے ہی اول پوزیشن لے رہے ہیں۔اور ہم ت مر مر کے پاس ہوتے تھے اور دانیال بے چارہ بھی بس پاسنگ مارکس لے ہی آتا تھا تو ہم بتارہے تھے کہ جب تک ہم اکٹھے رہے تھے خوب مزے میں تھے کام کا اتنا بوجھ نہیں تھا اور بچوں کی پڑھائی کے سلسلے میں بھی ان کے ابو اور چاچو جانی ان کی بھرپور مدد کرتے تھے لیکن جب سے ہم اس نئے گھر میں آئے لگتا تھا کہ سب گڑبڑ ہوگیا ہو کام کے بوجھ کی وجہ سے اکثر ہم جھنجھلا جاتے یا رچڑچڑے ہوجاتے ہیں تو ہمارے میاں صاحب فوراً ہمارے مدد کو آگے آتے اور ہمارے ساتھ مل کر گھر کے کام بھی کروادیتے اور بچوں کو پڑھاتے تو اب بھی وہ خود ہی تھے بھابھی آپ کو پتا ہے ہم راسس اور زویا کو نئے اسکول میں داخل کروارہے ہیں اچ بھابھی اتنا اچھا اسکول ہے کہ کیا بتاؤں ہماری دیوارنی ہادیہ نے تو اپنے مخصوص انداز میں آنکھیں میچتے ہوئے اور مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے دائیں بائیں ڈولتے ہوئے ہمیں پتنگے لگانے کی بھرپور کوشش کی

۔

کیا مطلب۔ راسس اور زویا تو اچھے بھلے جارہے تھے اسکول گھر کے نزدیک بھی ہے اور اس کا رزلٹ بھی بورڈ میں نوے فیصد ہے پھر کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کو مسئلہ تو ہمیں بن گیا ہے دیکھوں ناں احمر اور اسفر کو کتنی دور پڑگیا ہے نئے گھر سے ہم نے حسب معمول اس کے جوش وخروش پر ٹھنڈے پانی کا ڈرم ڈالنے کی بھرپور کوشش یہ الگ بات کہ اندر سے ہم جل بھن گئے تھے اور فطری تجسس کا شکار بھی ہورہے تھے۔

ارے کیا بھابھی آپ کو کچھ پتہ نہیں ہے دنیا کہاں سے کہاں جاپہنچی ہے ارے آج کل گورنمنٹ اسکولوں کے بچوں کو کون پوچھتا ہے اسٹینڈرڈ بنانا ہے تو بچوں کو مہنگے سکولوں اور اکیڈمیوں میں ڈالنا ہی پڑے گا۔

ہاں ہماری دیورانی صاحب نے حسب معمول پیٹرومیم کی طرح جھماتے ہمارے جگر پر بھرپور وار کیا۔

ارے چھوڑو بھی یہ تم سے کس نے کہہ دیا ہے کہ آخر کو ہم لوگ بھی تو سرکاری سکولوں کالجوں میں پڑھے ہیں اور ہمارے شوہر حضرات بھی پھر وہ اچھے سرکاری عہدوں پر ہیں تو ہمارے بچے کیوں نہیں جاسکتے آگے بھلا ہم نے حسب معمول ناک پر سے مکھی اڑائی۔

یہ ہی تو۔ بھابھی یہ ہی تو بات ہے وہ زمانہ اور تھا اس دور میں سارے ہی لوگ سرکاری سکولوں میں پڑھتے تھے اور پھر اچھے نمبرز بھی لیتے تھے استاد بھی محنت سے پڑھاتے تھے اور بچے بھی خوب دل لگا کر پڑھتے تھے مگر اب بھابھی زمانہ بدل گیا ہے اب تو اگر کسی پر اپنے اسٹینڈرڈ کی دھاک بٹھانی ہو تو اپنے شوہر کی نوکری یا تنخواہ کا رعب جمانے کی ضرورت ہی نہیں صرف مہنگے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے اپنے بچوں کے

سکول کا نام بتا دو بس اگلا بندہ چت اور اسی لیے میں نے تو دونوں بچوں کو انگلش میڈیم مہنگے والے سکول میں داخل کروا دیا ہے پتہ ہے آپ کو فیس کتنی ہے اسکول کی ۔ پورے ہزار روپیہ ماہانہ فی بچہ اور فنڈز وغیرہ علیحدہ ۔اس نے کچھ اس طرح فخر اور غرور سے کہا کہ جیسے اس کے بچے نرسری اور کے جی میں ہی کرنل اور جج لگ گئے ہوں اس کا یہ ہی انداز اور غرور دیکھ کر ہمارے تلوؤں میں لگی اور سیدھی سر میں جا بجھی ۔اسے بھا بجز مجھے کلیجے میں کہ بیٹھنا بھی محال ہو گیا اور پھر واقعی ہم زیادہ دیر بیٹھ ہی نہیں پائے گھر آ کر رات بھر سوچتے رہے اور پھر سوچنے کے بعد اپنے میاں جی سے اس موضوع پر بات کی پر ناں جی وہ تو کچھ سننے کو تیار ہی نہ تھے الٹا ہمیں ہی سمجھانے بیٹھ گئے ۔۔

اوہو ۔کیا ہو گیا ہے تمہیں بیگم ۔اچھے بھلے تو جا رہے ہیں دونوں سکول اور بادیہ کا کیا ہے تمہیں تو پتہ ہی ہے اسے نئے نئے شوشے چھوڑنے کا شوق ہے تم پھر بھی اس کی باتوں میں آ رہی ہو چھوڑو فضول میں جب چل رہا ہے چلنے دو ناں ۔ہمارے بگڑتے تیور دیکھ کر انہوں نے بات بدلنے میں ہی عافیت جانی مگر ہم بھی تو جیسے ڈٹ ہی گئے تھے ہمارے دماغ میں کیڑا گھس چکا تھا لہذا ہم سب پورے جوش خروش کے ساتھ کوسر کرنے نکلے تھے یہ سوچے بغیر کہ اس میں نفع کتنا ہے اور نقصان کتنا ہے ۔

اس وقت دن کے دس ساڑھے دس کا وقت ہو رہا تھا اسکول کے باہر باوردی دربان کھڑا تھا اب اگر یہ مغلیہ دور ہوتا اور مغلیہ دربار تو پھر تو باوردی دربان کا کھڑا ہوا سمجھ میں آتا تھا مگر بچوں کی درسگاہ کے باہر دربان ۔۔گرمی سردی کی دھوپ چھاؤں میں جھلس جانے والی رنگت پر گہرے نیلے عجیب سے رنگ کا کاسٹیوم بمعہ ٹوپی پہنے اپنے قد سے بڑی اور وزن سے وزنی بندوق کاندھے پر ، وہ اس طرح مستعد کھڑا تھا جیسے ابھی خدانخواستہ ہمسایہ ملک کے فوجی اس سکول کو سرحد سمجھ کر حملہ کرنے والے ہوں اور یہ مختنی سا دربان انہیں نیست و نابود ہی کر دے گا ۔رکشے والے کو انتظار کرنے کا کہہ کر ہم نے اندر کی طرف قدم بڑھائے مگر ہمارا راستہ روکے وہ دربان گارڈ چوکیدار صاحب کھڑے ہو گئے ۔

جی میڈم کس سے ملنا ہے آپ کو ۔"

ہم نے اپنے لیے اس کے منہ سے میڈم کا لقب سنا تو خواہ مخواہ گردن اکڑا کر جواب دیا ۔

پرنسپل صاحب سے ملنا ہے ۔

جی کیا کام تھا آپکو پرنسپل صاحب سے ۔اب دوسرا سوال تو ہمیں غصہ ہی آ گیا ۔

کیوں تمہیں کیا بتا ئیں تم کیا ٹھیکیدار لگے ہو یہاں کے یا مالک ہو اس جگہ کے کہ سارا انٹرویو تمہیں ہی دینا پڑے گا ۔ہمارے اندر کا جلالی بابا انگڑائی لے کر بیدار ہو گیا اور ہم نے اس غریب کی اگلی بات سنے بغیر ہی الٹے ہاتھ سے اسے پرے دھکیلا اور سیدھے ہاتھ سے گیٹ کو دھکا لگا کر اندر گھس گئے ۔

اندر داخل ہوتے ہی ہمارے چودہ نہیں پورے اٹھائیس طبق روشن ہو گئے باہر سے انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب نظر آنے والی عمارت اندر سے کسی پرانی حویلی کا نقشہ پیش کر رہی تھی ہم جس جگہ کھڑے تھے وہ غالبا کسی زمانے میں صحن رہا ہو گا ۔مگر اب پلاسٹک کی کرسیوں کی لائن لگی تھی اطراف میں جس سے کسی ویٹنگ ایریا کا تاثر مل رہا تھا ہم ابھی ہونق بنے کھڑے دیکھ ہی رہے تھے کہ جائیں کدھر جائیں نجانے کہاں سے ایک

ٹاپ مائی نمودار ہوئی اور ہمیں اپنی معیت میں لیے اندر کی طرف چل پڑیں۔

یہ ہے آفس آپ اندر چلی جائیں وہ تو ہمیں ایک کمرے کے سامنے چھوڑ کر غائب ہو گئیں اور ہم نے دل کڑا کر کے اندر قدم رکھا دروازے کے بالکل سامنے دیوار گیر بک ریک بنا ہوا تھا جس میں کتابیں اور فائلیں بھی ہوئی تھیں ایک طرف ٹرافیاں اور شیلڈز رکھی ہوئی تھیں کمرے میں دائیں طرف ایک بڑی سی گلاس ٹاپ میز رکھی تھی جس پر کمپیوٹر زفون انٹر کام کے علاوہ اسٹشنری بھی سجائی گئی تھی کمرے کا سارا فرنیچر اسٹریم سمیت آف وائٹ اور میرون کنسٹراس میں تھا یہ کسی سکول پرنسپل آفس سے زیادہ کسی بڑے افسر کا لکثری آفس دکھائی دے رہا تھا پرنسپل صاحب کرسی کے بالکل پیچھے دیوار پر دائیں جانب بابائے قوم اور بائیں جانب شاعر مشرق کی تصاویر سجی تھیں جن کے درمیان تقریباً آدھ فٹ اونچی ایک سفید ریک والے بابا جی کی فوٹو لگی ہوئی تھی اب غالباً پرنسپل صاحب کی نظر میں بابائے قوم اور مصور پاکستان کا قد ان بابا جی کے قد سے چھوٹا تھا یا پھر صرف ڈائزئن کے لیے ایسا کیا گیا تھا ہم سمجھ نہیں پائے۔

جی کیا خدمت کر سکتا ہوں میں آپ کی پرنسپل صاحب کی بھاری آواز نے ہمیں ان تصویروں کے حساب کتاب سے کھینچ کر باہر نکالا اور ہم گڑبڑا کر بابا جی کے عین نیچے ڈھیر ہوئی شخصیت کی طرف متوجہ ہوئے بھی جو سائز اور حجم تھا ان صاحب کا اسے ڈھیر ہونا ہی کہتے ہیں ہمیں ان کی شکل کچھ جانی پہچانی سی لگی۔ تو اب یہ نئی ٹینشن لگ گئی کہ ان کو دیکھا کہاں۔

جی محترمہ بیٹھیے پلیز اور بتائیے میں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔

ارے باپ رے یہ تو وہی کل والا گھریلو حلیے والا بلکہ بے ہودہ حلیے والا خوفناک دیو قامت بندہ ہے ہمیں ایک دم بیٹھتے بیٹھتے یاد آ ہی گیا دل میں ناگواری کی لہر سی اٹھی مگر بمشکل دل پر جبر کر کے انہیں دیکھا۔

ہم نے اپنے بچوں کا داخلہ کروانا ہے کافی سکول دیکھے ہم نے مگر دل کہیں مانا نہیں ہم نے اپنے تئیں بہت غصے سے کہا۔

جی جی ضرور کیوں نہیں۔ ہم تو بیٹھے ہی آپ لوگوں کی خدمت کے لیے ہیں انہوں نے اپنی بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے اپنے سفید دانتوں والی بتیسی نکال کر کہا۔ آپ کے بچے کہیں پڑھتے ہیں۔ اب لگا باقاعدہ انٹرویو کا آغاز ہو گیا ہو۔

جی وہ گورنمنٹ ہائی سکول فار بوائز کے انگلش میڈیم سیکشن میں پڑھتے ہیں احمر 7th میں اور اصفر 6th میں۔ ہم نے بڑے فخر سے بتایا نہ جانے یہ فخر خود بخود ہمارے لہجے میں سے کیوں چھلکنے لگا تھا۔

اچھا اچھا۔ تو گورنمنٹ سکول میں پڑھتے ہیں بچے آپ کے۔ آپ نے بہت اچھا کیا جو ان کو پرائیویٹ اسکول میں داخل کروانے کا سوچا۔ بھلا بتاؤ اب وہ معیار کہاں رہ گیا ہے سرکاری سکولوں کا اسکولوں کی دیواروں پر تو لکھا ہوتا ہے مار نہیں پیار۔ اور پڑھا لکھا پاکستان۔ مگر اپنے ایمان سے بتائیں کیا ہر استاد کے ہاتھ میں ڈنڈا نہیں ہوتا۔ اور پڑھاتے کیا ہیں گورنمنٹ سکولوں کے استاد بس تنخواہ لینے آ جاتے ہیں اور پڑھائی پر کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں اب دیکھیے گا آپ آپ کے بچے کیسے شائق اور برائٹ ہوتے ہیں ابھی ہم تو نالائق سے نالائق بچوں کو بھی گھوڑوں کی طرح چلا لیتے ہیں یہ سرکاری سکولوں کے بچے کیا چیز ہیں وہ مسلسل اپنی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں کو اب کچھ

ہوئے کوئی فائل ڈھونڈنے میں مصروف تھے ورنہ ہمارے لمحہ بہ لمحہ بدلتے چہرے کے زاویئے اگر غلطی سے بھی دیکھ لیتے تو شاید اتنا کچھ نہ فرماتے۔

کیا مطلب ہے آپ کا کہنا کیا چاہ رہے ہیں کہ سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے بچے اور پڑھانے والے سب کے سب نالائق ہیں آپ کو جرات کیسے ہوئی یہ سب کہنے کی آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے بچے اول جماعت سے ہی اپنی کلاسز میں فرسٹ آرہے ہیں اور آپ خود بھی تو سرکاری سکول سے ہی پڑھے ہوں گے ناں کیونکہ ہمارے آپ کے زمانے میں تو پرائیویٹ اسکولز اور اکیڈیمز کی وبا پھیلی ہی نہ تھی تو اگر آپ اپنے تعلیمی ادارے اپنے سابقہ اساتذہ کی خود عزت نہیں کرتے تو آپ قوم کے بچوں کو کیا سکھائیں گے اب کہ ہمارے اندر جناتی جلالی بابا بھرپور انگڑائی لے کر جاگ اٹھا تھا بلکہ جاگا ہی نہیں تھا پوری طرح فارم میں بھی آ گیا تھا۔ یہ جو شعر آپ نے اپنے سکول کے ماتھے پر جھومر کی طرح ٹانگ رکھا ہے اس کا مطلب ذرا گہرائی سے سمجھ لیں پہلے ارے آپ کیا قسمت بدلیں گے کسی کی اور آپ کیا تکمیل کریں گے کسی مقدس فرض کی آپ تو بس فیس بٹوریں یہ جو چھوٹی چھوٹی عمروں کی ایف اے بی اے پاس ٹیچرز رکھی ہیں ناں آپ نے زیادہ فیس لے کر تنخواہ کیا دیتے ہیں آپ انہیں کچھ تو خدا کا خوف کریں آپ فی بچہ بارہ سو ہزار فیس اور فی استانی پچیس سو تین ہزار بس جبکہ سرکاری سکولوں میں فیس برائے نام ہوتی ہے اور اساتذہ کی تنخواہ پرکشش اور تاحیات آپ کا کیا بھروسا اگر کل کو یہ ننھی استانیاں اپنی پے بڑھانے کی بات کریں تو آپ انہیں نکال باہر ہی کردیں گے ہم نے کمرے کے کھلے دروازے سے نظر آنے والی کلاسوں کے اندر پڑھانے والی اٹھارہ انیس سال لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دیکھئے دیکھئے محترمہ آپ جا سکتی ہیں ہمارے اسکول کے داخلے بند ہو چکے ہیں اور اگر کھلے بھی ہوتے تو آپ کے بچوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے یہاں وہ ایک دم آگ بگولہ ہو کر بولے تو ہمارے بھی تلوؤں سے لگی اور سر پر جا بجھی بلکہ بجھی کہاں دماغ میں تو بھا بھڑ جل اٹھے تھے ابھی ہم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ سامنے والی کلاس سے کسی بچے کے چیخنے کی آواز سنائی دی آواز کے تعاقب میں دیکھا تو ہمارا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ دو تین بچوں کو اپنے سامنے کھڑا کیے وہ ننھی ان کی ٹیچر انہیں بری طرح سے پیٹ رہی تھیں اور وہ بھی ڈنڈے کے ساتھ بچے بری طرح سے رو رہے تھے مگر ٹیچر صاحبہ کو جانے کیا فرسٹریشن تھی جو وہ بچوں کو مار پیٹ کر نکال رہی تھیں اس سے جو آگے نگاہ گئی تو ساری کی ساری کلاس ڈیسکوں پر کھڑے پایا ابھی اس کلاس کا نظارہ ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ اگلی کلاس سے عجیب سی آواز آئی ادھر دیکھا تو مس صاحبہ اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے بچوں کی کاپیاں چیک کرکے ہوائی جہاز بنائے ان کی طرف اڑا کر پہنچا رہی تھیں ہمارا تو صرف منہ ہی حیرت کے مارے کھلا تھا پرنسپل صاحب کا تو مارے خفت کے رنگ ہی بدل گیا۔

جی تو یہ ہے آپ کے اسکول کا ڈسپلن اور یہ ہے وہ پیار جو آپ بچوں کو دیتے ہیں بہت خوب پرنسپل صاحب آپ نے تو ہماری آنکھیں ہی کھول دیں ہیں آپ کا بہت بہت شکریہ ہمارے بے چارے میاں صاحب جو بات ہمیں اتنے دنوں سے نہیں سمجھا پا رہے تھے وہ آپ نے ہمیں پل بھر میں ہی سمجھا دی آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ کہتے ہوئے ہم اٹھے اور ابھی دروازے تک ہی نہیں پہنچے تھے کہ بریک کی بیل ہوگئی اور اس گھنٹی کے

ساتھ جو طوفان ایکدم مچا الا امان الحفیظ ہمارے تو طوطے کبوتر فاختا ئیں سب ایک ساتھ اڑ گئے ایک شور تھا بچوں کا جو کلاسوں کے اندر برپا تھا عجیب طرح کی ہڑبونگ کا عالم تھا پلے گراؤنڈ تو تھا نہیں اس لیے بس سیڑھیوں سے اوپر نیچے دوڑیں لگاتے پھر رہے تھے اور بولی بولی بالکل لوکل گھریلو خاص طور پر لڑکوں کی تو جی آج سمجھ میں آیا کہ بدا چھا اور بدنام برا کیسے ہوتا ہے اگر یہ زبان سرکاری سکول کے بچے استعمال کریں تو برے اور بدتمیز اور اگر یہ ہی بولی پرائیویٹ سکولوں کے بچے بولیں تو فیشن واہ بھئی واہ۔ ہم نے مڑ کر ایک جناتی نظر پرنسپل پر ڈالی اور۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں یہ بازی گر دھوکہ کھلا۔

کہتے ہوئے باہر کی راہ لی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ سارے پرائیویٹ سکولز یا ادارے دکھاوے کا کام رہے رہیں یا ان کا معیار دہرا ہے مگر جس طرح زندگی کے ہر شعبے میں کالی بھیڑیں ہوتی ہیں اسی طرح اس شعبے کو بھی ایسے لوگ اور ایسے ادارے کھوکھلا کر رہے ہیں یہ سوچے سمجھے بغیر کہ نقصان کس کا ہے ہمارا اپنا۔ آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں کیا ہم غلط کہہ رہے ہیں یا ٹھیک سوچئے گا ضرور۔

نظم

زندگی برباد ہو جاتی ہے کسی سے محبت نہ ہو اگر

تو کوئی فرق نہیں پڑتا زندگی گزر ہی جاتی ہے

آہستہ آہستہ خوشی میں، غم میں

محبت ہو جائے اگر صنم جو کرے وفا

ساتھ نبھائے سدا تو پھول کھلتے ہیں اکثر

دوست ملتے ہیں اکثر

ناصر پردیسی ۔ راجہ پور

شکوہ، جواب شکوہ (نظم)

یوں نقل جو کرنا تھا پہلے سے بتا دیتے

ہم ساری کتابوں کو چولہے میں جلا دیتے

کوشش تو بہت کی تھی، ناکام ہوئے آخر

ہاں پاس تو ہو جاتے جو نقل کرا دیتے

پرچے جو ملے ہم کو سب خالی دیئے ہم نے

اے کاش صفائی کے نمبر ہی دلا دیتے

(جواب شکوہ)

یوں نقل جو ہونا تھا پہلے ہی بتا دیتے

اب سے کیا ہوتا ٹھیلا ہی لگا دیتے

نقل تو کی تم نے مگر غلط جوابوں کی

کوشش تو بہت کی تھی ناکام ہوئے پھر بھی

ہم پاس تو کر دیتے جو عقل لڑا لیتے

پرچے جو ملے تم کو سب خالی دیئے تم نے

کاش ایازی سے دھجی ہی بنا دیتے

ایاز نعیم ایازی ۔ شمھاری

نظم

وقت کی تند و تیز ہوا کی زد میں آ کر

بیت چکے رشتوں پر

لوٹ کے آنے والے تو کیا جانے

رشتوں کے موسم ہوتے ہیں

یہ بھی اپنی اپنی رت میں

اپنی اپنی سمت بدلتے رہتے ہیں

فرحت عباس شاہ ۔ آزاد کشمیر

ویران گلشن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

سلام محبت ویران زندگی کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے اسے بھی پڑھ کر قارئین کی نظر کر دیجئے گا دوسری قسط پر سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے پڑھ کر کالز کر کے اپنی قیمتی رائے سے نوازہ ڈاکٹر حسن علی کا نمبر حاضر ہے اس نمبر پر آپ ڈاکٹر سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں لوگ بچھڑ کے کبھی نہ کبھی تو مل ہی جاتے ہیں مگر جن سے ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے ان کی جدائی بھی طویل ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے کہ جس چیز کے پیچھے بھاگو گے وہ تم سے دور نکل جائے گی اور جس چیز پر توجہ نہ ہو وہ مل جاتی ہے انسانی رشتے بھی کچھ ایسے ہی ہیں جن کو انسان مضبوط کرنا چاہتا ہے یا پانا چاہتا ہے وہ دور ہو جاتے ہیں اعتماد بنانے کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جسے یہ ذہنوں کا تصادم ہے یا قسمت کا کاش انسان اپنے آنے والے کل کے بارے میں جانتا ہوتو کبھی ایسے دوست نہ بناتا جو ساتھ نہ نبھا سکتے ہوں وہ بھی ایک بہت ہی بڑی خامی ہے کیوں کہ یہ انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور اگر محبوب بے وفا ہو تو پھر انسان بالکل کھوکھلی لکڑی کی طرح ہو جاتا ہے یک طرفہ وفا بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے کیوں کہ انسان نہ کسی کا رہتا ہے نہ دل کا یہ تو وہ سفر ہے جو بے سروسامان ہوتا ہے بس بے وفا محبوب کی بے رخی بی پی دھوکہ سفر میں زر دواں ہوتا ہے جانے کیا زندگی ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے محبت میں طبیعت ہی یکسر بدل جاتی ہے اور خوابوں کی دنیا کا ہیرو انسان نجانے بند اور کھلی آنکھوں میں کیا کیا سپنے سجاتا ہے شاید آنکھیں تھک جاتی ہیں ذہن بھی تھک جاتا ہے لیکن انسان تھکتا ہے نہ اس کا دل تھکتا ہے محبت وفا اور عشق بہت بڑا زہر ہے جو انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے محبت ضمیر کی شکل بدل دیتی ہے اور خدا سے دور رہ کر انسان نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا یہ سب قدرت کے کھیل ہیں کرن بہن آپ کی والدہ محترمہ کا سن کر بے حد افسوس ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سب کو صبر جمیل عطا فرمائے یہ میری دعا ہے۔ آخر میں ان تمام بہن بھائیوں کا بے حد مشکور ہوں جو مسلسل رابطے میں رہتے ہیں اس قسط میں بھی رائے دینا نہ بھولیے گا

زوباخان، رعنا، امبر کرن چوہدری، عائشہ نیلم، مہناز، ان سب کے لیے پر خلوص دعائیں علی رضا ملک آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہر وقت دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے آخر میں رسالہ کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں تمام سٹاف کو پر خلوص سلام اور دعائیں

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا

حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 03455453286۔ حسن علی کا نمبر 03437126117

خیالات کیوں دیکھ رہے ہو کیا میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہوں اگر گاڑی چلانی نہیں آتی تو پہلے گاڑی چلانی سیکھو پھر روڈ پہ لے کر نکلو۔

سوری جی دراصل حسن علی نے وضاحت کرنی چاہی۔
کوئی سوری نہیں چلو میری کتابیں اٹھاؤ اور مجھے اکیڈمی چھوڑ کر آؤ کیوں کہ تم نے میرا بہت وقت ضائع کر دیا ہے شاہین پورے اعتماد کے ساتھ بول رہی تھی حسن علی نے کتابیں اٹھائیں اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔
یہ علینا سے ملتی جلتی ہے اس کی رشتہ دار ہو گی یا پھر اس بہن ہو گیا وہ ابھی تک اس حسین چہرے میں کھویا ہوا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔
میرا نام شاہین ہے میں فورتھ ایر کی سٹوڈنٹ ہوں ایف ایس سی میں اتنے کم نمبر ملے کہ میڈیکل والوں نے نیل کی لسٹ میں بھی میرا نام لکھنا گوارہ نہیں کیا اس لیے بی ایس سی کر رہی ہوں میری پڑھائی کی فکر مجھ سے زیادہ میرے گھر والوں کو ہے میرے رشتہ دار میری امی جی اور میرے استاد کو ہے میں تو زیادہ شاعری اور ایم اسلم جاوید چوہدری کو کے ناول پڑھتی ہوں مجھے انڈین فلمیں دیکھنے کا بھی بہت ہی شوق ہے لیکن مجھے تو چائے بنانی بھی نہیں آتی دنیا میں میرا میری امی جی کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں اس لیے امی کہتی ہیں کہ پڑھ لوں اور اچھے مارکس کامیاب ہو جاؤں تاکہ میری شادی کسی اچھی جگہ ہو جائے۔
اوہ تم نے تو اپنا تعارف کروایا ہی نہیں چلو کوئی بات نہیں تم میری بکس میرے کمرے میں رکھ دو میں ذرا ہاتھ دھولوں گرنے کی وجہ سے گندے ہو گئے ہیں وہ اپنی عادت کے مطابق اسے شرمندہ کرنے کے لیے مسلسل بول رہی تھی۔
حسن علی نے کتابیں اٹھا کر سائڈ پر رکھیں اور گاڑی کو لاک کر کے عدنان سے گپ شپ لگانے میں مصروف ہو گیا۔
سناؤ ڈاکٹر صاحب آج کیسا دن گزرا عدنان نے پرانی دوستی پرانے انداز سے چہک کر بولا۔
بس یار ان ہی دنوں میں ان ہی خیالوں میں ابھی ابھی حسن علی ان خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ چائے آ گئی عدنان نے ایک کپ اسے اور دوسرا خود پکڑ لیا اور کہا۔
بھول جاؤ اسے سہانے خوابوں کی طرح ان خوابوں اور یادوں کے باہر بھی ایک دنیا ہے میرے یار وہ آپ کی قسمت میں نہیں تھی اس لیے مل نہ سکی مرگئی ہے وہ۔
دیکھو یار موت ایک برحق سچائی ہے اس سے فرار کوئی بھی رستہ ممکن نہیں ہے جو وقت اب کائنات کی طرف کے لوح محفوظ کر دیا گیا ہے اسے ساری دنیا کی قوتیں مل کر بھی نہیں ٹال سکتیں کتاب مقدس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ایک دن ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے زندگی اور موت کے درمیان ایک پلک جھپکنے تک کا فاصلہ ہے انسان ششدر رہ جاتا ہے۔
دیکھو اگر آپ گھر سے کوئی سودا لینے گئے ہیں تو آپ کو کسی تیز رفتار گاڑی نے ٹکر ماری پلک جھپکنے سے پہلے آپ کا رشتہ زندگی سے منقطع ہو گیا اب خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے تیار ہو کر گھر کی دہلیز عبور کی اچانک دل کا دورہ پڑا اور حسرت کی ایک نظر اس عمارت پر جو عارضی مقام ہے آپ کے بیوی بچے سب گھر میں ہیں آپ انہیں آواز دے کر نہیں بلا سکتے اس کا حکم جاری ہو چکا ہے کہ ملک الموت نے ایک پل میں آپ کی روح قبض کر لی آپ کا جسم اکڑ کر ٹھنڈا ہو گیا آپ کی رگوں میں دوڑتا ہوا خون تھم گیا سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے کیا سوچا تھا کیا ہو گیا کیا کر گزرے کیا رہ گیا اس کا حساب روز قیامت ہو گا جہاں کوئی سفارش کوئی چالبازی کوئی ریاکاری کام نہیں آئے گی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا سب اس حقیقت سے واقف ہیں روز آخرت

پر یقین بھی رکھتے ہیں پھر بھی اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے اور واپسی کا سفر اختیار کرنے کے بجائے فریب مسلسل میں مبتلا ہیں دغا اور فریب سے کام لیتے ہیں حسن علی اللہ تعالیٰ کی ذات سے ناامیدی گناہ ہے وہ درد دیتا ہے تو اس کی دوا بھی دیتا ہے وہ اپنے نیک بندوں سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا وہ بڑا مسبب الاسباب ہے دونوں جہانوں کا مالک ہے وہی ہے قادر مطلق اسی کی ذات ہے میرے یار حسن علی دیکھو اس طرح تم اپنی فیملی کو نے کر اور دوستوں کا دل بھی دکھا رہے ہو اپنے بارے میں سب کچھ سوچو تو تم پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بھی حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کرتے دیکھو اس طرح تم اسلام کے خلاف بھی چل رہے ہو عدنان سمجھانے کے انداز میں کافی کچھ کہہ گیا عدنان مجھے حقیقت کی دنیا سے اس کی یاد میں رہنا اچھا لگتا ہے حسن علی ابھی سے انداز سے بول رہے تھے کہ پیچھے سے ایک لڑکی بولی میں میں آئی کمنگ سر لیں اور پھر وہ لڑکی اندر آئی اور آتے ہی حسن علی کی طرف منہ کر کے بولی کتابیں کہاں رکھی ہیں آپ کو کہا تھا میرے کمرے میں رکھ دینا اور اپنی کتابوں کو میز سے اٹھاتے ہوئے چلی گئی عدنان نے دیکھا کہ حسن علی جو اتنی باتیں سننے کے بعد بھی اپنے خیالوں سے نہ نکل سکا وہ شاہین کی آواز سنتے ہی چونک اٹھا اس کی اتنی باتیں سننے کے باوجود بھی اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا چلی گئی ہے یار عدنان نے ہنستے ہوئے کہا یہ لڑکی ہے کون یہ لڑکی آپ کے محلے کی ہے اس کے والد کا نام عبدالغفور ہے جو کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے تھے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہو عدنان نے پوچھا اس کی آواز اور چہرہ ایسا ہے کہ کافی حد تک ملتا جلتا ہے لیکن ایک بار تو مجھے ایسا لگا جیسے وہ دوبارہ زندہ ہو کر میرے سامنے آ گئی ہے یا پھر میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں حسن نے کہا او کے علی اب ہمارا لیکچر کا ٹائم ہو گیا ہے باقی گپ شپ بعد میں ہوگی بائے آئی ایم ڈاکٹر حسن علی میں اب آپ کو بیالوجی پڑھاؤں گا حسن علی نے حسب عادت اپنا تعارف کروایا اور پھر کلاس سے انٹروڈکشن کیا شاہین جو اسے کوئی سٹوڈنٹ سمجھتے ہوئے اس سے بدتمیزی کر رہی تھی اب شرمندہ سی ہو کر بیٹھی تھی اسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہمارے لیکچرار ہیں وہ شرمندگی کی وجہ سے اور سست گئی تھی وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہی تھی حسن علی نے اس کا چہرہ دیکھا تو ایک بار پھر چونک سا گیا گھر آ کر شاہین کپڑے بدلے بغیر ہی بیڈ پر لیٹ گئی اور اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اتنا بولنے کی کیا ضرورت تھی بھی ڈاکٹر حسن علی کا سنجیدہ چہرہ سامنے آ جاتا تھا اور شاہین سوچنے لگی کہ وہ اتنا سنجیدہ اور خاموش کیوں ہے وہ مسکراتا کیوں نہیں ہے اتنا کچھ سننے کے بعد اسے غصہ کیوں نہیں آیا خود سے ہی سوال کرتی رہی اور کوئی جواب نہ پا کر خاموش ہو جاتی اس کی آنکھوں میں بہت کشش ہے کیا پرسنیلٹی ہے اس کی وہ خود بھی کچھ کم خوبصورت تھا جو بھی اسے دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا لیکن اس نے کبھی بھی کوئی توجہ نہ دی شاہین بیٹی کیا بات ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نہ تیری میں نے کہا امی جی میں ٹھیک ہوں شاہین نے آہستہ سے کہا جیسے اس کے دل کی چوری نہ پکڑی جائے اس نے اپنے آپ کو نڈھال سا ظاہر کیا اچھا تم نہا لو میں چائے بنا کر لاتی ہوں یہ کہتے ہوئے اس کی امی نسرین باہر چلی گئی وہ نہانے کے لیے اٹھی تو شیشے کے سامنے اپنا جائزہ لینے لگی وہ مجھے اتنا غور سے کیوں دیکھتا ہے جیسے وہ میرا واقف ہو اس نے سوچا کیا ضرورت تھی اتنا

کونفیڈینٹ ہونے کی اتنا لڑنے اور بولنے کی اس کے اندر سے آواز آئی کیا کرتی اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ٹائم جو گزارنا تھا اس نے خود ہی جواب دیا اور اتنا ہینڈسم اور پروقار ہے لیکن وہ اتنا سنجیدہ کیوں تھا ہنستا مسکراتا کیوں نہیں میں اسے کے بارے میں اتنا کیوں سوچتی ہوں کہیں مجھے اس سے پیار پیار پیار تو نہیں ہو گیا وہ خود سے شرما گئی وہ نہا کر نکلی کپڑے تبدیل کیئے آگے امی جان چائے لی کر کھڑی تھی اسنے نے چائے پکڑی اور صوفے پر بیٹھ گئی سناؤ بیٹی پڑھائی کیسی جا رہی ہے اکیڈمی میں پڑھتے ہیں یا فیشن سکھاتے ہیں جو تم نت نئے

کپڑے پہن کر جاتی ہو اس کی امی جی نے پوچھا کیا بات ہے اس نے جواب دیا اگر میں کپڑے بدل کر نہیں جاتی تب بھی آپ مجھے ڈانٹتی ہیں اور اگر بدل کر جاتی ہوں تب بھی شاہین چیخ اٹھی نہیں میری بچی میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی کیا یہ تبدیلی کیسے آئی اس کی امی جان نے مسکراتے ہوئے اس کو گلے سے لگاتے ہوئے پوچھا بس امی جیا کیڈمی کا ماحول ہی اتنا صاف ستھرا ہے اس لیے مجھے بھی ماحول سے ایڈجسٹ ہونا پڑتا ہے اس کی امی بولی شکر ہے اللہ کا جو تم بھی اپنے آپ پر توجہ دینے لگی ہو دل لگا کر پڑھنا اللہ میری بچی سے ہر بلا کو دور رکھے حسن علی اپنے کمرے میں بیٹھا تھا چاروں طرف سناٹا تھا اندھیرے میں بھی مینڈکوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں وہ اپنی ذہنی کشمکش میں بیٹھا سگرٹ پر سگرٹ پیئے جا رہا تھا اور بکھرتے ہوئے دھوئیں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس کو ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ

سگرٹ سلگایا تھا تیری یاد بھلانے کے لیے

بے درد دھوئیں نے تیری تصویر بنا ڈالی تھوڑی دیر تک تو گھٹن محسوس ہوئی پھر اس نے ٹائی اور کوٹ اتار کو شوز وغیرہ اتار کر اپنے بیڈ پر لیٹ گیا اکیڈمی سے رات نو بجے واپسی ہوتی تھی پھر امی جی اور بابا جی کے پاس تھوڑا سا وقت گزارنے کے بعد اپنے کمرے میں آ جاتا تھا پھر اس کی یادوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا جو ختم ہی نہ ہوتا تھا علینا تم خاموش نہ ہوا کرو تمہاری آواز سے مجھے دلی سکون ملتا ہے وہ علینہ کی خاموشی پر بے تاب سا ہو جاتا تھا اچھا اگر یہ آواز ہمیشہ کے لیے گم ہو جائے تو وہ خود سے یہ سوال کرتا تھا نہیں علینا نہیں یہ آواز میری روح میں بس چکی ہے جس دن یہ آواز ختم ہو گیا تو اس دن یہ روح بھی ختم ہو جائے گی حسن علی مجھ سے ایک وعدہ کرو وہ اس انداز میں کہتا کیا وعدہ کروں وہ اس انداز پر تڑپ جاتا تھا جب تک یہ سانسیں ہیں میں تیری ہوں اور ہاں اگر سانسوں نے وفا نہ کی تو تم دوسری شادی کر لینا اور مجھے بھول کر اس کا حق ادا کر دینا تم ایسی باتیں کیوں کرتی ہو علینا ایسا کبھی نہیں ہو گا تم کو کچھ بھی نہیں ہو گا حسن علی غصے میں آ جاتا وعدہ کرو نہ حسن علی وہ اپنا ہاتھ آگے کر دیتی ٹھیک ہے میں وعدہ اس شرط پر کروں گا کہ آج کے بعد تم ایسی کوئی بات نہیں کرو گی اور ہم ہر حال میں ہیں گے اور کہتا کہ حسن علی اپنی آنکھیں بند کرے اور اس کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو بیڈ کے گدے میں جذب ہو رہے تھے حسن علی تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو اپنا وعدہ بھی پورا کرو اسے ایک آواز سنائی دی علینا علینا وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے پھر پکارنا شروع کر دیا علینا علینا پھر اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور شیشے کے سامنے کھڑا ہو گیا سگرٹ پی پی کر اس کے ہونٹ کالے ہو رہے تھے اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے پھر اس نے کھڑکی کھولی اور لان کی لائٹ جل رہی تھی

اس نے اپنی مخصوص جگہ پر دیکھا وہ جگہ اب خالی نہیں تھی مالی بابا نے اب اس جگہ پر ایک نیا پودا لگا دیا تھا مگر وہ اپنی جگہ پر ابھی تک جڑیں نہیں جما رہا تھا اس کے کچھ پتے بھی مرجھا گئے تھے پھر اچانک اس کے موبائل فون کی ٹیون بجی اس نے میسج کھولا تو ایک اجنبی سا نمبر تھا جس سے یہ میسج آیا تھا میسج یہ تھا

کیوں کرتے ہو دل پہ اتنا ستم

یاد کرتے نہیں تو یاد آتے کیوں ہو

کون ہے یہ سوچنے لگا اور وہ کون تھا علینا سے اتنی مشابہت بالکل جیسے وہ دوبارہ زندہ ہو گئی ہو وہ لیکچر کے دوران اتنی سنجیدہ کیوں ہو گئی تھی۔

اس کے دل میں مزید ہلچل سی مچ گئی تھی وہ میرے ساتھ اتنا فری کیوں ہو رہی تھی مزید ایک سوچ آئی اور پھر اس نے والیم کی دو گولیاں نکالیں اور کھا کر بیڈ پر لیٹ گیا حسن علی کلینک سے سیدھا گھر آیا اور نوٹس جو

سٹوڈنٹ کو دیتے تھے وہ اٹھا کر گاڑی میں رکھے اور اکیڈمی کی جانب جانے لگا تو گلی کا موڑ مڑتے ہوئے وہ لڑکی پھر سامنے کھڑی تھی حسن علی گاڑی کی سپیڈ تیز کرنے لگا تو وہ لڑکی پھر سامنے آ گئی سر جی کیا مجھے بھی اکیڈمی تک لے جا سکتے ہیں دراصل آج مجھے کوئی رکشہ نہیں مل رہا تھا وہ التجائیہ انداز میں کہہ رہی تھی حسن علی نے پچھلا دروازہ کھولا وہ جلدی سے بیٹھ گئی تھینک یو سر اینڈ سوری تھینک یو سر شاہین نے بیٹھتے ہوئے کہا یہ تھینک یو کی تو سمجھ آتی ہے مگر یہ سوری کیوں کہا حسن علی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا سوری اس لیے سر کہ آپ سے میں دو دن سے بدتمیزی کر رہی تھی دوسرا آپ کو اکیڈمی تک لے جانے کی زحمت دی بات چلتی دیکھ کر شاہین نے تفصیل بتا دی وہ تو سوری مجھے کرنا چاہیے تھا بلکہ وہ میں نے کی بھی تھی مگر آپ نے سوری قبول نہیں کی تھی ایک بات کہوں سر آپ مسکراتے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں شاہین نے شیشے میں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تعریف کرنے کا بہت شکریہ حسن علی نے بھی شیشے میں دیکھا تو دونوں کی نظریں ٹکرا گئیں یہ تعریف نہیں سر حسن حقیقت ہے اسے سر کے ساتھ حسن لگنا اچھا لگا او کے اب اترو اکیڈمی آ گئی ہے اسلام علیکم عدنان جو کہ گیٹ کے پاس ہی کھڑا تھا حسن علی کو دیکھ رہا تھا مسکراتے ہوئے بولا وعلیکم اسلام کیسے ہو عدنان حسن علی نے بھی پرجوش جواب دیا میں تو ٹھیک ہوں مگر تیری خیر نہیں تیری بھابی تیرا ایک گھنٹے سے انتظار کر رہی تھی اور تو اپنی محبوبہ کی ہم شکل کے ساتھ کار میں بیٹھا سیریں کر رہا ہے عدنان نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل اس کو کوئی رکشہ نہیں مل رہا تھا اچانک میں آ گیا اس نے مجھ سے لفٹ مانگ لی اور میں نے اسے اپنا سٹوڈنٹ ہونے کے ناطے بیٹھا لیا اس کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا عدنان کی بات پر حسن علی سنجیدہ ہو گیا مذاق کر رہا تھا یار میں لیکن کاش یہ مذاق سچ ہو جائے بھی رکشہ نہ ملے اور روز بلکہ پوری زندگی آپ کی گاڑی میں آئے عدنان بھی اپنی بات منوانے پر تلا ہوا تھا اچھا چلو بھابی جی سے ملتے ہیں حسن علی نے بات کو ختم کرتے ہوئے کہا حسن علی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سلام بلایا اور جواب میں وعلیکم اسلام بھابی نے کہا کیسے ہو حسن علی عدنان کی بیوی نادیہ نے پوچھا انکل انکل یہ دیکھو میں آپ کے لیے پھول لایا ہوں عدنان کا بیٹا بولا آکاش ان سے پہلے ہی بول پڑا اور پھول حسن علی کو دے دیا خود بھی اس کی گود میں بیٹھ گیا وہ حسن علی سے کافی مانوس تھا شاباش اور شکریہ بیٹا یہ پھول تو بہت ہی اچھا ہے بالکل تمہاری طرح حسن علی نے آکاش کا ماتھا چوم لیا حسن علی اب آکاش کی چاچی لے آؤ جلدی سے اب اور برداشت نہیں ہوتا نادیہ نے سمجھانے کے انداز سے کہا میں تو جلدی لانا چاہتا تھا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا ایسی باتیں کرتے ہوئے حسن کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے انکل جی آپ روئیں مت میں اللہ میاں سے کہوں گا کہ مجھے ایک پیاری سی خوبصورت سی چاچی دے دو جو میرے انکل جی کو بھی پسند آئے اور مجھے بھی آکاش اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے جلدی سے بول پڑا اس کی اس بات پر سب ہی مسکرا دیئے شاہین اپنا لیسن مکمل کرنے کے بعد رسالہ لیے بیٹھی تھی بار بار الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی اس کا من کسی چیز میں نہیں لگ رہا تھا اسے بس وقت گزارنا بہت ہی مشکل ہو گیا تھا وہ اکیڈمی جانے کی جلدی میں رہتی تھی اپنے آپ پر توجہ دینے کی وجہ سے وہ اور بھی نکھر گئی تھی وہ کتابیں جن سے سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی اب اسے بہت اچھی لگتی ہیں شاہین شاہین باہر آؤ دیکھو کون آیا ہے اس کی امی اسے آوازیں دینے لگی تو اسے بہت ہی برا لگا وہ تو صرف یادوں میں رہنا چاہتی تھی وہ بھی صرف حسن علی کی یادوں میں ہیلو اسلام علیکم۔

وہ باہر جانے کا سوچ رہی تھی جب اس کے کانوں میں آواز پڑی سمیر قمری چیں میں اس کے سامنے کھڑا تھا آپ کب آئے سمیر اور بتا تے ہی آ گئے شاہین نے

سلام کا جواب دیئے بغیر ہی سوال کر دیا میں تو کافی دنوں کا آیا ہوا ہوں مگر آپ کے پاس ہمارے گھر آنے کا
ٹائم ہی نہیں ہے اس لیے میں خود ہی چلا آیا سمیر اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کی نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے
دراصل اکیڈمی سے چھٹی نہیں ملتی اس لیے نہیں آسکی اور امی جی گئیں تھیں آپ کو ملنے کے لیے شاہین نے تفصیل
سے جواب دیا میں آنٹی جی کی نہیں آپ کی بات کر رہا ہوں کہ آپ کیوں نہیں آئیں سمیر نے غصے میں کہا وہ
دراصل اکیڈمی اچھا میں دو سال میں دو سال کے بعد پاکستان آیا ہوں اور تم ایک دن کی چھٹی بھی نہیں لے سکتی
آخر تیرا بچپن کا دوست اور فرسٹ کزن ہوں کیا میرا اتنا بھی حق نہیں کہ سمیر نے ظاہری خفگی سے کہا سوری بابا سوری
شاہین نے اپنے کان پکڑ لیے او وہی بچپن والا انداز بنایا اچھا میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں اپنے ہاتھ سے بنا
کر اور کچن میں کچھ کھانے کو بھی بناتی ہوں شاہین نے باہر جاتے ہوئے کہا کھانے کو آپ بناؤ گیا پاس میں کوئی
ڈاکٹر بھی رہتا ہے یا کوئی نہیں آج سمیر بھی اسے تنگ کرنے میں تلا ہوا تھا شاہین کچن میں گئی اور چائے بنانے لگی
ڈاکٹر کے نام پر حسن علی کی یاد بھی آ گئی پچھلے ہفتے اس کا کزن اور دوست فرانس سے آیا تھا لیکن وہ اکیڈمی سے
چھٹی نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے پارٹی پر صرف امی جی کو بھیج دیا تھا اور خود پڑھائی کا بہانہ بنا لیا پتہ نہیں اب کیوں
اس کا دل چھٹی کرنے کو نہیں کرتا تھا گھر میں بھی سارا دن بے قراری رہتی تھی اور اکیڈمی جا کر بھی اس کی نظریں
ایک ہی شخص کو تلاش کرتی تھیں پتہ نہیں کب سے اس کے مستقبل کے سہانے خواب دیکھنے شروع کر دیئے تھے وہ
بھی حسن علی کے ساتھ دیکھو حسن علی تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو کیا تم مجھ سے اتنی بھی محبت نہیں کرتے کہ میری
آخری خواہش پوری کر دو علینا میں تیرا تھا اور تیرا ہی رہوں گا میں تم بن جی نہیں سکتا مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئی تھی
حسن علی اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی تڑپ اٹھا میرے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے حسن علی پہلے صغیر خان
نے مجھے اپنی بہو بنا لیا اب تم اپنی شادی کر لینا علینا اب میں تم کو کہیں نہیں جانے دوں گا اب تم صرف میری ہو
میری ہی رہو گی وہ اور بھی تڑپ اٹھا جانے والے کبھی لوٹا نہیں کرتے حسن علی اب میں منیر خان کی منکوحہ ہوں
اور اب شاید میں کبھی بھی نہ لوٹ پاؤں مجھے خوشی اس وقت ہوگی جب تم شادی کر لو گے ورنہ میں تکلیف میں
رہوں گی وہ بہت زیادہ گہری سوچ میں ڈوبی کہہ رہی تھی اور آہستہ آہستہ پیچھے بھی جا رہی تھی علینا تم نہیں نہیں جاؤ
گی علینا پلیز پلیز علینا تم جاؤ وہ چلا رہا تھا اچانک اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر بھی بے ہوشی میں
پکارتا رہا کمرے میں اس کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی بیٹا حسن علی اس کی امی ابو اس آواز سن کر اس کے کمرے میں آ گئے
اس کے ابو نے لائٹ آن کی تو سامنے حسن علی پسینے میں شرابور بیٹھا تھا اور اس کی حالت غیر ہو رہی تھی کیا ہوا
میرے لال اس کی امی نے گلے لگا کر کہا تو وہ چیخ پڑا اماں جی علینا آئی تھی آپ اسے روک لو وہ بے ہوشی میں
بول رہا تھا اس کے ابو نے اس کے ماتھے کو چھوا تو اسے بہت ہی تیز بخار تھا وہ پریشان ہو گیا اب اسے بیڈ پر لٹاؤ
میں ابھی دانیال کو فون کرتا ہوں امی جی پلیز علینا کو روک لو اسے جانے مت دینا میں اس کے بغیر جی نہیں سکتا
حسن علی بچوں کی طرح بلک بلک کر فریاد کر رہا تھا تھوڑی ہی دیر میں پروفیسر دانیال آ گئے کیا ہوا حسن بیٹا اس نے
اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا حسن علی بے سود رہا تھا زبان سے کچھ بول نہیں رہا تھا بخار بہت تیز ہے پروفیسر
دانیال نے تھرمامیٹر نکالتے ہوئے کہا آپ اسے پانی کی پٹیاں کریں میں کچھ میڈیسن بھیجتا ہوں اسے کھلا دینا اور
ہاں اسے میں کچھ میڈیسن بھیجتا ہوں اسے کھلا دینا اور ہاں اسے مکمل ریسٹ کی ضرورت ہے پروفیسر دانیال
نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اس حسن علی کے ابو اسے لیکے ایک سائڈ پر گئے اور کہا کہ صاحب حسن علی میری بھی بیٹا
ہے لیکن علینا کی موت کا اس کے دل دماغ پر بہت ہی گہرا اثر ہوا ہے اس کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کرو میں

بھی اسے کہتا ہوں کہ اپنے بارے میں اور آپکے مستقبل کے بارے میں سوچے اور ہاں عدنان اس کا دوست مجھے بتا رہا تھا کہ اکیڈمی میں الینا کی ہم شکل لڑکی پڑھتی ہے اور اس کی حسن علی میں کافی دلچسپی بھی ہے پروفیسر دانیال نے کہا دو دن سے حسن علی اکیڈمی نہیں آئے تھے وہ پہلے سٹاپ پر کھڑی ہو کر انتظار کرتی پھر اکیڈمی میں اسے تلاش کرتی تھی وہ ادھر ادھر بے چین سی پھرتی تھی کہ کہیں ایسے ڈاکٹر حسن علی نظر آ جائیں لیکن وہ نظر نہ آئے تو باتوں باتوں میں اپنی کلاس فیلو نادیہ سے پوچھا تو بھی اسے معلوم نہ ہو سکا تو وہ مجبور ہو کر اکیڈمی کے آفس چلی گئی۔

وہ ایک بات پوچھنی تھی ۔شاہین نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔سر ہمارے بیالوجی کے پریڈمس ہو رہے ہیں۔اور میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ حسن علی اکیڈمی کیوں نہیں آ رہے ۔شاہین نے بہانہ تراشتے ہوئے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

بیالوجی کے پیریڈمس ہو رہے ہیں یا آپ انہیں مس کر رہی ہیں۔عدنان نے پوچھا تو وہ اور بھی سمٹ گئی۔

دیکھو شاہین حسن علی کی طبیعت بہت ہی خراب ہے۔اگر ایسا ہی رہا تو شاید وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عدنان رک سا گیا۔

اللہ نہ کرے اسے کچھ ہو۔وہ تو خود ڈاکٹر ہیں۔شاہین جلدی سے بولی۔

ڈاکٹر سے زیادہ وہ دل کے مریض ہیں عدنان نے اس بات پر زور دیا۔

دل کے مریض وہ کب سے ہیں حالانکہ وہ تو صحت مند نظر آتے ہیں۔شاہین اس کی بات سمجھ نہ سکی۔

حسن علی کے بارے میں بتانے سے پہلے میں آپ سے ایک سوال پوچھوں گا۔اور اس سوال کا جواب مجھے استاد سمجھ کر نہیں بلکہ اپنا بھائی سمجھ کر دینا۔عدنان اس کے قریب آ کر بولا۔

جی پوچھیں۔شاہین کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

کیا آپ حسن علی سے محبت کرتی ہیں۔عدنان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

ہاں۔میں اس سے محبت کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی شاہین نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

اگر میں یہ کہوں کہ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے تو۔۔۔عدنان نے لوہا گرم دیکھ کر دوسری چوٹ ماری۔

میں تب بھی اس سے محبت کروں گی اور اپنی جان تک قربان کر دوں گی۔شاہین نے کہا۔

تو پھر سنو۔

سمیر اپنے کمرے میں ڈائجسٹ پڑھ رہا تھا کہ اس کی امی کمرے میں آ گئیں۔

ہیلو بیٹا کیا ہو رہا ہے۔اس نے کھنگارتے ہوئے پوچھا۔

کچھ نہیں امی جی بس ٹائم پاس کر رہا تھا۔سمیر نے کہا۔

اوہ میرے بیٹے کا ٹائم نہیں گزرتا۔اس کی امی نے ذومعنی الفاظ میں پوچھا۔

نہیں امی جان ایسی کوئی بات نہیں۔بس نیند نہیں آ رہی تھی۔اس لیے ڈائجسٹ اٹھا لیا۔سمیر نے وضاحت کی

دیکھو سمیر میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں کیونکہ اب اکیلے میرا بھی دل نہیں لگتا۔مجھے بھی ایک پیاری سی بہو کی ضرورت ہے۔

اور مجھے بھی بھابھی کی کنزا اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔اور چائے کی ٹرے میز پر رکھ دی۔

تو پھر ٹھیک ہے ڈھونڈ لو اپنی بھابھی سمیر نے شوخی سے اسے چھیڑا۔

لو جی یہ کام بھی میں کروں نہ یہ کام خود ہی کرو مجھے کیا پتہ کہ آپ کو کیسی لڑکی چاہیے کنزا نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔

اچھا پھر ہے تیرے پسند کے لوں جو تاریخ تیری پسند کا لوں آئس کریم تیری پسند کی کھاؤں اور اب تجھے اتنا بھی پتہ نہیں کہ بھابھی کیسی لانی ہے۔

واہ بھی واہ۔سمیر نے بھی جملہ کستے ہوئے کہا وہ تو مجھے پتہ ہے لیکن آپ سے صرف رائے لینی ہے کہ اب بھابھی لے آئیں یا اور انتظار کرنا ہے کنزا نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

ہیلو حسن علی کیسے ہو یار۔آپ تو بہت کمزور ہو گئے ہیں دو ہی دنوں میں کیا حلیہ بنا لیا ہے وہ دیکھو آپ سے کون ملنے آیا ہے عدنان نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا حسن علی تھوڑا سا اٹھا اور دروازے کی طرف دیکھا کالے رنگ کے کپڑے جو اس نے علینا کے لیے تھے پہنے ہوئے علینا کھڑی تھی علینا وہ پکارا اٹھا تو سر آئی ایم شاہین کیسی ہے طبیعت آپ کی شاہین نے پھر اسی انداز سے کہا ہاں شاہین بالکل ٹھیک ہوں میں بس ہلکا سا بخار ہو گیا ہے حسن علی نے مسکراتے ہوئے کہا اوکے آپ دونوں گپ شپ کرو میں انکل اور آنٹی کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں اور ہاں آپ لوگوں کے لیے چائے ادھر ہی بھجواتا ہوں عدنان نے اٹھتے ہوئے کہا ارے عدنان آپ بھی ہمارے ساتھ چائے..... حسن علی کے روکنے کے باوجود وہ باہر نکل گیا شاہین ابھی تک کھڑی تھی شاہین بیٹھو حسن علی نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا شکریہ شاہین بیٹھ گئی پھر کچھ دیر دونوں میں خاموشی رہی سر مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو تو شاہین نے پروفیسر دانیال اور عدنان کے بتائے ہوئے منصوبے کو ترتیب دیتے ہوئے کہا جی کہو کیا بات ہے حسن علی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا حسن علی سر کے بجائے نام لیا میرے خواب میں تین دن سے میری ہم شکل ایک لڑکی آتی ہے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آپ کے ہاتھ میں دیتی ہے اور مجھے یہی کہتی ہے تم حسن علی کا ساتھ دو اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا اور تم اس سے شادی کر کے اسے خوش رکھنا تمہارے ساتھ رہنے کی قسمیں بھی دیتی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کیا کروں کون ہے وہ حسن علی نے پوچھ کر کہا کیا کہا لڑکی لڑکی اور قسمیں اسے اچانک اپنا خواب یاد آ گیا شاہین تم کو کوئی وہم ہو گیا ہے بندہ دن بھر جو سوچتا ہے وہی رات کو خواب میں دیکھتا ہے اگر تم میرے بارے میں سوچتی بھی ہو تو دوبارہ ایسی غلطی نہ کرنا کیوں کہ بندہ ایک بار ہی محبت کرتا ہے اور ایک ہی سے ہوتی ہے مجھے علینا سے محبت ہوئی تھی علینا سے ہی محبت ہے اور علینا سے ہی رہے گی مجھے بھول جاؤ شاہین مجھے بھول جاؤ حسن علی جو کچھ دنوں سے سمجھ گیا تھا اسے سمجھانے کے انداز سے ڈانٹنے لگا حسن علی آپ نے بالکل ٹھیک کہا محبت صرف ایک سے ہوتی ہے اور ایک ہی بار ہوتی ہے بار بار نہیں ہوتی یہ بالکل سچ ہے اور جو محبت مجھے آپ سے ہوئی ہے اب میں کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں مجھے تم سے محبت ہوئی ہے حسن علی مجھے ہوئی ہے یہی بھولنے والی بات تو میں بھی آپ سے کہتی ہوں کہ علینا کو بھول جاؤ نہ سوچا کرو اس کے بارے میں وہ مر چکی ہے اور یہ دنیا چھوڑ کر جا چکی ہے اب وہ کبھی بھی واپس نہیں آنے کی نہیں آنے کی حسین علی جو چلے جاتے ہیں وہ کب لوٹ کر آتے ہیں۔اب تو علینا کے آنے کی امید بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہ اب کبھی لوٹ کر آنے کی کیا آپ علینا کو بھول جاؤ شاہین نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔حسن علی کچھ دیر خاموش رہا۔اسے کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا جواب دے۔نہیں بھول سکتے

ناں۔ کیونکہ آپ کو اس سے محبت ہے۔اور مجھے بھی آپ سے محبت ہے۔آپ نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ بھول
جاؤ سب کچھ۔۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔شاہین بیٹھی سوچ رہی تھی کچھ گہرائی میں جا کر سوچ رہی تھی۔حسن علی
نے اس کی آنکھوں میں دیکھا وہی جھیل سی گہرائی اور ہلکا سا تیرتا ہوا پانی جیسے وہ کوئی اہم فیصلہ کرنے جا رہی ہو
بالکل علینا کی طرح دیکھو۔حسن علی میں اپنا ہر پل ہر سانس تمہارے نام کر چکی ہوں علینا کو دھوکہ دے کر کسی نے
اپنا بنا لیا تھا۔اور وہ تمہاری محبت کے لیے مر گئی تھی لیکن مجھے کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا اگر میں زندہ رہی تو تمہارے
نام پر رہوں گی اور اگر مر گئی بھی گئی تو تمہاری ہو کر مروں گی یہ کہتے ہوئے شاہین کمرے سے باہر نکل گئی۔
شاہین۔۔شاہین۔۔ میری بات تو سنو۔حسن علی اسے پکارتا رہ گیا۔اف اللہ۔یہ کیا ماجرہ ہے۔جس سے
محبت کرتا ہوں۔۔وہ چھین لی۔جسے نہیں کرتا وہ جھولی میں ڈال دی۔حسن علی نے پرشکوہ انداز میں سوچا۔کہیں یہ
بھی علینا کی طرح خودکشی نہ کر لے ایک اور سوچ اس کے ذہن میں آ گئی۔نہیں میں کسی اور کا قاتل نہیں بن سکتا
میری وجہ سے کوئی اور جان چلی جائے۔یہ۔۔یہ۔۔نہیں ہو سکتا کبھی بھی نہیں۔۔وہ یہ سوچتے ہوئے بیڈ سے اٹھ
گیا۔

میر ابھی تک سویا نہیں تھا۔فرانس جانے سے پہلے اپنی کزن شاہین کو صرف کزن کی حد تک ہی سوچا تھا۔
لیکن اب اس کی ملاقات میں شاہین نے اس کے دل میں کوئی مقام حاصل کر لیا تھا۔جب سے وہ اس کو مل کر
آیا تھا کچھ اور اداس سا تھا۔اب اسے حاصل کرنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔یہ کام اس کے لیے کوئی مشکل نہیں تھا
کیونکہ وہ اس کا فرسٹ کزن تھا۔اور دوسری بات اس کے پاس اتنا پیسہ تھا۔کہ وہ اس کے خاندان میں کسی بھی لڑکی
کا رشتہ مانگے تو وہ کبھی بھی انکار نہ کرتے۔بلکہ لوگ خود اس سے رشتہ جوڑنے کے خواہشمند تھے۔وہ اس بات
سے انجان تھا کہ وہ جس کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ بچپن سے ہی اس کے نام کے ساتھ منسوب ہو چکی تھی لیکن
یہ بات تو اس کی ماں سکینہ اور شاہین کی ماں نسرین کے درمیان ہی تھی۔دونوں نے کبھی بھی اپنے بچوں کے سامنے
نہیں کی تھی۔یہ راز رکھنے کی وجہ دونوں کی پڑھائی تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ان کا ذہن پڑھائی سے ہٹ نہ جائے
اب فرانس جانے سے پہلے اسے اپنا بنا لوں۔اور پھر اسے ہمیشہ کے لیے ساتھ لے جاؤں گا۔

شاہین میں تمہیں دنیا کی ہر خوشی دوں گا جس سے آج تک تم محروم رہی ہو چاہے اس ایک خوشی کے لیے
مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑی تو میں دریغ نہیں کروں گا وہ جذبات محبت میں سوچ رہا تھا۔اس گلشن میں محبت
کا اکلوتا پھول کھل چکا تھا علینا اگر تم مجھے چھوڑ گئی ہو تو پھر روپ وہی اور نام بدل بدل کر کیوں میرے پاس آ رہی ہو
مجھے اپنا ہی رہنے دو علی جی ڈرائیونگ کرتے ہوئے سوچ رہا تھا نہیں حسن علی میں کسی اور کی ہو چکی ہوں اور ہو چکی
تھی میرے ساتھ دھوکہ ہو گیا تھا میں دھوکے میں ماری گئی تھی جب مجھے پتہ چلا تھا میں بہت ہی تڑپی تھی میں بہت
چلائی تھی مگر میری آہ بکا کو سننے والا کوئی نہ تھا میں مجبور ہو گئی تھی مجھے مجبور کیا گیا تھا اس لیے اب میرے بارے میں
نہ سوچا کرو اور میرے حصے کا پیار شاہین کو دو ایک اور سوچ اس کے دل میں ابھری پر سوکی ملاقات میں شاہین اس
کے دل پر گھر کر گئی تھی اگر ایک اس کے خلاف جاتی تو ایک اس کی سائڈ پر جاتی اچانک فون کی بل بجی اور سکرین پر
ایک نیا نمبر تھا اس نے فون اٹینڈ نہیں کیا شاید انہیں ہی خیالوں میں رہنا چاہتا ہو لیکن فون بار بار آ رہا تھا ہیلو اس
نے فون اٹینڈ کرتے ہوئے بیزار سے کہا ہیلو سر کیا حال ہے کیا مصروف تھے فون اٹینڈ کیوں نہیں کر رہے تھے

کہیں میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا شاہین نے حسب عادت بہت سے سوال کر ڈالے جی میں بالکل ٹھیک ہوں اور ڈرائیونگ کر رہا ہوں اور ڈسٹرب تو آپ نے بہت ہی کیا ہوا ہے حسن علی نے ایک ہی سانس میں اس کے تمام سوالوں کا جواب دے دیا بالکل اس کی انداز میں اچھا سر شاہین شرما سی گئی ہاں بتاؤ فون کیوں کیا علی حسن نے سرلیس انداز میں کہا بس سر ویسے ہی آپ سے بات کرنے کو دل چاہ رہا تھا اور ہاں اس دن اگر کوئی بات بری لگی ہو تو معاف کر دینا کیا کروں مجھے آپ پر جو منہ میں آیا بس کہتی گئی شاہین پھر شروع ہو گئی تھی وہ اپنے جذبات سے مجبور ہو کر بول رہی تھی حسن علی محبت تو میں نے تم سے کی نہیں بلکہ خود بخود ہو گئی ہے اب اگر میری زندگی ہے تو تم سے ہے حسن علی پلیز میرا دل مت توڑنا کسی بھی صورت بھول نہیں سکتی میں اپنی محبت کو پانے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر سکتی ہوں حسن وعلی فقن پر بھی علینا سے کہا تھا کہ شاہین یہ محبت صرف ایک بار ہوتی ہے اگر یہ ایک بار ہو جائے تو وہ شخص صرف اس کا ہو کر رہ جاتا ہے اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو تم مجھے کبھی بھی بھول نہ پاؤ گی حسن علی نے سمجھانے والے انداز سے کہا میں تمہیں علینا کو بھول جانے کا نہیں کہوں گی اور نہ ہی کبھی اس کی محبت کا طعنہ دوں گی اگر وہ زندہ ہوتی تو میں کبھی بھی آپ کے بارے میں نہ سوچتی میں آج شام کو اکیڈمی کے ساتھ والے پارک میں آپ کا انتظار کروں گی اگر آپ آگئے تو میں سمجھوں گی کہ واقع تمہیں مجھ سے محبت ہے نہیں تو میں بھی علینا کی طرح اس دنیا سے چلی جاؤں گیا شاہین نے یہ کہتے ہوئے فون بند کر دیا ہیلو شاہین میری بات تو سنو حسن علی یہ کہتا رہ گیا اور فون بند ہو چکا تھا

سمیر بھائی اب اٹھ بھی جاؤ نا دیکھو گیارہ بج چکے ہیں کنزہ اسے اٹھاتے ہوئے باقاعدہ جھنجھوڑ رہی تھی کیا بات ہے چڑیل صبح صبح آ گئی ہو نیند خراب کرنے لوگوں کے آنگن میں پریاں آتی ہیں اور میرے کمرے میں چڑیل اسے چھیڑتے ہوئے اٹھ بیٹھا او ہو میرے حبائی کو پری کا انتظار ہے کہیں نظر نہ لگے کنزہ نے دادی اماں کی طرح نکل اتارتے ہوئے کہا سمیر ہنستا ہوا شاور لینے چلا گیا میں دیکھتی ہوں کہ پری آنے کے بعد اتنی دیر کیسے سوتے ہو جلدی نیچے آنا امی جان نے پری سلیکٹ کرنے کے بارے میں ہی پوچھنا ہے کنزہ نے اونچی آواز میں کہا اور بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگی سمیر شاور لینے کے بعد باہر نکلا تو خوشی اور پریشانی کے ملے جلے جذبات تھے امی جی کو کیسے بتاؤں گا شاہین کے بارے میں کہیں امی جی نے کوئی اور لڑکی نہ دیکھی ہو اس کے خدشات عجیب سے تھے اسلام علیکم امی جی سمیر نے میز کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا خیر تو تھی نہ بیٹا اتنا لیٹ کیوں اٹھے ہو طبیعت تو ٹھیک ہے ناں سکینہ نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا سمیر نے آنکھیں جھکا لیں جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو بیٹا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو نہیں تو میں نے ایک لڑکی دیکھی ہے تیرے لیے پھر بھی کوئی زبردستی نہیں ہے سکینہ بی بی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا سمیر سوچ میں پڑ گیا دل کہہ رہا تھا کہ بتا دے مجھے شاہین پسند ہے اس سے شادی کرنی ہے لیکن آج تک اس کی ماں نے اس کے لیے بہت کچھ کیا ہے کہیں ماں جی نے اسکے لیے کوئی اور لڑکی پسند نہ کی ہو وہ ماں کا دل توڑنا نہیں چاہتا تھا اسے پتہ تھا کہ ہمیشہ کی طرح اس کی پسند کی چیز مل جاتی ہے لیکن یہ معاملہ اس نے قسمت اور حال پر چھوڑ دیا نہیں امی جی مجھے کوئی بھی لڑکی پسند نہیں ہے آپ جیسا چاہتی ہیں میری شادی کر دو مجھے امید ہے آپ میرے لیے بہتر ہی سوچیں گی سمیر نے آہستہ سے کہا لیکن اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی ٹھیک ہے بیٹا پھر میں بات پکی کر لوں اس کی ماں نے خوش ہوتے ہوئے کہا جی امی جی ہو نظریں جھکا کر بولا

....

حسن علی کی گاڑی پارک کی طرف جا رہی تھی وہ ڈرتا تھا کہ کہیں تاریخ دوبارہ نہ دہرائی جائے شاہین تو علینا سے بھی زیادہ ضدی تھی وہ جو کہتی تھی کر لی تھی رستے تو وہی پرانے تھے مگر ہم سفر نیا تھا وہ پہلے ہمسفر کا ہمشکل بالکل چہرہ وہی ادائیں جو اسے بچھڑے ہوئے ساتھی کی یاد دلا رہے تھے اسے شاہین کا ساتھ اچھا لگنے لگا تھا وہ ملتے جلتے خیالوں میں گاڑی چلا رہا تھا حسن علی اس طرح اپنے آپ کا نہیں میرا اور اپنے ابو کا بھی دل دکھا رہے ہو اچھی اولاد اپنے والدین کا دل نہیں دکھایا کرتی اسکی ماں اکثر کہتی تھی واقعی اسے اپنے ماں کا دل نہیں دکھانا چاہیے تھا ماں کے پیروں میں تو اولاد کی جنت ہوتی ہے اولاد جنت کو ٹھکرا سکتی ہے مگر ماں اپنے بچوں کو نہیں ٹھکراتی ممتا بھی عجیب شے ہے مرتے دم تک اپنے جگر کے گوشوں کے لیے دامن پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگتی رہتی ہے گڑ گڑاتی رہتی ہے کبھی اُف نہیں کرتی اپنے حصے کی خوشیاں بھی اپنی اولاد پر نچھاور کر دیتی ہے ان کے دکھ درد اپنے دامن میں سمیٹ کر آنسو بہاتی رہتی ہے اولاد اپنے ماں باپ کی خدمت کا بدلا دے بھی نہیں سکتی اس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے ہاں جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو ان کی خدمت کر کے جنت ضرور کمائی جا سکتی ہے ماں کی دعا کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتی ہے تو وہ سب سے بڑا سایا ہے جس کے اٹھ جانے کے بعد بچوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے سارا جھگڑا۔ سارا فساد۔ سارا فتنہ۔ بس ایک سانس کا ہے کون جانے کہ کب اٹھ جائے بعد میں پیٹنے اور واویلا کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے پھر وہ سوچنے لگا کہ مجھے ماں باپ کا دل نہیں دکھانا چاہیے تھا ہاں اگر شادی کرنی ہے تو علینا کی ہم شکل سے ہی کروں گا اس نے مسکراتے ہوئے سوچا کیا میں واقعی وہ کچھ سوچ کر مسکرا دیا پارک میں پہنچا تو شاہین اس کے انتظار میں تھی اِدھر اُدھر بے چینی سے ٹہل رہی تھی جب اسے دیکھا تو بول پڑی مجھے پتہ تھا حسن علی کہ تم ضرور آؤ گے کیوں کہ تم میری محبت میں اتنا دم ہے کہ آپ کو جیت سکوں شاہین نے محبت بھرے انداز میں کہا شاہین تم میرے بارے میں سب کچھ جانتی ہو میں علینا سے محبت کرتا ہوں میں اسے کبھی بھی بھلا نہیں پاؤں گا تیرے پاس آ کر مجھے اس کی اور بھی یاد آتی ہے میں اگر کہیں لڑکھڑا جاؤں تو یا منزل سے پہلے سفر بدل جائے تو مجھے معاف کر دینا حسن علی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا دیکھو حسن علی تم نے علینا سے محبت کی میں آپ کو کبھی بھی اسے بھولنے کا نہیں کہوں گی اگر اللہ نے میری صورت اس سے ملتی جلتی بنائی ہے تو میں کوشش کروں گی کہ اپنی عادت بھی اس کی طرح ہی بنا دوں شاہین نے اسی انداز سے کہا میں آپ سے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں حسن علی نے الجھتے ہوئے انداز سے کہا کیا وعدہ مجھے تمہاری ہر شرط اور وعدہ منظور ہے شاہین بولی اگر ہم مل نہ سکے تو علینا کی طرح نہیں کرو گی ہم اپنی قسمت سمجھ کر اپنے راستے بدل لیں گے بولو منظور ہے حسن علی نے پوچھا شاہین بالکل خاموش رہی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہے بولو شاہین کیا وعدہ کرتی ہو اگر تم یہ وعدہ نہیں کرتی تو آج سے ہمارا سفر کے راستے جدا جدا ہو گئے حسن علی نے سخت لہجے میں کہا دیکھو حسن علی ایسی نوبت نہیں آئے گی میرے حالات علینا سے مختلف ہیں میری امی جی اتنی اچھی ہیں کہ مان ہی جائیں گی شاہین نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں شاہین جو بات پوچھی ہے اس کا جواب دو ہاں یا ناں میں حسن علی ابھی بھی سنجیدہ تھا ٹھیک ہے حسن علی میں وعدہ کرتی ہوں شاہین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

....

سمیر کمرے میں اداس سی لیٹا ہوا چھت کو گھور رہا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اسے شاہین سے محبت ہو گئی ہے کیسے بتائے اپنی امی جی کو سمیر اپنی شادی کو سمیر اپنی شادی کر لو اس کے دوست اسے چھیڑتے ہوئے کہتے

شادی تو میں اپنی امی جی کی مرضی سے ہی کروں گا وہ اکثر یہ کہ کر اپنی امی جی کے گلے سے لگ جاتا تھا اسے یاد تھا کہ یہ بات کہنے سے اس کی ماں کا مان بڑھ جاتا تھا وہ وقت آنے پر اس مان کو توڑنا نہیں چاہتا تھا شاہین بہت ہی سادہ تھی اس ایس پر یکدم ایسا نکھار آ گیا تھا اس کی شخصیت میں پھر سے اس کا ذہن شاہین کی طرف بھٹک گیا شاہین تم بہت گندی بچی ہو تمہارے کپڑوں سے بدبو آتی ہے سب تم ہمارے گھر نہ آیا کرو بچپن میں وہ اکثر اسے یہی کہتا تھا ٹھیک ہے کبھی نہیں آؤں گی وہ بھی غصے میں جواب دیتی تھی واقعی اس نے آنا بہت ہی کم کر دیا اور اب تک اس عادت پر قائم تھی پتہ نہیں وہ گندی بچی میرے دل میں کہاں آ گئی وہ سوچتے ہوئے مسکرایا او ۔ ہو پاس کھڑی کنزہ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا او بھائی جان کہاں گم ہیں کہیں آنے والی بھابی کے خیالوں میں تو نہیں کھوئے ہوئے کنزہ نے عادتاً اسے چھیڑتے ہوئے کہا نہیں تو جسے ابھی تک دیکھا نہیں ملا نہیں اسے کیسے سوچ سکتا ہوں سمیر نے سنجیدہ انداز میں کہا واہ بھئی واہ کیوں نہیں دیکھا ہماری کزن ہی تو ہے وہ شاہین کوئی اور نہیں ہے بھائی جان کنزہ نے معصوم سا چہرہ بنا کر کہا کیا سمیر کو بجلی کا جھٹکا لگا وہ بیڈ سے اچھلا کیوں بھائی جان کیا پسند نہیں ہے آپ کو کنزہ نے حیرت سے پوچھا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے جب امی جان نے اسے سلیکٹ کر لیا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے سمیر نے اپنے اندر پھوٹنے والی خوشی کو چھپاتے ہوئے کہا او کے میری بہن تم جانو اور امی جی جانیں تمہیں تو بھابی چاہیے ناں وہ بھی شاہین ہی

شاہین محبتوں کا سفر جتنا خوشگوار ہے اس سے زیادہ کٹھن بھی ہے اور جتنا یہ دل کو بھاتا ہے اس سے کہیں زیادہ دل کو دکھاتا بھی ہے حسن علی کو کھوتے ہوئے انداز سے کہا دکھ سکھ تو دنیا میں آتے ہی ہیں حسن علی اگر صرف خوشیاں ہی زندگی میں ہوں تو انسان اپنے رب کو بھول جائے میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھ کو آپ جیسا ہمسفر دیا ہے باقی آزمائشیں دنیا کا حصہ ہیں شاہین نے شکر بھرے لہجے میں کہا اس کے ایک ایک لفظ سے خوشی جھلک رہی تھی وہ پارک میں ارجن کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے جہاں کبھی علینا اور حسن علی بیٹھا کرتے تھے علینا کے بعد حسن علی بھی کبھی اکیلا یہاں آ کر بیٹھ جاتا تھا تو اس کے دل کو سکون سا مل جاتا تھا حسن علی اگر تمہیں میں نہ ملتی تو علینا نے سوال کیا تھا ہیں ایسا نہیں ہو سکتا ہم ضرور ملیں گے حسن علی یہ محبت بھی عجیب شے ہے کتنا سکون دیتی ہے دل کو اور کتنا تڑپاتی بھی ہے جب سے تم ملے ہو حسن علی میرا ہر راستہ ہر ہر لمحہ حسین ہو گیا ہے شاہین تھوڑی کے نیچے ہتھیلی رکھ کر کسی بہت ہی گہری سوچ سے بولی تھی حسن علی دیکھتا ہی رہ گیا وہی جھیل جیسی گہری سیاہ آنکھیں وہی زلفیں کہیں میں ایک اور خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں حسن علی ڈر سا گیا شاہین میں تمہیں زمانے کی ہر خوشی دینے کی کوشش کروں گا ہر طرح سے تمہیں چاہوں گا ہر طرح سے تیرا خیال رکھوں گا لیکن اگر پھر بھی کوئی کمی رہ جائے تو محسوس نہ کرنا مجھ سے چاہے جتنے چاہو شکوے کر لینا لیکن میرے والدین کو محسوس نہ ہونے دینا حسن علی اپنی محبت بھری آواز میں بولا آپ فکر نہ کریں حسن علی مجھے آپ کسی بھی موڑ پر کسی بھی دوراہے پر کبھی بھی چوراہے پر کمزور نہ پاؤ گے شاہین نے کہا

سمیر آج بہت خوش تھا اسے اپنی اور اپنی ماں کی پسند کی دلہن جو مل گئی تھی وہ اپنی محبت کا اظہار رکھے الفاظ میں نہیں کر سکتا تھا لیکن شاید اس کی ماں نے اس کے دل کی کہانی پڑھ لیا تھی اس لیے شاہین کی بات کر دیا اب ابو کا انتظار تھا کہ وہ کب فرانس سے آئیں اور شاہین کے گھر باقاعدہ رشتہ مانگنے جائیں اسے آئے ہوئے کافی دن ہو

گئے تھے وہ اپنے بچپن کے دوست عدنان سے ملنے نہ جا سکا میٹرک تک وہ اکھٹے ہی پڑھتے تھے اس کے بعد میر فرانس چلا گیا تھا اپنے ابو کے پاس اسے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ شاہین عدنان کی اکیڈمی میں پڑھتی ہے اس لیے وہ اسے بتانے کیلیے بھی جانا چاہتا تھا اس نے تیاری کر کے گاڑی نکالی اور عدنان کے گھر کی طرف چل پڑا اتھارا ستے میں سے ایک مٹھائی کا ڈبہ اور کچھ فروٹ خرید لیے تھے عدنان کے گھر پہنچ کر بیل دی تو ایک ملازم باہر آیا وہ بڑے ہی ادب سے اسلام علیکم جی کس سے ملنا ہے آپ کو میں نے وعلیکم اسلام عدنان صاحب ہیں گھر پر جی ہیں آئیے اندر ملازم نے غیت کھول دیا وہ گاڑی اندر لے گیا اس نے نیچے اتر کر مٹھائی اور فروٹ ملازم کو پکڑا دیئے ملازم نے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا اور خود وہ عدنان کو بلانے چلا گیا عدنان صوفے پر بیٹھ کر ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے لگا سامان اتنا قیمتی نہ تھا لیکن جس قرینے اور نفاست سے لگایا گیا تھا بہت ہی اچھا لگ رہا تھا ہیلو میر صاحب اسلام علیکم عدنان نے اندر داخل ہوتے ہوئے پر جوش انداز سے کہا تو میر چونک گیا وہ تو پر جوش ہو کر گلے ملے اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے جواب عرض کا آئندہ شمارہ ضرور پڑھئے۔

غزل

قلم کے نام تیرا مٹا دیتے ہیں اکثر
خود کو شب و روز بھی سزا دیتے ہیں اکثر
حد سے زیادہ جب یاد ستاتی ہے آ کر ان کی
چپکے چپکے خوب آنسو ہم بہا دیتے ہیں اکثر
دل کی دھڑکن کو رکھ کر قابو میں اسے اکثر
تجھے داستان ہجر ہم سنا دیتے ہیں اکثر
اک مدت ہوتی ہے درکار جس کو جلاتے ہیں وہ دوست
اک میں آس کی شمع وہ بجھا دیتے ہیں اکثر
ان کی یہ خاموشی پیش خیمہ ہے کسی طوفان کا
ہے بات کوئی ضرور جو ہم سے چھپا دیتے ہیں اکثر
مرے مرنے کی دعا ہے ہونٹوں پہ جن کے
ہم بچے کی ان کو دعا دیتے ہیں اکثر
اب ہو جاتی ہے خطا کبھی میدان محبت میں
وہ ہم کو سر بازار کر رسوا دیتے ہیں اکثر
ابرار احمد ابر۔ گلر سیداں

دعا

جب تک چیخ تم
ہر سانس میں صندل مہکے
تیرا راستہ ہو روشن
ستاروں کی چاندنی سے

ویران گلشن۔

تیرا گھر رہے تابندہ
خوشی کا سورج ہر صبح
تیرے گھر میں آنکھیں کھولے
جب تک تو رہے زندہ

صائمہ جی

غزل

یوں محبت میں شب و روز گزارے ہم نے
ہم لے کے تیرا صدقے اتارے ہم نے
ان پہ عائد جو ہوئے پیش خدا حشر کے دن
اپنے سر لے لئے الزام وہ سارے ہم نے
لطف تو جب ہے اسی لہر پہ بہتے جائیں
عہد جو کچھ کیے دریا کے کنارے ہم نے
راغب ہی نہ ہو کوئی ہماری جانب
گو احتشام آج لاکھ اشارے کیے ہم نے
محمد احتشام ہاشمی۔ کلایہ اورکزائی

غزل

تم مجھ سے روٹھ جاؤ ایسا کبھی نہ ہو
میں ایک ایک نظر کو ترسوں ایسا کبھی نہ ہو
میں پوچھ پوچھ ہاروں پھر سوال کر کے
تم کچھ جواب نہ دو ایسا کبھی نہ ہو

محبت کا چاند گرہن

تحریر۔شعیب شیرازی۔ 03335003537

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اس دور میں جس پر اعتبار کیا جائے جھوٹ ہے اگر صبا نے سلیم پر اعتبار کیا تو اس نے اسے دھوکہ دیا اور علی پر اعتبار کیا تو اس نے صبا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی مگر صبا بے چاری اپنی جان تک دینے تیار تھی اور علی نے اس کے پیار کی ذرا قدر نہ کی ایک ایسی لڑکی جس نے اپنے گھر سے زیادہ علی کے گھر کو پیار کیا اس کے ساتھ بھوک پیار اور دکھ سکھ سب کچھ سہنے کو تیار تھی مگر علی کو اور لڑکیوں سے فرصت نہ ملی اور اس نے صبا کی قدر نہ کی اور پھر خود بھی در بدر ہو گیا ایک ایسی کہانی جسے پڑھ کر آج کی بہن بیٹیوں کو ایک سبق حاصل ہوگا
میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا
محبت بھی زندگی کی طرف ہوتی ہے ہر موڑ
محبت آسان نہیں ہوتا ہر موڑ پہ خوشی نہیں ہوتی اور
پھر محبت میں یہ ضروری نہیں ہوتی کہ ان دونوں کا ملن
ہو جو محبت کے پاکیزہ رشتے سے بندھے ہوتے ہیں
پہلی بار جب میں نے اسے دیکھا تو وہ اپنے مکان کی چھت پر ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی فضاؤں میں گھور رہی تھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے اسی فضاؤں میں کوئی ہے جس وہ باتیں کر رہی ہے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا جس پر شاید کوئی غزل لکھی تھی اور جھوم جھوم کر وہ خود اشعار سنا رہی تھی مجھے لگا کہ اسے محبت ہو گئی ہے جس اظہار وہ کھل کر فضاؤں میں کر رہی ہے
وہ کہہ رہی تھی
محبت اس طرح جیسے گلابی تتلیوں کے پر
محبت زندگی کی جبین ناز کا جھومر
محبت آرزو کی سیپ کا انمول سا گوہر
محبت آس کی دھوپ میں امید کی چادر
محبت ہیں تیرے گیسو تیری پلکیں تیری آنکھیں
محبت ہیں تمہارے ہجر اور وصال کی راتیں
محبت ہیں تیری دھڑکن محبت ہیں تیری سانسیں
محبت تیری خاموش تیری بات جیسی ہے
محبت کو اگر سمجھو تمہاری ذات جیسی ہے
وہ مجھ سے بے خبر انجان غزل گنگنا رہی تھی
اور میں منڈیر سے ٹیک لگائے اس کی نادانی پہ کھڑا ہنس رہا تھا وہ اچانک سے پلٹی تو مجھ پر نظر پڑ گئی اور اس کے ہونٹ اچانک بند ہو گئے میں اسے دیکھ کر مسکرایا اور وہ شرمندہ سی شرم سے سمٹنے لگی اور اپنی شرمندگی چھپانے لگی اور آپ اور ادھر کہتے ہوئے وہ میری طرف بڑھنے لگی۔

میں بھی دیوار چھوڑ کر سیدھا ہو گیا آپ ادھر کیا کر رہے ہیں اس نے میرے قریب آتے ہوئے پوچھا کچھ بھی تو نہیں دیکھ رہا تھا محبت کا آسیب کس قدر سر چڑھ کے بولتا ہے میں نے حالیہ صورت سے انکشاف کیا تو وہ سمجھ گئی۔

اچھا تو جناب چوری چوری ہماری باتیں سنی جا رہی ہیں اس نے اتھلا کر کہا میں نے ایک طائرانہ نظر اپنے اطراف میں ڈالی۔

کیا کوئی اور بھی ہے آپ کے ساتھ ہم تو صرف آپ کی باتیں سن رہے تھے۔

یہ سن کر وہ ہنسنے لگی۔

مگر ایسا کرنا تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔

وہ مجھ سے لڑتی تھی مجھے ڈانٹنے کا حق رکھتی تھی اس کو لیے تنبیہ کرنے لگی۔

سوری جی میں تو ایسے ہی آ گیا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ یہاں پر راز و نیاز کی باتیں چل رہی ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے ادھر آؤ میرے ساتھ۔

وہ میرا ہاتھ پکڑ کر منڈیر تک لے گئی اور نیچے دیکھنے لگی پھر اس نے مجھے دیکھا اور مجھ سے مخاطب ہوئی۔

شیراز میری ایک بات کا جواب دو۔

ہاں ہاں پوچھو۔ میں نے آنکھ کا اشارہ کیا۔

محبت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔

میں نے وضاحت چاہی مطلب یہ کہ جب انسان محبت کر بیٹھتا ہے تو اسے کیوں ایسا لگتا ہے کہ اسے تنہائی میسر ہو وہ الگ سا کیوں رہنا چاہتا ہے دنیا کیوں حسین لگنے لگتی ہے ہر طرف بہاریں ہی بہاریں نظر آتی ہیں من مہکا مہکا سا لگتا ہے کتنی خوشیاں من میں سما جاتی ہیں۔

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اور جواب طلب نظروں سے مجھے دیکھنے لگی میں اس کی ساری باتیں سمجھ سکتا تھا اور اس کی ہر ایک بات کے میرے پاس بہت سارے جواب تھے مگر کچھ سوچ کر کہا۔

محبت کے بارے میں آپ ہی مجھ سے زیادہ جانتی ہو ویسے بھی میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی جو محبت کے رموز اوقات آپ کے سامنے بیان کر سکوں میری باتیں سن کر وہ ہنسنے لگی اس نے دیوار کو چھوڑا اور باہیں کھول کر جھومنے لگی سچ مچ میں پاگل سی ہو گئی تھی فراز کے پیار نے مجھے پاگل بنا دیا تھا اور میں جانتا تھا کہ فراز اسے کبھی پیار نہیں کرے گا اور وہ تو کسی اور کو چاہتا ہے مگر یہ نادان لڑکی دن بدن اس کی محبت میں پھنستی جا رہی تھی ذرا فاصلے پر جا کر اس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میری طرف کی اس ہتھیلی پر مجھے فراز کا نام نظر آیا تو میں بے قرار سا ہو کر اس معصوم سی لڑکی پر ترس کھانے لگا

کوئی سمجھائے اسے کوئی بتلائے اسے
بڑے معصوم جذبوں سے وہ اپنے شوخ ہاتھوں پہ
وفا کی سرخ مہندی سے وہ اس کا نام لکھتی ہے
جسے وہ پیار کرتی ہے مگر وہ نا سمجھ لڑکی
ابھی تک یہ نہیں سمجھی کہ سپنے ٹوٹ جاتے ہیں
بہت برباد کرتے ہیں
یہ اجلے رنگ ہاتھوں کے
کبھی ٹھہرا نہیں کرتے
محبت تو حقیقت ہے کوئی سپنا نہیں ہوتا
کسی کا نام لکھنے سے کوئی اپنا نہیں ہوتا

وہ مجھ سے دور جا کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

شیراز پیارے محبت ایک حسین احساس ہوتا ہے جو پل پل خوشی دیتا ہے وہ دیکھو وہ چنچل سی لڑکی بے خود ہوئی تھی اپنی انگلی کا اشارہ دور فضاؤں کی طرف کیا جہاں کچھ پرندے غول میں اڑ رہے تھے محبت کے احساس میں جڑے یہ پرندے دیکھو کتنی اونچی پرواز میں اڑ رہے ہیں اس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور کہا وہ دیکھو پربت کے پہاڑوں کو پیار نے کیسی محبت

نچھاور کی ہے ساری وادی سبزے میں ڈوبی ہوئی ہے وہ دیکھو برف پوش پہاڑوں کو ندی نالوں کو کس طرح اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں وہ تصور میں اتنا آگے جا چکی تھی کہ اسے اپنا وجود دور سبزہ زار میں نظر آنے لگا۔

شیراز پیارے میری مان تو بھی کسی سے محبت کر کے دیکھ جان جاؤں گے محبت میں خوشیاں کس قدر راس آتی ہیں۔

غزالہ بیٹی ذرا نیچے آنا آنی کی آواز سنائی دی اور وہ دوڑتی ہوئی نیچے چلی گئی میں عمر میں اس سے چھوٹا تھا وہ مجھے میں نادان کہتی میں جانتا ہوں شروع میں محبت بڑی دلکش لگتی ہے خوشیوں کا منظر پیش کرتی ہے دل و دماغ معطر سے ہو جاتے ہیں مگر یہی محبت جب بچھڑنے لگتی ہے تو انسان اندر تک ٹوٹ کر رہ جاتا ہے بکھر جاتا ہے خود بھی نفرت کرنے لگتا ہے اور غزالہ کی محبت میں یہی سب کچھ ہونے والا تھا غزالہ میرے ماموں کی بیٹی تھی اور عمر میں مجھ سے ایک سال چھوٹی تھی فراز میرا بڑا بھائی تھا نجانے اس روز غزالہ کو کیا سوجھی کہ وہ اپنی داستاں لے کر بیٹھ گئی وہ میری لیں تھی اور مجھے بھی اس کی ہر بات کو سنجیدہ لینا پڑا شیراز میں اپنی زندگی کے بیس سال گزار چکی تو مجھے بھی احساس ہوا کہ میرے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے خواہشیں میرے من میں بھی مچلنے لگتی ہیں مجھے بھی حسین منظر بھانے لگتے ہیں مجھے خواب دیکھنا اچھا لگتا ہے میرے شب و روز کسی وجود کی قربت میں گزرتے ہیں میری بے قراری بھی چلی جاتی ہے مگر زندگی کا وہ دور بھی تم نہیں تھے پریشانیاں نہیں تھیں درد نہیں ملے تو بے وفائی سے واسطہ نہیں پڑا حسرتیں ناتمام نہیں ہوئی تھیں سب ٹھیک تھا جیسے میرے اپنے تھے میں اپنے خوابوں کی زندہ تعبیر تھی کوئی بھی چہرہ خیالوں میں نہیں سمایا تھا بس ایک حسین سا پیکر میرے تصور میں رہتا تھا جسے میں سوچتی رہتی ہوں خود کو اس کی رانی سمجھتی ہوں وہ

میرے سپنوں کا راجہ ہے پھر اپنی اس نادانی پر مجھے بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے پاگل تھی میں بھلا جسے میں نے دیکھا ہی نہیں تھا وہ میرے من میں کیسے سما سکتا تھا میں کسے اس کے خواب دیکھ سکتی ہوں یہ سب کچھ سوچ کر ایک اداسی سی میرے من میں بسیرا کرنے لگی اور میں تنہا ہی دور دور فضاؤں میں کھونے لگتی تھی مگر نجانے یہ عمر کا کیسا دور تھا انسان مایوس ہی نہیں ہوتا ایک سپنا ٹوٹتا ہے جب ایک چہرہ تصور میں سما جاتا ہے تو وہ نکلتا ہی نہیں دل و دماغ میں رچ بس جاتا ہے پھر اداسی کے بادل چھٹنے لگتے ہیں اور میں کھلی فضاؤں میں کھونے لگتی ہوں اپنی زندگی کے بیس سال میں نے ایسے ہی گزار دیئے پھر جس کا مجھے انتظار تھا وہ میرے سامنے آ گیا میرے خوابوں کے عین مطابق بھلا سا پر کشش شخصیت کا حامل معصوم سا تو کھلا لڑکپن تھا اس کا خاموش رہنا اس کی عادت تھی اپنے اس دھیمے لہجے میں جواب دینا اس کی عادت تھی اس کے اس دھیمے لہجے نے ہی مجھے کس قدر نڈھال کیا تھا میں چاہتی تھی کہ وہ شور شور سے باتیں کرے اس کی آواز میرے کانوں میں رس گھولے مگر وہ ایسا نہیں تھا کتنی بار میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی مگر اس کی آنکھوں میں میں اپنے نام کا بندھن نہیں دیکھ پائی محبت بھی عجیب چیز ہوتی ہے مگر اسی سے کیوں ہوتی ہے جو کسی اور کے لیے بنا ہوتا ہے محبت کے بدلے محبت کیوں نہیں ملتی کیوں من پسند جیون ساتھی کا ساتھ نہیں ملتا صرف اتنا سوچ لینا مجھے میرے رشتے سے ہٹا نہ پایا ایک ناکامی تھی جو مجھے دیکھتی تھی اس کا سامنا کرنا تھا میرے خوابوں کی تعبیر مجھ سے دور تھی پھر بھی اس کے خواب دیکھنا اچھا لگتا تھا نجانے کیوں میں کیا کرتی ہر اس لڑکی کی طرح جو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اس پر جوانی کا آسیب سوار ہو جاتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک لڑکی ہے خود سے کچھ بھی نہیں کر سکتی سارے فیصلے اس کے اپنے نہیں

ہوتے سماج جو فیصلہ کرے گا اس کو وہ ہی سو یکار کرنا پڑے گا جس بندھن میں اس کو باندھ دیا جائے وہی بندھن اس کی زندگی کا حاصل ہے فراز میں تم سے پیار کرتی ہوں فروز بے زار سا کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا دیکھو غزال تم مجھ سے پیار کرتی ہو یہ تمہارا مسئلہ ہے میں تم سے پیار نہیں کرتا کیوں کہ میں کسی اور کو چاہتا ہوں اور تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں آج کے بعد مجھے تنگ مت کرنا پلیز مجھے دیکھنا بھی نہیں اور مجھے سوچنا بھی نہیں فراز غزالہ کے سارے خواب توڑ کر چلا گیا اور غزالہ جدائی کے خوف سے سہمی کھڑی تھی اب اگر ایسے میں میں اس کے قریب جاتا تو اسے دلاسہ دینے کی کوشش کرتا تو وہ ضرور مجھے اگنور کر دیتی اس لیے مناسب یہی لگا کہ اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دیا جائے پھر کبھی ملاقات نہیں ہو جائے گی یہی سوچ کر میں چلا آیا ایک ہفتہ غزالہ سے ملاقات نہ ہو سکی اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں آئی وہ کیسی ہے کس حال میں ہے اس پر کیا گزری اس کی خیریت معلوم کرنے میں خود ہی چلا آیا ایک اداسی سی سارے گھر میں رقصاں تھی نجانے مجھے ایسا کیوں لگا صرف ایک ہی شخص کے اداس ہونے سے پورا آنگن ہی اداس کیوں ہو جاتا ہے میں غزالہ کو تلاش کرتا ہوا اوپر چھت پر چلا گیا غزالہ منڈیر سے ٹیک لگائے تنہا بیٹھی تھی اور کسی آسیب زدہ انسان کی طرح اپنے اطراف میں کچھ تلاش کر رہی تھی میری آمد سے بے خبر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی ایک کاغذ کا ٹکڑا اس کے قریب پڑا تھا میں نے وہ کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا اور پڑھنے لگا عنوان لکھا تھا

محبت کا چاند گرہن

ماں کہتی تھی میری ننھی سی گڑیا
آج باہر نہ نکل کیا تجھے معلوم نہیں
آج سورج گرہن ہے روایت کہتی ہے
سورج گرہن ہو تو۔۔۔۔۔۔
دیکھنے سے آنکھیں بینائی کھو دیتی ہیں
چہرے مرجھا جاتے ہیں
ان پہ زردی چھا جاتی ہے
مہکتے تن و من کملا جاتے ہیں
پھول زرد رتوں کا پیراہن اوڑھ لیتے ہیں
بہاریں خزاں میں ڈھل جاتی ہیں
یہاں تک کہ سمندر کے بھنور اور
زمین کے مدوجذر بھی بدل جاتے ہیں
میری گڑیا تو باہر نہ نکل
کہ تیری غزالی آنکھوں اور روپالی چہرے کو
کہیں چاٹ نہ لے یہ سورج گرہن
اسے کون بتائے کیا محبت کا چاند گرہن

میں نے عنوان پڑھ کر ختم کیا میری آنکھوں میں اشک تیرنے لگے اس بے بس والا چار لڑکی پہ ترس آنے لگا میں بھی اس کے ساتھ منڈیر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

میں اس کے غم میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ اس کی دلجوئی کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں تھے۔ غزال میری آواز سن کر اس نے ذرا سا سر کو ہلایا وہ جس کھلتی لڑکی نجانے کہاں کھوگئی تھی وہ چنچل شوخ ادائیں اس سے روٹھ گئی تھیں وہ معصوم سی لڑکی محبت کی جنگ ہار گئی تھی میں نے کہا تھا ناں محبت بہت ہی ظالم ہوتی ہے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیتی ہے میری آواز سن کر اشکوں کی قطاریں اس کی آنکھوں سے بہہ نکلیں۔ میں نے اس کے چہرے سے اس کے بالوں کو الگ کیا اس نے ایک نظر مجھے دیکھا اور نجانے کیا سوچ کر وہ میرے گلے سے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایسا ہی ہوتا ہے جس انسان کو درد ملتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ کسی مہربان کے کاندھے پر سر رکھ کر رو دیا جائے اس کے سکون کے لیے میں اپنی بانہوں کا حصار تنگ کیا اور بانہوں میں اسے جکڑ لیا۔ تا کہ وہ اپنا غم ہلکا کر سکے مجھے اس سے محبت نہیں تھی کبھی بھی میں نے اسے اس نظر سے نہیں دیکھا تھا میرے اندر تو ایک احساس

تھا۔ درد میں شریک ہونے کا احساس غم بانٹنے کا احساس انسانیت سے ہمدردی کا احساس۔

کتنی ہی دیر وہ مجھ سے یکی ہوئی لپٹی رہی اسے میں نے خود سے جدا کیا اس کے بال درست کئے اس کے رخسار سے بہتے ہوئے آنسو صاف کئے اسے تسلی دی مگر ابھی بھی اس کا وجود سسکیوں میں ڈوبا ہوا تھا اس کی حالت زار دیکھ کر مجھے بھی رونا آ گیا۔

اس کے غم کا مداوا کرنے کے لیے میرے پاس ایک ہی صورت تھی کہ اسے پیار کیا جائے۔ اسے ٹوٹ کر چاہا جائے اسے وہ ساری خوشیاں دی جائیں جس سے اس کی زندگی میں بہار آ جائے۔ مگر یہ سب ایک ہی صورت میں ممکن تھا مجھے اس سے شادی کرنی ہوگی۔ میں نے بات کا آغاز کچھ اس طرح کیا۔

غزالہ جی میں محبت کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتا مگر اتنا ضرور جانتا ہوں۔

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی کے دوسری طرف کوئی رستہ نہیں

مگر کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے حالات سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے کسی کو بھلایا جاتا ہے اور ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہیں ہم جس دور میں چل رہے ہیں بھلا محبت کیا معانی رکھتی ہے سچے دل سے بھلا کون محبت کرتا ہے آپ کی محبت میں مجھے سچائی نظر آتی ہے۔

شاید آپ بھی فراز کو نہ بھلا پاؤ اور یہ بات آپ جانتی ہیں کہ فراز آپ سے محبت نہیں کرتا وہ کسی اور کو چاہتا ہے۔ میں فراز کی جگہ تو نہیں لے سکتا مگر یہ تو ممکن ہے وہ ساری خوشیاں اور وہ ساری چاہتیں میں آپ پر لٹا دوں جو فراز آپ کو نہیں دے پایا میں نے اس کے چہرے کے تاثرات کو غور سے دیکھا اور پھر مقصود کی بات کہہ ڈالی۔

غزالہ۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں
اچانک سے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور مجھ سے ذرا فاصلے پر جا کر کھڑی ہوگئی ایک لمحے کے لیے تو اسے ایسا لگا کہ

میں نے اس کا دل دکھایا ہے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے غزالہ سکتے کی سی حالت میں پیٹھ پھیر کر کھڑی رہی۔ پھر اس نے مجھے پلٹ کر دیکھا اور نجانے کیا سوچ کر بھاگتی ہوئی میرے قریب آ گئی اور ایک بار پھر مجھ سے لپٹ گئی۔

شاید اس نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا اس نے اپنی محبت کی قربانی دے دی تھی۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو محبت کے حصار میں قید کر لیا اور ایک نئی محبت کی بنیاد قائم کی۔ اور ہمیں یقین تھا کہ ہم اپنی محبت میں ضرور سرخرو ہوں گے۔

حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ انسان محبت میں سمجھوتہ بھی کرے مگر پہلی محبت نہیں بھولتی اسی سلسلے میں میں نے گھر والوں سے بات کی بھلا کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس رشتے سے سب راضی تھے مگر پھر بھی ہماری شادی کو ایک سال لگ گیا۔

اور اس ایک سال میں غزالہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا وہ ابھی بھی ناکام محبت کا ماتم کر رہی تھی کبھی کھلکھلا کر اس نے بات نہیں یہ پہلے والی غزالہ نہیں تھی مجھے خود وہ غزالہ تلاش کرنی تھی جو کہیں کھو گئی ہے مجھے اس غزالہ کو پھر سے زندہ کرنا تھا جو سسکیوں اور آہوں میں مر چکی ہے۔

شادی والا دن آیا اور غزالہ دلہن بن کر میرے گھر آ گئی میں کمرے میں داخل ہوا پھولوں سے سجی ہوئی سیج کے بیچ غزالہ سج دھج کر بیٹھی تھی۔ میں اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے گھونگھٹ اٹھایا غزالہ کی اداس اور مایوس صورت دیکھ کر مجھے ایک غزل یاد آ گئی۔

لال جوڑے میں لپٹی کسی گلاب کی مانند
وہ عجیب سی لڑکی ڈوبی ہوئی تھی غم یار میں
کھوئی ہوئی تھی وہ یوں یادوں میں

سوکھ گئی تھی مہندی برساتوں میں
کاجل تھا جو لگا آنکھ میں
ڈھل گیا تھا آنسوؤں کی برسات میں
لالی تھی جو ہونٹوں پہ
بالی تھی جو کانوں میں
ناک کی تھلی بھی اداس تھی
من میں لیے ایک پیاس تھی
وہ عجیب سی لگ رہی تھی لڑکی
جو ڈوبی ہوئی رہتی تھی غم یار میں
پاگل تھی وہ کسی کے پیار میں
اسی کی یادوں میں کھوئی ہوئی لگتی ہے
مجھے تو وہ لڑکی روئی روئی لگتی ہے

ایک رائٹر ہونے کی حیثیت سے تھوڑا اپنی غزالہ کے نام لکھنا چاہوں گا فرضی نام سے ناز صاحب میں جانتا ہوں ناز آپ بڑے ناز سے لکھتی ہیں وہ کیا ہے ناں ہمیں آپ سے محبت ہوئی ہے کیوں ہوئی ہے کس لیے ہوئی ہے بس ہوگئی ہے حالانکہ محبت کرنے کے لیے ضروری ہے جس سے محبت کی جائے کبھی اس سے سامنا بھی ہو ذرا سی شادی کی بات کیا ہوئی آپ نے ہمارے سامنے آنا ہی چھوڑ دیا ہے اور ہم آپ کے گھر آنا چھوڑ دو یا ویسے اتنا شرمانا اچھا نہیں ہوتا۔ کوئی اگر آپ سے پیار کرتا ہے تو اس کا سامنا کرو اس سے بات کرو ہم پھر آئیں گے دوسری بات ہم نے آپ کو کچھ مفید مشورہ دیا ہے کھانے پینے کا سوچ میری پیچھی کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی مگر آپ تو ہم سے کشتی کرنے نکل پڑی کشتی تو کریں گے آپ سے ذرا ناخن آنے دیں۔

تیسری بات ارے یار اگر میں کچھ سوچ کر پانچ سو روپے آپ کے لیے بھجواتا ہوں تو انکار کی کیا ضرورت ہے آپ کے پاس آپ کو رکھ لینے چاہئیں اور رکھنے کے بعد ایسا کریں کہ سب کو بتلاؤ اور سب کو دکھلاؤ۔ دیکھو کسی نے ہمارے لیے پیسے بھیجے ہیں۔ پاگل لڑکی کچھ باتیں محبت میں راز رکھنی پڑتی ہیں سمجھ گئی ناں یا پھر کشتی کرنے کے لیے مجھے اکھاڑے میں اترنا پڑے گا اچانک سے ایک بات یاد آگئی پلیز برا مت مانئے گا سرسوں کا تیل میرے خیال میں لوگ سروں پر لگاتے ہیں اور آپ کوئی لوشن رکھ لو اگر چہرے کی خشکی دور کرنی ہے میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے باقی اگلی سٹوری میں لکھیں گے آئی لو یو اپنا خیال رکھنا اور ان باتوں کا بھی آگے آپ کی مرضی جیسا آپ کو مناسب لگے۔۔۔۔

شعیب شیرازی میو۔ اسلام آباد۔

غزل

تنہا	بیٹھ	کے	رو	لینے دے
یاد	کا	خار	چبھو	لینے دے
دو	بوندوں	سے	کیا	جاتا ہے
سوکھے	ہونٹ	بھگو	لینے	دے
معصوم	بھی	اس	دنیا	کے
ساتھ	ہمارے	ہو	لینے	دے
ہم	بھی	سینچنے	والوں	میں تھے
اک	دو	پھول	پرو	لینے دے
ہجر	میں	عمر	پھر	رو لیں گے
تھوڑی	دیر	تو	سو	لینے دے

ساگر (پی کے نام)

ہر سمت غم ہجر کے طوفان ہیں ساگر
مت پوچھ کہ ہم کتنے پریشان ہیں ساگر
ہر چہرہ نظر آتا ہے تصویر کی صورت
ہم شہر کے لوگوں سے بھی انجان ہیں ساگر
جس شہر محبت نے ہمیں لوٹ لیا ہے
اس شہر سے اب کوچ کا سامان ہیں ساگر

مجھے تلاش ہے

تحریر۔ ایم جبرائیل آفریدی ڈیفنس لاہور

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اس کہانی میں ایک کول کی تلاش ہے اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں کوئی کول ہو تو میں اسے بے حد پیار کروں گا ایک کول کے دیوانے کی کہانی جس کا نام میں نے۔ مجھے تلاش ہے۔ رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں، مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کول کا نام میری نس نس میں شامل ہے کول میری چاہت ہے میرا پیار میری دنیا ہے میری جنت ہے میری محبت ہے میری عاشقی ہے میری زندگی ہے میرا چین ہے میرا سکون ہے کول میرا سب کچھ ہے۔

میں تجھ میں کول کو پالینا میرا سب سے بڑا خواب ہاں یہ اس وقت کی بات جب میں میٹرک میں تھا اپنے گھر کی چھت پر پیپر کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک ایک نسوانی آواز نے چونکا دیا ایک لمحے کے لیے مجھے یوں لگا جیسے چاند اتر آیا ہو مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا وہ اول خیال کہا ہے۔

پھوپھی کی آج اتفاق سے بازار گئی ہوئی تھی وہ تو کچھ سامان لینے بازار گئی ہے خیر تو ہے اور آپ کون ہیں میں نے کبھی پہلے آپ کو نہیں دیکھا ہے وہ بولی آپ ٹھیک کہتے ہیں ویسے میرا نام کول ہے یہاں آنٹی کے گھر رہنے آئی ہوں انکی ہر وقت طبیعت خراب رہتی ہے ان کے گھر کام کرنے آئی ہوں۔

ان کی کوئی بیٹی نہیں ہے بچوں نے سکول جانا ہوتا ہے بچے سارے چھوٹے اور سامنے والا گھر ہمارا ہے اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا میں نے پوچھا امی سے کام کوئی تو ہوگا کام مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں مذاق کے موڈ میں بولی میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے امی آئے گی تو بتا دوں گا کہ کول آئی تھی وہ پوچھیں گی کیوں کیا کام تھا تو کیا بتاؤں گا۔

وہ اس طرح مجھ سے بات کر رہی تھی جیسے برسوں سے جانتی ہو وہ کہنے لگی گھر میں بیٹھی بور ہو رہی تھی سوچا خالہ سے مل کر کچھ باتیں کر آؤں کی اچھا میں چلتی ہوں وہ چلی گئی مگر میرا دل بھی ساتھ لے گئی۔

جب تک وہ نظروں سے غائب نہ ہوئی میں دیکھتا رہا ایک بار اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے بدن میں بجلی کی لہر دوڑ گئی کول اسی دن سے میرے دل اور دماغ پہ سوار ہوگئی اور دل ضدی بچے کی طرح ضد کرنے لگا دل مجھے کول ہر حال میں چاہیے چاہے آپ کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

پھر کیا روز روز کا رونا روز مجبور کرتا جیسے کوئی بچہ کسی چیز کی ضد کرتا ہے وہ چیز ملے تو خوش ہو جاتا ہے اور پھر کوئی بھی رونا نہیں اگر نہ ملے تو پھر رونا ہی رونا اس وقت تک روتا رہتا ہے۔

جب تک وہ چیز مل نہ جائے میرے دل کا بھی یہی حال تھا۔

روز رونا دھونا کیا کرتا روتا تو آج بھی مگر اب کچھ فرق ہے اتنا کہ اب ضد کر کے نہیں روتا بس اس کی یاد میں دل بھر گیا تو رو دیا۔

کومل سے یوں مجھے محبت چاہت ہوگئی جو مجھے آج بھی یاد آتی ہے دل آج بھی اس کے نام سے دھڑک رہا ہے روز روز، رونا روز اس کی محبت میں۔اور یوں دل کا تڑپنا مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا آخر کار دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا اور اپنے دل کا حال سنانے لگا کہتے ہیں۔

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا سنائے گا داستان میری

مزا تو تب ہے جب اسکو لگے زباں میری

مگر اور میرے پاس کوئی سہارا نہ تھا تب کاغذ کا سہارا لیا اور اپنے دل کا حال لکھ ڈالا جو ہوگا دیکھا جائے گا بس ایسے کسی موقع ڈھونڈنے لگا آخر کار ایک دن ایسا مل ہی گیا کومل امی سے باتیں کرنے ہمارے گھر آئی تو میں چھت پر بیٹھا تھا امی کچن میں تھی میں نے کومل کو اشارے سے اوپر بلا لیا وہ امی کو خبر دیئے بغیر اوپر آ گئی دعا سلام کے بعد میں نے کہا کومل یہ کتاب گھر جا کر کھولنا ابھی آپ پر امانت ہے دراصل میں نے لیٹر کتاب رکھ دیا تاکہ اس کو محسوس نہ ہو وہ کتاب لے کر نیچے چلی گئی۔

میرا دل دھڑک رہا تھا دھک دھک کر رہا تھا جانے کیا ہوگا بس اسکا انتظار میں دن گزر رہے تھے کب جواب دے گی ایک ایک لمحہ عذاب بن کر گزر رہا تھا دن سال کے برابر لگ رہا تھا ویسے تو کومل دوسرے تیسرے دن امی سے ملنے آجاتی مگر اب کافی دن ہو گئے اور یہ امی نے بھی محسوس کیا تھا کہ کومل کئی دن سے نہیں آئی ہے۔

بھی بھی اپنے گھر کی چھت پر آجاتی اب تو کئی دن سے چھت پر بھی نہیں آئی میں ہر طرف سے پریشان تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی دل ہر وقت یہی کہتا کہ کومل کومل میری کومل بس ہر پل ہر لمحہ خون کے آنسو رو رہا تھا مگر میں بے بس تھا۔

اپنے دل کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا تھا میرا بس نہیں چل رہا تھا اب اگر میں کرتا بھی تو کیا کرتا کوئی حل نہ تھا بس دعا ئیں مانگ سکتا تھا۔

جو مانگ رہا تھا آخر دل دکھی ہوا تو میری دعا بھی قبول ہو جاتی ہے وہ ایسے کہ رات کو بارش برسے تو صبح ہر کوئی چھت پر آجاتا ہے ہر کوئی اپنے گھروں کی چھت پر نظر آنے لگا خیر میری تو مجبوری تھی کہ میں تو ہر روز کومل کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے چھت پر جاتا تھا اور جیسے ہی میں چھت پر آیا میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میرا مرجھایا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

میری وجود باغ باغ ہو گیا مجھے یوں لگا جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میں یوآنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی عید کا چاند دیکھتا ہے وہ بھی مجھے دیکھ رہی تھی۔

مگر جیسے وہ پریشان ہو میں نے آخر ہاتھ کے اشارے سے اسے پوچھا کہ ہمارے گھر کیوں نہیں آتی ہو اس نے اپنا جواب یوں دیا کہ کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی میں نے آخر ہاتھ جوڑ کر کہا پلیز کومل ہمارے گھر آجاؤ اگر ناراض ہو تو معاف کرنا میں نے اپنے کان پکڑ لیے تو وہ ہنسی اور کہا اچھا چھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں وہ چھت سے نیچے اتر گئی۔

یہاں میرے دل کا موسم بدلا یک دم زور زور سے دھڑکنے لگا خدا جانے کیا جواب ہوگا اسی کی طرف سے اس سوچ میں گم تھا کہ ٹھیک کچھ ہیں منٹ کے بعد دروازے پر دستک ہوئی آج امی گھر میں نہ تھی ماموں کے گھر گئی تھی۔

میں اور چھوٹے بہن بھائی تھے میں نے چھوٹے بھائی کو دروازہ کھولنے بھیج دیا اور خود چھت سے نیچے اتر کر کمرے میں چلا گیا کومل سیدھی میرے

کمرے میں آئی دعا سلام کے بعد میں نے بات شروع کی کومل ناراض ہو مجھ سے ابھی بھی روز آپ کو یاد کرتی ہے تم کیوں نہیں آرہی تھی۔

کومل کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی عادل وہ میں سوچ رہی تھی کہ آپ کو کیا جواب دوں ہمت نہیں ہورہی تھی ایسے ہوں کیوں کہ میں جان گئی ہوں آپ کا لیٹر پڑھ کے کہ آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو میری ایک جھلک دیکھنے کے لیے گھنٹوں چھت پر گزار دیتے ہو وہ بولتی رہی۔

اور میں بڑے پیار سے اسے کی باتیں سنتا رہا وہ بولتے ہوئے بڑی پیاری لگ رہی تھی عادل آپ جیسا پیار کرنے والا قسمت والوں کو ملتا ہے عادل آپ بہت اچھے ہو بہت پیاری باتیں کرتے ہو۔

عادل سوری مگر میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں اس سے جینے مرنے کی قسمیں کھا ئیں ہیں اگر ہو سکے تو مجھے معاف کرنا میں مجبور ہوں۔

اور ویسے بھی پیار کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے جیسے آپ کو مجھ سے اور مجھے کسی اور سے ہوا ہے امید ہے آپ مجھے معاف کردو گے۔

کومل کا جواب سن کر مجھے نہیں پتا کہ کومل کس وقت یہاں سے گئی جب میں نے آنکھیں کھولیں تو امی پاس بیٹھی رورہی تھی۔

امی کے بقول کے میں فرش پر گر گیا تھا کومل اس دن کے بعد مجھے نظر ہی نہ آئی اس کا آخری دن تھا نہ کبھی چھت پہ اور نہ ہی ہمارے گھر آئی میں کومل کی جدائی برداشت نہ کر سکا یہ لمحہ یاد آتا ہے تو دل کانپ اٹھتا ہے۔

اس صدمے سے میں اتنا بیمار ہوا کے مرتے مرتے بچ گیا اب بھی جب سہانہ موسم ہو اور لوگ چھت پہ بیٹھے ہوں تو میں کئی کئی دن بیمار رہتا ہوں ایک دن امی سے پتہ چلا کہ کومل واپس اپنے گاؤں چلی گئی ہے یہ غزل کومل کے نام

کبھی نہ بچھڑتے اگر آپ اقرار کرتی
زمانے کے آگے اپنے پیار کا اظہار کرتی
ہم پا لیتے بڑی خوشی سے اپنی منزل
تو زمانے سے ذکر میرا بار بار کرتی
جب بندھنا تھا بندھن میں کسی غیر کے ساتھ
کاش تم اپنی آنکھیں چار نہ کرتی

کومل کو یہاں سے گئے ہوئے کئی سال ہو گئے مگر آج بھی یاد آتی ہے۔

مگر خدا جانے اور کتنی یاد آنے گی میں تو بہت کوشش کرتا ہوں اسے بھلانے کی مگر اور بھی یاد آتی ہے وہ جہاں رہے خوش رہے اب میں چاہتا ہوں کوئی ایسی لڑکی مل جائے۔

جس کا نام کومل ہو پاکستان میں کسی بھی کونے میں اگر کوئی کامل ہو تو پلیز رابطہ کرے یہ عادل دیوانہ منتظر رہے گا۔

میرے دل کا عرش کومل میرے دل کا فرش کومل میری عاشقی کومل میرے دل کا درد کومل میرے دل کا سکون اور چین بھی کومل۔

آجاؤ میری جان کومل اتنا پیار دوں گا ساری دنیا بھول جاؤ گی بس اپنے ساتھ حیا اور سادگی لانا باقی سب چھوڑ آنا سدا پلکوں پہ بٹھا کر رکھوں گا۔

دیر نہ کرنا کومل میں شدت سے انتظار میں ہوں کسی بھی شہر سے اگر کوئی کومل میری کومل بننا چاہتی ہو تو برائے مہربانی ایم جبرائیل آفریدی سے میرا موبائل نمبر لے کر مجھ سے رابطہ کرے۔

خدا حافظ عادل دیوانہ

قارئین کیسی لگی کہانی پڑھ کر اپنی آراء سے ضرور آگاہ کرنا میں آپ قارئین کا بہت ہی شدت سے انتظار کروں گا اپ سب کا اپنا آپ کی دعاؤں کا آپ کی چاہت کا آپ کے پیار کا طلب گار ایم جبرائیل آفریدی

....

ڈاکٹر وارث علی تبسم ننکانہ صاحب کی شاعری

کنگن

کاش میں تیرے حسیں ہاتھ کا کنگن ہوتا
تو بڑے پیار سے چاؤ سے بڑے مان کے ساتھ
اپنی نازک سی کلائی میں چڑھاتی مجھ کو
اور بے تابی سے فرقت کے خزاں لمحوں میں
تو کسی سوچ میں ڈوبی جو گھماتی مجھ کو
میں تیرے ہاتھ کی خوشبو سے مہک جاتا
جب کبھی موڈ میں آ کر مجھے چوما کرتی
تیرے ہی ہونٹوں کی حدت سے مہک سا جاتا
کچھ نہیں تو یہی بے نام سا بندھن ہوتا
کاش میں تیرے حسیں ہاتھ کا کنگن ہوتا

برسوں کی تلاش

توں وہ ہے جو برسوں کی تلاش ہو
تجھے ڈھونڈا میری یادوں میں آج بھی شامل ہے
یہ اور بات ہے کہ مجبوریوں نے بھلا نہ دی دوستی
ورنہ وفا میری رگوں میں آج بھی ہے

ہم گلہ نہیں کرتے

کرم کرو یا ستم کرو ہم گلہ نہیں کرتے
خزاں میں پھول یقیناً کھلا نہیں کرتے
ہم کو بھول جاؤ مگر اتنا خیال رہے S
وارث جیسے دوبارہ ملا نہیں کرتے

اجڑتے ہوئے شاعر

قسمت

کہیں تم اپنی قسمت کا لکھا تبدیل کر لیتے
تو شاید ہم بھی اپنا راستہ تبدیل کر لیتے
اگر ہم واقعی کم حوصلہ ہوتے محبت میں
مرض بڑھنے سے پہلے ہی دوا تبدیل کر لیتے

حسن

حسن کو دل میں چھپا کر دیکھو
دھیان کی شمع جلا کر دیکھو
کیا خبر کوئی دفینہ مل جائے
کوئی دیوار گرا کر دیکھو
فاختہ چپ ہے بڑی دیر سے کیوں
سرو کی شاخ ہلا کر دیکھو
کیوں چمن چھوڑ دیا خوشبو نے
پھول کے پاس تو جا کر دیکھو
نہر کیوں سو گئی چلتی چلتی
کوئی پتھر ہی گرا کر دیکھو
دل میں بے تاب ہیں کیا کیا منظر
کبھی اس شہر میں آ کر تو دیکھو
ان اندھیروں میں کرن ہے کوئی
شب روز آنکھ اٹھا کر تو دیکھو
S حسن کو دل میں چھپا کر تو دیکھو
خیال کی شمع کو جلا کر تو دیکھو

ہوا

رستوں پہ نہ جھونکوں کی ہوا تنگ کرے گی
بچھڑے ہوئے لوگوں کی صدا تنگ کرے گی
مت لوٹ کے چاہو اسے آغاز سفر سے
بچھڑے گا تو اس اک اک ادا تنگ کرے گی وارث

سوال

کہ سب چہروں میں اس کو تلاش کرتا ہوں وارث
میں اپنے آپ سے اب یہ سوال کرتا ہوں
وہ اک شخص جس کا ساتھ مجھے میسر کا تھا
میں اس کے واسطے کیوں دل اداس کرتا ہوں

خواب

مسکرا دینا کبھی آنکھ جھپکتے رہنا
دل کو راس آ گیا خوابوں میں بھٹکتے رہنا
زندہ رہنے کا سلیقہ کوئی ہم سے سیکھے
خار زاروں میں بھی رہنا تو مہکتے رہنا

اوجھل

انہیں صدیوں نے بھولے گا زمانہ
یہاں حادثے جو کل ہو گئے ہیں
جنہیں ہم دیکھ کر جیتے تھے وارث
وہ لوگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں

(ڈاکٹر وارث علی تبسم ننکانہ صاحب)

جواب عرض

عبدالرشید بزنجو گڈانی لسبیلہ کی شاعری

ناز کے نام غزل

محبت میں بھی عجیب انداز رکھا ہے
مجھ سے دور دل کے پاس رکھا ہے
دیکھ نہ لے میری نگاہوں میں کوئی
لوگوں کے ڈر سے سینے میں چھپا رکھا تھا
کتنی اذیتیں دی اس نے ہم کو بزنجو
پھر بھی ہم نے کوئی حساب نہ رکھا تھا
محبت میں بے وفائی تو کر جاتے ہیں لوگ
اس لیے ہم نے بھی دل پہ غم نہ رکھا تھا
ہم ڈھونڈتے رہتے ہیں جہاں میں ناز جیسا
لیکن خدا نے ناز جیسا بنا کے نہ رکھا تھا
کیا کیا نام رکھتے ہیں لوگ محبوبوں کے بزنجو
لیکن ہم نے تو نام ناز گلاب رکھا تھا

انیلہ کے نام سلام محبت

سلام محبت میرا ان تک پہنچایا تو ہوتا
وہ جواب دیتے یا نہ دیتے ایک بار آزمایا تو ہوتا
کتنی چاہت ہے میرے دل میں ان کے لیے
یہ خیال ان کے دل میں بھی کبھی آیا تو ہوتا
جن کے آنے کی آرزوئیں کرتے رہے عمر بھر ہم
وہ ایک بار ہی سہی میرے گھر آیا تو ہوتا
اگر آنا نہیں تھا میری قسمت میں اس نے
تو اپنے ہاتھوں سے میرا نام اس نے مٹایا تو ہوتا
کرتے رہتے عمر بھر سجدہ تم کو
تیرا نام کبھی میری عبادت میں آیا تو ہوتا
کیا تھی تیری مجبوری آ کر انیلہ تم نے مجھے بتایا تو ہوتا
سلام محبت اک بار میرا ان تک پہنچایا تو ہوتا

مینا کے نام دل نے پکارا تجھ کو

کئی بار قبر پر صدا دے کا پکارا تجھ کو
کئی بار رو رو کر دل نے پکارا تجھ کو
شب ہجر کی لمبی لمبی راتوں میں
جب بھی چین نہ پایا تو دل نے پکارا تجھ کو
نہ یاد کرنے کی قسم کھائی تھی میں نے
نجانے کیوں آج بزنجو کے دل نے پکارا تجھ کو
وقت رخصت میں تجھے روکا ہم نے
پھر کئی بار شب تنہائی میں پکارا تجھ کو
جب کسی نے رفاقت کے لیے ہاتھ بڑھایا
پلکیں نم ہوئیں اور دل نے پکارا تجھ کو
بتا بزنجو اس وقت تجھ پر کیا گزری
جب کسی اور نے میرے نام سے پکارا تجھ کو
میری جان! بزنجو نے کئی بار صدا دے کا پکارا تجھ کو

اپنے چاہنے والوں کے نام

ہر کسی زبان پر ہو گا میرا کہانی
ہر کوئی یاد کرے گا
جس کا دل ہو گا پھول جیسا
ہر کوئی ہم کو یاد کرے گا
دل کے کورے کاغذ پر تیرا نام لکھ دیا
جیسے ہی جیسے ویسے ہی ایس ایم ایس کر دیا
اظہار شوق نہ کر سکے ان کے روبرو
ایس ایم ایس پہ حال دل تمام لکھ دیا
تیرا یہ چاہنے والا مفلس ضرور ہے
پر کلام اپنا یہ تیرے نام لکھ دیا
ہر کسی زبان پر ہو گا بزنجو کا قصہ لکھ دیا

تیری یاد میں

شاعری کرتا ہوں تیری یاد میں
ہر پل جلتا ہوں تیری یاد میں
مر جاؤں گا اگر تم نہ ملی
خود سے بار بار کہتا ہوں تیری یاد میں
باتیں کرتے کرتے دوستوں سے اکثر
گم ہو جاتا ہوں تیری یاد میں
تیری جدائی سے بڑا کوئی غم نہیں
یہ دکھ سہتا ہوں تیری یاد میں
چلتے چلتے تم یاد آ جاؤ اگر
ٹھوکر کھاتا ہوں تیری یاد میں
شاید کوئی لفظ بہا جائے تم کو میرا
ڈائری لکھتا ہوں تیری یاد میں
بیٹھے بیٹھے یونہی کہیں کھو جاتا ہوں
ناز جان صرف تیری یاد میں
زندگی کی تمنا نہیں بن تیرے بزنجو کو
میں صرف جینا چاہتے ہیں تیری محفل میں

محبتوں کے زخم

تحریر۔عمر حیات شاکر،تاندلیانوالہ 03439296272

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

اس دور میں جس پر اعتبار کیا جائے جھوٹ ہے اگر صبا نے سلیم پر اعتبار کیا تو اس نے اسے دھوکہ دیا اور علی پر اعتبار کیا تو اس نے صبا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی مگر صبا بے چاری اپنی جان تک دینے تیار تھی اور علی نے اس کے پیار کی ذرا قدر نہ کی ایک ایسی لڑکی جس نے اپنے گھر سے زیادہ علی کے گھر کو پیار کیا اس کے ساتھ جھوٹ پیار اور دھوکہ سب جھیلنے کو تیار تھی مگر علی کو اور لڑکیوں سے فرصت نہ ملی اور اس نے صبا کی قدر نہ کی اور پھر خود بھی در بدر ہو گیا ایک ایسی کہانی جسے پڑھ کر آج کی بہن بیٹیوں کو ایک سبق حاصل ہوگا

میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

علی اور عمیر دونوں دوست تھے علی نے میٹرک اور کمپیوٹر کا ڈپلومہ کیا ہوا تھا اور عمیر میٹرک پاس کر کے پاک آرمی میں بھرتی ہو گیا اور اپنی سروس کے دوران ایف اے بھی مکمل کر لیا کچھ عرصے بعد علی کو ٹی بی ہو گیا۔

اس کے گھر والوں نے اس کی بیماری پر اپنی جمع پونجی خرچ کر دی لیکن وہ ٹھیک نہ ہو سکا تب کسی کے کہنے پر اسے آرمی کے ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا تب علی کو پتہ چلا کہ عمیر بھی اسی جگہ پر اپنی ڈیوٹی دے رہا ہے۔

علی نے عمیر کو فون کیا میں آرمی ہسپتال میں داخل ہوں ہو سکتا ہے میری زندگی کی سانسیں بھی پوری ہو جائیں ایک بار آ کر مجھے گلے سے لگا لو اور رونے لگا تب عمیر نے اپنی تمام مصروفیات کو سمیٹا اور جلدی جلدی پہنچا اور علی سے مل کر اسے حوصلہ دیا اور جلدی صحت یابی کی امید دلائی اور ہسپتال کے عملے کو علی کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کی جتنے دن علی ہسپتال رہا عمیر اس کے پاس آتا جاتا رہا اس کی خاطر تواضع کرتا اور صحت یاب ہونے کا یقین دلاتا چند دنو بعد علی صحت یاب ہو گیا۔

اور اسے ہسپتال سے چھٹی مل گئی گھر والے عمیر کے اس رویے سے بہت خوش ہوئے اور بہت ساری دعائیں دیتے ہوئے ہسپتال سے رخصت ہو گئے۔

اس طرح عمیر علی اور اس کے گھر والوں کی محبت میں کھینچا چلا گیا اور اس کی دوستی مضبوط سے مضبوط ہوتی گئی کچھ عرصے بعد علی نوکری کی تلاش میں اپنے قریبی شہر موبی لنک آفس میں اپنے ڈاکومنٹس لے کر چلا گیا۔

اور اسے موبی لنک میں ایک بے ایس آر کی

حیثیت سے بھرتی کرلیا گیا ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ جلد ہی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے لگا موبائل لنک کے طریقے کار کو اپناتے ہوئے اور اپنے ذہن کا استعمال کرتے ہوئے جلد ہی اپنے آفس میں اپنا وقار بنالیا دوسری طرف علینا اور صبا دونوں بچپن کی دوست تھی ان کا ایک عزت دار فیملی سے تعلق تھا۔

اور دونوں سیکنڈ ایئر کی سٹوڈنٹ تھیں علینا کے ابو بیماری کے باعث گھر پر ہی رہتے تھے اور صبا کے ابو ایک مایہ ناز ہسپتال کے سب سے بڑے ڈاکٹر تھے اور ان کا شمار شہر کے امیر لوگوں میں ہوتا۔

علینا ایک سلیم نامی شخص سے محبت کرتی تھی صبا بھی اس کے پیار سے اچھی طرح واقف تھی علینا جب بھی اپنے دوست سلیم کا نمبر ملاتی تو وہ مصروف ہی ملتا علینا جب بھی سلیم سے مصروف رہنے کا سبب پوچھتی تو وہ ٹال دیتا جس سے علینا کا شک مضبوط ہوتا گیا کہ سلیم ضرور کسی اور لڑکی سے محبت کرتا ہے۔

علینا اور صبا سلیم کے نمبر کی ریکارڈنگ لینے موبائل لنک آفس گئیں علی اپنے کاؤنٹر پر ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا علینا اور صبا اس کے پاس گئیں اسے سلیم کا سارا ماجرا سنا کر درخواست کی کہ ہمیں سلیم کے نمبر کی ریکارڈنگ دیں علی نے ان کو سلیم کے نمبر کی ریکارڈنگ دینے کی حامی بھرلی اور ان سے چوبیس گھنٹے کا ٹائم مانگا اس نے ان سے ایک میموری کارڈ اور سلیم کا نمبر لے لیا علی جب گھر آیا تو رات بھر ان دونوں کے بارے میں سوچتا رہا اگر میں ان کا کام کردوں تو ان کے دل میں میری عزت بن جائے گی اگلے دن علی جب آفس آیا تو اس نے سلیم کے نمبر کی ریکارڈنگ چند سیکنڈوں پر پرنٹ کر کے علینا اور صبا سے فون پر رابطہ کیا اور ان کے پہنچنے پر آفس سے باہر آکر ان کے حوالے کردیا

صبا نے علی کو ان کا خدمات کا معاوضہ دینے کی کوشش کی لیکن علی نے معاوضہ لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ سچی محبت مجھے بہت پسند ہے۔

اور محبت میں کسی کی مدد کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں یہ بات صبا کے دل میں اتر گئی پھر بھی صبا نے علی کو زبردستی کچھ رقم تھما دی

جب علینا نے اپنے دوست کا ریکارڈ چیک کیا جو کہ بیشمار لڑکیوں سے تعلق رکھتا تھا علینا نے سلیم کو اس کی بے وفائی کا ثبوت پیش کر کے اس سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ لیا صبا علی کا یہ احسان مان کر اس سے رابطہ رکھنے لگی صبا جب بھی علی کو میسج یا کال کرتی تو مصروف ہونے کا بہانہ بنا لیتا اور ٹال دیتا تھا تاکہ اس کے دل میں میرے لیے اور کشش پیدا ہو اس طرح صبا کے دل میں علی کی محبت بڑھتی گئی۔

اور آخر کار صبا نے علی کو ملنے کو کہا اور علی ملنے کے لیے تیار ہوگیا صبا علینا اور علی نے شہر کے ایک مشہور ہوٹل میں ملنے کا ٹائم رکھا وہاں مل کر کھانا کھایا اور سلیم کی بیوفائی اور بہت سی باتیں کیں علی نے بھی موقع پاتے ہوئے سلیم کی بے وفائی پر اچھے اچھے الفاظ استعمال کیے سلیم کو برا اور اپنے آپ کو اچھا بناتے ہوئے کھانے کے بعد چائے کی بھی جگہ بنالی یہ تمام باتیں علی اپنے دوست میر کو بتاتا اور فخر محسوس کرتا کچھ عرصے بعد علی کی والدہ بیمار ہوگئی۔

علی نے صبا کو بتایا تب صبا نے اسکو اپنے ابو کے ہسپتال میں لانے کو کہا علی خود کو غریب کہہ کر ہسپتال کی رقم سے بچنا چاہنے لگا لیکن صبا نے علی کو ہر قسم کی مدد کی تسلی دی تب علی اپنی والدہ کو صبا کے ابو کے ہسپتال میں لے آیا اور وہاں اس کے تمام

ٹیسٹ کروانے۔

ڈاکٹر نے علی کی امی کو خون کی کمی کہا اس کے لیے خون کا بندوبست کیا جائے علی نے صبا کو فون کیا تب صبا نے علی کو اپنے کالج کال ہوایا اور اپنی ٹیچر سے ملوایا تا کہ کسی لڑکی سے خون کا بندوبست کیا جائے اور پھر وہاں سے ایک لڑکی صبا اور علینا ہسپتال آئے اور صبا نے آتے ہی اپنے ابو کو سلام کیا اور علی کا تعارف کچھ اس طرح سے کروایا۔

ابو یہ میری ایک دوست کے بھائی ہیں اور کہا ابو یہ ان کی والدہ ہیں پلیز ابو جان ان کا خاص خیال رکھنا اور ہر طرح کا تعاون بھی کرنا اور پھر اپنی دوست سے خون کا بندوبست بھی کروادیا صبا، علینا کے سلیم سے دھوکہ کھانے کے بعد علی کو دل سے چاہنے لگی تھی لیکن یقین پختہ نہیں تھا۔

صبا، علینا نے علی کو چھوٹی چھوٹی ہر جگہ پہ آزمایا علی اپنی ہر بات عمیر کو بتاتا جس کی وجہ سے وہ ان دونوں کی طرف سے ہر چھوٹی بڑی بات کو اپنا امتحان سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے علی کو علینا اور صبا کے ہر امتحان میں شرمندگی نہیں اٹھانی پڑی۔

صبا کو علینا پہ بے حد بھروسہ تھا صبا اور علینا اور علی جب بھی اکٹھے بیٹھتے تو علی علینا کو گدگدی کر لیتا تھا اور ہر طرح کا مذاق بھی کر لیتا تھا اور صبا نے کبھی بھی اس کو شک کی نظر سے نہیں دیکھا تھا۔

علی جب بھی کبھی فون پہ بات کر رہا ہوتا اگر صبا پوچھتی کہ کہاں مصروف تھے تو علی علینا کا نام لیتا اور صبا مسکرا دیتی تھی علی اس بات سے خوب واقف تھا کہ اگر صبا کو میرے فون پہ شک ہوا تو وہ سلیم کی طرح کسی اور سے میری ریکارڈنگ بھی نکلوا لے گی۔

جس کی وجہ سے میرے مشن پہ پانی پھر جائے گا اس نے اپنے نمبر پر کوڈ لگایا ہوا تھا جس کی وجہ سے کوئی اس کا ریکارڈ معلوم نہیں کر سکتا تھا علینا نے اپنے اوپر صبا کے کیے ہوئے بھروسے کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور علی سے پیار کرنے لگی۔

عمیر کا یہ کہنا کہ اس جرم میں علینا اکیلی ذمہ دار نہیں اس میں علی کا بھی حصہ ضرور ہے صبا تو ایک دیانت دار اور باوفا اور سچی محبت کرنے والے پر اپنا سب کچھ لٹا دینے والی لڑکی تھی صبا کی ایک خوبی یہ بھی تھی جسے اپنا کہتی اس پر دل جان سے اعتبار کرتی تھی جیسا علینا اور علی پر کیا اس بات پر آپ باخوب واقف ہیں کہ عورت دکھ تکلیف بھوک پیاس برداشت کر سکتی ہے مگر کسی دوسری لڑکی کو نہیں کر سکتی۔

جو اس کے شوہر یا محبوب کو بانٹ لینا چاہتی ہو صبا جب علی کو فون کرنے کو کہتی تو علی اپنی غربت کو آڑ بنا کر اس سے جیب خرچ کارڈ اور اپنی جسم کے ڈھانپنے کے لیے کپڑے تک مانگ لیتا تھا۔

لیکن اس کے مانگنے کا انداز ذرا مختلف تھا تاکہ صبا سے مانگتے ہوئے اس کو شرمندگی کا سامنا نہ ہو اتنا کچھ ملنے کے بعد جب علی کو پتہ چلا کہ صبا اس کے محبت کے جال میں اچھی طرح پھنس چکی ہے تو تب علی نے اپنے گھریلو حالات صبا کو بتائے۔

کہ وہ کس قدر غریب ہے یہ سب کچھ سچ بتانے کے بعد صبا کے دل میں علی کے لیے اور بھی محبت بڑھ گئی آج کے زمانے میں انسان اپنی غربت چھپانے کے لیے کس قدر جھوٹ بولتا ہے مگر علی نے تو مجھ سے کچھ نہیں چھپایا مگر صبا بیچاری یہ سمجھ ہی نہ سکی کہ علی سب سے بڑی یہ بات کہہ کر صبا کی دل جیتتا ہے۔

تب علی نے صبا کو عمیر کا نمبر دیا اور کہا کہ یہ میرا سب سے قریبی دوست ہے میری ہر بات سے واقف ہے اگر کبھی میرے نمبر سے آپ کی بات نہ ہو تو اس سے میری خیر لے لیا کرنا صبا کو عمیر کا نمبر

ملتا ہی تھا کہ اس کے دل میں خیال آیا کہ علی کی مجھے ہر بات پسند ہے اس کی ہر عادت اچھی ہے۔

یہ میرے لیے ایک اچھا ہمسفر ہو سکتا ہے عمیر سے رابطہ کرتی ہوں اسے کوئی واسطہ دے کر اس سے بھی اس کے کریکٹر کی تسلی کر لیتی ہوں۔

اس کے بعد میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا قدم اٹھاؤں گی صبا نے عمیر سے بات کی اور اپنا تعارف کروایا عمیر نے بڑے ہی احترام سے اسے بہن جی کہہ کر جواب دیا صبا نے کہا عمیر بھائی آپ نے مجھے بہن کہا ہے۔

میں بڑی مشکل میں ہوں پلیز آپ ہی ہیں جو میری مدد کر سکتے ہیں۔

عمیر نے صبا کو ہر ممکن مدد کا یقین دلایا پر افسوس کہ عمیر کیا کر سکتا تھا جو کہ خود علی کے شیطان چہرے سے واقف نہ تھا۔

وہ تو صرف اس کا محبت والا چہرہ ہی جانتا تھا جس کی اس نے صبا کو تسلی بھی دے دی اور کہا کہ نہیں ہے اس کے دل میں تیرے سوا کوئی اور ساتھ ہی صبا نے عمیر کو کہا کہ پلیز بھائی جان میری یہ بات علی کو نہ بتانا کہ میں نے آپ سے اس کے کریکٹر کے بارے میں پوچھا ہے۔

کہیں وہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور میں اسے کھونا نہیں چاہتی میں ساری زندگی آپ کی احسان مند رہوں گی عمیر کی اس بات پر صبا نے فوراً یقین کر لیا اور اپنی محبت پر فخر کرنے لگی گنگنانے لگی اور خوشی سے جھوم اٹھی اور عمیر کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنے لگی۔

اس کے بعد اس کو علی سے لیے گئے امتحان یاد آئے جس میں وہ کامیاب ہوا تو اب وہ ایک اور امتحان کی طرف چل پڑی اور دوسری طرف علینا نے علی کو اپنی محبت کا اظہار کر دیا۔

اور کہا کہ میں آپ کو ایک گاڑی تحفہ میں دینا چاہتی ہوں جب تم آفس جاتے ہو تو آپ کے چہرے پر مٹی پڑتی ہے۔

اور یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا علی نے یہ بات عمیر کو بتائی اور مشورہ لیا کہ اب میں کیا کروں جس طرح آپ کہو میں کرنے کے لیے تیار ہوں آپ جو بھی راستہ دکھاؤ مجھے قبول ہے۔

عمیر نے علی سے کہا کہ صبا کی جگہ کوئی اور نہیں لے سکتا آپ تحفہ لینے سے انکار کر دو اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں کبھی بھی آپ کو معاف نہیں کروں گا علینا کی یہ بات جب صبا کے کانوں پر پڑی تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑی اس نے رو رو کر برا حال کر لیا اور علینا پر کیے گئے بھروسے پر پچھتانے لگی۔

علی کس کا یہ فیصلہ کرنے کے لیے علینا اور صبا نے ایک پارٹی میں ملنے کا ٹائم مقرر کیا اور علی کو بھی دعوت دی پارٹی پر جانے سے پہلے صبا نے عمیر سے رابطہ کیا اور موجودہ حالات سے آگاہ کیا۔

اور تب عمیر نے صبا کو تسلی دی تسلی کیسے نہ دیتا وہ دل و جان سے صبا کو اپنی بہن مانتا تھا عمیر کے کہنے پر علی نے صبا کو پارٹی میں صبا کو اپنی محبت کا تاج پہنایا اور علینا خون کے آنسو روتی ہوئی پارٹی سے باہر چلی گئی

کبھی مہرباں تھا تو کبھی انجان تھا
میری وہم تھا یا وہ میرا گمان تھا
دے کر زخم وہ مرہم رکھتا تھا
بن رہا تھا یا واقعی وہ اتنا نادان تھا
مجھ سے بچھڑ گیا تھا وہ اک رات
وہ شخص جو میری پہچان تھا
کاش کہ وہ مل جائے ہم کو
کتنا اس دل کو اس کا ارمان تھا
خدا کو چاہتے تو کچھ مل بھی جاتا
ہم نے چاہا جس وہ تو اک انسان تھا

اب صبا نے علی کو اپنے گھر رشتہ لینے بھیجا علی نے اس بات کا اصرار کیا کہ پہلے تم اپنی امی ابو کو بھیجو تاکہ میرا گھر دیکھ لیں۔

کل کو یہ نہ کہیں کہ دھوکہ دیا ہے صبا نے اپنی امی کو علی سے ملوایا اور ان کا گھر دیکھنے کی ضد کی صبا کی امی ابو اپنی گاڑی پر اس کے گھر گئے اور علی کا گھر دیکھ کر حیران رہ گئے دو کنال میں ان کا گھر تھا۔

ایک کنال میں دو کچے کمرے صحن کچن اور نلکا اور دوسری کنال میں ان کے جانور بندھے ہوئے تھے چاروں طرف کچی چار دیواری کچھ اندر کی طرف جھکی ہوئی تھی اور کچھ باہر کی طرف لکڑی کا دروازہ لگا ہوا تھا گھر کی یہ حالت دیکھ کر صبا کے والدین پریشان ہو گئے اور اس پر سوچنے پر مجبور ہو گئے۔

کہ ہماری ناز و نعم میں پرورش پانے والی بیٹی اس گھر میں کیسے گزارہ کرے گی پر وہ تو پکی عاشق تھی اس نے اپنے امی ابو کی منت سماجت کر کے ان کو منا لیا وہ اپنی بیٹی کی خوشی کے آگے بے بس رہ گئے۔

جب علی کے والدین سے رشتے کی بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم بڑے لوگوں سے رشتہ نہیں جوڑنا چاہتے ہم ابھی علی کی شادی نہیں کرنا چاہتے ابھی یہ خوب کمائے اور ہم سے ہم اپنا ایک کمرا بنانے چاہتے کچا ہی ہو اس کے بعد ہم سوچیں گے پھر بھی ہم آپ سے رشتہ نہیں لیں گے۔

ہم اپنی برادری میں کریں گے یہ باتیں سن کر صبا کے والدین اپنا منہ چھپائے گھر واپس آ گئے آ کر صبا کے والدین نے صبا کی رشتہ اس کے کزن سے کر دیا اور شادی کی تاریخ طے کر دی یہ سن کر صبا خون کے آنسو رونے لگی اور شادی سے انکار کر دیا۔

انہوں نے کہا اب ہم آپ کی نہیں سنیں گے ہمارے ساتھ جو ہو گیا وہ کافی ہے علی اس کے باوجود بھی صبا کو اکسانے لگا کہا بے شک میرے گھر والے آپ کو قبول نہیں کرتے پھر بھی میں آپ سے ہی شادی کروں گا صبا نے کہا میں ناز و نعم میں پلی ضرور ہوں اے علی تیری محبت میں مجبور ہوں۔

ایک دن میں چار دفع کھانا کھانے والی ہوں دیکھ تو تین دن بعد ایک وقت کی روٹی بھی دے گا تو میں گزارہ کر لوں گی۔

گھر میں حصہ نہ بھی ملا تو کرائے کے مکان میں رہ لوں گی دونوں محنت کر کے اپنا گزر بسر کر لیں گے صبا نے پھر اپنے ماں باپ کی منت سماجت کی کہ اس سے اس کی محبت نہ چھینو صبا کے والدین مجبور تھے وہ سوچتے تھے کہ جو لڑکا اپنے والدین کو رشتے کے لیے راضی نہیں کر سکتا ہم اس کے لیے اتنا بڑا فیصلہ کیسے کریں بے شک ہماری بیٹی کا فیصلہ ہمارے لیے بدنامی کا باعث ہے۔

پھر بھی ہم اس کو کسی ایسی کشتی میں سوار نہیں کریں گے جس کا کوئی بھی وارث نہ ہو صبا کی شادی سے دو دن پہلے علی نے پھر صبا کو بہکانا شروع کر دیا اور کہا کہ اگر تیری شادی کسی اور سے ہوئی تو میں مر جاؤں گا میرا تیرے سوا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں میرے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھو۔

میری برستی آنکھوں کو دیکھو غور سے دیکھو میری آنکھوں میں میں نے کبھی کسی اور کو بسنے نہیں دیا نہ کسی اور کے خواب دیکھے ہیں۔

میرے دل کے تمام ارمان تمہارے لیے ہیں اگر میری آپ سے شادی نہ ہوئی تو میں قسم کھاتا ہوں میں خودکشی کر لوں گا اور خود کو اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ کسی اور کا شوہر بن سکوں

علی کی ان باتوں نے صبا کے پاؤں تلے

سے زمین کھینچ لی اور اپنے ماں باپ کے ارمانوں کو دھوکہ دینے پر مجبور کر دیا صبا نے کہا کہ علی اگر میں تیری نہ ہوئی تو کسی اور کی بھی نہیں ہوں گی۔

اور بے ہوشی کی گولیاں منگوا کر اپنے پرس میں رکھ لیں ڈاکٹر صاحب نے شادی کے روز اپنے تمام رشتہ دار اور بڑے بڑے لوگوں کو ایک شاندار ہال میں بلوالیا اسی دن عصر کے وقت صبا نے بے ہوشی کی گولیاں کھائیں اور ایک دم کٹی کے پتنگ کی طرح زمین پر گر گئی اور اتنی خوبصورت محفل میں قیامت کا سماں ہو گیا والدین کے سر بیٹی کی وجہ سے ہونے والی بدنامی سے جھک گئے۔

بیٹی کی زندہ لاش کو جلدی سے ہسپتال میں لے گئے تین دن تک وہ زندہ لاش بنکر ہسپتال میں بے ہوش پڑی رہی تھی

میرے مرنے کے بعد میری کہانی لکھنا
کیسے برباد ہوئی میری جوانی لکھنا
اور لکھنا کہ میرے ہونٹ خوشی کو ترسے
کیسے برسا میری آنکھوں سے پانی لکھنا
اور لکھنا کہ اسے انتظار تھا تیرا بہت
آخری سانسوں میں وہ ہچکیوں کی روانی لکھنا
اور لکھنا کہ مرتے وقت بھی دیتی تھی دعا تجھ کو
ہاتھ باہر تھے کفن سے یہ نشانی لکھنا

ماں باپ سے بے وفائی کے باوجود بھی اس کے لیے دعا کرتے رہے جب اسے ہوش آیا تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلکنے لگے اپنی ہونے والی بدنامی کی وجہ سے والدین صبا سے اور صبا والدین سے نظریں چرا رہے تھے صبا کے گھر میں تین نوکرانیاں تھیں۔

ایک صفائی اور دوسری کپڑے اور تیسری کچن کو کام کرتی تھیں صبا کے والد نے ایک کچن والی کی چھٹی کروادی اور وہ کام صبا کو سونپ دیا گھر میں مالکن سے نوکرانی کا درجہ دلوادیا عمیر نے

جب صبا کی موجودہ حالت سنی تو اس سے رہا نہ گیا وہ علی کے ماں باپ کو برا بھلا کہنے لگا۔

کہ اگر وہ صبا کے رشتے کے لیے مان جاتے تو ان کا کیا جاتا ان تمام تکلیفوں کا ذمہ دار عمیر نے علی کے ماں باپ کو ٹھہرایا عمیر کی یہ تمام باتیں علی خاموشی سے سنتا رہا اور خود کو بے بس ثابت کرتا رہا۔

صبا کے ماں باپ کا غصہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہوتا گیا اس کی وجہ سے ہونے والی بدنامی کی وجہ سے وہ کسی سے نظریں نہیں ملا سکتے تھے۔

اس بات کا صبا کو احساس دلایا کہ جب کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو وہ رحمت سے زحمت کیسے بنتی ہے بیٹی کس طرح اپنے والدین کو عزت کو تاج پہناتی ہے اور کس طرح اپنے والدین کی پگڑی کیچڑ میں اچھالتی ہے اے بیٹی آپ کی اس حرکت کو دیکھ کر سب والدین یہ دعا کریں گے کہ اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمارے گھر میں رحمت پیدا کی آج بھی کچھ نہیں بگڑا۔

ہماری عزت رکھ لو اور اس کی گود میں قرآن مجید ڈال دیا اور ماں نے اس کے پاؤں پر اپنا دوپٹہ رکھ دیا کہ تم ہمارے کہنے کے مطابق شادی کرالو۔

ہم دونوں دنیا اور آخرت میں تم پر راضی ہو جائیں گے اگر تم نے ایسا کر دیا تو جب بھی کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوگی تو ان کے سر شرم سے جھکیں گے نہیں۔

بلکہ خدا کا شکر بجا لائیں گے کہ اللہ تیرا شکر ہے ان باتوں نے صبا کے دل پر بہت گہرا اثر کیا او روالدین کی بات مان لی۔

اور قسم کھائی کہ آج کے بعد میں علی سے بات بھی نہیں کروں گی چند دنوں بعد صبا کو رپورٹوں سے پتہ چلا کہ اسے خون کا کینسر ہے اسے شوکت خانم ہسپتال پہنچایا گیا اور ڈاکٹر علینا کو اس کی بیماری کا علم ہوا اس

سے رہا نہ گیا۔

اس نے صبا سے اپنے کیے کی معافی مانگ لی اور اس کے درد کو اپنا سمجھنے لگی صبا کے منہ سے بار بار یہی الفاظ نکل رہے تھے کہ ابو جان علی سے معافی مانگ لوں کیا پتہ مر ہی نہ جاؤں اس کی بد دعا لگی ہو بیٹی کی حالت دیکھ کر باپ سے رہا نہ گیا اور اس نے علی کو بار بار فون کیا۔

لیکن علی نے فون سننا گوارہ نہ کیا تب علینا نے عمیر سے رابطہ کیا اور صبا کی حالت بتائی اور علی سے معافی مانگنے کی درخواست کی تب عمیر نے علی کو فون کیا کہ بھائی جان پلیز صبا کو معاف کر دو وہ زندگی کی آخری سانسیں گن رہی ہے علی نے کہا میں کون ہوتا ہوں معاف کرنے والا عمیر نے کہا اگر تم نے صبا کو سچے دل سے معاف نہ کیا تو میں تم سے ہمیشہ کے لیے ناطہ توڑ دوں گا۔

علی نے معاف کر دیا ڈاکٹر نے اگلے روز صبا کے جسم کا سارا خون تبدیل کیا جس میں بہت سارے لوگوں نے اپنے خون کا قطرہ پیش کیا اور علینا نے بھی اپنا خون دے کر صبا کو اپنی محبت کا ثبوت دے دیا۔

اللہ نے صبا کو نئی زندگی دی اور وہ گھر واپس آ گئی علی پھر بھی صبا کو بے وفا کے نام سے یاد کرنے لگا لیکن اس کی مجبوریوں کو نہ سمجھ سکا اس کے برعکس صبا دن رات یہ سوچتی کہ میں کس طرح علی کی مدد کر سکوں۔

جس سے وہ اپنا مستقبل بہتر بنا سکے آخر کار صبا اس حوالے سے کامیاب ہوئی ایک بار پھر اس نے محبت کو زندہ کر دیا جلد ہی صبا کے والدین نے اس کی شادی اس کے کزن سے کر دی صبا کا کزن علی اور صبا کی محبت کو جانتا تھا بے شک صبا نے قسم کھانے کے بعد علی سے بات نہیں کی وہ آج بھی اپنی قسم پر قائم ہے۔

اور عمیر کو بھی اس بات پر بے حد خوشی اور فخر ہے صبا کی شادی سے ایک ماہ پہلے علی کا موبائل کمپنی کی طرف سے میڈیکل ٹیسٹ ہوا جس سے اس کو میڈیکل انفٹ قرار دے کر نوکری سے نکال دیا گیا تھا۔

نوکری چھوٹ جانے کے بعد وہ ہر روز ایک نئی لڑکی کے بارے میں عمیر کو بتاتا جن کی تعداد چھ ہو چکی تھی عمیر کو اس بات کا یقین ہو گیا ان تمام لڑکیوں سے اس کا تعلق پہلے سے ہی تھا۔

اس نے مجھے جان بوجھ کر نہیں بتایا کہ کہیں میں صبا کے سامنے اس کی اصلیت نہ کھول دوں ان تمام لڑکیوں سے وہ جیب خرچ لیتا تحفے تحائف اور موبائل کارڈ لیتا تھا بے شک ان کا گزارہ بڑی مشکل سے ہوتا تھا ایک روز علی نے عمیر کو بتایا کہ ایک شمیم نامی لڑکی کو سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں تب عمیر نے کہا کہ تم جلد از جلد اس سے شادی کر لو اور باقی لوگوں کا پیچھا چھوڑ دو تب علی نے بتایا میرے گھر والے نہیں مانتے تم ان سے میرے رشتے کی بات کرو جب عمیر نے اس کے گھر والوں سے اس کی بات کی تو اس کے گھر والوں نے کہا بیٹا تم اس کی پاسداری نہ کرو یہ شادی کے قابل نہیں ہے۔

یہ جہاں چاہے شادی کرے ہم نے اس کو کبھی نہیں روکا اور صبا سے بھی اس نے خود رشتہ نہیں کیا اس کے کہنے پر ہی ہم نے اس کے والدین کو انکار کیا تھا یہاں پر علی کا اصلی چہرہ عمیر کے سامنے آ گیا علی نے شمیم کو بھی عمیر کا نمبر دیا ہوا تھا جس طرح اس نے صبا کو ٹینشن کیا ہوا تھا اسی طرح شمیم کو بھی کرے گا۔

لیکن اب اس کی اصلیت عمیر کے سامنے آ چکی اس نے سچ سچ شمیم کو سب کچھ بتایا کہ اس نے جس طرح صبا کی زندگی برباد کی تھی اسی طرح یہ تیری بھی زندگی برباد کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ شمیم صبا کی طرح گولیاں کھانے سے بچ

گئی کچھ دن بعد جب علی شمیم کے گھر رشتہ لینے گیا تو انہوں نے اس کو بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا۔
کیوں کہ وہ اس کے شیطانی چہرے سے واقف ہو چکے تھے اب عمیر نے علی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ دیا اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

اور علی کو منع کر دیا آج کے بعد میرے نمبر پر کال یا میسج نہ کرے اور اب علی ہر دوست سے عمیر کی بے وفائی کا ڈھنڈورا پیٹتا پھر رہا تھا۔
لیکن بے چاری صبا ان ساری باتوں سے اب بھی ناواقف تھی شادی کے کچھ عرصے بعد صبا کے شوہر عدیل نے گھر دیر سے آنا شروع کر دیا اس کو یہ بات پسند نہ تھی وہ یہ چاہتی تھی اس کا شوہر ہر ٹائم گھر پر آئے اور مل کر کھانا کھائیں ایک رات عدیل گھر دیر سے آیا تو صبا نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا عدیل نے کہا کہ تم کون ہوتی ہو مجھے پوچھنے والی صبا نے کہا میں آپ کی شریک حیات ہوں اور میں آپ کا انتظار کرتی رہتی ہوں۔
آپ کے بغیر میں نے کھانا بھی نہیں کھایا مجھ سے آپ کا گھر دیر سے آنا برداشت نہیں ہوتا عدیل نے کہا میں بھی تو ہوں جو علی اور تیری محبت کو برداشت کرتا ہوں اس بات پر صبا اور جذباتی ہو گئی۔

اور کہا کہ میں نے تو اسے کب کا اپنے دل دماغ سے نکال دیا ہے پھر بھی مجھے اس کے طعنے دیئے جا رہے ہو عدیل نے رات کے بارہ بجے اس کو اپنے گھر سے نکال دیا اور اگلے دن طلاق کا پہلا نوٹس بھجوا دیا۔
اگر صبا حاملہ نہ ہوتی تو میں اسے طلاق دیتا ہوں صبا بھی شکوہ کیا کرتی تھی کہ اے اللہ اگر تو علی میرے نصیب میں لکھ دے تو تیرا کیا جاتا لیکن آج وہ علی کی بے وفائی سن کر دن رات رویا کرتی تھی۔
اس کے والدین کی نظر میں جو علی کی شرافت کا پردہ تھا وہ اتر گیا تھا اور آج ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو چکی تھی صبا رورو دعا کرتی اے اللہ عدیل کے دل میں میرے لیے محبت پیدا کر دے۔
اور میرے دل میں عدیل کے لیے اور ہمارے گھر کو آباد کر دے مجھے اور نہ آزما جس کی مجھ میں طاقت نہیں اور ہمیں نیک اولاد عطا فرما جس کی وجہ سے میں اس نوبت پر پہنچی ہوں۔
اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتی ہوں تو ہی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔
اور ان بہنوں کو نصیحت کرتی ہوں جو اپنے والدین کا کہنا نہیں مانتی اور ایسے درندے کا شکار بن جاتی ہیں اے اللہ میری ان بہنوں کی حفاظت فرما۔

جو اس وقت علی جیسے گندے انسانوں میں پھنس چکی ہیں اور ان کی برادری میں جو ان کے لیے مناسب رشتے ہیں جو جو ان کو سچا پیار مانتی ہیں ان کو نصیب فرما اے اللہ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں۔
میں اپنے دل میں علی کا خیال نہیں لاؤں گی اور عدیل سے سب سے زیادہ محبت کروں گی اے اللہ عدیل اور مجھے ایک دوسرے کے قابل بنا دے اے اللہ موت حرام ہے میں اس کو چن نہیں سکتی تیری رضا سے دنیا میں آئی ہوں اور تیری ہی رضا سے دنیا سے جاؤں گی پھر جینا تو پڑے گا اپنے والدین کے لیے اپنے بچوں کیلئے اپنے عدیل کے لیے جینا تو پڑے گا۔
اور یہ زخم محبتوں کے زخم سہنے پڑیں گے قارئین کیسی لگی آپ کو میری کہانی اپنے قیمتی رائے سے ضرور نوازئے گا مجھے بے چینی سے انتظار رہے گا
فقط آپکی دعاؤں کا طلب گار

غزل

غزل

دستور زمانے کی ہم سے نگرانی نہیں ہوتی
ہر لفظ محبت کا کوئی کہانی نہیں ہوتی
اہتمام ملے ہم کو دنیا سے مخلصی میں
جھکنے کی اور ہم سے نادانی نہیں ہوتی
نہیں مانگتے کسی سے جاہ و جلال اب ہم
زمانے میں پھونک کر سلطانی نہیں ہوتی
پراہن ہم حفاظت کا پہن کر جو نکلے
ہم سلب حق چلیں گے پریشانی نہیں ہوتی
پاپیادہ چل رہے ہیں منزل کے راستے پہ
عہد وواثق ہے ہم سے بے زبانی نہیں ہوتی
زمانے کی رنجشوں سے کرن اچاٹ ہوا ہے دل
یوں دل کے سرکشک پہ ہم سے مہربانی نہیں ہوتی
کشور کرن چوکی

غزل

کاش دل ہوتا اپنے اختیار میں
پھر سمجھاتی میں
کیا ملتا جاتا نہیں آخر اس پیار میں
کیوں نہیں بھولنا چاہتا تو اس کو
بے وفائی کے سوا کیا نہیں اس پیار میں
خزاں ہو پت جھڑ ہو یا ہو برسات
تیری یاد ہی یاد ہے بس اس پیار میں
ان کے آنے کا نہیں ہے کوئی امکان
اک عمر گزر گئی انتظار میں
زندگی میں کانٹے ہی کانٹے آئے ہیں
ہم بھی پاگل تھے کہ بیٹھے تمنا گلزار میں
نقد چیز لو تو کیا بات ہے
آج کے دور میں کون دیتا ہے کسی کو ادھار
میں

ساون کے ساتھ ساتھ اکثر بھیگ جاتی ہیں
یہ آنکھیں
کاش اس موسم میں تو چھوڑ دیا ہوتا تیری یاد
نے
رینا محمود قریشی

تم نے تو بہار کو رخ پہ سجا لیا
میں نے خزاں کو اپنا مقدر بنا لیا
اک تیرے دم سے ہی میرے چمن میں بہار تھی
تم کیا گئے کہ مجھ کو خزاؤں نے آ لیا
قدموں سے دھول بن کر جو لپٹنے لگا میں
کانٹا سمجھ کر آپ نے دامن چھڑا لیا
یہ بھی کیا ادا تھی کہ پہلو میں غیر کے
دیکھا مجھ کو تو اپنا چہرہ چھپا لیا
ہم بھی تیرے پاس میں ہی رہتے تھے ہم نشیں
چپ چاپ تو نے اپنا ہی گھر کیوں بسا لیا
وہ شخص خوش نصیب ہے میری نگاہ میں
جس نے غم حیات کو دل سے لگا لیا
اپنا تو یہ اصول ہے جہاں میں آ کے
جو غم دیا کسی نے وہ ہنس کے اٹھا لیا
☆......آسیہ چغتائی آ ئی- لاہور

غزل

مسرور کیا جس نے مجھے ایک نظر میں
اب تک بھی سلگتا ہے میرے دیدۂ تر میں
اک عمر سے ہے جس کو بھلانے کی تمنا
آرام سے رہتا ہے میرے دل کے گھر میں
تجویز کرے دوا مجھ کو جو بھی زمانہ
تخفیف نہیں ہو گی میرے دردِ جگر میں
کوئی بھی سرِ منزلِ مقصود نہ پہنچا
ملنے کو تو سو لوگ ملے مجھ کو سفر میں
اس واسطے کم ملتا ہے الفت کا صلہ بھی
شر کے بھی تو دو حرف ہیں اس لفظ بشر میں
تسکین کہاں ملتی ہے پردیس میں آ کے
آرام و سکون ملتا ہے صرف تیرے ہی در سے
☆......آسیہ چغتائی آ ئی- لاہور

عشق تیرے وچ جوگی ہویا

تحریر۔ حماد ظفر ہادی۔ 03465849968

شہزادہ بھائی۔

اس دفعہ ایک نئی سٹوری کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں انشاء اللہ قارئین کو پسند آئے گی ایک سچی اور دل کو ہلا دینے والی کہانی کا نام ہے۔ عشق تیرے وچ جوگی ہویا رکھا ہے شعیب نے ایک نازک حسینہ کو ٹوٹ کر چاہا مگر وہ اس کی جان کی دشمن بنی اور اس کو اپنے سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں، مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

آج آفس تک میں اپنے کام میں مصروف تھا اور اتنا مصروف تھا کہ اپنے موبائل کو بھی بھول گیا تھا والدین کی نظر میں میری جان ہے گھر والے اکثر کہتے ہیں ہادی تین دن کھانا کھائے بغیر رہ سکتا ہے مگر موبائل فون کے بنا ایک منٹ نہیں رہ سکتا جب فون دیکھا تو اس میں سینکڑوں میسج اور بیسیوں کالیں تھیں۔
جن میں چند کالیں میرے کزن کی تھیں میں نے دیکھا کہ اس کا میسج اس نے پھر کال کی کہ بھائی کیا بات ہے ہادی ہمارے گھر کب آؤ گے میں نے کہا تیری شادی پہ اس نے کہا دیکھ لو بھائی آپ کے فائدے کی بات ہے اس کے منہ سے اپنا فائدہ سن کر میں نے کہا کہ بھائی آج ہی آ جاتے ہیں۔
پھر کچھ دن بعد ہی میری شعیب سے ملاقات ہوئی اس نے یہ کہانی لکھنے کی اپیل کی شعیب میٹرک پاس کے بعد اپنی لوہے کی دوکان میں ویلڈنگ کا کام کرتے ہیں اور اکثر گھر لیٹ آتے ہیں۔
کمال کی بات تھی کہ وہ جو بھی دیکھتا اسے سیکھنے کی ضد کرتا ایک دن شام کے وقت سخت سردی کی وجہ سے شعیب بھائی گھر جلدی لوٹ آئے راستے میں ان کی ملاقات ایک جوگی سے ہوئی سخت سردی کی وجہ سے جو تیز تیز جوگیوں کے لباس میں چل رہا تھا ہاتھ میں چمٹا بغل میں تھیلا ننگے پاؤں چلتے ہوئے دیکھ کر میرا دماغ خراب ہونے لگا کہ یہ کیا بندہ ہے۔
اسے سردی نہیں لگتی کیا راز ہے ان کا بہت ہی احساس طبیعت ہے اس کی اس کو جوگی پہ بے پناہ غصہ آیا اور وہ اکثر دوسروں کی وجہ سے رو دیتے بس اس احساس پن کی وجہ سے اس کی بات بھی سننا پڑ جاتی مگر کچھ ایسا ڈھیٹ ہے کہ باز پھر بھی نہیں آتا۔
اس نے بائیک جوگی کے پاس لا کر کھڑی کر دی اور بولے ارے او بھائی کیا آپ لوہے کے بنے ہیں یا پتھر کے یا جانور ہیں اتنی باتیں سن کر جوگی نے کہا بھائی صاحب میں نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے جو آپ اتنے غصے میں ہو اتنے میں شعیب بولے کہ آپ اس لباس میں ننگے پاؤں سردی نہیں لگتی کیا۔
اس بات پر جوگی مسکرایا اور بولا۔
بس بھائی نہیں لگتی شعیب نے تجسس سے پوچھا۔

کیا راز ہے اس نے کہا بس میرے راز راز ہی رہنے دو تو اچھا ہے۔
اس پر شعیب کا تجسس بھی بڑھ گیا اور اس نے بھی ٹھان لی کہ آج اس کا راز جان کر ہی رہوں گا اس نے جوگی کی منت سماجت کر کے اپنے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھا لیا اور لا کر مہمان خانے میں بیٹھا دیا۔
اس کے لیے کھانا لایا اور اس سے گپ شپ کرنے لگا اور کہا کہ جو آپ بینڈ بجاتے ہو مجھے بھی سکھا دو اس نے ٹھنڈی آہ بھری شعیب نے جب اس کو غور سے دیکھا تو وہ بائیس تیس سال کا نوجوان تھا۔
بہت ہی خوبصورت نوجوان تھا بس شیو بڑھی ہوئی اور بال کچھ بڑھے ہوئے تھے شعیب کے بہت اصرار پر اس نے اپنی روداد کچھ یوں بیان کی۔
میرا نام سلیم ہے میں نے ایک کھاتے پیتے زمیندار گھرانے میں آنکھ کھولی تین بہنوں کے بعد میں گھر کا چشم و چراغ بنا میرے والدین مجھ سے بہت ہی پیار کرتے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی۔
اور آج بھی خدا کا شکر ہے میں نے ضلع بہاؤ الدین کے ایک خوبصورت گاؤں میں جنم لیا ہمارے گاؤں کا ماحول بہت ہی سادہ میری پیدائش پہ پورے گاؤں میں مٹھایاں بانٹی گئیں۔
لوگ جوگ در جوگ میرے گھر میں مبارک دینے آتے اور میرے والدین پھولے نہ سمائے تھے میرے دادا ابو گاؤں کے نمبردار ہیں۔
ہماری بہت ہی عزت ہے ان کو پتا ہی نا چلا کہ میں کب بچپن سے لڑکپن میں ہو گیا مجھے گاؤں میں تعلیم دلوائی گئی دوسرے والدین کی طرح میرے والدین کے سپنے بھی بڑے تھے وہ مجھے ایک ڈاکٹر دیکھنا چاہتے تھے بس کسی نے کیا خوب کہا ہے امیر اور غریب دونوں کے سپنے میں ایک جیسے دیکھتا ہوں۔
واہ قدرت والے تیرے صدقے امیر بھی یہی چاہتا ہے دولت شہرت بنگلہ گاڑی نوکر چاکر اور اگر دیکھا جائے تو غریب کے بھی یہی سپنے ہوتے ہیں۔
میں نے گاؤں کے گورنمنٹ سکول میں میٹرک اچھے نمبروں میں پاس کیا مجھے اپنے گاؤں کا ہر فرد ہی جانتا اور پیار کرتا تھا کیوں کہ میں دوسروں سے ذرا ہٹ کے تھا نہ کھیلنے کا شوق نہ ہی سموکنگ نہ زیادہ بولنا مجھے اچھا ہی نہ لگتا تھا ضرورت سے بھی کم ہی بولنے کی کوشش کرتا شاید یہ والدین کی تربیت تھی مجھے میٹرک کے بعد کالج میں ایڈمیشن دلوایا گیا۔
میں اپنے گاؤں کا پہلا لڑکا تھا جو تعلیم کے لیے ڈگری کالج گیا تھا ہمارے گاؤں میں میٹرک کم ہی کرتے تھے میرے پاپا نے گاؤں کی بس والوں سے بات کی اس نے کہا بہت خوشی ہے کہ اس گاؤں کا بھی کوئی کالج جا رہا ہے ہم اس کو فری میں لے جائیں گے ہمارا گاؤں بڑی سڑک سے تھوڑا ہٹ کے تھا بڑی سڑک پر بس سٹاپ بنا ہوا تھا۔
اور وہ جگہ بالکل ویران تھی اس لیے مجھے گھر سے سٹاپ پر آنا پڑتا تھا اور پھر بس کا انتظار بھی کرنا پڑتا مجھے کالج میں بہت ہی مزہ آتا گھر میں مجھے ہر کوئی محبت کرتا اکثر تھوڑا لیٹ ہونے پر امی جان پریشان ہو جاتی۔
میں بھی بالکل لوفری نہ کرتا بس اپنے کام سے کام رکھتا مجھے کالج جاتے ہوئے آج پندرہ دن ہوئے تھے آج سوموار کا دن تھا موسم بہت پیارا تھا ہلکی ہلکی بارش میں بھیگتا ہوا میں بس سٹاپ کی طرف جا رہا تھا۔
مجھے بہت ہی پیارا ناگ نظر آیا اتنا پیارا کہ میں رک کر اسے دیکھنے لگا وہ بھی پنکھ پھیلائے مجھے گھورے جا رہا تھا میرا من کیا کہ میں آگے جا کر اسے پکڑ لوں بس مجھے یہ شعر یاد آیا ہے
خوبصورت جسم پہ نہ جا اس کا زہر دیکھ ہادی
پھر میں اس کے خیال کو ذہن سے جھٹک کر کالج چلا گیا کالج میں بھی مجھے اسی کے خیال آتے رہے گھر واپس آ کر بھی میں نے بہت سوچا دوسرے

دن بارش کچھ زیادہ ہی تھی۔
میں کالج نہ جا سکا لیکن میں شاپ کی طرف گیا کہ شاید مجھے وہ جاب مل جائے میں دل ہی دل میں دعا میں مانگتا ہوا جا رہا تھا شاید وہ قبولیت کی گھڑی تھی مجھے ایک جھاڑی کے قریب وہ نظر آ گیا اتنا لمبا اور چمکیلے پنکھ والا بہت ہی پیارا تھا میں نے اس کے قریب جانے کی کوشش کی مگر پھر ڈر جاتا کہ کہیں ڈس نہ لے پھر واپس آ گیا۔
اس طرح روز ہونے لگا تقریباً ایک ہفتہ ایسا ہوتا رہا میں روز کالج جاتے ہوئے سانپ کو دیکھتا پھر ایک دن وہ مجھے نظر نہ آیا میں پھر بھی اسے بھول نہ پایا میں اپنے اندر ایک بے چینی ہونے کے باوجود بھی کسی کو اس بے چینی کا احساس نہ ہونے دیا مجھے بے چینی میں دو ہفتے گزر گئے مگر مجھے ناگ نہ ملا۔
وہ سوموار کا دن تھا بہت ہی پیارا موسم تھا میں اپنی دھن میں چلتا گیا جہاں میں کھڑا ہوتا تھا وہاں وہ کھڑی تھی میں نے جب ایک نظر اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا بہت ہی حسین تھی میں لفظوں میں اسے بکھیر نہیں پاؤں گا میں اس کو دیکھ کر سکتے میں آ گیا اس نے اپنا خوبصورت ڈوپٹا میرے سامنے لہرایا اور پوچھا بابو کہاں کھو گئے ہو۔
میں نے بے ساختہ کہا کہیں بھی تو نہیں اس نے کہا کہیں تو ہو بس تھوڑی سی گفتگو ہوئی نہ اس نے میرا نام پوچھا نہ میں نے اس کا پھر بس آ گئی اور میں اس میں سوار ہو چلا گیا۔
اس دن کا سحر مجھ پہ چھایا ہی رہا پتہ نہیں اس کی باتوں میں کیا تھا جو میں اسے دوبارہ دیکھنا چاہتا تھا دوسرے دن پھر وہ وہاں ہی کھڑی تھی بس حال احوال ہوا نہ میں پوچھ سکا نہ اس نے پوچھا پتہ نہیں اس میں کیا تھا جو اس کا جادو مجھ پہ چل گیا۔
اور میں اس کے حسن میں گرفتار ہو گیا نہ یہ پوچھا کہ وہ کہاں سے آئی ہے اس نے کہاں جانا ہے وہ کیا کرتی ہے بس روز اس کی محبت دل میں بسائے میں اسے دیکھتا رہا روز تھوڑی سی بات ہوتی اور میں چلا جاتا اس نے بھی میرا نام جاننے کی کوشش نہ کی ایک دن میں نے عہد کیا کہ میں اس کا نام ضرور پوچھوں گا دوسرے دن میں نے جاتے ہی اسلام علیکم کہا اس نے جواب دیا اور میری طرف دیکھ کر کہا۔
لگتا ہے رات بھر سوئے نہیں ہو جناب میں نے کہا ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے اس نے کہا آپ کی آنکھیں صاف بتا رہی ہیں آپ سو نہیں پائے میں نے کہا آپ کا نام کیا ہے اس نے کہا مجھے آپ نہیں تم کہا کرو میں نے کہا اچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے بھی تمہارا نام پوچھا ہے میں نے کہا تم میرا نام جانتی ہو اس نے کہا کہ دل والے نام بھی معلوم کر ہی لیتے ہیں۔
اس کی اس بات میرا دل خوش ہو گیا پھر بھی تمہیں میرے نام کا کیسے پتا اس پر وہ مسکرائی اور بولی بتایا تو ہے تم سے دل کا رشتہ ہے میں نے کہا کہ اب اپنا نام بتا بھی دو آج بس پتہ نہیں کیوں لیٹ تھی۔
اس نے اپنا نام بتا دیا میرا نام تازیہ ہے اور کہا ساتھ والے گاؤں میں ہمارا گھر ہے اور میرا بھائی مجھے بس شاپ پہ چھوڑ جاتا ہے۔
میں نے اس کا خاندان پوچھا اس نے بتا دیا میں نے کہا تازو چلیں بس تو آج آئی نہیں اس نے کہا سلیم چلو آج نہر پہ چلتے ہیں۔
کالج کا نام وہاں ہی گزرتے ہیں میں اس کو منع نہیں کر پایا ہمارے گاؤں کے قریب سے ایک نہر گزرتی ہے اور ساتھ ہی بیلہ ہے وہاں لوگ مویشی چراتے ہیں۔
ہم لوگ وہاں چلے گئے اور کینوں کے باغ سے کینو توڑے اور نہر کے ساتھ جا بیٹھے اس نے کہا سلیم کبھی محبت کی ہے میں نے سر ہلا دیا نہیں۔
میں نے پوچھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا

میں نے کہا ہم دونوں ہی ایک جیسے ہیں۔

اس نے کہا پھر ہاتھ ملاؤ میں نے ہاتھ ملایا اس کا اتنا نرم ہاتھ میں تو کھو سا گیا۔

اس نے میری آنکھوں میں دیکھ کر کہا سلیم تم جھوٹ بولتے ہو تم ضرور کسی سے محبت کرتے ہو میں نے کہا ہاں میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

اس نے کہا بتایا کیوں نہیں کتنا تڑپاتے ہو مجھے تو پہلے دن سے محبت ہوگئی تھی ہم نے ساری باتیں ہیں ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے اور قسمیں کھائیں سارا دن گزار وہ پتہ ہی نہ چلا میں نے کہا نازو تمہارا بھائی لینے آئے گا تو کیا کہو گی گھر جا کر اس نے کہا کوئی بہانہ کر لوں گی۔

پھر ہم چلتے چلتے بس سٹاپ پر آگئے وہ ایک طرف کو چل دی میں اس کے لیے بہت ہی پریشان ہوا کہ وہ گھر کیا جواب دے گی میں اس اثنا میں گھر آگیا روز ہماری بات ہوتی آہستہ آہستہ ہماری محبت عروج پکڑ لی گئی ایک دن میں کالج نہ جا سکا بہت بخار تھا دوسرے دن میں سٹاپ پر گیا تو وہ ایک طرف منہ کر کے کھڑی تھی۔

میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے کہا کیسی ہو اس نے کہا تمہیں کیا جیسی بھی ہوں میں نے بہت منایا مگر نہ مانی میں نے کہا تمہارا نام نازو نہیں ناراضو ہونا چاہیے تھا۔

وہ ہنس تو پڑی مگر بولی آپ کو کیا کوئی مرتا ہے تو مرے تم آرام کرو گھر میں میں نے کہا کہ بہت بخار تھا اس لیے نہیں آسکا۔

اس پر وہ مان گئی پتہ نہیں کیوں آج میرا من نہ تھا کالج جانے کو اس سے کہا چلو ہم نہر پہ چلتے ہیں اس پر وہ خوش ہوگئی جیسے اس کو میرے ان الفاظوں کا ہی ویٹ تھا آج کا دن بہت ہی حسین تھا نازیہ مجھے بہت ہی پیار دیتی تھی۔

میں بہت خوش تھا اس کی پیار سے میں اور بھی نکھر گیا روز کی ملاقاتوں نے مجھے اس کے بہت ہی قریب کر دیا تھا مجھے ہر جگہ وہی نظر آتی ان دنوں ہمارے گھر میں میری پھوپھو اور اس کی بیٹی حنا بھی آئی حنا مجھے پسند کرنے لگی مگر میرے سپنوں میں تو میری نازو ہی تھی۔

میں کیسے کسی اور کے بارے میں سوچ سکتا تھا میں نے حنا کو اس کے بارے میں نہیں بتایا میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے بارے میں جان کر خود کو پریشان کرے میری نال پھوپھو چاچو سب کی بیٹیاں تھی مگر مجھے صرف نازو ہی پسند تھی ان دنوں میرے گھر والے یہی چاہتے تھے۔

کہ سلیم کی منگنی کر دی جائے میری امی نے پوچھا سلیم کوئی تمہاری پسند ہے میں نے کہا اس گاؤں میں فلاں خاندان کی ایک لڑکی ہے نازو تو امی نے پاپا کو بتایا پاپا نے کہا اپنے خاندان میں کیا کمی تھی لیکن میری ضد کے آگے پاپا کو بھی ہتھیار ڈالنے پڑے اور ان کے گھر رشتہ لے کے گئے۔

مگر انہوں نے کہا نہ تو کوئی ہماری لڑکی کالج جاتی ہے اور نہ اس نام کی کوئی ہماری لڑکی ہے اور پھر پورے گاؤں میں سے کوئی بھی لڑکی کالج نہیں جاتی یہ بات سن کر مجھے شک سا ہونے لگا کہ پاپا گئے ہی نہیں ہیں اور مجھے ٹال رہے ہیں۔

میں نے سوچا صبح نازو سے پوچھوں گا کہ کیا ماجرا ہے اسی کشمکش میں نیند بھی اچھی طرح نہ آئی میں صبح جلدی اٹھا اور کالج کے لیے روانہ ہوا میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ وہاں کھڑی تھی ہم گلے ملے میں نے کہا نازیہ کل تمہارے گھر میری ممی پاپا گئے تھے اس نے کہا سلیم وہ کیوں گئے تھے۔

میں نے کہا رشتہ لینے اور وہ سارا ماجرا نازو کو سنایا اس نے کہا سلیم تم مجھ سے شادی کرو گے میں نے کہا ہاں اس نے کہا کہ میں نے تمہیں جھوٹ بولا کہ میں اس گاؤں کی ہوں مگر حقیقت کچھ اور ہے اور یہ جان کر

شاید تم مجھ سے شادی سے انکار کردو اور مجھ سے نفرت کرو میں نے کہا تم حقیقت بتاؤ اس نے کہا میں ایک ناگن ہوں اور سو سال بعد انسانی روپ میں آئی ہوں جو ناگ تمہیں رستے میں ملا تھا وہ میں ہی ہوں میں تمہیں برسوں سے دیکھتی آئی ہوں تمہارے گھر میں میرا برسوں بسیرا رہا ہے میرا ناگ بھی تھا مگر وہ تمہارے گھر میں ہی مر گیا ہے۔

اس کے بعد میں وہاں ہی رہی نجانے کب تم مجھے اچھے لگنے لگے میں نے کہا چھوڑو یار مذاق اچھا کر لیتی ہو اس نے کہا نہیں یہ مذاق نہیں ہے حقیقت ہے اب بھی کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔

میں نے کہا تم جو کوئی بھی ہو مجھے قبول ہو ابھی ہم اتنی ہی باتیں کررہے تھے کہ ایک جوگی آیا وہ سونگتا سونگتا اس کی طرف بڑھا اس نے دوسری طرف منہ کر لیا اس نے بین بجانی شروع کردی۔

وہ جوں جوں بین بجاتا رہا اس کی حالت اور بھی غیر ہوتی گئی آہستہ آہستہ وہ زمین پر لیٹ گئی اور ناگن کا روپ دھار لیا جوگی مسکرایا اور اسے تھیلے میں بند کرکے لے گیا میں کھڑا دیکھتا ہی رہا میں مردہ پاؤں سے واپس گھر آ گیا۔

مجھے بہت سخت بخار ہو گیا گھر والوں نے بہت پوچھا میرے دل و دماغ میں میرے خیالوں میں اس ہی چھائی ہوئی تھی میں کالج جانے کے بجائے اس جوگی کو ڈھونڈتا رہا روز ایسا ہی ہونے لگا۔

مجھے بہت دن ہوگئے تھے کالج گئے ہوئے ایک دن میرا کالج کا ایک دوست مل گیا اس نے سارا ماجرا سنا اور اسے بھول جانے کو کہا مگر دل ناداں مانے تو میں نے گھر والوں سے اجازت مانگی بہت ہی مشکل سے اجازت ملی کہ میں ناگن کو تلاش کرسکتا ہوں امی ابو اور بہنوں نے بہت سی دعاؤں سے رخصت کیا میں گھر چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتا رہا میرے پاس پیسے ختم ہوگئے تقریباً تین ماہ تک میں نے ہر جگہ کی خاک چھان ماری مگر جوگی نہ ملا تھک ہار کر ایک درخت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اپنے پاؤں کے چھالے دیکھ رہا تھا مجھے یہ شعر یاد آ گیا

چلتے چلتے تھک کر پوچھا میرے پاؤں کے چھالوں نے
کتنی دور بستی بنائی ہے دل میں رہنے والوں نے

میں نے اللہ کے حضور سر سجود ہو کر دعا کی شاید وہ قبولیت کی گھڑی تھی میں دعا کر کے ابھی چلا ہی تھا کہ وہ جوگی مجھے نظر آ گیا۔

میری خوشی کی انتہا نہ رہی میری آنکھوں سے پانی آ گیا میں بابا کو آوازیں دیتا ہوا دوڑ کر ان کے پاس گیا اور کہا مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں انہوں نے کہا بیٹا کیوں اپنی زندگی خراب کرلی ہے جاؤ اپنا کام کرو میں نے کہا بابا جی میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے مجھ پہ ترس کھاؤ اور مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔

انہوں نے مجھے پاس اپنے ساتھ ملا لیا اور جوگی کا ہر منتر ہر کام مجھے سکھا دیا میں نے بھی بابا کی بہت خدمت کی اور انہوں نے بھی مجھے اپنا بیٹا سمجھا میں اکثر راتوں کو اٹھ کر رو دیتا تھا۔

ایک دن میں جھونپڑی سے نکل کر چاند کو دیکھ کر رو دیا مجھے اپنے گھر کی بہت یاد آئی امی ابو بہنوں کا پیار سب کچھ میں کھو کر اس ناگن کے پیچھے دربدر کی خاک چھان رہا تھا

کبھی اس در کبھی اس در کبھی در بدر
غم عاشقی تیرا شکریہ تیرے لیے کہاں کہاں سے گزرے

بابا نے مجھے روتے ہوئے دیکھ کر کہا سلیم بات کیا ہے میں نے ساری کہانی ان کو سنا دی اور کہا مجھے وہ سانپ چاہیے بابا نے کہا کہ بیٹا سانپ کبھی کسی کے نہیں ہوئے اچھی بات تو یہ ہے کہ تم اسے بھول کر اپنی زندگی سنوارو بھول جاؤ اسے مگر میری ضد پہ انہوں نے کہا میں نے وہ ناگن اپنے استاد کو دے دی ہے آؤ

اب ان کو ڈھونڈیں پھر انہوں نے مجھے جوگیوں والا لباس اور بانسری دی۔

اور کہا کہ ہم جوگیوں کا کوئی ٹھکانہ پکا نہیں ہوتا مگر آج کل وہ اکثر دریائے چناب پہ ہوتے ہیں۔

میں ان کو ڈھونڈ رہا ہوں اس گاؤں سے راستہ دریائے چناب پہ جاتا ہے میں وہاں جا رہا تھا مگر تم مجھے اپنے ساتھ لے آئے اتنی بات سن کر شعیب بھی بہت غمگین ہوا اور کہا کہ میں آپ کی مدد کرتا ہوں اور کہا کل صبح ہم اٹھ کر دریا پر جائیں گے دریا شعیب کے گاؤں سے تھوڑا دور تھا اب شعیب کی زبانی سنئے

ہم صبح اٹھے اور میں نے سلیم بھائی کو ناشتہ کروایا اور موٹر سائیکل پر دریا کی طرف چل دیے

راستے میں کافی گپ شپ کی ہماری موٹر سائیکل دریا کی طرف دوڑ رہی تھی راستے میں بالکل سناٹا تھا ایک دم مجھے سلیم بھائی نے موٹر سائیکل روکنے کو کہا میں نے روک دی ہمیں بانسری کی آواز آئی بہت ہی سُر میں کوئی بانسری بجا رہا تھا۔

ہم اتر کر اس طرف چل دیے ایک بابا بانسری بجا رہا تھا اور ایک سانپ اس پہ ناچ رہا تھا ہمیں دیکھ کر بابا نے بانسری بند کی اور سانپ کو پکڑ کر بند کر دیا اور ہم سے آنے کی وجہ پوچھی تو سلیم رو رو کر اپنا حال اسے بھی سنا دیا۔

اس بابا کو بہت ترس آیا اور اس نے بھی سلیم کو منع کیا کہ بھول جائے مگر سلیم نے پھر رونا شروع کر دیا اس نے ایک منکا دیا اور کہا یہ لے اگر وہ تمہیں کچھ کہے تو اس منکے کو اس جگہ پر رگڑنا اس کا زہر ختم ہو جائے گا وہ بہت عرصے سے قید ہے۔

وہ بہت ظالم ہو چکی ہے مگر سلیم کو اپنے پیار پہ ناز تھا بابا نے کہا کہ فلاں بوڑھے درخت کے نیچے ایک ڈولی ہے اس میں بند ہے میں اور سلیم وہاں گئے اور سلیم اس ڈولی کا ڈھکنا اٹھایا تو بڑی سی ناگن اڑ کر باہر آگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے انسانی شکل میں آگئی اور کہا

سلیم آگئے ہو یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔

سلیم نے ساری حقیقت بتائی اس نے کہا میں تیرے عشق کو داد دیتی ہوں مگر سلیم اس دن تم مجھے اس جوگی سے چھڑوا بھی سکتے تھے مگر تم کھڑے میرا تماشہ دیکھتے رہے۔

میں نے قسم کھائی تھی اپنے ناگ دیوتا کی کہ میں تمہیں ڈس کر اپنے اندر کا غصہ ٹھنڈا کروں گی اتنا کہہ کر وہ اڑی اور سلیم کے ماتھے پر ڈنگ مار دیا۔

سلیم گر گیا اور بے ہوش ہو گیا مگر منکے نے سارا زہر چوس لیا میں بہت مشکل سے سلیم کو ہوش میں لایا اور جوگی بابا کی جھونپڑی تک لے گیا۔

مگر اس نے مجھے اپنا اڈریس دیا کہ میرے گھر میں خبر کرو میرا آخری وقت آگیا ہے اس کے گاؤں میں میرا ایک دوست رہتا تھا میں نے اسے فون کیا اور کہا کہ فلاں گھر میں اطلاع دو کہ آ کر سلیم کو لے جائیں اور اپنا اڈریس بھی دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک اس کے گھر والے بھی آگئے ان کے ساتھ حنا بھی آئی تھی انہوں نے میرا بہت شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے ایک ہفتے بعد مجھے ایک انجان سے نمبر سے کال آئی میں نے اٹینڈ کی تو ایک نسوانی سی آواز تھی میرے پوچھنے پہ پتا چلا کہ وہ حنا ہے اور سلیم کے جلد صحت یاب ہونے کی خوش خبری اور اپنی اور سلیم کی منگنی پہ انوائٹ کر رہی ہے۔

میں نے آنے کا وعدہ کیا اور فون بند کر دیا کچھ دن بعد سلیم کی منگنی تھی میں بھی گیا مجھے اپنے پاس پا کر اس کے گھر کا ہر ایک فرد بہت خوش تھا۔

سلیم نے کہا کہ ایک عاشق کی کہانی کو دنیا یاد کرتی ہے مگر میری کہانی کا کسی کو کیا پتا اس پر میں نے کہا تمہاری کہانی بھی پانچ کروڑ سے زیادہ عوام پڑھے گی اور واپس گھر آ کر میں نے ہادی کو کال کی اور کہانی لکھوائی اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں اللہ

حافظ

پت سیاں دے مترنیں بندے بھانویں چلیاں
دودھ پلایئے
تے کھارے کھو کدے مٹھے نئیں ہوندے
بھانویں سومن شکر پایئے
تے کانواں دے بچے کدے ہنس نہیں بندے
بھانویں چوریاں کٹ کھلایئے
تے حنظل نہیں سجدی بجا باجوں محمد بخشا بھانویں
پھلاں نال سجایئے
کیسی لگی میری تحریر قارئین کی آراء کا منتظر
رہوں گا

....

عوام کی اپیل

بجلی سے تنگ عوام نے کہا
سن رہا ہے نہ تو رو رہے ہیں ہم
بجلی نے جواب دیا
بھلا دینا مجھے ہے الوداع تجھے
تجھے جینا ہے میرے بنا
شاہد اقبال چوکی..........................

دوست سے بچھڑ کر حقیقت کھلی محسن
دنیا بہت حسین ہے مگر دوستوں کے ساتھ
آئی مس یو پیارے دوست باسط علی
شاہد اقبال چوکی..........................

ماں تو جنت کا پھول ہے
پیار کرنا اس کا اصول ہے
دنیا کی محبت فضول ہے
ماں کی ہر دعا قبول ہے
ماں کو ناراض کرنا
انسان تیری بھول ہے
ماں کے قدموں کی مٹی
جنت کی دھول ہے........ فیضان قیصر راولپنڈی

اک بار تو کہا ہوتا
اک بار تو کہا ہوتا میں ہی تیرا پیار ہوں
میں ہی تیرا مان ہوں میں ہی تیری چاہت ہوں
میں ہی تیرا ہمسفر ہوں میں ہی تیرا ہمدرد ہوں
میں ہی تیرا غمگسار ہوں میں ہی تیری خوشی ہوں
میں ہوں تیری زندگی میں ہی تیرا پیار ہوں
کاش اک بار کہا ہوتا

....

اب کے یہ بارش خوب برسی ہے
اب کے یہ بادل کیا خوب گرجے ہیں
ان بادلوں اور بارشوں سے دیکھ
اب کیا کہانی بنتی

....

ان سے میں نے کہا کس کو مانگتے ہو دعا میں
اس نے کہا کسی کو مگر وہ تم نہیں ہو

....

اک لڑکی جو تنہائی میں مرتی ہے
تنہائی میں جیتی ہے تنہائی میں روتی ہے
محفل میں وہ ہنستی ہے وہ لڑکی بہت ہی اچھی ہے
وہ پیار بھی مجھ سے کرتی ہے
وہ خفا بھی مجھ سے رہتی ہے
مجھ سے ہی لڑتی ہے وہ ایسا کیوں کرتی ہے
میرا تم ایسا کیوں کرتی ہو

....

وہ بھی کیا دن تھے انتساب
نہ کوئی غم تھے نہ کوئی یاد
اب تو یادیں بھی ہیں بے حساب
اور غم بھی گہرے ہیں

....

مجھے غم کا پتا نہیں تھا یارو
دوست جب چھوڑ گئے تو غم کا احساس ہوا
عافیہ خان گوندل..........................

عشق تیرے وچ جوگی ہویا

سلامت رہے دوستی

تحریر۔ عاقبہ خان گوندل جہلم۔

شہزادہ بھائی۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گی اور میں تمام قارئین کی شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔ سلامت رہے دوستی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنھوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھا ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ آپ پر چھوڑتی ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ایک لڑکی جس کا نام جیا ہے وہ بہت اچھی ہے اتنی کہ ہماری سوچ سے بڑھ کر جیا اور میں ایک ہی کلاس میں تعلیم حاصل کرتی تھیں ہمارا بچپن ایک ساتھ گزرا ہم نے ساتھ پڑھا ساتھ کھیلے دکھ سکھ درد غم ایک ساتھ بانٹے ایک ساتھ ہنسے ایک ساتھ روئے ایک ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے جیا میری بہت ہی اچھی دوست ہی نہیں بلکہ بہن بھی تھی میں اس ہر بات شیئر کرتا وہ بھی مجھے اپنی ہر بات شیئر کرتی زندگی یوں ہی چلتی ہی رہی اور ہم دونوں یہی سمجھتے رہے کہ ابھی وقت ہے اسی طرح ہم نے آپس میں لڑتے جھگڑتے پیار کرتے مڈل کا امتحان دے دیا پھر ہم نے ہائی سکول داخلہ لے لیا۔

ہمارے رنگ بدلنے لگے اسی طرح میرا اور جیا کا بچپن گزر گیا ہم نے جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا اور ہم بریک ٹائم مل کر جاتے سموسے پکوڑے کھاتے پیتے اسی طرح ہم آگے بڑھتے گئے

ایک دفعہ جیا کے ماموں کی شادی تھی وہ چلی گئی مجھے اس کی یاد آتی تو میں بات کر لیتی پھر جیا کی زندگی میں ایک لڑکا آگیا۔

وہ لڑکا جیا کا کزن تھا جیا اپنے ماموں کی شادی میں علی سے ملی تھی علی نے جب معصوم پاکیزہ جیا کو دیکھا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا۔

علی شوخ تو پہلے ہی بہت تھا مگر جب جیا کو دیکھا تو اور شوخا بن گیا اور جیا کو غور سے دیکھنے لگا جیا بے خبر چادر میں لپٹی ایک کونے میں بیٹھی تھی کہ اس کی کزن کائنات آ گئی اس کے سامنے آ کر بولی جیا تم اس طرح کیوں بیٹھی ہو یہ چادر تو اتارو بوڑھی اماں کی طرح بیٹھی ہوا تارو نہ چیز مگر جیا نے انکار کر دیا تو کائنات اپنے اصل مقصد کی طرف آ گئی بولی جیا سامنے دیکھو کون ہے۔

جیا نے دیکھے بغیر کہا کون ہے کائنات بولی خود دیکھ لو جب اس نے دیکھا تو علی اس کی طرف دیکھ رہا تھا جیا

علی کو اس طرح دیکھنے سے گھبرا گئی پھر کائنات نے کہا کہ چلو کمرے میں چلتے ہیں۔

جیا پہلے تو نہ مانی پھر اس کے بار بار مجبور کرنے سے اس کے ساتھ کمرے میں چلی گئی کمرے میں جیا کی ساری کزنیں تھیں اور علی بھی تھا علی نے جیا کو آنکھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو جیا انجان بن گئی ساری کزنیں مل کر کہتیں کہ جیا تمہیں علی بلا رہا ہے سن لو اس کی بات پلیز تو جیا علی کے پاس چلی گئی تو علی کہنے لگا کہ جیا چلو ڈانس کریں۔

جیا بولی مجھے نہیں آتا ڈانس وانس مگر علی کسی ضدی بچے کی طرح بار بار ضد کرتا رہا پھر جیا بولی علی آپ کرو میں دیکھتی ہوں اگر مجھے اچھا لگا تو پھر میں بھی کروں گی تو علی خوش ہو گیا۔

اس بچے کی طرح جو اپنی باپ کے لیے رو رہا ہوتا ہے علی ڈانس کرنے لگا جیا کو بھی آتی تو کرتی نہ اس لیے وہ صوفے پہ بیٹھی تھی باہر چلی گئی جیا نے بہت کوشش کی کہ علی کو نہ دیکھے مگر علی تھا کہ بار بار اس کو دیکھنے کی غلطی کر رہا تھا

میرے قابو میں کیوں نہیں رہتا ہول

تو میرا دل ہے یا اس کا

عقل نے ساتھ دیا تو جیا نے ایک دو بار یہ غلطی کی تو تھی مگر عقل کب تک ساتھ رہتی ہے سو عقل نے دل کے حق میں فیصلہ کر دیا جیا علی کے پیار میں گرفتار ہو گئی کہتے ہیں نہ کہ قطرہ قطرہ گرنے سے پتھر میں سوراخ ہو جاتا ہے جیا علی سے پیار کرنے لگی جیا نے پہل کر دی اور علی پیچھے رہ گیا تھا۔

جیا اپنے گھر آ گئی تو آ کر مجھے ساری کہانی سنائی جو سن کر میں بے اختیار ہنسنے لگی میں نے کہا کہ تم تو کہتی تھی کہ پیار تو بکواس ہوتا ہے پھر کیوں ہوتے ہیں جسم جسم سے محبت ہوتی ہے۔

اور یہ علی جیا کیسے ہو گیا مجھے جلن ہوئی کہ علی تو چینڈ سم سوئیٹ سا ہو گا اسی لیے جیا کو پیار ہو گیا ہے اس سے ورنہ تو جیا پیار سے دور ہی رہتی لڑکی اور لڑکے کے پیار سے جیا شرمندہ تو ہوتی مگر کیا کرتی اگر مجھ سے نہ ہوتا تو کسی اور سے ہو جاتا۔

میں تو اتنی خوبصورت نہیں ہوں جبکہ جیا تو بلا کی خوب صورت خوب سیرت جس میں غرور نام کی کوئی چیز ہی نہ تھی مگر مجھ میں غرور ہی غرور تھا مغرور قسم کی لڑکی تھی میں میں چاہتی تھی کہ ہر لڑکا ہر لڑکی مجھ سے بات کرے مگر ہر کوئی ہی جیا سے بات کرتے اور مجھے منہ تک نہ لگاتے۔

جیا کو مجھ پہ مان تھا اعتماد تھا بھروسہ تھا محبت تھی جیا نے مجھے کہا کہ حمنہ دیکھو علی مجھے میسج کر رہا ہے

جیا آئی لو یو حمنہ پلیز میری مدد کرو میں نے کہا اپنے دل سے جواب دو جو دینا ہے تو جیا نے بھی کہہ دیا آئی لو یو تو اس طرح جیا اور علی باتیں کرتے رہے کرتے رہے میں اور جلنے لگی۔

کہ مجھے کیوں کسی لڑکے نے نہیں کہا کہ آئی لو یو ایک خواہش تھی جو نہ پوری ہونے والی تھی ایک دن جیا کے ابو کسی کام سے شہر سے باہر گئے تھے کہ جیا نے ایک لیٹر لکھا اور کہا کہ حمنہ پلیز تم علی سے کال کرو کہ ابو والے نمبر پہ کال یا ایس ایم ایس نہ کرے میں نے کر دیا تو اس نے جواب دیا او کے کچھ دنوں بعد جیا نے کہا حمنہ تم تو میری بہن ہو تم علی کو کال کر کے کہو کہ اپنے امی ابو کو بھیجے میں نے علی سے بات کی تو مجھے کچھ ہوا کہ میں اسے بھائی کہوں یا علی ہی دل خود غرض تھا میں نے کہہ دیا کہ بھائی جان آپ رشتہ لے کر آ جائیں وہ بہت کم نام تھا اس لیے تو جان نکل گئی تھی اس کی۔

میرے ایک لفظ کہنے پہ ہی وہ صاف پیچھے ہٹ گیا کہ جیا سے تو میں پیار کرتا ہی نہیں ہوں جیا تو پاگل ہے جو مجھ پہ مرمٹی ہے ورنہ میں تو اسے گھاس بھی نہ ڈالتا ہم دنیا سے بے خبر اپنی ہی چال چلتے رہے۔

ہمیں کوئی غم نہیں نہ ہی دنیا سے کچھ لینا دینا تھا ہم بکواس سمجھتے تھے دنیا کو ہم نادان تھے ہم مذاق کرتے تو بے خبر ہو کر کرتے پیار کرتے باتیں کرتے اسی طرح

ہم جوانی میں مستی کرتے ہم جوانی کے رنگ میں تھے
پھر بھی ہم بے خبر رہتے ہم دنیا والوں کے رنگ سے
واقف ضرور ہو گئے تھے ہم ایک دوسرے سے پیار ہی
پیار کرتے رہے۔
پتا ہی نہ چلا کہ یہ حسد بھی ہمارے درمیان ہے بہت
دکھ ہوتا جب کوئی اپنا ہو کر دکھ دے اپنا ہو دھوکہ دے
اپنا بن کر لوٹ لے میں نے اپنی جیا کو بہت دکھ دیا
جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی میں نے اسے وہ غم دیا
جس کی تلافی بھی ناممکن تھی۔
جیا علی کے ساتھ خوش تھی مگر میں نے اس کی ہر خوشی
اپنے نام کر لی تھی میں اس سے ہر خوشی لیتی رہی مگر اس
نے آج تک نہ کہا کہ حمنہ یہ خوشیاں تو میری ہیں اور تم
میری خوشیوں میں کیوں بھاگی آئی ہو۔
وہ اپنی خوشیاں مجھے دے کر بھی خوش تھی مگر میں اس کی
ہر خوشی لے کر بھی خود غرض تھی ایک بار بھی نہ سوچا کہ یہ
خوشیاں تو اس کی ہیں جس نے آج تک مجھے کوئی غم نہ
دیا تھا جیا میں نے تم سے تمہارا علی لے لیا اور تم نے کچھ
بھی نہ کہا اور پھر علی تھا بھی کیا وہ وقتی طور پر میرا ہوا تھا
پھر اسے کوئی اور مل گئی سو اس نے مجھے بھی جیا کی طرح
چھوڑ دیا۔
جیا میں خود غرض تھی اس لیے تم سے تمہاری خوشیاں
لے لیں تم سے تمہارا پیار لے لیا جیا میں تمہاری مجرم
ہوں جیا میرا اقرار بھی مگر میں اسے بے قرار کرتی رہی وہ
ہمیشہ کی طرح مجھے دعائیں ہی دیتی تھی۔
جیا میں اتنی خود غرض تھی کہ تمہیں توڑ کر خود کو جوڑتی رہی
اور جیا تم ٹوٹ کر بھی مجھے جوڑتی رہی ہو جیا میں تو
اسے اپنے لیے پیار کرتی تھی مگر جیا تم مجھے میرے لیے
پیار کرتی رہی ہو۔
جیا عشق کی حد تک میرا پیار تھی مجھے صرف اور صرف جیا
سے پیار ہے اور اب ان شاء اللہ رہے گا بھی
میں اس کے قابل تو نہیں تھی مگر اس نے مجھے اپنے
قابل سمجھا۔
جیا جب میں تمہارے قابل نہیں تھی تو کیوں اپنے
قابل سمجھا کیوں اپنایا مجھے کیوں پیار کرنا سکھایا مجھے اور
آج کل ہم پھر بہت خوش ہیں۔
کہ ہم پھر سے اچھی والی دوستیں بن گئیں ہیں کیوں کہ
وہ اپنے ماموں کے گھر چلی گئی ہے لیکن کچھ لوگ دور رہ
کر بھی دور نہیں ہوتے۔
جیسے کہ جیا وہ بظاہر مجھ سے دور ہے مگر دل میں ہے دل
سے دور نہیں ہے وہ ہر وقت میرے پاس ہوتی ہے
میں نے پوچھا خواب کیا ہے تم نے کہا عذاب
میں نے کہا وہ کیوں تم نے کہا چپ ہو جا
خواب نہ دیکھا کر میں نے کہا تجھے کیسے بھول جاؤں
اس نے مسکرا کے کہا کہ بددعائیں دیا کر مجھے
پڑھنے والے تمام لڑکے لڑکیوں سے گزارش ہے کہ خدا
کے لیے ایک مخلص دوست کو چھوڑ کر کسی اور کے پیچھے
مت جاؤ۔
ایک دوست جب قربانی دے سکتا ہے تو دوسرا کیوں
نہیں دے سکتا ایک سچا دوست بارش کی طرح نہیں
ہوتا جو آتی ہے اور چلی جاتی ہے وہ ہوا کی طرح ہوتا
ہے بھی خاموش بھی اداس لیکن ہمارے آس پاس
ہمیشہ رہتی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے
دینے پہ آئیں تو جان تک دے دیں
لینے پہ آئیں تو ہنسی تک لے لیں
کہنے پہ آئیں تو دل کے تمام راز کہہ دیں
چھپانے پہ آئیں تو پتہ تک نہ بتائیں خفا کیوں ہو
ناراض ہونے پہ آئیں تو سانس تک نہ لینے دیں
منانے پہ آئیں تو اپنی سانسیں تک وار دیں
آخر میں تمام دوستوں کے لیے ایک دعا والا شعر ہے
اے رب اپنے پاس میری یہ دعا امانت رکھنا
رہتی دنیا تک میری دوست کو سلامت رکھنا
میری آنکھوں کے چاہے سارے دیپ بجھا دینا
مگر اس کی آنکھوں کے سارے خواب سلامت رکھنا
زندگی نے اگر وفا کی تو ان شاء اللہ پھر ملیں گے

سلامت رہے دوستی

بے ضمیر لڑکی

تحریر۔ محمد آصف رتی 03417838653

شہزاد روبھائی۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان ۔ بے ضمیر لڑکی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک دو چاہنے والوں کی کہانی ہے کہ جنہوں نے ایک دوسرے سے محبت کی اور اپنا پیار حاصل کر لیا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میرا نام عرفان ہے میں نے جس گھر میں آنکھ کھولی وہ ایک دیندار گھرانہ تھا ابو جان کھیتی باڑی کرتے ہیں۔
اور ماں گھر کا کام اور جانوروں کو سنبھالتی ہے دو بہنیں تھیں جن کی شادی کر دی گئی۔ چھوٹا بھائی میرے ساتھ سکول جاتا ہے۔
میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ابو نے مجھے ڈاکٹر کے کلینک پر لگایا اب میں ڈاکٹری کا کورس کرنے لگا کچھ ہی سالوں میں ڈاکٹر بن گیا اور اپنے گھر سے تھوڑی دور اپنا کلینک بنا لیا مثالی طور تو کریانے کی دوکان تھی لیکن میرا کام ٹھیک چل پڑا میرے ماں باپ بہت خوش تھے کہ بیٹا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے ایک دن میں مریضوں سے فری ہو کر کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اخبار پڑھ رہا تھا۔
ایک عورت اور لڑکی آئیں سلام کر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئیں میں نے اخبار رکھ کر ان سے متوجہ ہوا تو کیا مسئلہ ہے۔
میں نے آہستہ سے پوچھا تو وہ بولی جی ڈاکٹر صاحب میری بیٹی کو کل سے بخار اور درد بھی ہے اس کو چیک کریں اس عورت نے اپنی بیٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ لڑکی اٹھی اور میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔
جہاں پر عموماً مریضوں کو چیک کیا جاتا ہے میں روزانہ کئی مریضوں کو چیک کرتا لیکن اس لڑکی کی کشش مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔
وہ بھی بار بار مجھے گھور رہی تھی میں نے اس لڑکی کو چیک کیا اور دوائی دی پھر وہ دونوں دوائی لینے کے بعد چلی گئیں میں اس نا معلوم لڑکی کی سوچوں میں گم ہو گیا میں نے دوکان بند کی اور گھر آ گیا کھانا کھانے کے بعد بستر پر لیٹا تو میری سوچوں پر وہی چھائی ہوئی تھی وہ کون تھی کہاں رہتی تھی مجھے معلوم نہ تھا مگر دل بے قرار کو قرار نہیں آ رہا تھا۔

میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ میرے موبائل پہ فون بجی میں چونک گیا کہ رات کے دس بجے کس کی کال ہو سکتی ہے۔

میں پریشان ہو گیا کال یس کی تو ایک لڑکی کی آواز ابھری ہیلو اسلام علیکم میں نے سلام کا جواب دیا جی کون ،جی میں شبانہ بات کر رہی ہوں آج شام کو آپ سے دوائی لے کر گئے تھے۔

میں دل میں بڑا خوش ہوا کیوں کہ اس نے خود کال کی تھی جی خیریت ہے آپ نے اس وقت کال کی میں نے آہستہ سے پوچھا تو وہ پھر سے بولی میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں جی فرمائیے میں نے کہا ،آپ مجھے اچھے لگتے ہیں۔

میں آپ سے پیار کرتی ہوں میں دنگ رہ گیا اس نے کہہ کر کال ڈراپ کر دی میں سوچوں میں ڈوب گیا تھوڑی دیر بعد اس کا میسج آ گیا میں آپ سے بے حد پیار کرتی ہوں آپ کے بنا رہ نہیں سکتی آپ بھی مجھ سے پیار کرتے ہیں کیا۔

میں نے رے پلے کیا کہ میں بھی آپ سے بہت پیار کرتا ہوں پھر اسی طرح ہماری باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا کبھی ہم کال پر بات کرتے تو کبھی میسج پر یہ جان کر حیرت ہوئی کہ میں جس دوکان پر اپنا کلینک چلا رہا تھا ان کے ابو کی تھی بلکہ ساری مارکیٹ ہی ان کے ابو کی تھی تقریبا ،پندرہ دوکانیں تھیں ان کے ابو کی اس بات سے ظاہر ہوا کہ ان میں اور ہم میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

ہماری محبت پروان چڑھتی رہی ہماری ملاقاتوں کا بھی سلسلہ جاری ہو گیا پھر اس کی بہن رخسانہ کو ہماری محبت کا پتا چل گیا میں بہت پریشان ہوا لیکن شبانہ نے مجھے تسلی دی کہ اللہ خیر کرے گا آپ پریشان نہ ہوں پھر ایک دن اس کی بڑی بہن رخسانہ میرے کلینک آ گئی میں اکیلا تھا۔

اس نے مجھے اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کی کہنے لگی مجھ سے پیار کر لو لیکن میری بہن کو چھوڑ دو ورنہ میں اپنے ابو کو بتا دوں گی۔

کہ شبانہ عرفان سے بات کرتی ہے پھر نا تم بچو گے نا تمہارا کلینک نا تمہارا خاندان ہم لوگ جو کہتے ہیں کرتے ہیں شام کا وقت تھا یہ کہہ کر وہ چلی گئی میں پریشان ہو گیا کہ میں شبانہ کو نہیں چھوڑ سکتا چاہے جو بھی ہو میں اسے پانا چاہتا ہوں کھونا نہیں چاہتا میں نے شبانہ کو کال کی اور ساری بات بتا دی۔

اس نے مجھے پھر تسلی دی کہ رخسانہ کچھ نہیں کر سکتی اور کوئی بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتا ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں وعدے کئے کہ حالات جیسے بھی ہوئے ہم جدا نہیں ہوں گے ہم ایک دوسرے کے ہو کر رہیں گے شام کو رخسانہ کا فون آ گیا میں نے اسے بہت برا بھلا کہا اس نے پھر دھمکی دی کہ آج میں ابو کو بتا دوں گی۔

میں نے اس کی دھمکی کو جوتے کی نوک پر سمجھا اس نے واقعی ہی اپنے ابو کو بتا دیا۔

اس کے ابو نے شبانہ سے موبائل چھین لیا اور بہت مارا اور گھر سے نکلنے پر پابندی لگا دی

جو کسی کی بربادیوں کا سروسامان ہوتے ہیں
گلشن ان کی امیدوں کے ویران ہوتے ہیں
جو اپنوں کا ہی برا سوچنے لگ جاتے ہیں
وہ عقلمند کم اور زیادہ نادان ہوتے ہیں

شبانہ کی سگی بہن نے اسے رسوا کیا تھا کوئی بہن ایسے نہیں کرتی اس نے بتایا جب سے مجھے پتا چلا کہ شبانہ کو گھر میں قید کر دیا گیا ہے تو میں بہت پریشان ہوا میرے بس میں نہیں تھا۔

کہ میں جا کر اسے دیکھوں لیکن میں صرف آنسو بہا کر رہ گیا تھا میں نے ٹھان لی کہ شبانہ کو پا کر ہی دم لوں گا چاہے اس کے لیے مجھے جو بھی قربانی دینی پڑے مجھے اپنے انجام کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

مجھ پر ایک ہی جنون سوار تھا کہ اسے اپنا بنانا ہے اسے

اپنانا ہے بس ادھر شبانہ کا بھی برا حال تھا ایک تھپکی پر
کاٹ دیے گئے تھے۔
اس کا بھی رو رو کر میری طرح بہت برا حشر تھا طرح
طرح کی سزا میں دی جا رہی تھیں اسے بھی مارا جاتا تو کبھی
کبھی کھانا نہ دیتے اس کے باپ نے اسے جان سے
مارنے کی دھمکی دی اسے اس نے جتنی بھی مار کھائی
لیکن اپنی زبان پر میرا نام نہیں لیا۔
رخسانہ اب بھی فون پر کہتی کہ مجھ سے پیار کرلو تو میرا
ایک ہی جواب ہوتا کہ میں شبانہ کے سوا کسی سے پیار
نہیں کرسکتا وہ کہتی کہ اگر میں ابو کو بتا دیا آپ کا نام تو آپ
کی خیر نہیں ہوگی۔
میں نے رخسانہ کی بہت منتیں کیں کہ مجھے اور شبانہ کو
ایک ہونے دو لیکن وہ بہت سنگدل تھی اور جا رہی تھی لیکن
میں اس کے جال میں پھنسنے والا نہ تھا میں روتا رہتا اور
کھانا بھی کم کھاتا تھا۔
میری امی مجھ سے پوچھتی کہ بیٹا کیا بات ہے آج کل تو
کھانا کم کھاتے ہو اور پریشان بھی ہو لیکن میں ٹال
جاتا ماں کی ممتا مجھ پر قربان جاتی۔
جب بھی میں کم کھاتا میری ماں مجھے اپنے ہاتھوں
کھلانے لگ جاتی بد بخت ہے وہ اولاد جو ماں کی
نافرمانی کرتے ہیں خیر دن گزرتے رہے ایک دن
مجھے ایک بچے نے لیٹر لا کر دیا جس کی تحریر یہ یوں تھی
جان سے پیارے عرفان۔
اسلام علیکم امید ہے آپ ٹھیک ہوں گے میرے ابو
نے مجھے بہت مارا ہے اور باہر جانے پر بھی پابندی لگا
دی ہے مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے۔
آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن میں کیا کروں
مجھے قید جو کر دیا گیا ہے۔
محبت کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا
ہے لیکن ہم نے اپنی محبت کو امر کرنا ہے میرے ابو
میری شادی تم سے نہیں کریں گے کیوں کہ تمہاری حویلی
اور تمہاری حویلی میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے
میں سب کو چھوڑ سکتی ہوں۔
لیکن آپ کو نہیں چھوڑ سکتی اگر تم مجھے اپنانا چاہتے ہو تو
مجھے کورٹ میرج کرنا ہوگی اور یہی آخری راستہ ہے
مجھے یہ جسم اور مار برداشت نہیں کرسکتا۔
اگر مجھے اپنانا چاہتے ہو تو رات کو ہماری گلی کے ساتھ
آجانا میں تم کو تیار ملوں گی ہم یہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں
گے اور اپنا الگ گھر بسائیں گے مجھے امید ہے آپ
ضرور آؤ گے میں آپ کا بڑی شدت سے انتظار کروں
گی تمہاری شبانہ عرفان
شبانہ کے لیٹر نے مجھے بہت زیادہ پریشان کر دیا لیکن
شبانہ کے لیٹر نے ہی مجھے اور دیوانہ کر دیا تھا میں نے
یہ قدم اٹھانے کا فیصلہ کرلیا۔
جس سے اس کو پا سکوں میں نے اپنے دوست کو فون
کرکے ٹیکسی کا انتظام کرلیا اور مقررہ وقت پر اس گلی
میں پہنچ گئے شبانہ نقاب میں وہ بھی ٹیکسی میں آ کر بیٹھ
گئی اس نے تھوڑے سے کپڑے اٹھائے ہوئے تھے
پھر ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے مجھے کیا معلوم
تھا کہ ہمارا یہ غلط قدم کتنے طوفان لے آئے گا ہمارے
گھر سے بھاگنے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل
گئی ہر وہ شخص پریشان تھا۔
جو مجھے چاہتا تھا کسی کو مجھ سے یہ توقع نہ تھی میں کسی
لڑکی کو بھگا کر لے جاؤں گا
شبانہ کے باپ نے ہمارے خلاف پرچہ درج کروا دیا
مجھے اور میرے ابو کو فرار کر دیا رات کو ہمارے گھر میں
گھس گئے انہیں کہیں کوئی بھی مرد نہ ملا میری ایک
بہن جو ملنے آئی ہوئی تھی۔
اسے گھسیٹا اس کے چہرے پہ تھپڑ دے مطلب بہت برا
کیا اور ہمارے جانور، بھیڑ بکریاں سب لے گئے اور
پھر ہم ایک دوست کے پاس چلے گئے اس نے ہمیں
پناہ دی میرا ایک دوست ہمیں ساری خبریں دیتا رہا
لیکن میں اپنے ارادے پر قائم رہا۔
کچھ دنوں بعد ہم نے کورٹ میرج کرلی میرے ابو

نے مجھے اپنی جائیداد سے عاق کردیا۔
میں پھر بھی پریشان نہ ہوا کیوں کہ میں نے اپنی محبت کو حاصل کرلیا تھا اغوا کا مقدمہ چل رہا تھا۔
ہم پہلی پیشی پر نہ گئے ہمیں معلوم تھا اگر ہم گئے تو ہم کو ماردیا جائے گا پھر ہمارے وکیل نے ہمیں تسلی دی کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا کوئی بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا ہم نے نکاح نامہ وکیل کو دے دیا جو ہمارے پاس کا بڑا ثبوت تھا۔
ہم پیشی کے لیے عدالت میں موجود تھے کہ شبانہ کے ابو گئے میں سامنے پر ہوگئے کیوں کہ اس کیلی ساتھ تھی شبانہ کی مجھے معاف کردو جو چاہتے لو جس سے چاہوگی تمہاری شادی کردوں گا۔
مگر مجھے معاف کردو اس عرفان کو چھوڑ دو اس کے خلاف بیان دے دو یہ عدالت چلا گیا ہے جس نے اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیا ہے خاندان کو چھوڑ دیا ایک دن تمہیں بھی ضرور چھوڑ دے گا۔
میری اس پگڑی کا بھرم رکھ لو اس نے اپنی پگڑی اتار کر اپنی بیٹی کے قدموں میں رکھ دی اور زور زور سے رونے لگا شبانہ بھی سر جھکائے کھڑی تھی۔
آنسو بہائے جا رہی تھی ایک طرف محبت اور دوسری طرف ماں باپ تھے اب فیصلہ شبانہ نے کرنا تھا شبانہ نے میرے پیار کو فوقیت دی اور اپنے باپ کی پگڑی کو پھلانگ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم عدالت کی طرف چل پڑے شبانہ کے ابو روتے کراہتے رہے۔
لیکن اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تک نہیں عدالت نے فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا ہم نے وہ کچھ کردیا جو آج تک کسی پریمی نے نہ کیا ہو سب حدیں پار کردیں ہم نے اپنے پیار کو امر کرنے کے لیے پیار میں انسان اندھا ہوجاتا ہے ہمارا بھی یہی حال تھا ہم نے اپنے اپنے خاندان والوں سے بغاوت کرلی تھی ہم نے اپنا گھر بسا لیا تھا۔
ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے تھا ہم نے وہاں ایک گھر کرائے پر لیا اور رہنے لگے میں اس دوست کا شکر گزار رہا ہوں جس نے ہماری مدد کی ہمیں رہنے کے لیے جگہ دی۔
ہمارا ساتھ دیا ہماری شادی کروائی دن اسی طرح گزرتے رہے شبانہ کی والدہ بہت بیمار ہوگئی جس دن سے ہم نے شادی کی اس دن سے وہ بستر پر تھی شبانہ کا نام لے کر روتی رہتی۔
ہمیں سب معلوم تھا مگر ہم چپ تھے کیوں کہ جب تک صلح نہیں ہوتی ہم ان کے گھر نہیں جاسکتے تھے ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ اگر ان کو ان کی بیٹی نہ ملی تو یہ چند دنوں تک ہی جہان فانی سے کوچ کرجائے گی ماں تو آخر ماں ہوتی ہے۔
وہ اپنے جذبات کو کب تک روکے پاتی شبانہ کے ابو بہت پریشان تھے انہوں نے ہمارے گھر پیغام بھیجا کہ ہم آپ لوگوں سے صلح کرنا چاہتے ہیں ہم نے واپسی پیغام بھیجوایا کہ کوئی ہماری جان کی گارنٹی دے لیکن پھر کوئی جواب نہ آیا شبانہ کی امی کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی تھی۔
پھر ایک دن چوہدری ہمارے کوارٹر میں خود آیا اور ہمیں یقین دلایا کہ اگر تمہاری جان کو خطرہ ہوا تو میں ذمہ دار ہوں وہ ہمارے گاؤں کے ذمہ دار تھے۔
ہم نے ان کی بات مان کر صلح کے لیے ہاں کردی پھر ہم مقررہ جگہ پر پہنچ گئے جہاں چوہدری کا ڈیرہ تھا پھر وہاں شبانہ کے ابو بھی آگئے اور گلے شکوے ہوئے آخر کار ہماری صلح کروادی گئی ہم شبانہ کے ابو کے گھر رہنے لگے انہوں نے جہاں میرا کلینک تھا اس کے پیچھے دس مرلے کا پلاٹ میں ہمیں مکان بنادیا اور ہم وہاں رہنے لگے۔
اب امی کی امی بھی ٹھیک ہوگئی ہیں اور میں بھی اپنا کلینک چلا رہا ہوں ہماری زندگی اب ٹھیک راستے پر آگئی ہے مجھے ایک پچھتاوا ضرور ہے کہ میرے امی ابو ابھی تک مجھ سے ناراض ہیں میں کئی بار ان کو منانے

بھی ٹھیک ہوگی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں پلیز ناراض نہ ہونا میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کو نہ بتاؤں مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہوا ہوں میں نے جب آپ کو دیکھا تو میں اپنا دل چین سکون کھو بیٹھا میں آپ سے پیار کرنے لگا ہوں ساری رات آپ کے بارے میں سوچتا رہتا اور میں نے آپ سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے پلیز پیار کا جواب پیار سے دینا میں آپ سے ہمیشہ وفا کروں گا آپ کو چاہنے والا عبدالغفار، پھر میں نے وہ خط ایک بچے کے ہاتھ اس تک پہنچا دیا جب اس نے میرے خط کا جواب دیا تو میں خط پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ اس نے بھی میرے خط کا جواب پیار میں دیا ہے

مائی ڈیئر عبدالغفار

اسلام علیکم میں بھی ٹھیک ہوں اور جس طرح آپ دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئے اسی طرح میں بھی مجبور ہوں میں بھی آپ سے پیار کرتی ہوں میرا حال بھی آپ جیسا ہی ہے شکریہ ہے تم نے محبت کا اظہار کرنے میں پہل کی اب مجھے کبھی بھی تنہا نہ چھوڑنا ورنہ میں مر جاؤں گی میں بھی تم سے ہمیشہ وفا کروں گی اگر زندگی نے وفا کی تو میں ہر قدم پر آپ کا ساتھ دوں گی آپ کی اپنی ایمن

اس طرح مجھے ایک چاہنے والی مل گئی اور ہم ایک دوسرے کو ایک سال تک چاہتے رہے پھر اچانک میری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی وہ مجھ سے روٹھ گئی وقت کسی پرندے کی طرح انسانوں پر سے گزرتا رہا ایمن کا جواب آنا بند ہو گیا کال کروں تو نمبر بند میں بے چین سا رہنے لگا تھا مجھے نہ بھوک لگے نہ پیاس میرے گھر والے سب بہت پریشان تھے کہ اسے کیا ہو گیا ہے سب مجھے ڈانٹتے کوئی پاگل کہتے مگر مجھے کوئی فرق نہ پڑتا دن یونہی گزرتے گئے ایک دن ایمن کا فون آیا کہ غفار میری شادی ہونے والی ہے اس کا اتنا ہی کہنا تھا کہ میں پاگلوں کی طرح موبائل پر لپکا اور چا

ہیں کیا کچھ کہتا رہا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور فون بند ہو گیا اس کے بعد میں نے کافی ٹرائی کی مگر نمبر اوف ہی ملا اس دن سے آج تک میں جدائی کا زہر پی رہا ہوں اور اسے یاد کر کر کے پاگل بنا ہوا ہوں ایمن مجھے اتنا بتا دو کوئی اس طرح کرتا ہے قارئین اس کے بعد ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے اور آج بھی اس کی یادیں مجھے آ کر ڈستی رہتی ہیں اور میں پل پل مرتا ہوں اسے بھولنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام ہوا ہوں کیا کروں اسے تو میں پوری زندگی بھی نہیں بھول سکتا کیوں کہ وہ میرا پہلا پیار ہے اور کوئی بھی انسان پہلے پیار کو نہیں بھول سکتا

اجانے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

ہاں قارئین پڑھی میرے دوست عبدالغفار کی داستان غم جو آپ کی خوش گزاردی میں جواب عرض میں پہلی بار لکھ رہا ہوں یقینا بہت غلطیاں ہوں گی پلیز میری غلطیاں ٹھیک کر کے مجھے ایک اچھا رائٹر بننے میں میری مدد کرنا اگر آپ نے ایسا کیا تو میں اور بھی لکھوں گا اور میری ایمن سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس کہانی کو پڑھ لے اور اسے اتنا تو بتا دے کہ وہ اس کے بغیر کیسے جیئے گا اسے جینے کا طریقہ بتا دے پلیز ایمن میرے دوست کو جینا سکھا دو ورنہ اپنی یادوں کو روک کے رکھو کہ وہ چین کی زندگی جی سکے

محفل نہ سہی تنہائی تو ملی ہے
ملن نہ سہی جدائی تو ملی ہے
کیوں کہتا ہے پیار میں کچھ نہیں ملتا
وفا نہ سہی بے وفائی تو ملی ہے

.... میر احمد میر کئی

کیوں کہ حال دل بھی اس طرح تھا
میں عشق اسکا وہ عاشقی ہے میری
وہ ہر کہیں زندگی ہے میری
پھر میں نے پل پل شہر یار کو یاد کیا اسے بھولنا بہت مشکل تھا
تجھے یاد کیا ہو شام کو یہ سحر کو
ہم نے تم کو یاد کیا
جب شام کے سائے ڈھلنے لگے
جب آس کے دیئے بجھ جاتے ہیں
اس آہٹ کی طرح یاد کیا
ہم نے تم کو یاد کیا
اپنی باتوں میں اپنی یادوں میں
اپنے خیالوں میں اپنے خوابوں میں
جب تیری یاد بن گئی عادت میری
پھر ان راتوں کی بھی نیند کو یاد کیا
پھر نہ ہوش رہا مجھے اپنا
بس یاد رہا تو تجھ کو یاد کیا
اپنی دعاؤں میں جب مانگا میں نے
اپنے رب سے تجھ کو مانگا ہے میں نے
رب کو یاد کرتے بھی تجھے یاد کیا
محفل میں بھی تنہائی میں بھی
زندگی میں جو کام کیا
بس تجھ کو یاد کیا

ایک دن خالہ ہمارے گھر آئی ساتھ کاشف بھی تھے خالہ نے میرا ہاتھ امی سے مانگا تو امی نے اپنی بہن کا مان رکھ لیا اور ہاں کی بھر لی خالہ تو جیسے پوری تیاری کے ساتھ آئی تھی۔
اسی شام کو میری منگنی ہوگئی تو میرے سارے زخم ہرے ہوگئے کاشف نے مجھے اپنے بارے میں سب پتہ بتا دیا تھا میں بت بنی کھڑی تکتی رہی۔
ق کاشف مجھے بہت پیار کرتا تھا ایک دن کاشف نے مجھے کال کی اور دل کھول کر ساری باتیں کر دیں اور کہا کہ مائرہ میں تم کو ساری زندگی خوش رکھوں گا اگر کوئی غلطی ہوگی تو کان پکڑ لوں گا۔
اور مائرہ ایک بات یاد رکھنا کہ مجھ پر کبھی بھی شک نہ کرنا میں تم سے واقعی بہت محبت کرتا ہوں۔
اور یہ ساری باتیں کر رہا ہوں کیوں کہ اس کے اندر سکون تھا اور میں ابھی بھی بے سکونی کی حالت میں تھی ہماری منگنی کے ایک سال بعد ہماری شادی طے ہو چکی تھی کاشف کام کے سلسلے میں ملک سے باہر چلا گیا لیکن کاشف کی محبت میں مجھے شہر یار کا غم بھول گیا لیکن جب بھی اس کی یاد آئی تو دل خون کے آنسو روتا تھا میں اسے بھولنا چاہتی تھی چونکہ میں اس سے بے وفائی نہیں کر سکتی تھی۔
ایک دن مجھے نور ملی تو بہت خوش تھی اس نے مجھے بتایا کہ شہر یار مجھے بہت محبت کرتے ہیں لیکن مجھے ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں اور میری ڈیوٹی میں ایک یا دو بجے رہتے ہیں مائرہ میں بہت امید کرتی ہوں کہ تم میری بات کا مان رکھو گی نور نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔
اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اس کے گھر ضرور آؤں گی اس کے آنسوؤں نے مجھے مجبور کر دیا تھا اس لیے میں نے ہامی بھر لی جب میں نے ساری بات امی کو بتائی تو انہوں نے اجازت دے دی۔
اور میرے ساتھ بھابی بھی تیار ہوگئی صبح سے میرا دل بہت پریشان تھا ایسے لگ رہا تھا آج کوئی طوفان آنے والا ہو بہرحال دل کو تسلی دی اور جانے کے لیے تیار ہوگئیں۔
تھوڑی دیر بعد ہی میرے فون پر کال آئی نمبر نور کا تھا کیوں کہ جاتے وقت اس نے مجھے اپنا نمبر دیا اور ایڈریس بھی اور میرا نمبر لے گئی تھی۔
میرا دل ڈوبا جا رہا تھا میں نے کال ریسیو کی دوسری جانب سے خبر ملی کہ نور اور شہر یار کا ایکسیڈنٹ ہوگیا

بے نور کے موبائل میں صرف آپ کا ہی نمبر تھا آپ نور اور مسٹر شہر یار کی کیا لگتی ہیں۔
میں ان کی خالہ کی بیٹی ہوں پھر ڈاکٹر نے مجھے تفصیل سے ساری بات بتا دی میں اس خبر سے بہت پریشان ہوئی۔
پھر میں حوصلہ کر کے امی اور بھائی کو ساری باتیں گوش گزار کیں ہم سب جلدی سے ہسپتال پہنچے ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ ان دونوں کی حالت بہت خراب ہے میں نے پوچھا کہ یہ سب کیسے ہوا تو اس نے بتایا کہ ہم نے بہت کوشش کی مگر اتنی کوشش کے باوجود بھی ہم مسٹر شہر یار کو نہیں بچا پائے۔
ان کی ڈیتھ ہوگئی ہے یہ سن کر میرے وجود میں ایک طوفان سا برپا ہو گیا لیکن میں نے ہمت کی اور پھر نرس نے بتایا کہ مس نور آپ کو بہت یاد کر رہی ہیں۔
میں بھاگتی ہوئی نور کے کمرے میں گئی وہاں میری دوست زندگی سے لڑ رہی تھی مجھے دیکھ کر نور کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بہت بڑی ذمہ داری مجھے سونپ دی اس نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اس کے بیٹے کو اپنے پاس رکھوں گی۔
میں اکیلے کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی امی اور بھائی نے میری ہمت بڑھائی اور میں نے ہامی بھر لی نور اپنی محبت کی نشانی میری گود میں ڈال کر خود اس جہاں فانی سے رخصت ہوگئی اس نے مرنے سے پہلے یہ کہا تھا کہ میں اس کے بیٹے کو اپنے پاس رکھوں کسی کو نہ دوں ورنہ میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔
میں نے قسم کھائی تھی میں خود سے زیادہ اس کے بیٹے کا خیال رکھوں گی اس حادثے سے میری دنیا اجڑ گئی تھی ہر طرف غم ہی غم اور آنسو ہی آنسو نظر آتے تھے۔
بہر حال میں خود کو سمیٹ کر علی کے ساتھ رہنے لگی کاشف کو واپس آتے ہوئے دوسرا دن تھا جب کاشف گھر آئے تو میری گود میں بچہ تھا پھر میں نے ساری بات کاشف کے گوش گزار کی تو اس نے میری ہمت بڑھائی۔
اور کہا مائرہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں میں تمہارے ساتھ اس بچے کو بھی قبول کرتا ہوں اور اس کو باپ بن کر پالوں گا میں یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی۔
ایک ہفتے بعد ہماری شادی تھی وقت گزرتا گیا اور میری رخصتی بھی ہوگئی کاشف علی پر جان نثار کرتے تھے اور خالہ بھی علی سے بہت پیار کرتی تھی علی کو اپنا پوتا سمجھتی تھی ان سب کی محبت دیکھ کر مجھے سارے غم بھول گئے میں بہت پریشان تھی کہ اپنی مری ہوئی دوست کی دوستی کیسے نبھاؤں گی۔
وقت گزرتا گیا اور میری گود میں عائشہ آئی مجھے ایسا لگا کہ اب کاشف اور خالہ جان بدل جائیں گے اپنی اولاد پا کر لیکن میرا خیال غلط تھا اب وہ عائشہ سے زیادہ علی سے پیار کرتے تھے میرا آشیاں خوشیوں سے بھر گیا تھا۔
میں جب بھی علی کی طرف دیکھتی تو مجھے نور اور شہر یار کی یاد آتی کیونکہ علی بالکل نور اور شہر یار کی طرح دکھتا تھا مجھے یقین ہوگا کہ نور اور شہر یار کی روحیں بہت خوش ہوں گی یہ بات سچ ثابت ہوگئی میں عشاء کی نماز پڑھ کر سوگئی۔
خواب میں دیکھا کہ نور اور شہر یار بہت خوش ہیں اور شہر یار نے مجھے کہا کہ مائرہ تم نے اپنی محبت کا حق ادا کر دیا ہے اور نور نے کہا کہ مائرہ کوئی دوست ہو تو تمہارے جیسی ویسی ہی تم نے اپنی دوست کا حق اور مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے۔
اتنے میں میری آنکھ کھل گئی میں نے علی کو دیکھا تو وہ سکون سے سو رہا تھا اور کاشف ابھی کتاب کی

کیا پایا کیا کھویا

۔۔تحریر۔ماجدہ رشید۔لاہور۔۔

شہزادہ بھائی۔السلام و علیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گی اور میں تمام قارئین کی شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔کیا پایا کیا کھویا رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔یہ ایک چاہنے والے کی کہانی ہے جس نے اپنے دل و جان سے پیار کیا مگر وہ دھوکے باز دولت کے لالچ میں آ کر اپنے سچے پیار کو ٹھکرا کر تنہا چھوڑ دیا اور ایک دن خود بھی تنہا رہ گئی اس کو لکھنے میں یہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ آپ پر چھوڑتی ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

نہ جانے کیا سحر تھا ان شربتی آنکھوں میں
میں کب میں سے تم ہو گیا پتہ ہی نہ چلا

آج سجاول کی سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی جا رہی تھی۔

ہر طرف گہما گہمی شور خوشیاں اور رقص تھا سجاول کے لیے ہر کوئی اپنی جان تک دینے کو تیار تھا آج بھی سجاول کو ہر خوشی دینے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

ہر کسی کو سجاول پر ناز تھا ہر لحاظ سے بہتر تھا پڑھائی میں کھیلوں میں کالج میں کوئی فنکشن ہوتا سجاول ضرور شامل ہوتا سجاول خانم علی کی جائیداد کا اکیلا وارث تھا آج سے پندرہ سال پہلے سجاول اپنے ماں باپ کے ساتھ فیصل آباد میں رہتا تھا۔

ایک خوش حال گھرانہ تھا والدین کا حسن سلوک اولاد کی تابعداری زندگی کی تمام آسائش اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا لیکن کہا جاتا ہے کہ خوشیاں ہمیشہ ساتھ نہیں دیتیں کچھ ایسا ہی خانم علی کے گھرانے کے ساتھ بھی ہوا خانم علی کی صحت دن بدن گرتی گئی۔

صحت کی بدحالی کی وجہ سے کاروبار کو بھی ٹھیک طرح سے توجہ نہ دے پا رہے تھے آخر انہیں اپنے چھوٹے بھائی اور ان کی فیملی کو اپنے پاس بلانا پڑا اور خود ہسپتال میں ایڈمٹ ہو گئے اور ڈاکٹرز نے خانم علی کو بلڈ کینسر کی بیماری بتائی جس کا ان کی بیوی زبیدہ کو شدید صدمہ پہنچا وہ تو ہر وقت خدا سے دعا کرتیں۔

کہ کسی طرح ان کے شریک حیات کو نئی عمر اور صحت تندرستی مل جائے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

چند روز ہسپتال میں رہنے کے بعد خانم علی نے دم توڑ دیا اور اپنے بیٹے اور بیوی اور بھائی کو چھوڑ کر چل بسے زبیدہ بیگم یہ صدمہ برداشت نہ کر

مہمانوں کو دیکھتا رہتا جو کہ تعزیت کے لیے آئے تھے سجاول اس وقت سات سال کا تھا۔
وہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ میں اس دنیا میں اب اکیلا ہوں ماں باپ کے نام کا ان کے پاس کوئی رشتہ نہیں چچا اور چچی اور ان کا ایک پانچ سالہ بیٹا اس کی کل کائنات تھی۔
چچا چچی تو اسے اپنے بیٹے کی طرح پیار کرتے تھے سجاول کے باپ کی ساری جائیداد اپنے بیٹے کے نام کر رہی تھی اب خاقم کے چھوٹے بھائی نور علی سنبھالتے تھے۔
اور یہ کام انہیں سجاول کے بڑے ہونے تک کرنا تھا اور آج جب سجاول بائیس سال کا ہوا تو نور علی نے اس پارٹی میں سجاول کو تمام دولت جائیداد سونپ دی اور ضرار جو کہ اس کے چچا نور کا بیٹا تھی سجاول کا واحد دوست تھی۔
ابھی کل تک ہی جاتا تھا سجاول کا صبح آفس میں پہلا قدم تھا وہ چند دنوں بھی تو پارٹی ختم ہوتے ہی ضرار کے کمرے میں آ گیا یار زری میں اتنا بڑا آفس سنبھال پاؤں گا میں تو ہر کام تم سے رائے لیکر کرتا ہوں۔
اب کس کی رائے لوں گا بیوی کی اور کس کی یار پاپا ہر وقت آپ کے ساتھ ہوں گے۔
اور دو سال بعد اپنی پڑھائی مکمل کر کے میں بھی تو آفس آ جاؤں گا یار پریشان نہ ہوں اب پرسکون ہو جاؤ اور جا کر سو جاؤ سجاول اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگا تو ضرار نے آواز دی سجاول ضرار کی آواز پہ سجاول نے گیا جیت اوقات ضرار کے ان لفظوں نے سجاول کو تقویت بخشی اور چہرے پہ مسکراہٹ لیے سجاول سو گیا آفس میں ہر کسی نے ہنستے مسکراتے چہروں سے سجاول کو خوش آمدید کہا سجاول آج اپنے والد نور علی کے ہو بہو لگ رہا تھا

آہستہ آہستہ سجاول کو آفس کا تمام کام سمجھا دیا گیا سجاول دن رات محنت کر رہا تھا اس آفس کی ہر ممکن ترقی کے لیے راتا شاہد جو کہ ان کے منیجر تھے بہت ہی مخلص تھے سجاول نے ان کے کام سے خوش ہو کر ان کو فلیٹ دے دیا راتا شاہد اپنے باس سے بے حد خوش تھے وہ سجاول کی دل سے عزت کرتے تھے۔
سجاول تھکا ہارا آیا تو ضرار کے کمرے میں چلا گیا ضرار کسی کو میسج کرنے میں مگن تھا سجاول کو دیکھ کر ضرار یہ ہڑبڑا سا گیا ضرار کے اس طرح چونک جانے سے سجاول نے پوچھا کہ کیا ہوا کچھ نہیں ضرار نے کچھ نہ پایا تھا تو کچھ گیا ہو رہا تھا۔
پڑھائی کیسی جا رہی ہے بہت اچھی سجاول آپ میری پڑھائی کی ٹینشن نہ لیں ہاں مجھے اپنے بھائی پر بھروسہ ہے کسی بھی مدد کی ضرورت ہو مجھے ضرور کہنا دونوں کا پیار ایسا تھا جیسے پھولوں کا بہار کے ساتھ ہوتا ہے بہار کے آنے سے پھولوں کو نئی زندگی ملتی ہے اوکے تم پڑھائی کرو میں فریش ہو کر آتا ہوں اوکے سجاول کے اٹھتے ہی ضرار بھی پڑھائی میں مگن ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے وقت گزرتا چلا جا رہا تھا۔
اور ضرار کی موبائل پہ مصروفیت بڑھتی چلی جا رہی تھی مگر پر تو بھی اپنے کمرے میں سجاول کو دیکھتے ہی فون بند کر دیتا تھا سجاول اس سارے تماشے کو کافی دن سے نوٹ کر رہا تھا۔
لیکن وہ چاہتا تھا ضرار خود اسے سب کچھ بتائے سجاول نے دیکھا کہ ضرار مسلسل اس سے چھپا رہا ہے تو سجاول کو خود ہی پوچھنا پڑا ضرار ایک بات پوچھوں تم پوچھیں کون ہے وہ جس کی آپ کس کی بات کر رہے ہیں جس کا تم بتانا نہیں چاہ رہے۔

آفس گیا چلا گیا تم تو یہ بات چھپا رہے ہو سجاول کی ناراضگی کو دیکھ کر ضرار کو سب کچھ بتانا پڑا بھائی جاتا ہوں آپ ناراض نہ ہوں میرے کالج میں پڑھتی ہے بہت پیاری ہے سب سے الگ ہے بولتی بہت کم ہے کسی سے بھی دوستی نہیں کرتی بس ایک خرابی ہے وہ مغرور بہت ہے لیکن کوئی بات نہیں میرا پیار اسے بدل ڈالے گا ضرار کے اس طرح جوش و پیار کو دیکھ کر سجاول قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔

کیا ہوا آپ مسکرا کیوں رہے ہیں واہ میرے بھائی کیا بات ہے نام پتا ہے نہیں اور بڑے چلے ہیں میڈم کو کیا تمہیں لگتا ہے وہ تمہارے پیار کو سمجھے گی اچھا تو پھر بات کس سے کرتے ہو۔

آئمہ سے ہوسٹل میں اسی لڑکی کے کمرے میں رہتی ہے تو وہ مجھے اس کی پل پل کی خبر دیتی رہتی ہے تم خود اس سے بات کیوں نہیں کر لیتے بس یار اگر اس نے ناں کردی تو نہیں کرتی میرا بھائی ہے ہی بہت پیارا وہ ناں کر ہی نہیں سکتی۔

مجھے پورا یقین ہے او کے میں صبح کالج میں بات کروں گا شاباش بھائی آپ بہت اچھے ہیں وہ تو ہے سجاول خوشی سے بولا صبح وہی ہوا جو سجاول نے کہا تھا ضرار نے اس لڑکی سے بات کرلی اور حیرانگی والی بات یہ تھی کہ وہ نہ تو ضرار کے پرپوزل سے ناراض تھی اور نہ ہی اس نے انکار کیا۔

ضرار بہت خوش تھا دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے دونوں ہی ایک دوسرے سے شرما رہے تھے پھر ہمت کر کے ضرار نے ہی اس کا نام پوچھا اس نے بتایا آئمن آپ کا کیا نام ہے میرا نام ضرار ہے پھر دونوں میں باقاعدہ بات ہونے لگی کالج میں گھر میں یہاں تک کہ اب کالج سے باہر بھی ملا جانے لگا۔

آئمن ضرار کو دل و جان سے چاہنے لگی سجاول ضرار کی اس خوشی سے بہت خوش ہوا سجاول نے جلد ہی گھر میں بات کرنے کو کہا مگر ضرار نے منع کردیا ابھی نہیں ابھی پاپا مجھے سیالکوٹ میں کسی کام کے سلسلے میں بھیجنا چاہتے ہیں وہاں سے واپس آ کر میں بات کروں گا بہت مشکل سے ضرار آئمن کو سمجھا بوجھا کر سیالکوٹ چلا گیا ایک ماہ ہونے کے بعد سجاول بھی آفس میں کام زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر وقت آفس میں ہی گزارتا تھا۔

سجاول نے پیون کو بلایا رانا شاہد کو بلانے کے لیے تو پتہ چلا کہ آج وہ نہیں آئے تین چار دن انتظار کرنے کے بعد سجاول ان کے گھر چلا گیا۔

خیریت معلوم کرنے کیلئے ڈور بیل دی تین چار بار بیل بجانے کے بعد سجاول پلٹنے ہی والا تھا کہ دروازہ کھلا سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جی کون۔

اور آپ کو کس سے ملنا ہے میں سجاول ہوں اور رانا شاہد گھر پر ہی ہیں کیا جی ہیں آپ اندر آ جائیے پاپا اندر آرام کر رہے ہیں لڑکی نے سجاول کو کمرے تک پہنچایا اور خود کچن میں چلی گئی۔

اور تھوڑی دیر بعد چائے کی ٹرے تھامے چلی آئی رانا شاہد نے سجاول سے اپنی بیٹی کا تعارف کروایا سر یہ میری اکلوتی بیٹی ثنا ہے گریجویشن کر رہی ہے۔

یہی میرا واحد سہارا ہے سجاول کافی دیر بیٹھ کر شاہد سے باتیں کرتا رہا پھر مسٹر شاہد کو آرام کا کہہ کر چلے گئے ثنا اپنے کمرے میں بیٹھی کمپیوٹر پہ کچھ کام کر رہی تھی ثنا کو کمپیوٹر پہ اتنی اطمینان سے کام کرتے دیکھ کر سجاول حیران رہ گیا۔

انہیں دنوں سجاول کو اک ورکر کی ضرورت پڑی جو اکاؤنٹ کا تمام کام سنبھال سکے صبح آفس میں جاتے ہی سجاول نے پہلا کام یہی کیا خیریت معلوم کرنے کے بعد ثنا کو جب سے بیٹھنے کی خوشخبری دی ثنا اور شاہد کے لیے یہ نوکری کسی رحمت سے کم نہ تھی

دونوں نے سجاول کے اس احسن پر شکریہ ادا کیا۔
اور اگلے دن ہی ثناء نے آفس جانا شروع کر دیا سجاول کو ثناء کا کام بہت پسند آیا رات گھر جانے ہی والی تھی کہ سجاول نے روک لیا۔
اور کہا کہ میں آپ کو جاتے ہوئے ڈراپ کر دوں گا رات کے نو بجنے والے تھے ثناء کو انتظار کرنے کی عادت نہ تھی لیکن بڑے دنوں کو دیکھ کر اپنے غصے کو دبائے بیٹھی تھی سجاول کو آتا دیکھ کر کھڑی ہو گئی سجاول تو یہ بھول ہی گیا تھا کہ اس نے ثناء کو انتظار کرنے کو کہا ہے شرم کے مارے سجاول نے آنکھیں جھکا لیں ثناء کو سوری کہا اور چلنے کو کہا۔
تمام راستہ خاموشی میں ہی گزر گیا آخر ثناء کو ہی اس خاموشی کا تسلسل توڑنا پڑا سر آپ اتنا خاموش کیوں رہتے ہیں سجاول ثناء کے اس سوال پر چونک اٹھا اسے خبر بھی نہ تھی کہ وہ اسے اتنا نوٹ کر رہی ہے۔
بس ایسے ہی مجھے فضول بولنا اچھا نہیں لگتا اچھا تو آپ کتنے بہن بھائی ہیں ایک بھائی ہے بہن کوئی نہیں۔
پھر ایسے ہی ثناء اور سجاول کے بات چیت کے مواقع بڑھتے جا رہے تھے ایسے ہی ایک دن سجاول نے ثناء کو اپنے گھر میں دعوت پر انوائٹ کیا ثناء اپنے والد سے اجازت لے کر سجاول کے گھر دعوت پر جا پہنچی سجاول کے گھر جا کر ثناء کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اتنا بڑا عالیشان گھر اس نے اپنے خوابوں میں ہی دیکھا تھا سجاول ابھی بھی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا۔
ثناء کو آتے دیکھا اور مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا شاہین بیگم نے خوش دلی سے ثناء کو خوش آمدید کہا اور دونوں کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر خود کچن میں تیاری دیکھنے چلی گئیں۔
اور جب واپس آئیں تو دونوں کو ہنستے مسکراتے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔
اور دونوں کو ایک جوڑی میں دیکھنے کی خواہش اپنے دل میں بسا لی شاہین بیگم اندر داخل ہوئیں اور ثناء سے خوش گپیوں میں مصروف ہو گئیں شاہین کو یہ لڑکی سجاول کے لیے ہر لحاظ سے بہترین لگی رات تمام کاموں سے فارغ ہو کر شاہین نے سجاول کو اپنے کمرے میں بلایا اور ثناء کے بارے میں معلومات حاصل کیں ان تمام معلومات کے پوچھنے کی وجہ سجاول نے اپنی ماں سے پوچھی تو شاہین نے اپنے دل کی بات بتا دی سجاول نے جھٹ ہاں کر دی۔
اب بس ثناء کے والد اور ثناء کی ہاں کا انتظار تھا شاہین علی نے صبح ہی خاور علی کے ساتھ ثناء کے گھر پرپوزل لے جانے کا فیصلہ کیا۔
ثناء تو کل سے اپنے دل میں اس خواہش کو دبائے بیٹھی تھی جب سے وہ سجاول کے عالی شان محل کو دیکھ کر آئی تھی ثناء کو سجاول سے نہیں بلکہ اس کی جائیداد سے پیار تھا شاہد صاحب نے سوچنے کے لیے کچھ وقت مانگا اپنے رشتہ داروں کا تو ایک بہانہ تھا وہ ثناء کی مرضی جاننا چاہتے تھے۔
رانا شاہد نے جب ثناء سے پوچھا تو اس نے راضی خوشی ہاں کر دی ثناء دن رات اتنے بڑے گھر کی مالک بننے کے خواب دیکھتی رہی سجاول کے ساتھ جھوٹی قسمیں کھاتی رہی سجاول بہت خوش تھا۔
اسے اپنا من چاہا ساتھی مل رہا تھا آج ضرار نے واپس آنا تھا سجاول نے ضرار کو ملوانے کے لیے ثناء کو پارک میں بلوایا ضرار رات آٹھ بجے گھر پہنچا تو کافی تھکا ہوا اور پریشان لگ رہا تھا سجاول نے پوچھا بھی لیکن وہ ٹال گیا سجاول نے ضرار کو کل پارک میں ثناء سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں بتایا اور ٹائم پر وہاں پہنچ جانے کی تاکید

کی کل پانچ بجے کا ٹائم تھا سجاول اور ثناء تو ٹائم سے وہاں پہنچ گئے تھے مگر ضرار کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔

سجاول اور ثناء کافی دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے اور سجاول کا ہاتھ ثناء کے ہاتھ میں تھا کہ ضرار دونوں کو ایک ساتھ اس طرح دیکھ کر چکرا گیا ضرار کو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔

جس لڑکی سے وہ پیار کرتا تھا جو ایک ماہ دور رہنے کا سن کر رو پڑی تھی آج وہ کسی اور کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے بیٹھی تھی سجاول کی نظر ضرار پر پڑی ضرار کو ثناء سے متعارف کروانے لگا ثناء بھی ضرار کو دیکھ کر حیران تھی کیوں کہ اسے اپنی بیوفائی یاد آ گئی تھی۔

جب وہ اجنبی بن کر ضرار سے ملی تھی کیا ہوا تم اتنی حیران کیوں ہو ثناء سجاول نے ثناء کو مخاطب کیا تو ثناء اپنے خیال سے باہر آئی۔

ضرار خاموش بیٹھا رہا لیکن ثناء ہنس ہنس کر سجاول سے باتیں کر رہی تھی۔

اس کے چہرے پر ندامت کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے ضرار کو ثناء کی بے وفائی پر یقین نہیں ہو رہا تھا جب برداشت نہ ہو سکا تو وہاں سے کام کے بہانے اٹھ کر چلا گیا۔

اور واپس آ کر خود کو کمرے میں بند کر دیا اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے آزاد کیا اور جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو سب کچھ سجاول کے گوش گزار نے کا فیصلہ کیا صبح تمام لوگ سجاول کی شادی کی تیاریوں کی باتیں کر رہے تھے جب ضرار بھی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو سب نے اسے بھی گفتگو میں شامل کرنا چاہا لیکن ضرار کا دھیان کہیں اور ہی تھا۔

آج کل ضرار کی حالت یہ ہی تھی کہ بات کرتے کرتے چپ ہو جاتا اور اپنی بات مکمل بھی نہ کرتا نہ کھانے پینے کا ہوش اور نہ گھر کا ہوش تھا پھر آخر ایک دن ضرار کو ثناء سے بات کرنے کا موقع مل گیا

تا کہ وہ سجاول کو سب کچھ سچ بتا سکے لیکن وہ پہلے ثناء سے بات کرنا چاہتا تھا۔

تا کہ یہ جان سکے کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے ضرار کے منت سماجت کے بعد ثناء نے ملنے کے لیے ہاں کر دی ضرار ثناء سے ملنے کے لیے بہت بے چین تھا اس لیے وقت سے پہلے مقررہ جگہ پر پہنچ گیا ثناء بھی بتائے ہوئے وقت کے مطابق وہاں پہنچ گئی ثناء کو دیکھتے ہی ضرار ثناء کی طرف لپکا اور آگے بڑھ کر ثناء کا ہاتھ تھام لیا اور گھٹنوں کے بل اسے اپنی محبت کا یقین دلایا اور واپس لوٹ آنے کے لیے کہا۔

اسے یہ بھی یقین دلایا کہ وہ سب کچھ سنبھال لے گا اور سجاول بھی مان جائے گا لیکن ثناء نے منہ موڑ لیا اور کہا کہ ضرار تمہارے پاس وہ نہیں ہے جو سجاول کے پاس ہے ثناء کی اس بات پر ضرار کے جیسے تن من میں آگ لگ گئی اور غصے ہو کر اس کا بازو دبوچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا اور کہا ایسا کیا ہے سجاول کے پاس جو تمہاری محبت میں فرق آیا۔

ثناء کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ ابھری دولت ہے اسکے پاس جو تمہارے پاس نہیں ہے بے تو سہی مگر اس سے کم ہے یہ کہہ کر ثناء آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ رک کر ضرار کو دیکھنے لگی اور کہا کہ اگر تم یہ سب سجاول کو بتانے کی کوشش کرو گے تو جان لو بے وفائی ملنے پر آج جو حالت تمہاری ہے کل کو تمہارے بھائی کی بھی یہ ہی ہو گی میرا یقین کرو میں اسے بھی دھوکا نہیں دوں گی کیوں کہ اس کے پاس بے شمار دولت ہے۔

میں اسے چھوڑ کر کہیں جا ہی نہیں سکتی یہ کہہ کر ثناء چلی گئی اور ضرار وہاں زمین پر ہی بیٹھ گیا اور جانے کب اپنے حواس بحال کر پایا اور جان سکا کہ بہت سے لوگوں کے لیے تماشے کا سبب بنا ہوا ہے ضرار

اپنے آنسو صاف کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور چھل قدمی کرتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔
اور راستے میں اسے آنیہ مل گئی اس کی یہ حالت دیکھ کر دھنک رو گئی ضرار نے شاہ کی بے وفائی کا تمام قصہ آنیہ کو سنایا تو آنیہ کو بہت دکھ ہوا آنیہ اس کی بہت اچھی دوست تھی اس رشتے کی خاطر اس نے ضرار کو سب بھول جانے کی صلاح دی لیکن ضرار کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا۔
لیکن اسے سجاول کی خاطر یہ کوشش کرنی پڑی اور خدا سے دعا گو ہوا اسے خدا شاہ کو سجاول کے ساتھ اس رشتے کو نبھانے کی توفیق دینا۔
اور کبھی بھی سجاول کو دکھ نہ دینا جیسے اس نے مجھے دیا ہے سجاول نے اکیس کے بارے میں پوچھا تو وہ صاف انکار کر گیا اور نا تم پاس کہہ کر ٹال گیا۔
سجاول بھی اس بات کو ہنسی میں ٹال گیا ادھر شاہین بیگم سجاول کے ساتھ ضرار کی شادی کے لیے بھی بے تاب تھیں تاکہ دونوں کی شادی ایک ساتھ ہو جائے اور وہ پر سکون ہو جائیں۔
لیکن ضرار سے جب بھی شادی کی بات کی اس کی پسند پوچھی گئی تو وہ تب بھی انکار کر گیا دو ماہ بعد سجاول کی شادی تھی ایک دن آنیہ کی کال آئی تو اس نے ضرار کو زندگی میں آگے بڑھنے کی صلاح دی۔
تو ضرار نے بھی نہ سمجھتے ہوئے آنیہ کو اپنی آگے کی زندگی میں ساتھ دینے کی درخواست کی آنیہ پہلے تو نروس ہوئی پھر کچھ سوچ کر ہاں کر دی وہ بھی ضرار کی خوشی چاہتی تھی۔
کوئی بھی آنیہ کی زندگی میں نہیں تھا تو ایک اچھا دوست ہونے کے ناطے اس نے ضرار کا ہاتھ تھامنے کی ہاں کر دی ضرار نے جب یہ خوشی کی خبر گھر میں سنائی تو سب گھر والے بے حد خوش ہوئے البتہ شاہ کو ایک زوردار جھٹکا لگا کہ ضرار اتنی جلدی کیسے سنبھل سکتا ہے شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے ہونے لگیں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔
کہ اچانک ایک دن فیکٹری سے فون آیا اور تمام گھر میں سناٹا چھا گیا سجاول ہسپتال میں تھا۔
اچانک دل کے شدید درد جو کہ نا قابل برداشت تھی کے باعث ہاسپٹل پہنچا دیا گیا گھر کے سب لوگ ہاسپٹل میں موجود تھے۔
سب سجاول کے لیے دعا گو تھے کافی انتظار کے بعد ڈاکٹر روم سے باہر نکلا اور ہمارے ہاتھ میں رپورٹ پکڑا کر چلا گیا ہم سب بہت پریشان تھے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق سجاول کے تمام ٹیسٹ کروائے گئے تمام ٹیسٹ لینے کے بعد سجاول کی ہسٹری لی گئی جس سے پتہ چلا کہ سجاول کے والد کو بھی یہ کینسر ہی تھا تمام صورت حال جاننے کے بعد ڈاکٹر نے خاور علی کو سجاول کی بیماری کے بارے میں بتا دیا۔
سب کے لیے یہ بات نا قابل یقین تھی لیکن ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق سجاول کو یہ بیماری اس کے والد کی وراثت سے ملی تھی اور وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتے تھے کیوں کہ کینسر تمام جسم میں پھیل چکا تھا دن بدن سجاول کمزور سے کمزور ہوتا گیا۔
اور آخر ایک دن آیا کہ سجاول دنیا فانی سے کوچ کر گیا خاور علی جو کہ سجاول میں اپنے بھائی کو دیکھتے تھے آج وہ اس سہارے سے بھی محروم ہو گئے اور ایک ماں سے اپنا جوان بیٹا چلا گیا۔
شاہین کے لیے کفن میں ایک جوان بیٹے کو دیکھنا کوئی آسان نہیں تھا اور ضرار کی تو جیسے دنیا ہی لٹ گئی تھی سجاول اس کا اکلوتا بھائی ہی نہیں بلکہ ایک اچھا دوست بھی تھا اس لیے اس سے سجاول کی موت کو برداشت کرنا کوئی آسان نہیں تھا۔

اور سب سے زیادہ نا قابل برداشت ثناء کے لیے تھا جس نے دولت کی خاطر ایک سچی اور کھری محبت کو ٹھکرا دیا تھا۔
آج اس کے پاس کچھ نہ بچا تھا اس کے خالی ہاتھ تھے خالی دولت پیار سے بھی خالی کیوں کہ میں نے آپ کو ہی سچا ساتھی مانا جس نے میرا ہاتھ اس وقت تھاما جب میں اکیلا تھا دکھی تھا۔
مجھے محبت کی ضرورت تھی اور وہ محبت مجھے آپ سے ملی تھی اب میں آپ کی سچی محبت کو چھوڑ کر ثناء کی فریبی محبت کو نہیں پا سکتا تھا
قارئین آپ سے درخواست ہے کہ کبھی بھی دولت کے پیچھے مت بھاگیں سچی محبت میں اصل سکون اور اطمینان ہے ورنہ آپ لوگ بھی ثناء کی طرح سچی محبت کو بار کر کھو دیں گے
اے ہم نشیں کیوں ہمیں تنہا کر کے خود بھی تنہا رہنے لگے ہو
کیوں کسی کی آنکھوں کا آنسو بن کر چھپ چھپ کر رونے لگے ہو
ہم نے تو سوچا تھا تم ہمیں تنہا کر کے دنیا کی بھیڑ میں کھو جاؤ گے
لیکن افسوس کہ تم تو ہم سے بھی زیادہ تنہا رہنے لگے ہو
آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی

غزل

کب کون کسی کا ہوتا ہے
سب جھوٹے رشتے ناطے ہیں
سب دل رکھنے کی باتیں ہیں
سب اصلی روپ چھپاتے ہیں
اخلاص سے خالی لوگ یہاں
لفظوں کے تیر چلاتے ہیں
ایک بار نگاہوں میں آ کر
پھر ساری عمر رلاتے ہیں
چلو آج جس نے دکھ دیا فراز
آج اس کو بھول جاتے ہیں
☆ ---------------- بہادر عاربانی - کھوئی

چار دنوں کا پیار

تحریر۔ خرم شہزاد مغل۔ 03445078038

شہزادہ بھائی۔ اسلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔ چار دنوں کا پیار رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھا ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا جو ان کی زندگی تنہائیوں اور دکھوں سے بھر گیا کی محبت اس سے جانے کیوں دور چلی گئی میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں، مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

نام جاذب ہے ہم تین بھائی اور دو بہنیں
میرا ہیں میں سب سے بڑا ہوں ہمارا تعلق متوسط طبقے سے تعلق رکھتا ہے جنون کی حد تک تعلیم کے شوق نے آخر مجھے سول انجینئر بنا دیا ہے

میں خرم شہزاد مغل صاحب کی طرح بلکہ انہی کے کہنے پر اخبارات میں آرٹیکل تحریر فرماتا ہوں میرے ایک آرٹیکل ملازم اور مزدور حضرات کی زندگی اور مالک کا غصہ جو پہلا آرٹیکل خرم شہزاد مغل نے لکھ کر میرے نام سے شائع کروایا تھا۔

تاکہ میرے اندر لکھنے کا جذبہ جنم لے اس آرٹیکل کے ساتھ میرا موبائل نمبر بھی تھا میرے آرٹیکل میں ایسے الفاظ تحریر تھے کہ کسی میں بھی اتر سکتے تھے

آرٹیکل کے شائع ہونے کے کچھ دن بعد ہی میرے نمبر پر ایک ایس ایم ایس آیا

اسلام علیکم، کیسے ہیں آپ؟

جی الحمداللہ میں ٹھیک ہوں آپ کون؟

جی میرا نام ارم ہے میں باغ آزاد کشمیر سے بات کر رہی ہوں

آپ کا آرٹیکل پڑھا مجھے بہت اچھا لگا کہ آپ کے اندر دوسروں کے لیے کتنا پیار اور خلوص موجود ہے میں ہمیشہ ایسے ہی انسان کی تلاش میں تھی

ہمارے ہاں لڑکیوں کی عزت نہیں کی جاتی لوگ لڑکیوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں ہمارے اپنے بھی ہمیں دیکھنا تک پسند نہیں کرتے

میں نے جب آپ کا آرٹیکل پڑھا تو نا چاہتے ہوئے بھی اس آرٹیکل کی کشش کی وجہ سے آپ سے رابطہ کرنے پر مجبور ہوئی

میں نے کچھ دیر جواب نہ دیا اور چپ ہو گیا

کیوں کہ میں نے بھی خرم کی طرح کبھی کسی لڑکی سے بات نہیں کی تھی بلکہ بہت شرم کرتا تھا اتنے میں ارم کا پھر میسج آ گیا اگر آپ کو برا لگا ہو تو مجھے بتا دیں میں آپ کو تنگ نہیں کروں گی

میں نے کہا میں اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا پھر میں نے ایس ایم ایس نہ کیا

شام تک چپ رہا پورا دن گزر گیا پھر شام کو اس کا ایس ایم ایس آ گیا کہ جاذب میں نے آپ سے بہت امیدیں لگا لیں تھیں ادھر میں عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گیا

آخر کیا جواب دوں میں نے کبھی کسی کا دل نہیں توڑا تھا میں نے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے میں آپ سے بات کروں گا

دن گزرتے گئے اور ہماری بات کا سلسلہ چلتا۔ گیا ایک دن اس نے کہا میں اپنے اندر تمہارے لیے پیار کا جذبہ رکھتی ہوں

میں اور پریشان ہو گیا کیا جواب دوں میں نے کوئی جواب نہ دیا تو اس کی پھر میسج آ گیا کہ اگر آپ نے رسپلے نہ کیا تو میں سمجھوں گی کہ آپ کو کسی کے جذبات کی قدر ہی نہیں آخر مجبور ہو کر میں نے بھی اس کی محبت کا جواب مثبت سے دے دیا

میں نے اس سے پہلے کبھی کسی لڑکی سے محبت نہ کی تھی میں ارم کو ہی اپنا سب کچھ سمجھنے لگا

ہر وقت اسی کے خیالوں میں گم رہتا اگر وہ کچھ دیر بات نہ کرتی تو میری حالت قابل زار ہو جاتی میں نے اس کو نہیں دیکھا تھا ایک دن میں نے خواہش کی کہ اپنی ایک تصویر بھیج دو تو پہلے تو نہ مانی مگر کچھ دیر میں وہ مان گئی اور ساتھ ہی میں نے کہا پلیز دو ہزار روپے بھی بھیجنا میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں میں یہ سب ارم کو آزمانے کے لیے کر رہا تھا تو اس نے کہا ٹھیک ہے میں بھیج دوں گی۔

صبح سکول جاتے وقت بھیج دوں گی۔

قارئین میں یہاں ارم کے بارے میں معلومات دینا چاہتا ہوں وہ مجھ سے صرف ایک سال چھوٹی تھی دوسرے دن مجھے کہنے لگی اپنا ایڈریس بھیجیں۔

میں نے تھوڑی دیر میں ایڈریس بھیج دیا کچھ دیر میں اس کا ایس ایم ایس آیا کہ جاذب میں نے تصویر اور پیسے بھیج دیئے ہیں آپ کو کل تک مل جائیں گے میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ہم دونوں فرینڈز بازار میں آ گئیں تھیں۔

اب جا رہی ہیں میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور میری خوشی کی انتہا ہی نہ رہی کہ اتنی پیار کرنے والی اور سچی مل گئی ہے جس کی تلاش تھی اب تو مجھے اور بھی زیادہ اس سے پیار ہونے لگا تھا میں دوسرے دن صبح صبح ہی ٹی سی ایس والوں کے آفس پہنچ گیا اور پوچھا کہ میرے نام کا کوئی لیٹر آیا ہو تو وہ کہنے لگے جناب آپ تشریف رکھیں ہم چیک کر کے بتاتے ہیں کچھ دیر میں انہوں نے کہا معذرت آپ کے نام کی کوئی چیز بھی نہیں آئی ایک بجے کے بعد تک ساری ڈاک پہنچ جائے گی آپ اپنا نمبر دے دیں ہم آپ کو کال کر دیں گے پھر میں ایک بجنے کا انتظار کرنے لگا۔

بار بار گھڑی کو دیکھتا اور بار بار اپنا موبائل وقت تھا کہ گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آج ایسے لگ رہا تھا کہ ایک گھنٹہ ایک سال کا ہو گیا ہو خیر انتظار کرتے کرتے ایک بج گیا میں خود ہی ایک بار پھر ٹی سی ایس والوں کے آفس جا پہنچا میرے چہرے پر خوشی کے آثار واضح دکھائی دے رہے تھے میرے پہنچنے پر وہاں بیٹھے لڑکے نے مجھے بتا دیا۔ جو میرا دوست بھی تھا کہ جناب ڈاک نہیں آئی۔

میں چشم انتظار سے اسے دیکھنے لگا مجھے اس کی بات پر یقین نہیں ہو رہا تھا میں نے کہا یار ایک

بار پھر چیک کر لو اس نے کہا جاذب صاحب ٹھیک طرح سے چیک کر لیا ہے میرا دل بجنے لگا اور مایوسی کے عالم میں وہاں سے بوجھل قدموں سے واپس مڑا میں نے ارم کو ایس ایم ایس کی کہ آپ کی بھیجی ہوئی تصویر مجھے نہیں ملی کیا آپ نے واقعی مجھے اپنی تصویر بھیجی تھی تو وہ کہنے لگی ہاں جاذب میں نے بھیجی ہے آپ تھوڑا سا انتظار کر لیں ہو سکتا ہے مل جائے۔

میں نے کہا دیکھو ارم آج تک آپ نے میری ہر بات مانی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا بھروسہ آپ پر سے اٹھ جائے لیکن ارم نے یقین دلایا کہ میں نے بھیج دی ہیں آپ پریشان نہ ہوں آپ کو مل جائیں گی اس کے یقین پر ایک بار پھر دل بے رحم کو معمول پر لا کر ایک بار پھر بے چینی سے اس کی تصویر کا انتظار کرنے لگا انتظار کرتے کرتے مجھے شام ہوئی۔

اور پھر صبح اور پھر صبح سے دوپہر لیکن ارم کی بھیجی ہوئی تصویر کا کوئی اتا پتا نہیں تھا کوئی نام ونشان نہ تھا

مجھے اب لگنے لگا کہ ضرور ارم نے میرے ساتھ کوئی مذاق کیا ہے میں نے اسے ایس ایم ایس کیا کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اگر آپ تصویر نہیں بھیجنا چاہتی تھی تو بتا دیتی اس نے کہا کہ پلیز جاذب ایسا مت کہو میں نے بھیجی ہوئی ہے آپ کو مل جائے گی میں نے پھر کہا کہ اگر بھیجی ہوتی تو مجھے چوبیس گھنٹوں کے اندر مل جاتی اب تو دو دن ہو گئے ہیں میں شام تک انتظار کروں گا اگر نہ ملی تو میں سمجھوں گا آپ نے مجھ سے کھیل کھیلا ہے اور پھر آپ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔

شام سے رات ہوگئی بیچارہ دل بھی اب طفل تسلیاں کھا کھا کر تھک گیا تھا ارم بار بار کہہ کہہ کر تھک گئی کہ میں نے بھیجی ہیں بھیجی ہیں اسے بھی میری طرح طرح کی باتیں سن کر غصہ آ گیا میں نے رات کو کہہ دیا کہ مائی ڈیئر میں نے آپ پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کیا اور آپ نے میرے جذبات کے ساتھ میرے ساتھ ایسا گھٹیا مذاق کیا مجھے امید نہ تھی۔

اس بات پر ارم روتے ہوئے مجھ سے کہنے لگی جاذب میں نے بھیجی تھی مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں گئی لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ٹھیک ہے بائے اب آپ کو کبھی ایس ایم ایس نہیں کروں گا سیل فون اوف کر کے بیڈ کے ایک طرف پھینک دیا۔

اور سونے کی ناکام کوشش کرنے لگا مگر نیند کہاں سے آتی لیکن پتا نہیں کب اس کے خیالوں میں آنکھ لگ گئی صبح میں اٹھا اور نماز پڑھی اور مشغل روز مرہ میں مصروف ہو گیا میرا سیل فون اسی طرح پڑا رہا میں نے کلاس سے فارغ ہو کر اسے آن کیا تو ارم کے کافی ایس ایم ایس آئے ہوئے تھے۔

اور یک انجان نمبر سے ایس ایم ایس تھا جس کی تحریر یوں تھی کہ جاذب بھائی میں ارم کی دوست ہوں میرا نام روبیہ ہے۔

اور پلیز آپ ارم سے بات کریں وہ بہت پریشان ہے اور پلیز اس کو نہیں بتانا میں نے آپ کا نمبر لے کر آپ کو ایس ایم ایس کیا ہے اس کی تصویر میرے پاس ہے میں نہیں چاہتی تھی کہ ارم کسی کو اپنی تصویر بھیجے۔

اس لیے اس کے بھیجنے کے بعد ہی میں نے جا کر واپس لے لی تھی وہاں سے۔

یہ سب سن کو میرا دماغ گھوم گیا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں۔ کس پر اعتبار کروں مجھے شک تھا کہ یہ ایس ایم ایس ارم کر رہی تھی میں نے روبیہ کو بہت کھری کھری سنائیں۔

اور ارم کو ایس ایم ایس کر دیا اور سری بات

بتا دی ارم کو بھی یہ سب سن کر بہت غصہ آیا اب پتا نہیں اس کا یہ غصہ حقیقی تھا یا وہ محض ڈرامہ کر رہی تھی۔

ارم مجھ سے کہنے گی ارم کہنے گی مجھے یقین نہیں آتا کہ میری اپنی دوست میرے ساتھ ایسا کرے گی پھر ارم نے دوبارہ وعدہ کیا کہ میں آپ کو اپنی تصویر ضرور بھیج دوں گی آپ پریشان نہ ہوں پھر میں نے بھی کہا کہ آپ کی تصویر ملتے ہی میں بھی آپ کو اپنی تصویر بھیجوں گا میں ارم سے اس حد تک جا چکا تھا کہ چوبیس گھنٹے اس کا خیال رہتا۔

اور اسی سے باتیں کرتا رہتا نہ پڑھائی کا خیال نہ گھر کی یاد بس اب تو میرے خیالوں میری سوچوں میں ارم ہی بسی ہوئی تھی۔

میں ساری ساری رات اس سے بات کرتا رہتا وہ رات کو کال پہ بات نہیں کرسکتی تھی میں کال ملانے کے بعد خود ہی اس بات کرتا رہتا تھا۔

مجھے خود سے زیادہ ارم سے پیار تھا میں پیار کی ساری ہی حد عبور کر چکا تھا لیکن مجھے ارم کی طرف سے ہمیشہ ہی شکایت رہتی کہ وہ مجھے اتنا پیار نہیں کررہی جتنا میں اس سے دیکھنا چاہتا ہوں۔

میں ارم کی اتنی عزت کرتا تھا کہ کبھی اس کو تم کہہ کر نہیں بلایا تھا میں اس کو فل ٹائم دیتا جب بھی وہ میسج کرتی میں فوراً اس کو جواب دیتا اگر کبھی وہ مصروف ہوتی تو میں اسے میسج کرتا کہ جلدی فارغ ہو جاؤ میں آپ کا انتظار کررہا ہوں۔

ہماری باتیں ہمیشہ ہوتی رہتی آخر چھٹیاں ہوگئیں اور میں گھر جا رہا تھا میں نے ایک بار پھر ارم سے درخواست کی کہ مجھے اپنی تصویر بھیج دو اس نے کہا ٹھیک ہے اس نے ای ایڈریس پر بھیجی اور کہا کہ جاذب اس بار آپ کو مل جائے گی۔

دوسرے دن میں صبح صبح ہی ٹی سی ایس آفس چلا گیا وہاں میرے دوست نے میرے نام کی ڈاک نکال کر مجھے دے دی میں نے جلدی سے سائن کئے اور لے کر باہر نکل آیا مجھے ارم کو دیکھنے کی اتنی جلدی تھی کہ میں نے چلتے چلتے لفافہ پھاڑا اور تھوڑی سی تصویر نکال کر دیکھی اور پھر اندر ڈال دی۔

ارم میری سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت تھی میں نے لیٹر کو چوما اور رکھ لیا پھر میں نے اپنی تصویر بھیجی جو ارم نے بتایا کہ مجھے مل گئی ہے ارم کہنے لگی جاذب آپ کی تصویر بہت ہی پیاری ہے۔

چند دنوں بعد میں نے ارم سے کہا کہ مجھے ہزار روپے بھیجو اس نے شام تک ہزار روپے بھیج دیے اور میں نے پیسے لیکر اس کا شکریہ ادا کیا اور گھر چلا گیا گھر آکر بھی میرا اس سے باتوں کا سلسلہ جاری رہا ہم چھوٹی چھوٹی بات پر ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے تھے ارم جب مجھ سے ناراض ہوتی تو میں اسے منانے کے لیے اس کے پاؤں تک پکڑ لیتا۔

لیکن جب میں ناراض ہوتا تو وہ ایک دو ایس ایم ایس کرتی اور اس کے بعد اس کا کوئی میسج نہ آتا مجھے مجبوراً اس سے راضی ہونا پڑتا۔

میں نے گھر جا کر بھی پڑھائی کی طرف دھیان نہ دیا بس اسی سے بات کرنے میں لگا رہتا بات کرنے کو ترستا رہتا اس سے پہلے میں نے کبھی کسی لڑکی سے پیار نہ کیا تھا شائد یہ میرا پہلا پیار تھا۔

یہ میری زندگی میں پہلا چانس تھا اسی لیے میں ارم سے سچا پیار کرنے لگا میرا اس کے بغیر جینا مشکل ہوگیا تھا میں اس سے کال پہ بات کرنے کے لیے اس کی منت سماجت کرتا رہتا۔

وقت کا پتہ ہی نہ چلا میں تین ماہ گھر میں گزار کر واپس کالج کیلیے تیار ہوا میں نے ارم کو

بتایا کہ میں اس بار ضرور تمہیں ملنے باغ آؤں گا
اس لیے میں تین دن پہلے ہی گھر سے نکل پڑا رات
کافی لیٹ ہوگیا ہمارا ہوسٹل شہر کے اندر ہی تھا۔

اس لیے مجھے کوئی مشکل نہ پیش آئی مجھے اس
سے ملنے کی خوشی اور جوش بھی تھا کہ مجھے تھکاوٹ
نہ محسوس ہوئی اتنا سفر کرنے کے باوجود بھی پوری
رات بے تابی سے گزار دی۔

صبح اٹھا نماز پڑھی اور باغ جانے کی تیاری
کرنے لگا میرا لگاتار ارم سے رابطہ تھا میں گاڑی
میں اور ارم بھی اپنے گھر سے روانہ ہوئی وہ بار بار
پوچھتی کہ جاذب کہاں پہنچے ہو اور میں اسے بتاتا
جاتا پھر چند گھنٹوں کے سفر کے بعد میں راولاکوٹ
سے باغ پہنچ گیا۔

پھر اس نے مجھے جگہوں کے نام بتانا شروع
کردیے پھر اس کی بتائی ہوئی جگہ پر میں پہنچنے سے
پہلے اسے میسج کی کہ آپ بھی سینٹر سے چھٹی لیکر آجاؤ
وہ کچھ دیر میں بس میں آئی۔

کچھ دیر بعد اس کا حسین چہرہ میری نظروں
کے سامنے تھا اس کی پیاری آنکھیں لہراتی زلفیں
گلابی ہونٹ اور خود بھی اتنی پیاری تھی کہ ایسے لگ
رہا تھا کہ دنیا کی سب سے پیاری لڑکی یہی ہی وہ
ایک بار تو مجھے یقین ہی نہ آیا کہ میں اتنی پیاری
لڑکی سے بات کرتا ہوں میں نے اس سے کہا کہ
آپ آگے چلیں میں آپ کے پیچھے آتا ہوں۔

تھوڑی دور جا کر ہم رک گئے مجھے کچھ بھی
نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں کیوں کہ زندگی میں پہلی
بار کسی لڑکی سے ملا تھا میں نے اس سے کہا چلیں
آپ کے گھر کی طرف چلتے ہیں وہ مان گئی میں اس
سے پیچھے وہ ضد کرتی کہ آپ آگے چلیں ہم باتیں
کرتے کرتے اس کے گھر کے قریب پہنچ گئے۔

میں اتنا خوش تھا کہ اس وقت کی خوشی مجھ
سے ناقابل بیان ہے ارم اپنا بیگ گھر رکھ
کر دوبارہ واپس آگئی وہ شاپ پر جانے کے
بہانے آئی تھی یوں پورا دن ہم نے ایک ساتھ
گزار دیا۔

شام کو جب واپس آنے لگا تو دل بہت
اداس تھا اور اوپر سے سردی بھی اتنی لگ رہی تھی
کہ مجبوراً نکلنا پڑا اور واپس آکر گاڑی میں بیٹھ
گیا۔

میرے سیل فون کی بیٹری بھی لو ہو رہی تھی
اور میں اپنے ہاسٹل آگیا میں نے ارم کو ہاتھ تک نہ
لگایا تھا کیوں کہ میں اس سے سچا پیار کرتا تھا میں
نے واپس آکر ارم سے پوچھا کہ ارم میں آپ کو
کیسا لگا ہوں اس نے کہا کہ جاذب میں نے آپ
کو ٹھیک طرح سے دیکھا ہی نہیں مجھے اتنا ڈر لگ رہا
تھا کہ بتا نہیں سکتی میں کانپ رہی تھی کیوں کہ زندگی
میں پہلی بار کسی لڑکے سے ملی تھی

قارئین یوں ایک بار پھر ہماری باتیں اور
کالز شروع ہوگئیں میں اس نے جنون کی حد تک
پیار کرتا تھا میں اس کی تعریفیں کرتا رہتا تھا۔

مجھ سے کال پر بات کرتے میں نے کبھی
اسے تم کہہ کر نہیں پکارا تھا لیکن بعض اوقات میں
اس سے اس طرح کی باتیں کرتا تھا۔

جس طرح کی شاید مجھے نہیں کرنی چاہئے
تھیں میں نے اسے پوچھا کہ میری باتیں آپ کو
کیسی لگتی ہیں اس نے کہا وہ باتوں سے کیا ہوتا ہے
جب وہ ناراض ہوتی تو میں کافی حد تک اسے
منانے میں کامیاب ہوتا کبھی کبھی تو مجھے اس کے
پیر پکڑنے پڑتے تھے ہماری باتیں دن رات ہوتی
رہتیں تھیں۔

ایک دن ارم نے کہا کہ جاذب یہ سم آپی کی
ہے وہ آئی ہوئی ہیں اور مجھ سے مانگ رہی تھیں
میں اسے دے رہی ہوں جب وہ چلی جائیں گی تو
میں لے کر بات کروں گی میں نے کہا کہ آپ ابو

سے کہو آپ کو سم لے دیں کہنے لگی میں کہتی ہوں کیا پتا لیکر دیں یا نہ پھر اس نے کہا کہ اپنا خیال رکھنا۔

میں نے کہا جب تک بات نہیں کرو گی کھانا نہیں کھاؤں گا پھر اس نے کہا نہیں جاذب پلیز میرے لیے کھا لینا۔

اس طرح ہمارا رابطہ ختم ہو گیا میں اس کا انتظار کرتا رہتا کہ وہ کب مجھ سے رابطہ کرے گی مجھے جو کوئی بھی رونگ نمبر آتا میں فوراً اسے ریسیو کر کے پوچھتا کہ کون ہیں۔

مجھے دن بدن اس کی یاد ستانے لگی میں خود کو اپنے کمرے میں بند کر کے خوب آنسو بہاتا تھا اور اپنے رب سے ہاتھ بلند کر کے کہتا اے رحیم مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے مجھے کیوں تڑپنا پڑ رہا ہے قارئین نہ ارم کا کوئی ایس ایم ایس نہ کوئی کال اس کا نمبر اس کی آپی کے پاس ہے جو وہ پک نہیں کرتی میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ مجھ سے ایسا کیوں کر رہی ہے آخر کب تک اس نے مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔

اس کا اس طرح مجھ سے غائب ہونا کیا ہے کیا وہ مجھ سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔

آخر میں نے کون سی غلطی کی تھی جو اس نے اس طرح مجھے دن رات تڑپایا کیا کروں کہاں جاؤں میں مر جاؤں گا۔

اگر اس نے مجھ سے رابطہ نہ کیا تو اگر وہ مجھے نہ ملی تو آخر میں اپنے دوست خرم شہزاد کے ذریعے میں جواب عرض کا سہارا لیا۔

تاکہ میں اپنے دکھ آپ کے سامنے پیش کر سکوں اور آپ کی طرف سے حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

کے ارم مجھ سے واپس رابطہ کرے گی یا نہیں پلیز ضرور بتائیں اگر اس نے نہ رابطہ کیا تو میں مر جاؤں گا میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا ارم

پلیز واپس آجاؤں میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں

قارئین اب میں آپ پر چھوڑتا ہوں بتائیے بتائیے ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے خرم بھائی کے نمبر پر ہی مجھے مشورہ دیں۔

میں کیا کروں وہ مجھ سے رابطہ کرے گی یا نہیں اگر اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے تو آخر ایسی کیا وجہ تھی مجھے آپ کی نہایت ہی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا

قارئین یہ ہے میرے دوست کی کہانی جاذب آج بھی اس لڑکی کے خیالوں میں کھویا رہتا ہے یہ سب دیکھ کر کس کا دل چاہے گا۔

میں پیار کروں کیا جاذب کسی لڑکی پہ اعتبار کرے گا دوسری طرف میں اپنی اسلامی بہنوں سے گزارش کرتا ہوں کبھی کسی لڑکے سے بات نہ کریں آپ اپنی محبت چاہت پیار صرف اپنے ہونے والے شوہر کے لیے ہی رکھیں۔

کیوں کہ حقیقت میں آپ کی اصل زندگی آپ کا شوہر ہی آپ کا سب کچھ ہے

مجھے پہلے کی طرح آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا آخر میں اس نظم کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں

....

نظم

کس پہ کریں بھروسہ کس پہ کریں اعتبار
دنیا بن گئی ہے اک سکہ کی مانند
اک طرف ہے یار تو دوسری طرف ہے غدار
چلاتے ہیں پینچو مدد کو جاتے ہیں پینچو مدد کو
پہنچنے پر کرتے ہیں فریب خنجر جسم کے پار
کس پہ کریں بھروسہ کس پہ کریں اعتبار
چلتے ہیں پھولوں پر دکھاتے ہیں کانٹوں پہ

بکی ہے آج کے زمانے کی یلغار
کس پہ کریں بھروسہ کس پہ کریں اعتبار
بناتے ہیں مہمان بلاتے ہیں پاس
بلا کر پاس کر دیتے ہیں چشم رعنائی کا شکار
کس پہ کریں بھروسہ کس پہ کریں اعتبار
کیا کریں کہاں جائیں کس کو کریں تلاش
ہر گلی میں ہر کوچے میں ہے راستہ ہی لوگوں کی
بھرمار
کس پہ کریں بھروسہ کس پہ کریں اعتبار
اب تو رہ گیا ہے اک خدا کا آسرا خرم
کہ معاف کر کے کرتا ہے نیکیوں میں شمار
کس پہ کریں بھروسہ اور کس پہ کریں اعتبار

خرم شہزاد، مغل آزاد کشمیر

خاموشی

عبادت۔ عبادت ہے بغیر محبت کے
ہیبت۔ ہیبت ہے بغیر سلطنت کے
قلعہ۔ قلعہ ہے بغیر دیوار کے
فتح یابی ہے بغیر ہتھیار کے
آرام ہے کراما کاتبین کا
قلعہ ہے مومنوں کا
شیوہ ہے عاجزوں کا

.....چاند بختی ذو گرانوالی

کھوئی ہوئی منزل

وہ لوریوں کی صدا کہاں ہے
گرہ میں تھی جو دعا کہاں ہے
چراغ بجھنے پہ آ گیا ہے
ہوا کو دیکھو ہوا کہاں ہے
یہ رات اتنی مہیب کیوں ہے
دیا کہاں وہ دعا کہاں ہے
ہمارے آنسو کہاں گرے ہیں
ہمارے غم کا صلہ کہاں ہے
جو کھو گئیں منزلیں کدھر ہیں
جو چھن گیا وہ راستہ کہاں ہے

☆ ....جبرائیل آفریدی۔ ناصر آباد

آنکھیں

جب بھی آتی ہیں خیالوں میں تمہاری آنکھیں
بھیگ جاتی ہیں کسی غم سے ہماری آنکھیں
ڈھل گئی شام اندھیرے نے قبائیں گاڑیں
سو گئی تھک کے تیرے ہجر کی ماری آنکھیں
تم میرے پاس نہیں پھر بھی تمہارا چہرہ
سوچتی رہتی ہیں درد کی ماری آنکھیں
سلسلہ ٹوٹ بھی سکتا تھا بصارت کا کبھی
تھام لیتی نہ اگر آنکھ تمہاری آنکھیں
ہم اسی آس پہ آنکھوں کو کھلا رکھتے ہیں
لوٹ آئیں نہ کسی روز تمہاری آنکھیں
گاتے گاتے ہمیں اک شخص کی یاد آتی ہے
بھیگ جاتی ہیں سر بزم ہماری آنکھیں
جانے کیا بات ہے دیکھتی رہتی ہیں مگر
میری آنکھوں کی طرف شہر کی ساری آنکھیں

(اسرار عمر) ....انیلا غزل

غزل

اپنے ہونٹوں پہ سجانا چاہتا ہوں
آ تجھے میں گنگنانا چاہتا ہوں

کوئی آنسو تیرے دامن پہ گرا کر
بوند کو موتی بنانا چاہتا ہوں
تھک گیا میں کرتے کرتے یاد تجھے
اب تجھے میں یاد آنا چاہتا ہوں
آخری ہچکی تیرے زانوں پہ آئے
موت بھی میں شاعرانہ چاہتا ہوں
پھول سے پیکر تو نکلے بے مروت
پتھروں کو آزمانا چاہتا ہوں
وہ گئی تھی کچھ کی رسوائیوں میں
پھر قتیل اس پہ جانا چاہتا ہوں

(قتیل شفائی) ....انیلا غزل

اجڑی ہوئی محبت

۔۔تحریر۔امداد علی عرف ندیم عباس03344774719

شہزادو بھائی۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان ۔ اجڑی ہوئی محبت رکھا ہے یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھی ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ بہت دیر میں ہوا جب وہ اپنے پیارے محبوب کو ملنے کی تمنا کھو بیٹھے تھے عباس دوبارہ نازیہ کا پیار ملنے پر بہت خوش تھا کہ اس نے جسے چاہا جسے پیار کیا اس کو دوبارہ حاصل کر لیا اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں

تیری محبت میں کیا کھویا کیا پایا ہے ہم نے
تیری بے رخی تیری بے وفائی اور یہ تنہائی
انعام پایا ہے ہم نے

قارئین میں جواب عرض کا رائٹر امداد علی عرف ندیم عباس تنہا اپنے ایک دوست کی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام عباس ہے اور میں اس وقت پاک فوج کی حفاظت کے لیے کشمیر کی خوب صورت وادی باغ میں ہوں اور اب آتا ہوں اپنی کہانی کی طرف ہمارے گھر میں کل پانچ افراد تھے۔

دو بھائی اور ایک بہن اور امی ابو ہمارا گھرانہ خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔

میرے ابو ایک فیکٹری میں کام کرتے تھے آج وہ اس دنیا فانی سے ہجرت کر گئے ہیں

آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالی ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں (آمین)

میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے سب گھر والے مجھ سے بہت محبت کرتے تھے

مجھے بہت زیادہ پیار ملا اپنوں کا جب میں پانچ سال کا ہوا تو ابو نے مجھے ایک پرائیویٹ سکول میں داخل کروا دیا ہم تینوں بہن بھائی اسی سکول میں پڑھتے تھے میری بہن نے پانچ کرنے کے بعد سکول چھوڑ دیا تھا

اور بڑا بھائی مجھ سے تین سال پہلے میٹرک کر چکا تھا میں ساتویں میں ہوا تو میری دوستی میری کلاس کی نازیہ سے ہوگئی ہم ایک ساتھ ہی سکول آتے اور ایک ساتھ ہی جاتے تھے ہم دونوں کے گھر بھی آمنے سامنے تھے اس لیے ہم اکثر ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے رہتے تھے

نازیہ کی فیملی میں اس کے علاوہ اس کا ایک بھائی عظمت تھا اور نازیہ کی بڑی باجی شازیہ بھی تھی میں اور نازیہ اکثر شازیہ باجی

سے ٹیوشن پڑھتے تھے ہماری دونوں فیملیوں میں ـ زیادہ آنا جانا تھا میٹرک کرنے کے بعد میں نے کالج میں داخلہ لیا تو ساتھ ہی نازیہ نے بھی لے لیا پھر ہم دونوں ایک ساتھ آتے جاتے ہماری دوستی کب پیار میں بدل گئی یہ تو ہمیں بھی پتا نہ چلا ہماری محبت میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا تھا اور ہماری محبت کے افسانے پوری کالونی میں مشہور ہوگئے مگر ہماری محبت پاک تھی نازیہ کی امی اور شازیہ باجی بھی مجھے بہت پیار کرتی تھیں

اکثر میں اور عظمت کرکٹ بھی کھیلتے تھے ایک دن ہم کرکٹ کھیل کر واپس آرہے تھے تو ایک دوست نورحسن نے شرارت کی کہ مجنوں صاحب آپ کی لیلیٰ کہاں ہے میں نے کہا کیا بکتے ہو کس کی بات کررہے ہو اس نے کہا کہ اپنے ہونے والے سالے کو ساتھ لے کر جارہے ہو اور پوچھتے ہو کس کی بات کررہا ہوں آپ کی لیلیٰ نازیہ اور کون۔

بہت پیاری لڑکی کو پھنسایا ہے تو نے اتنے میں عظمت حسن کو بہت غصہ آیا اس کے ہاتھ میں بیٹ تھا اس نے نورحسن کے سر پہ دے مارا اس کا سر پھٹ گیا ہم نے بڑی مشکل سے اس کو سنبھالا اور مقامی ہسپتال سے پٹی کروا کے اس کے گھر چھوڑا۔ پھر عظمت نے اس بات کو بہت اچھالا بات پھیلتی پھیلتی ہمارے گھر تک آ پہنچی پھر نازیہ پر پابندی لگ دی گئی اور اس کا گھر سے نکلنا بھی بند کردیا گیا۔

اب ہم دونوں ایک دوسرے کو بھی دیکھ سکتے تھے مگر بات نہیں کرسکتے تھے

یہ ہمارے لیے بہت بڑی اذیت تھی تقریباً ایک ماہ بعد ہی نازیہ ہمارے گھر آگئی اور مجھ سے لپٹ کر بہت روئی اس دن ہمارے گھر میں میرے علاوہ کوئی بھی نہ تھا اس دن ہم دونوں نے تقریباً ایک گھنٹہ بات کی اور پیار میں مرمٹنے والے وعدے کیے قسمیں کھائیں میرے ابو کی وفات کے بعد

میرے بڑے بھائی کو نوکری مل گئی اور بڑے بھائی کو ہماری چھوٹی بہن کرن کی بہت فکر تھی کرن کی منگنی بچپن سے ہی میرے کزن سے ہوگئی تھی۔ اور اسی کزن کی بہن سے میری بھی منگنی ہوئی تھی مگر میں تو نازیہ سے پیار کرتا تھا۔

عظمت کو کراچی میں جاب مل گئی اور وہ اپنے ماموں کے پاس کراچی چلا گیا میرا راستہ بالکل صاف ہوگیا تھا وہ مہینے میں ایک بار آتا اور دو دن رہ کر چلا جاتا تھا اس طرح مجھے اور نازیہ کو ملنے کا موقع مل جاتا ہم ملتے رہے ہماری محبت بڑھتی رہی۔

میری بہن کرن کی شادی ہوگئی تھی اور میرے گھر والوں نے بھی ضد کی کہ مجھے نازیہ کو بھول کر منگیتر سے شادی کرنا ہوگی مگر ابھی تو میرے بڑے بھائی کی شادی ہونی تھی۔

میں نے کہا کہ بھائی آپ اپنی فکر کریں جب میری باری آئے گی تو دیکھا جائے گا چھ ماہ بعد میرے بڑے بھائی کی شادی ہوگئی نازیہ نے کالج کے ساتھ ہی نرسنگ کا کورس شروع کردیا وہ وکیل بننا چاہتی تھی مگر اس کے ابو نے اسے نرسنگ کے کورس کے لیے کیسے راضی کیا پتا نہیں خیر وقت گزرتا گیا بھابی نے اپنا رنگ دکھانا شروع کردیا۔

کبھی امی سے بھی مجھ سے لڑائی جھگڑا اور پھر بھائی کو مجبور کیا کہ مجھے الگ گھر لے کر دے اصل وجہ تو یہ تھی کہ وہ ہمارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی مگر آج جب اس نے امی کو بہت بری طرح گالیاں دیں تو مجھ سے رہا نہ گیا میں نے بھی بہت برا بھلا کہا۔

تو بھائی نے مجھے گھر سے نکال دیا اور کہا کہ جاؤ چلے جاؤ کوئی کام کرو سارا دم کرکٹ اور نازیہ تیری زندگی میں ہے آج ابو کے بعد بھائی نے پہلی بار یہ احساس دلایا تھا کہ میں ان کے اوپر بوجھ

ہوں میں نے امی سے اجازت لی اور اپنی نازیہ کو مل کر کراچی چلا گیا چار ماہ ایک فیکٹری میں کام کرتا رہا پھر جب چھٹی آیا تو امی اور بھائی بہت خوش ہوئے مگر بھابی کا رویہ وہی تھا خیر میں نے سارے پیسے امی کو دیئے اور نازیہ کے لیے ایک گفٹ لایا تھا۔

اسے دیا ملا اور چار دن رہ کر واپس چلا گیا پھر جب دوبارہ چار ماہ بعد آیا تو میری دنیا ہی اجڑ چکی تھی نازیہ کے ابو کی سروس پوری ہوگئی تھی وہ لوگ یہ گھر بیچ کر دوسرے شہر میں شفٹ ہوگئے تھے ان کا ایڈریس لے کر میں ان کے گھر گیا دروازے پر مجھے میری جان نظر آئی ان کے گھر میں اور کوئی بھی نہ تھا کم سے کم ہم نے دو گھنٹے بات کی ہوگی۔

اور میں واپس جانے لگا تو نازیہ نے کہا کہ اب آپ گھر مت آنا میری نرسنگ کی کلاس کے بعد مجھے وہاں ہی مل لیا کرنا ہماری محبت پاک صاف تھی ہم نے کبھی بھی کوئی غلط کام نہ کیا تھا جس سے ہمیں کوئی پچھتاوا ہوتا محبت تو روح سے ہوتی ہے جسم سے نہیں یہاں پر ایک شعر جو مجھے نازیہ نے سنایا تھا

وہ اس انداز سے مجھ سے محبت چاہتا تھا
میرے ہر خواب پر اپنی حکومت چاہتا تھا
وہ کہتا ہے میں اس کی ضرورت بن چکا ہوں
تو گویا وہ مجھے حسب ضرورت چاہتا تھا

زندگی میرے ساتھ کیا کھیل کھیلنا چاہتی تھی یہ تو مجھے بھی نہیں پتا تھا۔

میرے بھائی اور امی نے میری شادی کی ضد کی کہ میں سکینہ سے شادی کرلوں مگر میں تو نازیہ سے پیار کرتا تھا پھر سکینہ سے شادی کیسے کرلوں میری زندگی میرے لیے عذاب بن گئی۔

اب تو نازیہ بھی دور ہوگئی تھی صبح شام اس کا دیدار ہوجاتا تھا مگر اب اس کے شہر جانا پڑتا ہے پینتیس کلو میٹر دور مگر پیار میں فاصلے نہیں ہوتے کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا شام کو جب گھر آیا تو میری آپی نظر آئی دیکھا تو خوش ہوگیا۔

شام کو کھانے کے بعد میری بہن نے کہا عباس میں تمہاری اکلوتی بہن ہوں آج تک میں نے تم سے کچھ نہیں مانگا مگر آج مانگتی ہوں تم وعدہ کرو انکار نہیں کروگے میں نے کہا تم مانگو تیرا بھائی اپنی جان بھی دے سکتا ہے بولو بہن کیا بات ہے۔

عباس رمضان کے گھر والے کہتے ہیں کہ رمضان سے ہو اپنی امانت لے جانے جلدی کرو ہم لوگ زیادہ انتظار نہیں کرسکتے عباس تمہیں سکینہ سے شادی کرنی ہوگی اگر تم نے انکار کیا تو رمضان نے دھمکی دی ہے کہ مجھے طلاق دے دیگا اور دوسری شادی کرے گا بھائی تیری بہن اور کچھ نہیں مانگتی بس میرا گھر اجڑنے سے بچالو میری بہن روتے روتے بار بار یہی کہتی رہی کہ میرا گھر اجڑنے سے بچالو بس تم ہاں کرلو شادی کا سارا خرچا ہم اٹھائیں گے۔

امی اور بھائی نے بھی یہی ضد کی کہ اب میرے پاس کوئی اور راستہ بھی نہ تھا اگر میں انکار کرتا تو میری بہن کا گھر برباد ہوتا اگر میں شادی کرتا تو خود برباد ہوتا میں بہت بڑی مشکل میں پھنس گیا تھا۔

اور نازیہ سے ملنے چلا گیا نازیہ کو سب کچھ بتایا پہلے تو نازیہ نے کہا کہ مجھے بھول جاؤ مگر پھر کہنے لگی کہ تم شادی کرو میں پھر بھی تمہاری ہی ہوں۔

اس وقت تم اپنی بہن کا گھر برباد ہونے سے بچالو اس طرح نا چاہتے ہوئے بھی مجھے شادی کرنا پڑی سکینہ سے میری شادی ہوئی تقریباً چھ ماہ بعد میری بہن ایک پیاری سی بچی اور دو بچے چھوڑ کر اس دنیا سے ہم سب کو روتا ہوا چھوڑ کر چلی گئی اللہ میری بہن کو جنت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

جس بہن کی خوشی کے لیے میں نے شادی کی اپنی محبت سے دور ہوا جس کو خوش رکھنے کے لیے میں دنیا کو ناراض کر سکتا تھا وہ پھر بھی ہم سب سے ناراض ہو کر چلی گئی میری اور نازیہ کی محبت کے بارے میں میں نے سکینہ کو پہلی رات ہی بتا دیا تھا سکینہ کی ملاقات بھی نازیہ سے کروائی ان دونوں کی دوستی ہوگئی ہے تو مجھے اب پتا چلا کہ نازیہ نے نرسنگ کا کورس ختم کر کے ایک ہاسپٹل میں نرس کی ڈیوٹی کر رہی تھی۔

نازیہ اب مجھ سے کم ملتی تھی میری شادی کو دو سال ہو گئے وہ ابھی کنواری تھی اور اس کے گھر والے بھی اب اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔

مگر وہ انکار کرتی رہی میں یہ سوچتا تھا کہ نازیہ میرے لیے انکار کر رہی ہے مگر حقیقت کچھ اور ہی تھی یہ تو بعد میں مجھے پتہ چلا جب میری بیوی ایک بچے کو جنم دے کر اس دنیا سے چلی گئی۔

کچھ دنوں بعد وہ بچہ بھی فوت ہو گیا جب نازیہ کو پتا چلا تو وہ افسوس کرنے بھی نہ آئی کچھ عرصے بعد میں گیا اور میں نے کہا نازیہ مجھ سے شادی کر لو گی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔

کہ میں تو ڈاکٹر وحید مراد سے شادی کرنے والی ہوں تم مجھے بھول جاؤ یہ سب نازیہ کے منہ سے سن کر مجھے اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا کہ نازیہ مجھے یہ جواب بھی دے سکتی ہے۔

دیکھو عباس میں اپنے گھر والوں سے بھی ناراض ہوں وہ میری شادی کسی اور سے کرتے ہیں مگر میں اور ڈاکٹر وحید ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور اگلے ماہ ہماری شادی ہے اب تم مجھے ملنے نہ آنا اور نہ ہی مجھے کسی بات پر مجبور کرنا میری زندگی سے نکل جاؤ۔

پلیز عباس مجھے بھول جاؤ، پھر میں اپنی اجڑی ہوئی محبت اور آنسو اور کچھ یادیں لیکر واپس آ گیا۔

میں نے اس شہر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا تھا اور آرمی میں بھرتی ہو گیا نازیہ کا اس طرح بدلنا مجھے سمجھ نہ آیا

وفا کی قدر آج بھی وہی ہے محسن
فقط مٹ چکے ہیں ٹوٹ کر چاہنے والے

مجھے اب ایک سوال پوچھنا تھا نازیہ سے کہ اگر اس کو مجھ سے محبت نہ تھی تو کیوں اتنے سال ڈرامہ کرتی رہی مجھ سے کیوں کھیلتی رہی میرے دل سے دوا کر کیوں

راہوں پر نظر رکھنا ہونٹوں پر دعا رکھنا
شاید آ جائے کوئی دروازہ کھلا رکھنا
احساس کی شمع کو یوں اس طرح جلا رکھنا
اپنی بھی خبر رکھنا اس کا بھی پتا رکھنا

ہمیشہ وقت ایک جیسا نہیں رہتا ڈاکٹر وحید نے نازیہ سے شادی تو کر لی مگر دو ماہ بعد ہی نازیہ کو طلاق ہو گئی نازیہ نے نا صرف میری محبت کو ٹھکرایا بلکہ اس کو قدرت والے نے وہ سزا دی کہ وہ کسی کو بھی نہیں کہہ سکتی تھی اور اس نے اپنے ماں باپ کی بھی نافرمانی کی تھی آخر کب تک ماں باپ جوان بیٹیوں کو گھر میں بٹھا کر رکھتے پھر انہوں نے نازیہ کی شادی عامر سے کرنے کو کہا اور نازیہ نے پھر انکار کر دیا۔

ایک بار اجڑنے کے بعد اس نے یہ سوچا تھا کہ وہ شادی نہیں کرے گی مگر نازیہ نے ایک ہسپتال میں پھر نوکری شروع کر دی بادی بخش ایک تجربہ کار ستر سال کا ڈاکٹر تھا اس نے نازیہ کو جب دی نازیہ کی زندگی بھی اجڑ گئی ڈاکٹر وحید مراد بھولی بھالی لڑکیوں کو اپنے ہسپتال میں نوکری دے کر ان کی عزت کو لوٹ لیتا تھا کئی لڑکیوں کی زندگی اس منحوس ڈاکٹر نے برباد کی تھی جن میں نازیہ بھی شامل تھی۔

جس نے عدالت میں جا کر اس کے اوپر کیس کر دیا اور پھر ان کی شادی بھی عدالت میں ہی ہوئی تھی

عدالت نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر وحید مراد نے نازیہ کو طلاق دی یا اس سے کوئی جسمانی زیادتی کی تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی اس طرح ان دونوں کی شادی ہوئی تھی آج دو سال بعد میں ان کے شہر گیا تو مجھے پتا چلا کہ عظمت کی شادی اس کی کزن روبی سے ہوئی ہے اور نازیہ کی بڑی بہن شازیہ کی شادی روبی کے بھائی فیضان سے ہوئی ہے اس طرح ان کی فیملی تھی اب نازیہ ہی بچ گئی تھی جو طلاق لینے کے بعد اس طرح بیٹھی ہوئی تھی۔

میں وہاں سے گزرا تو اس کے بھائی عظمت نے دیکھ لیا اور کہا عباس تم یہاں تمہاری فیملی تو گاؤں میں ہے میں نے کہا کہ مجھے شہر میں کوئی کام تھا اس لیے آیا ہوں چلو یار گھر چلتے ہیں۔

میں خوش ہو گیا بولا شازیہ باجی بھی آئی ہوئی ہیں چلو پرانی باتیں بھول جاؤ اور میرے ساتھ گھر چلو میں اس کے ساتھ گھر گیا کافی دیر انکل اور باجی سے باتیں ہوتی رہیں مگر میری نظر آج بھی نازیہ کو ہی تلاش کر رہی تھی اتنے میں نازیہ آئی اس نے نقاب کیا ہوا تھا میری بھی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔

اس نے مجھے نہیں پہچانا وہ اندر چلی گئی کچھ دیر بعد سب نے مجھے کھانا کھانے پر مجبور کیا میں نے کہا ایک شرط پہ کہ نازیہ چائے بنائے گی کھانے کے بعد نازیہ نے پہلی بار مجھے غور سے دیکھا اور بولی عباس تم تم تو آرمی میں چلے گئے تھے ہاں گیا تھا۔ مگر آرمی میں داڑھی نہیں ہوتی کیا پھر کھانا کھایا اور نازیہ کے ہاتھ کی چائے پی اور گھر جانے لگا کہ باجی نے پوچھا مسٹر مجنوں کیا اب بھی نازیہ سے پیار کرتے ہو یا نہیں میں نے کہا کہ نازیہ سے میں اب بھی پیار کرتا ہوں اور پوری زندگی ہی کرتا رہوں گا باجی نے مسکرا کر مجھے رخصت کیا۔

اب میرے پاس موبائل بھی تھا باجی نے میرا نمبر لے لیا شازیہ باجی نے نمبر لے کر کہا کہ کل ہم لوگ تمہارے گھر آئیں گے باجی نے مجھے یہ بات کال پر بتائی کہ آنے کی وجہ کیا تھی وہ یہ بات سب کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کل نو بجے شازیہ باجی اس کی امی اور عظمت ہمارے گھر آ گئے باجی نے کہا کہ اگر تم نازیہ سے آج بھی محبت کرتے ہو تو اسے راضی کر لو اور اس سے شادی کر لو وہ ہماری بات نہیں مانتی شاید تمہاری بات مان جائے پھر باجی نے مجھے کہا کہ تم ہمارے گھر جاؤ وہ گھر میں اکیلی ہے آج وہ چھٹی پہ ہے شام کو جب ہم گھر آئیں تو تم کو ایک ساتھ دیکھیں جس طرح پہلے ایک دوسرے سے چپکے رہتے تھے۔

اور ہاں اگر نازیہ نے انکار کر دیا تو تمہاری خیر نہیں اب جلدی جاؤ اور اس بات کا کسی کو بھی پتا نہ چلے یہ میرے اور تمہارے درمیان ہے بس عظمت بھی تم اپنی موٹر سائیکل لو اور جلدی جاؤ۔

پھر میں نے اس کے گھر کا رخ کیا آج میرے دل میں ایک خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی جب میں نے بل دی تو اس نے پوچھا کون میں نے کہا میری جان میں عباس ہوں اس نے دروازہ کھولا اور میں اندر چلا گیا وہ مجھ سے نظر نہیں ملا رہی تھی۔

بس روئے جا رہی تھی اور کہتی کہ عباس میں معافی کے قابل تو نہیں اگر ہو سکے تو معاف کر دینا اور گھر والے سب آپ کے گاؤں گئے ہوئے ہیں۔

میں مسکرا کر بولا ہاں جانتا ہوں اور مجھے شازیہ باجی نے ہی بھیجا ہے کہ میڈم کو راضی کرو شادی کے لیے کیا آپ مجھ سے شادی کرو گی۔

اس نے حیران ہو کر دیکھا اور روتی رہی پھر آ کر میرے گلے لگ گئی اور رونے لگی اور بولی عباس آج مجھے احساس ہوا ہے کہ تم مجھے سچی محبت کرتے

جو تم یہ شادی خوشی سے کرنے کے لیے تیار ہو تو میں نے جواب دیا میں خوشی سے کروں یا دکھ سے بس تم سے شادی کرنی ہے۔
تم راضی ہو یا نہیں، بولی شیطان میں راضی ہوں عباس اب تم خود ہی سمجھدار ہو میں ایک طلاق یافتہ ہوں سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا میں نے کہا اپنی بکواس بند کرو اور تیار ہو جاؤ اور تمہارے گھر آیا ہوں کوئی چائے کا نہیں پوچھو گی بولی اچھا جناب جو حکم میں ابھی لائی اور شام تک ہم لوگ باتیں کرتے رہے
۔
پھر باجی اور امی بھی آ گئیں لیکن عظمت ان کے ساتھ نہیں تھا میں نے پوچھا تو باجی بولی وہ بازار سے کچھ سودا لینے گیا ہے تم سناؤ میں نے کہا باجی نازیہ کل بھی میری تھی اور آج بھی میری ہی ہے بس اب تو آپ ہماری شادی کروا دو پر میری ایک شرط کہ نازیہ کوئی جاب نہیں کرے گی اگر منظور ہے تو میں ابھی شادی کو تیار ہوں پھر نازیہ بولی جناب اب اگر آپ حکم دو کہ نازیہ کھانا نہیں کھائے گی۔ تو میں قسم سے کھانا نہیں کھاؤں گی ایک بار تو آپ کو کھو دیا تھا اب نہیں کھونا چاہتی مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے پھر میری اور نازیہ کی شادی ہو گئی اب ہم دونوں بہت خوش ہیں اور خدا نے ایک پیاری سی بیٹی بھی عطا کی ہے میں آج بھی نازیہ سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی کل کرتا تھا۔
میری بیٹی کا نام سویرا ہے میں نازیہ اور سویرا بہت خوش ہیں اپنے گھر میں یہ تھی میری کہانی محبت میرا نصیب مجھے مل تو گیا مگر ملا دیر سے پر مل تو گیا اب میں بہت خوش ہوں
قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی امید ہے ضرور پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازیے گا اب اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں
میری محبت کی کیا آزمائش کرو گے
کیا جان سے بھی زیادہ فرمائش کرو گے
میری محبت ایک سمندر کے پانی کی طرح ہے۔ ایم
کیا سمندر کے پانی بھی پیمائش کرو گے

....

تیرے معصوم چہرے کے تقدس کی قسم
دل نے تو کیا روح نے بھی تم سے محبت کی ہے
......................امداد علی عرف ندیم

عباس تنہا

غزل

کیسے بھول گیا وہ ساتھ گزرے ہوئے دن
کہتا نہیں تھا دل اس کا میرے بن
دوستوں سے کہا کرتا تھا وہ بھی دکھی
یہ بھی کیا جی سکے گا میرے بن
مذاق بن جایا کرتا تھا وہ دوستوں میں
خود کو تنہا سمجھتا تھا وہ میرے بن
اسے صدا یاد آتی کیوں یادیں پن
تصور میں وہ باتیں کیا کرتا تھا
وہ موسموں کے بدلنے سے ڈرتا تھا
پر بہاروں میں مرجھا جایا کرتا تھا
اب آس ٹوٹ گئی اس کے آنے کی اظہر
لگتا ہے وہ جینا سیکھ گیا ہے میرے بن

....

غزل

نگاہوں کے سمندر میں ڈوبانا چاہتے ہیں ہم
ہمیں تم سے محبت ہے بتانا چاہتے ہیں ہم
ہمیں اچھی نہیں لگتی کسی موسم کی شادابی
تمہیں بس اپنی سانسوں میں بسانا چاہتے ہیں ہم
ہمارا گھر تو روشن ہے تمہارے نام سے لیکن
تمہارے نام سے جیون سجانا چاہتے ہیں ہم
ہمیں ہر حال میں تم سے عقیدت اور محبت ہے
تمہارے پاس آنے کا صرف بہانا چاہتے ہیں ہم

غزل

یہ عید تمہارے شہر میں بھی آئی ہوگی
بڑے ناز سے تو نے بھی منائی ہوگی
حسین ہاتھ پر مہندی لگائی ہوگی
نرم سی کلائی میں چوڑی سجائی ہوگی
ستارے بھی دیکھتے ہوں گے تمہیں صباحی
مانگ میں ریشن پاؤں میں پائل سجائی ہوگی
آنکھ میں کاجل بھی ڈالا ہوگا
رخسار پہ لالی بھی لگائی ہوگی
عجیب سی خوشی سے دل بھی دھڑکا ہوگا
کسی چاہنے والے نے جب عید مبارک بولا ہوگا
تو یک دم تجھے اظہر وکی کی یاد آئی ہوگی
اب کیسا رونا یہ تمہارا تم نے قسمت سے سمجھوتہ کیا ہوگا
.... اظہر سیف وکی ساحلی منڈی

غزل

چلو اب یہ نفرتیں ختم کرتے ہیں
چلو آج پھر سے محبت کرتے ہیں
چلو آج یہ اک نیا عہد کرتے ہیں
چلو پھر سے ایک دوسرے پہ مرتے ہیں
چلو پھر سے دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائیں
چلو پھر سے ایک دوسرے کے لئے آہیں بھرتے ہیں
کتنے ارمان تھے ہمارے آنگن میں
چلو پھر سے ان ارمانوں سے بھرتے ہیں
چلو اب کبھی کسی کی باتوں میں نہ آئیں گے
چلو اب خود پہ بھی ناصر اعتماد کرتے ہیں
☆ ——— ناصر علی-ساہیوال

غزل

اس کی آنکھوں میں محبت کا ستارہ ہو گا
ایک دن آئے گا وہ شخص ہمارا ہو گا
تم جہاں میرے لئے سیپیاں چنتی ہو گی
وہ کسی اور ہی دنیا کا کنارہ ہو گا
زندگی اب کے میرا نام نہ شامل کرنا

اجڑی ہوئی محبت

گر یہ طے ہے کبھی کھیل دوبارہ ہو گا
جن کے ہونے سے میری سانس چلا کرتی تھی
کس طرح اس کے بغیر پان گزارا ہو گا
☆ ——— رانی خان-پشاور

ایسی سزا نہ دینا

ری محبتوں میں ..... جبری محبتوں میں ..... میری محبتوں کو .....
فطری محبتوں کو ..... اصلی محبتوں کو ..... اس میں ملا نہ دینا .....
ایسی سزا نہ دینا ..... مجھ کو بھلا نہ دینا ..... مجھ کو گنوا نہ دینا
☆ ——— رانی خان-پشاور

دیر تک

لگتا نہیں کہ ساتھ نبھائے گا دیر تک
لیکن وہ مجھ کو بھول نہ پائے گا دیر تک
جو بھی قریب آئے گا اس کے اسے ضرور

وہ میری داستان سنائے گا دیر تک
ڈھونڈے گا وہ مجھے انہیں آنکھوں میں ایک دن
ڈھونڈے گا اور مجھ کو نہ پائے گا دیر تک
میں ساحلوں کی ریت پہ لکھوں گا اس کا نام
وہ پانی پہ میرا نقش بنائے گا دیر تک
کس حال میں ہوں اس سے بچھڑنے کے بعد میں
سن کر اسے یقین نہ آئے گا دیر تک
☆ ——— فرید علی نمی-سیت پور

بادِ صبا

اے بادِ صبا! ..... اے بادِ صبا! ..... اس کے شہر جائے جو تو اگر ..... تو میرے دل کا حال ..... چپکے سے ..... اس کے دل کے نہاں خانوں میں اتار دینا ..... میرے ہونٹوں کی وہ ان کہی باتیں ..... اس کی سماعتوں میں اتار دینا ..... میری آنکھوں کے وہ ٹوٹے ہوئے خواب ..... اس کی آنکھوں کو بخش دینا ..... بڑی ویران ہے اس دل کی نگری ..... تم بن ..... تو جا کے صرف اس سے کہنا ..... اور کہنا ..... میری جان! ..... کبھی بھولے سے مجھے یاد تو کر لینا
☆ ——— وارث آصف خان نیازی-واں بھچراں

وہ ہم سفر تھا میرا

تحریر۔ سائزہ وارم۔ جہلم

شہزادہ بھائی۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گی اور میں تمام قارئین کی شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔ وہ ہم سفر تھا میرا رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی مجبور عورت کی کہانی ہے جس نے اپنے شوہر کے پیار کے لیے اپنی زندگی برباد کر دی مگر اسے شوہر کا پیار نہ مل سکا۔ میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ آپ پر چھوڑتی ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

اکیس برس کی فاطمہ خوبصورت دوشیزہ تھی جس نے اپنے ماں باپ کی ہاں میں ہاں ملا کر شادی رچانی یہی سوچ کر کہ اسکے ماں باپ نے اسکے لئے بہترین انتخاب کیا ہے۔

ماں باپ تو اپنا فرض احسن طریقے سے سرانجام دیتے ہیں لیکن افسوس خوبصورت چیز اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی ایسے لوگ بے قدرے ہوتے ہیں جو قدر نہیں کرتے چھ ایسے ہی فاطمہ کے ساتھ ہوا خوبصورتی میں کمال تھی خوب سیرت میں بھی کم نہ تھی شادی کے دوسرے دن ہی اس پر وہی رسم و رواج شروع ہو گئے ابھی تک اس کے ہاتھوں کی مہندی نہیں اتری تھی کہ ساس سسر نے اپنا آپ دکھانا شروع کر دیا فاطمہ کی زندگی میں ایک احسن نامی شخص آیا تھا۔

جس نے فاطمہ کی قدر نہ کی شادی کے دس دن اس کے ساتھ رہا وہ بھی ایسے گزارے جیسے مجبوری کے طور پر اس کو رشتے میں باندھ دیا گیا ہو دس دن بعد ہی احسن کو پتا چلا کہ جیسے فاطمہ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ گئے ہوں لیکن اس نے صبر کا مظاہرہ کرنا ہی مناسب سمجھا دن گزرتے رہے فاطمہ ایک طرف تو بہن بھائیوں کی جدائی میں دوسری طرف شوہر کی بے وفائی میں ہر دن روتے روتے گزار دیتی تھی۔

مگر فاطمہ کا انتظار کبھی ختم نہ ہونے والا تھا دن بھر ساس کی روک ٹوک گھر کا سارا کام نوکروں کی طرح کرنا کبھی کھانا کھاتا اور کبھی بھوکے ہی سو جاتا خوبصورت فاطمہ ایک ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر رہ گئی۔

ایک بیوی کو شوہر کی توجہ وقت اور پیار چاہیے ہوتا ہے جب اس کو یہ سب نہ ملے تو ایسے میں وہ عورت ہی سمجھ سکتی ہے جس نے دسمبر کی سردراتیں تنہا گزاری ہوں جس نے ہر لمحے اپنے شوہر کو آواز

www.paksociety.com

کیوں کیا تو نے اتنا ظلم اپنی ذات پر مگر
کوئی اتنا برا تو نہیں ہوتا جتنا لوگ بنا دیتے ہیں

کیوں ایک شوہر بیوی کے جذبات کو نہیں سمجھتا ایک غیر عورت سے ہر تعلق استوار رکھ سکتا ہے مگر اپنی بیوی سے کیوں نہیں اپنی بیوی کو صرف اتنا دلا سہ دے دیتا کہ مجھے اپنے گھر والوں کے لیے پیسہ کمانا ہے میں نہیں آ سکتا کئی سالوں تک اپنی شکل بھی نہ دکھانا یہ کیسا پیار ہے کیسا رشتہ ہے۔

کیا ایسی مظلوم عورتیں صرف ظلم کی حقدار ہوتی ہیں کیا ان کے سینے میں دل نہیں ہوتا ان کے کوئی جذبات نہیں ہوتے کیا ان کا دل نہیں چاہتا کہ ان کا شوہر قدم قدم پر ان کے ساتھ ہو۔

کیسا کھوکھلا سا رشتہ بن جاتا ہے جب ایسے مرد عورتوں کی زندگی میں آتے ہیں آخر یہ سمجھتے کیوں نہیں یا پھر یہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں عورت تو عورت ہوتی ہے اور ایک ایسی عورت جو بے جان سی زندگی بسر کرتی ہے جب اس کی زندگی میں شوہر کا پیار ہی نہ ہو ایسا پیار جس کی وہ متلاشی ہو اور شوہر اسے اتنا حق ہی نہ دے اور اسے اتنا ہی کہہ دینا کہ تجھے چھوڑنا میری مجبوری ہے اور وہ ماں کیسی ماں ہے جو اپنے بیٹے کو اتنا مجبور کر دے کہ وہ اپنی شریک حیات سے منہ موڑ لے آخر وہ کیوں نہیں سمجھتی۔

کہ وہ بھی تو ایک عورت ہے قارئین میں نے جس عورت کی سٹوری لکھی ہے بہت ہی کم عمر ہے وہ آج بھی اپنے شوہر کی راہ دیکھ رہی ہے شادی کے دس دن ساتھ گزارے اور آج چار سال ہو گئے ہیں وہ انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی ہے کیا اس شخص کو اپنی بیوی کے جذبات واحساسات کا کوئی خیال نہیں وہ ہمسفر تو بن گیا پر شاید ہمنوا نہیں بن سکا۔

وہ سمجھا ہی نہیں اسے اپنے وجود کے علاوہ فاطمہ نظر ہی نہیں آئی اس کو شاید اپنے روپے پیسے کا مان ہے یہ مان ٹوٹ بھی تو جاتے ہیں خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے میں آخر میں اتنا ہی کہوں گی کہ بھائی احسن فاطمہ آج بھی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔

آپ بہت زیادتی کر رہے ہیں خدا کے لیے اس کو اس کا حق ضرور دیں کاش آپ یہ سب پڑھ کر خود کو بدل لیں

ہم سے بدل گیا وہ نگاہیں تو کیا ہوا
زندہ ہیں کتنے لوگ محبت کیے بغیر

....

جو میرا تھا وہ میرا ہی نہ ہو سکا مگر
ارے ہم نے کیا کیا نہ کیا اسے پانے کے لیے

آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی اللہ حافظ

....

غزل

تجھے اپنا بنا کے میں نے لکھی چاند پہ غزل
تھاما جو ہاتھ تو نے سرکا میرا آنچل
تاروں نے دی گواہی اور رات بھی تھی اپنی
مہکنے لگیں تھیں سانسیں اور کھلنے لگے کنول
دنیا میں گھر ہو میرا خواہش نہیں رہی
کتنا حسیں ہے میرا تیرے دل کا یہ محل
آنکھوں میں چمک آئی ہونٹوں پہ مسکراہٹ
ہونے لگے تھے ایسے جیسے نظر آ گئی منزل
قرطاس کی کشتی پہ پہنچے ہیں فوق تک ہم
ہم دنیا کی رسموں سے کرن ہو گئے ہیں مکمل

---------- کشور کرن

، پتوکی
کتنی خوشی دی ہے مجھے وہ اک مسیحا بن کر آ گیا
کس دلدل سے نکال کر میری زندگی پہ چھا گیا

کشور کرن کی شاعری

--- چتوکی ۔

غزل

تجھے اپنا بنا کے میں نے لکھی چاند پہ غزل
تھاما جو ہاتھ تو نے سر کا میرا آنچل
تاروں نے دی گواہی اور رات بھی تھی اپنی
مہکنے لگیں سانسیں اور کھلنے لگے کنول
دنیا میں گھر ہو میرا خواہش نہیں رہی
کتنا حسیں ہے میرا تیرے دل کا محل
آنکھوں میں چمک آئی ہونٹوں پہ مسکراہٹ
ہونے لگے سچ سپنے نظر آ گئی منزل
قرطاس کی کشتی پر پہنچے ہیں فوق تک ہم
دنیا کی رسموں سے کرن ہم ہو گئے ہیں شل

غزل

دستورِ زمانے کی ہم سے نگرانی نہیں ہوتی
ہر لفظ محبت کا کوئی کہانی نہیں ہوتی
انجام ملے ہم کو دنیا سے مخالفی میں
جھکنے کی اور ہم سے نادانی نہیں ہوتی
نہیں مانگتے کسی سے جاہ و جلال اب ہم
زمانے میں چھونک کر سلطانی نہیں ہوتی
پرامن حفاظت کا پہن کر جو ہم نکلے
ہم سب حق چلیں گے پریشانی نہیں ہوتی
پاپیادہ چل رہے ہیں منزل کے راستے پر
عہدِ وواثق پہ ہم سے یہ زبانی نہیں ہوتی
زمانے کی رنجشوں سے کرن اچاٹ ہوا ہے دل
یوں دل کے سرکشوں پہ ہم سے مہربانی نہیں ہوتی

غزل

رونے سے اے ناداں دل حالات بدلتے نہیں
چاہت میں جنوں دل کے جذبات بدلتے نہیں
چاہے اپنے بچھڑ جائیں چاہے چھوڑ دے یہ دنیا
دنیا کے رواجوں سے ہم تاثرات بدلتے نہیں
پہنچی ہیں کسی ذی پر کر لیں گے بسیرا ہم
دولت کے پوجاری نہیں عمارات بدلتے نہیں
کر لیں جب تہیہ ہم ڈٹ جاتے ہیں قولوں پہ
چاہے کٹ جائے سر تن سے ہم بات بدلتے نہیں
وقت ہوگا ہمارا بھی لڑتے ہیں حالاتوں سے
نہیں کھائیں گے ہم شکست
آلات بدلتے نہیں
ہم کچھ ہیں بتائیں پچھ
ایکی اپنا نہیں فطرت
کرن جو بھی ہیں سامنے ہیں ہم ذات بدلتے نہیں

غزل

وہ میرا نہیں ہے تو مجھے غم بھی نہیں ہیں
مگر اس زمانے کے غم کم بھی نہیں ہیں
ہو جائے وہ جس کا حق ہے یہ اسے جیون میں
مگر اپنے ان زخموں کے مرہم بھی نہیں ہیں
بنا جو نہیں میرا کسی اور کا کیا ہو گا
اس شخص میں چاہت کے مراسم بھی نہیں
روئے گا وہ بھی در در کھائے گا جب ٹھوکر
کرن اب ہم اسکے لیے مراسم بھی نہیں ہیں
کشور کرن چتوکی
....

کر دی۔

اور ساتھ ساتھ جواب عرض بھی پڑھتا رہا تھا پھر گجرات شہر کی ایک رہنے والی انجم نام کی لڑکی سے پیار ہو گیا یہ سلسلہ ہمارا دو سال چلتا رہا پھر نا جانے اس کے دل میں کون خوش نصیب بسیرا کر گیا

نصیب کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں
چاہنے والوں کو آنسو نصیب ہوتے ہیں
کون چاہتا ہے اپنوں سے دور ہونا انجم
بچھڑ جاتے ہیں جو دل کے قریب ہوتے ہیں.

اور ہماری محبت ادھوری رہ گئی۔

اس موضوع پر میں نے اپنی آپ بیتی لکھنی شروع کر دی جو کہ جواب عرض پڑھنے اور لکھنے والوں کی نظر میں کر رہا ہوں۔

مد نظر فرمائیں میں اپنی خالہ کو ملنے کے لیے اس کے گھر گجرات گیا وہاں میں تقریباً دو ماہ رہا بہت اچھا وقت گزرا تھا وہاں ایک گاؤں جس کا میں نام نہیں لکھنا چاہتا میری خالہ کے گھر کے قریب ایک ڈیرہ تھا اس ڈیرے پر دو بہنیں اپنے والد کو کھانا دینے آتی تھیں میں خالہ کے مکان کی چھت پہ بیٹھا بڑے مزے سے جواب عرض پڑھ رہا تھا۔

کہ اچانک میری نظر ان دونوں بہنوں پہ پڑی تو یوں لگا جیسے خدا نے سارا حسن ان کو ہی دے دیا ہو وہ اپنے والد کو کھانا کھلا کر واپس جا رہی تھیں میں نے رسالہ بند کیا اور ان دونوں حسن کی ملکہ کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ وہ اپنے گاؤں نہیں پہنچیں میرا دل اور آنکھیں انہیں دیکھتی ہی رہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ڈیرے پہ آتی جاتی رہیں اور میں ان دونوں میں سے ایک کا دیوانہ ہو گیا جس کا نام اے تھا اور گھر والے اسے پیار سے انجی کہتے تھے۔

اور میں دل ہی دل میں سوچتا کہ اب کیا کروں اور کیسے ان سے بات ہو گی اور میں اپنے پیار کا اظہار کیسے اپنی جان سے کروں گا۔

اور پھر اچانک دل نے کہا کہ کچھ لکھ کر ان کے راستے میں رکھ دے پھر میں نے یونہی کیا اور ایک خط لکھا جس کی تحریر یوں تھی

مائی ڈیئر اسلام علیکم

سدا پھولوں کی طرح مسکراتی رہو میں نے جب سے تم کو دیکھا ہے تمہارا ہی دیوانہ ہو گیا ہوں میں تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا میں تمہیں حد سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

پھول آپ کو دیکھ کر کھلا کریں اور بہار آپ سے پوچھ کر باغوں میں جایا کرے تم شبنم کی طرح پاک رہو آپ ہی میری زندگی ہو آپ ہی میری بندگی ہو میں تم کو حد سے زیادہ محبت کرتا ہوں میرے خیال میں ابھی تک کوئی بھی پیمانہ نہیں بنا جو میری محبت کی گہرائی کو ماپ سکے۔

پلیز انکار مت کرنا اور میرے خط کا جواب ضرور دینا میں انتظار کروں گا خط میں اپنا نمبر بھی لکھ دیا تھا فقط تمہارا اپنا شوکت علی دکھی خط میں نے ان کے رستے میں رکھ دیا اور خود ایک طرف ہو کر دیکھنے لگا جب وہ گزریں تو ان میں سے ایک نے خط اٹھا لیا میں دل میں بہت خوش ہوا کہ میری قسمت بھی جاگنے والی ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک دن میں اکیلا تھا خالہ جان شہر گئی تھیں۔

اچانک مجھے ایک اجنبی نمبر سے مس کال آئی نمبر دیکھتے ہی مجھے خیال آیا کہ یہ مس کال میری جان کی ہو گی تو میں نے بیک کال کی تو وہ واقعی میری جان اے کی تھی۔

پھر تقریباً آدھا گھنٹہ ہماری فون پہ بات ہوگئی وہ مجھ سے پوچھنے لگی کہ آپ کون ہو کیا کرتے ہو کہاں رہتے ہو تمہاری تعلیم کیا ہے شادی شدہ ہو میں نے پیار بھرے لفظوں میں کہا میری جان میں یہاں آپ کے گاؤں میں اپنی خالہ سے ملنے آیا ہوا ہوں میں غیر شادی شدہ ہوں اور تعلیم میری ایف اے ہے اور میرے والدین تو بہت کہتے ہیں کہ بیٹا شادی کرلو مگر میں انکار کر دیتا ہوں۔

بہت سارے رشتے ٹھکرائے ہیں میں اپنے والدین سے یہی کہتا ہوں کہ ابھی بہت وقت ہے شادی کا

غزل

میری زندگی کو اک نئی زندگی دی آپ نے

مجھے ہر خوشی دی آپ نے

میری سوچوں میں تھے بہت سارے چہرے

میری سوچوں کو ختم کر کے ایک بندگی دی آپ نے

برستی رہے سایہ پیار کی یہ رم جھم

چھیڑی ہے جو محبت کی جھڑی آپ نے

جو کرنے نہ تھے کبھی زندگی میں

وہ کام کر دیئے آپ نے

خدا کرے تیری سبھی چاہتیں ہوں پوری

پوری ہو ہر دعا جو بھی کی آپ نے

کیسے میں دیکھوں کسی اور کو

مجھ پر تو نظریں ہیں رکھی آپ نے ارے یار

ہم کہاں سے کہاں تک چلے گئے چھوڑو ان باتوں کو اور کوئی کام کی بات کرتے ہیں فون پر بات آدھا گھنٹہ ہوئی تو جان مجھ سے کہنے لگی کہ اب فون بند کرتے ہیں ہمارے ابو ای آ گئے ہیں۔

اور ساتھ میں چند مہمان بھی ہیں پھر میں نے بڑی بے دردی سے کال بند کی کیوں کہ اپنی جان کی کال بند کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔

کیوں کہ جو عاشق ہوتا ہے وہ اپنے محبوب کے بنا زندگی کیسے گزار سکتا ہے یہاں ایک شعر یاد آیا

نہ دن میں سکون ہے نہ رات اچھی لگتی ہے
بس تیرا خیال اور تیری بات اچھی لگتی ہے

ایک اور تنہائی کا شعر یاد آیا

کسی کو دردکی گہرائی مار ڈالے گی
بچھڑ کے محبت سے کوئی جی نہیں سکتا
جو بچ گیا اسے تنہائی مار ڈالے گی

ایک دن دونوں بہنیں ڈیرے پر آئی ہوئی تھیں موسم بڑا پیارا تھا ان کے والد گنے کے رس کا گڑ بنا رہے تھے میں چھت پر کھڑا دیکھتا رہا وہ بالکل پریوں کی ملکہ لگ رہی تھی۔

اچانک ان کی نظر مجھ پر پڑی تو وہ مجھے دیکھ کر ہنسنے لگیں میری نظریں تو ان پر جمی ہوئی تھیں کہ ان میں سے ایک تو میری جان ہے نا پھر وہ آدھا گھنٹہ مجھے دیکھتی رہیں میں بھی اسی جگہ پر کھڑا ان کو دیکھتا رہا پھر وہ اپنے گاؤں چل پڑیں میں کافی دیر ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئیں ایک دن میں گندم پسوانے ان کے گاؤں گیا تو میں نے وہاں کھڑا ہو کر اسے کال کر دی کہ جناب ہم تو آپ کے گاؤں آئے ہیں ذرا اپنا چاند جیا چہرہ تو دکھاؤ میری کال کرنے کی دیر تھی وہ بولی کہ چکی کے سامنے والے گھر میں مجھے دیکھنا میں کھڑا رہا وہ آئی اور میری طرف دیکھ کر آگے چلی گئی۔

میں کافی دیر دیکھتا رہا کہ ابھی نکلے گی مگر نا جانے وہ اندر کیا کرنے لگ گئی تھی میں بہت خوش تھا کہ اپنی جان کو دیدار ہوا ہے وہ بہت ہی پیاری تھی بالکل پریوں کی ملکہ لگتی تھی میرا جی چاہا کہ وہ آئے اور کوئی پیار بھری دو باتیں ہو جائیں۔

میں وہاں سے سیدھا چکی پہ آیا اور میں نے

رات میری ماں میرے او پر بیٹھی رہتی کہ میرا بیٹا ٹھیک ہو جائے ایک دن امی نے کہا کہ تو اپنی خالہ کے گھر میں ٹھیک رہتا ہے جا وہاں جا کر مل آ تو یہ سن کر میں بہت خوش ہوا جب میں اپنی جان سے ملا تو اس نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا ہے آپ اتنے کمزور کیوں ہو گئے ہو میں نے کہا کہ کچھ نہیں اس کے اصرار سے مجھے بتانا پڑا کہ مجھے آپ کی محبت نے ایسا کر دیا ہے وہ بولی کہ میرا بھی تمہارے بغیر یہی حال ہے۔

میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی میری جان میں قسم کھاتی ہوں آپ کے پیار کی کہ میں آپ کو کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑوں گی پھر ہم نے جینے مرنے کی قسمیں کھائیں میں نے بھی کہا کہ میں بھی ہمیشہ آپ کے ساتھ ہی ہوں اگر جیوں گا تو آپ کے ساتھ اگر مروں گا تو آپ کے لیے پھر ایک دن میری جان کہنے لگی جان انجم ہمارے گھر کے سامنے ایک خالی حویلی ہے آپ وہاں آ جانا میں آپ سے ملوں گی وہاں میں آپ کا ویٹ کروں گی۔

آپ ڈرنا مت میں نے خدا خدا کر کے دن گزارا اور رات ہوئی تو میں اس کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا رات کے نو بجے میں اس سنسان حویلی میں تھا تو ٹھیک دس منٹ میں میری جان بھی آ گئی اور مجھے ایسا لگا جیسے اس سنسان حویلی میں رونقیں ہی رونقیں لگ گئی ہوں اس نے آتے ہی مجھے سلام بلایا اور میں نے جواب دیا اور ہم ایک طرف بیٹھ گئے پیار بھری باتیں کرنے لگے اس نے مجھے کہا کہ شوکت علی صاحب مجھے زندگی میں کبھی بھی تنہا نہ چھوڑنا ہم نے ایک ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے اور قسمیں کھائیں ایک دوسرے کا ہمیشہ ساتھ دینے کی قسمیں کھائیں اور پھر وہ کہنے لگی کہ مجھے کبھی تنہا نہ چھوڑنا تیرے بغیر مر جاؤں گی۔

میں نے کہا کہ میں اپنی جان کو کبھی بھی اپنے جسم سے جدا نہیں کروں گا اسی طرح رات کے گیارہ بج گئے تھے پھر میری جان کہنے لگی کہ شوکت انجم صاحب جی اب میں چلتی ہوں کہیں ایسا نہ ہو گھر والے میرا پیچھا کریں اور پھر مجھے ایک خط دے کر چلی گئی میں نے گھر آ کر وہ خط پڑھا جس کی تحریر یوں تھی مائی ڈیئر شوکت انجم اسلام علیکم عرض یہ ہے کہ آپ زندگی میں مجھے کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑیں گے میں آپ کے بغیر مر جاؤں گی اب میرا جسم تمہاری امانت ہے تمہارے سوا جسم کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگانے گا خدا کیلیے مجھے پیار سے بڑھ کر پیار کرنا فقط تمہاری طلبگار راے میں خط پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ میری جان مجھ سے کتنا پیار کرتی ہے پھر میری امی کا فون آیا کہ بیٹا شوکت اب آ جاؤ گھر تمہاری طبیعت اب ٹھیک ہو چکی ہوگی پھر میں ایک دو دن وہاں رہا اور گھر آ گیا۔

پھر ہم دونوں کی فون پر ہی باتیں ہوتی تھیں گھنٹوں ہم دونوں لگے رہتے تھے پھر کچھ دن بعد ہی اس کا رویہ کچھ بدلنے لگا میں جب بھی کال کرتا تو ایک دو منٹ کی بات ہوتی اور وہ کال ڈراپ کر دیتی تھی اس کی اس حرکت سے میں بہت پریشان ہوا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے اب تو یہ حال تھا کہ ایک دو دن بعد مجھے کال کرتی تھی اس کے اس طرح کرنے سے مجھے غصہ آ گیا میں نے بھی اسے دو دن کال نہ کی جب میرا غصہ اتر گیا تو میں نے سوچا اپنی جان کی خیریت معلوم کر لوں کہ وہ مجھ سے کیوں ناراض ہے جب میں نے کال کی تو آگے سے اس کا نمبر بزی تھا تقریباً ایک گھنٹہ نمبر بزی رہا۔

میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور

میرے ہوش و حواس اڑ گئے کہ اتنی لمبی بات کس سے ہو رہی ہے کچھ دیر بعد میں نے پھر ملایا تو نمبر بند تھا اور دل ہی دل میں میں بہت پریشان ہو گیا کہ آخر یہ کون ہو سکتا ہے جس سے اتنی لمبی گفتگو ہو رہی تھی۔

پھر ایک دن میں اسے میسج کیا کہ آپ کا نمبر اکثر بند اور زیادہ تر مصروف کیوں رہتا ہے۔

اس کی دوسرے دن میسج ملا کہ میرا کزن جو بیرون ملک رہتا ہے اس سے ہوتی ہے بات اور ساتھ میں لکھا تھا کہ اب آپ مجھے بھول جاؤ ایک خواب سمجھ کر اپنی شادی کسی اچھی جگہ پر کر لینا اور مجھے ہمیشہ کے لیے بھول جانا خدا حافظ

یہ سب پڑھ کر میری جان نکلنے لگی کہ میرے ساتھ یہ کیوں ہوا ہے اور میں بے ہوش ہو کر گر گیا امی نے بہت مشکل سے مجھے بستر پر لٹایا اور ڈاکٹر کو بلایا ڈاکٹر نے مجھے انجکشن لگایا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں رونے لگا بہت رویا بہت رویا اتنا رویا کہ میرے آنسوؤں نے بھی جواب دے دیا۔

میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میری جان ایسا بھی کر سکتی ہے وہ تو مجھے کہتی تھی کہ میں تیرے بغیر مر جاؤں گی مگر اس نے ایسا کیوں کیا میرا جسم کانپ رہا تھا۔

میرا حلق سوکھ رہا تھا میں کیسے رہ سکتا تھا میں تصدیق کرنے کے لیے اٹھا اور ان کے گاؤں چلا گیا سیدھا ان کے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا تو میری جان نے ہی دروازہ کھولا اور مجھے یوں دیکھ کر پریشان ہو گئی اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔

وہ واپس اندر چلی گئی میں بھی اس کے پیچھے ہی چلا گیا گھر میں اس کی امی تھی میں نے جا کر اس کی امی کے آگے سر جھکایا اس نے پیار دیا اور پوچھا کہ بیٹا کیسے آئے ہو میں نے کہا کہ میرا دل کیا کہ چچا اور چچی کا حال ہی پوچھ آؤں اس لیے چلا آیا ہوں اتنی دیر میں اسے اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی میں بھی اس کے پیچھے ہی اس کے کمرے میں چلا گیا۔

اتنی دیر میں ہمسائی عورت آئی اور کہا کہ بہن آپ کو بھائی باہر ڈیرے پر بلا رہا ہے پھر اس کی امی نے کہا کہ میں جاتی ہوں اس نے اسے کہا کہ دودھ کا برتن لے کر آ جانا اس کے گھر والوں کو مجھ پہ شک وغیرہ نہیں تھا اس لیے مجھے اور اسے گھر میں اکیلا چھوڑ کر چلی گئی۔

اور اسے مجھ سے تنگ رہی تھی وہ اسے جو دن رات مجھ سے فون پہ بات کرتی تھی آج اپنے ہی گھر میں مجھ سے ڈر رہی تھی میں نے کہا کہ مجھے کس بات کی سزا دی ہے تم نے کیوں کی تھی مجھ سے محبت کس نے کہا تھا تجھے کہ تم مجھے پیار کرے کیوں چھوڑا مجھے تم نے کیوں کیے تھے وعدے کیوں کھائی تھیں قسمیں کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے کیوں خط میں لکھا تھا کہ میرا جسم تیری امانت ہے کیوں کہا تھا کہ میرے جسم کو کوئی بھی تیرے علاوہ ہاتھ نہیں لگائے گا کیا یہ سب کچھ جھوٹ تھا۔

کیا یہ سب کچھ دکھاوا تھا کہ کسی کی زندگی برباد ہو جائے تم نے پتا نہیں کیا کیا میں تیرے بارے میں کیا کچھ سوچ رہا تھا اسے تم کیوں کیا تھا پیار اسے تم نے میرے سارے سپنے ریزہ ریزہ کر دیے تم نے میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا ہے اسے تم نے مجھے اس جگہ لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ جہاں سے نہ میں آگے جا سکتا ہوں اور نہ ہی پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔

اسے تم مجھے ایک کنارے پر تو لگا دیتی میرا ساتھ کیوں چھوڑا آخر مجھے بتا تو سہی کہ میرا قصور کیا ہے میں تیری ہر خواہش کو پورا کروں گا۔

میں رو رو کر اپنی آہ و زاری بیان کر رہا تھا میری آنکھوں سے آنسو ساون کی برسات کی طرح

کہہ رہے تھے میں اپنے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر التجا کر رہا تھا جیسے کوئی مجرم کسی جج کے آگے اپنا حق مانگ رہا ہو میں بار بار یہ کہہ رہا تھا کہ اسے مجھے سہارا دو مجھے اس طرح تنہا مت چھوڑو مجھے سہارا دو پلیز۔

مگر وہ بے وفا چپ چاپ سب کچھ سنتی رہی میری حالت پاگلوں جیسی تھی رو رو کر اور بھی بری حالت ہوگئی میرا دل خون کے آنسو روتا رہا اس نے یہی کہا کہ شوکت مجھے بھول جاؤ مجھے دنیا کے سامنے بدنام مت کرو اور آج کے بعد مجھے ملنا بھی مت یہ ایک قیامت جیسا منظر تھا میں نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا اور وہاں سے اپنے شہر ساھیوال منڈی چلا آیا مجھے دنیا کی کوئی بھی خبر نہ تھی۔

میں اپنی بربادی کا جنازہ خود ہی اپنے کندھوں پر اٹھا کر جا رہا تھا گھر آتے ہی میں بستر پر لیٹ گیا اور پسینے سے بھیگ گیا تھا۔

میری امی آئی پوچھا بیٹا کیا بات ہے میں نے کہا کہ امی کچھ بھی نہیں میں ٹھیک ہوں بس ویسے ہی طبیعت خراب کی وجہ سے پسینہ آگیا ہے امی گئی اور ڈاکٹر سے دوائی لے آئی مجھے دوائی کھلا کر کہا کہ بیٹا آرام کرو میری امی کو پتا چل گیا تھا کہ اسے عشق کا روگ لگ گیا ہے وہ وعدے وہ قسمیں وہ قول قرار وایک دوسرے کے گلے لگ کر کیے تھے۔

سب ریت کی دیوار ثابت ہوئے ایک سیکنڈ میں سب گر گئے اور مجھے زندہ درگور کر دیا وہ پہلی ملاقات اور وہ سہانا موسم سب کچھ تباہ و برباد کر دیا تھا وہ نخرے وہ نزاکتیں ایک ویڈیو کی طرح میرے دماغ کی سکرین پر چل رہے تھے

مجھے روتا ہوا چھوڑ کر وہ شخص چلا گیا
جس نے میرے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی

پھر اس کی ایک سہیلی جس کا نام کے تھا اس کا نمبر میرے پاس تھا کیوں کہ اس نمبر سے اسے نے مجھے ایک دن کال کی تھی اس لیے وہ نمبر میرے پاس کئی دنوں سے سیو تھا کیوں کہ اسے کا نمبر تو بند ملتا اس لیے میں بھی کے کے نمبر پہ کال کر لیتا تھا۔

ایک دن اس نے مجھے صاف صاف بتا دیا کہ شوکت وہ لڑکی جھوٹی ہے اس نے تمہیں بہت بڑا دھوکہ دیا ہے وہ تمہیں اپنے جھوٹے پیار کے چکر میں ڈالتی رہی مگر وہ تو کسی اور سے پیار کرتی ہے۔

تم سے تو ڈرامہ کرتی رہی کہ میں تمہیں پیار کرتی ہوں مگر سب جھوٹ تھا وہ اپنے حسن پر بہت ناز کرتی ہے بہت ہی مغرور ہے وہ سچ تو یہ ہے کہ تم اسے بھول ہی جاؤ مجھے کے کی باتیں بھی جھوٹ لگ رہی تھیں مگر حقیقت تو یہی تھی وہ واقعی بے وفا نکلی۔

اس نے مجھے بہت بڑا دھوکہ دیا تھا وہ خود غرض ہی نکلی

تیری یاد آتے ہی نکل پڑتے ہیں آنسو
یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

میرا گلشن بہار آنے سے پہلے ہی اجڑ گیا تھا میرے دل کے پھولوں کی نرم پتیاں بکھر گئیں تھیں میں تو غموں کے سمندر میں ڈوب گیا تھا اور اسے کو میری کوئی بھی پروا نہ تھی اس نے میرے ساتھ سچی محبت ہی کب کی تھی میں پاگل تھا جو اس کی محبت کو دل میں بسا لیا تھا مجھے اتنی جلد بازی نہیں کرنی چاہئے تھی۔

میری خواہش میرے دل میں ہی رہ گئی تھی میری زندگی ایک عجیب موڑ پر آ کر ٹھہر گئی تھی مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

بس مجھے ایک شکوہ تھا اپنی جان اسے سے کہ اگر ہو مجھے چاہتی نہیں تھی تو کیوں مجھے اس راہ پہ

لا کر چھوڑا تھا موسم گزرتے گئے مگر اس کی یاد نہیں
بھولی تھی وقت گزرتا گیا اور میرے چہرے پر
اداسیوں کے نشان چھوڑتا گیا اسے کے ماضی کی
یادیں اور باتیں مجھے ڈھانپ گئی تھیں اس کا وجود
میرے اندر ہمیشہ رہتا میرے دل کا شیشہ گرد
آلود ہو چکا تھا۔

اور گرد سے کئی آئینے نمودار ہوتے تھے
میرے پاس دکھ درد غموں اور آہوں کے کئی
خزانے تھے جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے

ساڈوں لیا دھو کے چناں دے
بھولی صورت ویکھ کے بھل گئے آں
اعتبار وی کی نالے پیار وی کی
ہنجوآں پانی وانگوں ڈل گئے آں
دن رات جدائیاں وچ شوکت
جھلے تینا تو رل گئے آں
شیشہ دل والا توڑ لیا
برا جدوں وقت آیا تے منہ موڑ لیا

میں آج بھی اسکا نمبر ڈائل کرتا ہوں تو ایک
لڑکا بولتا ہے میں اس کی یاد میں دن رات آج بھی
تڑپتا ہوں اس نے آج تک میرا حال بھی نہیں
پوچھا میں اپنے قارئین سے دعا کرتا ہوں کہ جس
سے بھی دوستی کرو سوچ سمجھ کر کرنا۔
میری دعا ہے کہ کسی کے ساتھ اس طرح نہ
ہو جس طرح میرے ساتھ ہوا ہے
قارئین کیسی لگی میری کہانی پہلے میں شوکت علی
دکھی تھا مگر اسے پیار کرنے کے بعد میں شوکت
علی انجم ہو گیا ہوں اسی دن سے میں نے اپنی
زندگی اپنے کو ما اپنا نام بدل دیا تھا۔
مگر مجھے بدلنے والی نے خود کو نہیں بدلا
پیارے دوستو مجھے کوئی مشورہ دو میرا اپنا کوئی بھی
نہیں ہے آپ کا ساتھ جو ملا ہوا ہے مجھے اور کسی کا
ساتھ نہیں چاہیے کیوں کہ آپ دوستوں جیسا کوئی
ہو ہی نہیں سکتا یہ میری آپ بیتی کہانی ہے۔
مجھے اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیے گا
بہت سی ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ یہ شوکت علی
انجم آپ سے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہے
اللہ حافظ

ہمیں نہ ہی کوئی منزل ملی نہ ہی کوئی نشاں ملا
جو مجھے سمجھ سکے نہیں نہ کوئی ایسا مہرباں ملا

....

غزل

کسی کو کیا خبر کہ میں کس کو کس طرح یاد کرتا ہوں
آج بھی اس سے ملنے کی فریاد کرتا ہوں
دنیا نے تو جدا ناحق کر دیا دعا کرتا ہوں
پر میں تو آج بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں
دور تو وہ چلا گیا مجھ سے اتنی دور دکھی
جدائی بھی میرے مقدر میں بسر کرتا ہوں
موسم بہار کا آ گیا ہے وہ وقت آ گیا ہے
تیری یادیں تیرا وعدہ لوٹ آنے کی دعا کرتا ہوں
تنہائی کی رات میں ذکر تیرا دن رات کرتا ہوں
دکھی کسی کو کیا خبر میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں

....

اک حرف تسلی کا اک لفظ محبت کا
خود اپنے لیے اس نے لکھا تو بہت رویا
پہلے بھی شکستوں پہ کھائی تھی شکست اس نے
لیکن وہ میرے ہاتھوں ہارا تو بہت رویا
اتنا بھی آساں نہ تھا دکھی دے کر
گزر جانا دکھی
اگر جو سمندر میں دریا بھی بہت رویا
جو شخص نہیں رویا بھی پتی دھوپ میں

آج دیوار کے سائے میں بیٹھا تو بہت رویا

....

وہ خود بے وفائی کی تصویر بن گئی
کسی اور کے خوابوں کی تعبیر بن گئی
میں نے اس سے ایسے ہی مذاق مانگا تھا دل ہی
وہ شخص حقیقت میں میری تقدیر بن گئی
میرے سوا گزرتا نہ تھا اک پل بھی وہی
آج میں اس کے لیے حقیر بن گئی
وہ میری زندگی میں میری جنت میری جان
مجھے چھوڑ کر کسی اور کی جاگیر بن گئی

....

وہ پیار کا ثبوت دکھایا کرتی تھی
آنسو بہا کر ہمیں منایا کرتی تھی
یہ زندگی صرف تم سے وابستہ ہے وہی
اکثر یہ بات ہمیں بتایا کرتی تھی
اس کی باتوں میں کچھ ایسا اثر تھا
میں بارش کے بنا ہی بھیگ جایا کرتی تھی
سونے کی فرصت کسے تھی وہی
وہ ہمیں ساری رات جگایا کرتی تھی
بے چینی جب حد سے بڑھ جاتی تھی وہی
وہ ہمیں جی بھر کے گلے لگایا کرتی تھی
وہ وقتی محبت کرنے والی بدل گئی
وہ ہر رات قسم ہماری کھایا کرتی تھی
........اظہر سیف دکھی ساھیکی

منڈی

سانسوں کا دیں گے صدقہ اس کے دیدار کا
اک لمحے پیار کے آگے یہ جان کچھ بھی نہیں
ایسا نشہ ہے اس کی باتوں میں خمار کو
....نا معلوم

جانتے ہیں ہم تو نے غیروں کے سنگ ہو جانا
ہے۔ ہمارا کیا ہے ہم نے تو اپنوں میں بھی غیر ہیں
..............ماجدہ

غزل

مرحلے منزل عشق کے بڑے دشوار ہو گئے
جرم محبت میں ہم بھی سزاوار ہو گئے
جب منصب ہی خود تھے بھلا کیا انصاف کرتے
کل تک ہم پارسا تھے آج گنہگار ہو گئے
میری غربت ہی میری نفرت کا سبب بنی
جو امیر تھے ان کے تو خریدار ہو گئے
دولت کی چمک نے بھی عجب کمال دکھایا
جو بے وفا تھے وہ آج وفا دار ہو گئے
وہ مجھے چھوڑ کر کسی غیر سے جا ملے
جو رقیب تھے میرے رستے کی دیوار ہو گئے
ستم گر تو زندگی میں کبھی یہ بھی سوچا
ہم تیرے لیے کتنے مجبور و لاچار ہو گئے
زندگی کا سفر اب شاید کٹے گا کس طرح
زندگی کے راستے تو اب خار دار ہو گئے
احمد زیب خٹک۔ کرک

غزل

بن جاؤں گر کاتب تقدیر تو پہلا یہ کام کروں
سارے جہاں کی خوشیاں تیرے نام کروں
آنسو دکھ غم کیا ہوتے ہیں تو بھول جائے
بس میں جو ہوں ستارے تیرے نام کر دوں
تیرے ناز بھی اٹھاؤں تیرے نخرے بھی اٹھاؤں
اور خدمت کو میں بے پایاں تیرے نام کر دوں
بن نہ سکا کاتب تقدیر تو کیا ہوا
تیرا ہی عاشق ہوں اپنی بے نام سی محبت تیرے نام کر دوں

تیرے خیال کو کبھی دل سے جدا نہ کروں
تیرے بغیر گر کوئی تو میں سانس بھی لیا نہ کروں
جو تو ملا تو یہ مشورہ دیا دل نے
کہ اب خدا سے کوئی اور التجا نہ کروں
محبت کی راہوں میں دکھ تو دیا ہے قدم میں نے
اب یہ جان بھی چلی جائے تو گلہ نہ کروں
☆ ————رئیس صدام حسین ساحل۔ سٹی خان بیلہ

دکھ سکھ اپنے

۔۔تحریر۔ رفعت محمود۔ راولپنڈی 03005034313

شہزاد و بھائی۔
آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان ۔دکھ سکھ اپنے رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھا ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو۔ کا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پہ چھوڑتا ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

رابعہ کی موت کے بعد گھر میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اس کا پورا ہونا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔
اور ویسے بھی میں دوسری شادی کے حق میں نہیں تھا۔ اس طرح میری بچی تنہا رہ جاتی وہ خود تو یہی محسوس کرتی اس کی کوئی سگی بھی تو نہ تھی اور دوسری ماں ماں تو ہوتی نہیں سکتی۔ حسد اس کی مٹی میں بھرا ہوتا ہے عورت تو عورت ہی ہوتی ہے میں چاہوں تو زندگی گزارنے کے لیے ایک سے ایک جیون ساتھی تلاش کر سکتا ہوں عزت دولت شہرت سب میرے قدموں میں ہے لیکن ثریا کی خاموش نگاہیں مجھے اس بات سے منع کرتی ہیں میں اس دنیا میں ہونے والا ہر ستم ظلم دیکھ سکتا ہوں مگر اپنی بچی کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا اس کی آنکھوں کی اجنبیت مجھے خوف زدہ کر دیتی ہے ویسے یہ اجنبیت میرے بند کوٹھے میں امنڈ کر آتی ہے میرے کئی دوست کہتے ہیں عورت اور مرد ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں ایک پہیے سے گاڑی نہیں چل سکتی۔
خدا جانے ان کو میری ایک پہیے کی گاڑی کیوں نظر آتی ہے کیا میری ثریا اس گاڑی کا دوسرا پہیہ نہیں ہے جب پہلی بار میری ثریا سکول گئی تو اس کا چہرہ بہت ہی مظلوم سا نظر آ رہا تھا اسے لگ رہا تھا۔
جیسے کسی بکرے کے سامنے اس کے ساتھی ذبح کر دیئے گئے ہوں اور وہ قصائی کو دوبارہ چھری تیز کرتے دیکھ رہا ہو۔
اور وہ بے چارہ رسی تڑوانے کی کوشش کر رہا ہو ثریا نے مجھ سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی نہ میرے گلے میں بانہیں ڈالیں نہ یہ کہا ابو ہم سکول نہیں جائیں گے گلے میں چھوٹا سا بیگ لٹکائے پلکوں پر آنسوؤں کے موتی سجائے وہ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی دروازہ کھولتے وقت اس کے ہاتھوں میں لرزش تھی اس کے ہاتھوں کی لرزش نے مجھے پوری طرح جان سے کپکپا دیا تو ہماری ثریا آج پڑھنے جا رہی ہے میں نے۔

دھیرے سے کہا وہ چھوٹی بولی سامنے سکرین پر
انگلیوں سے لکیریں کھینچتی رہی شیشے پر کچھ دیر کے لیے
انگلیوں کے نشانات بنے رہتے۔
پھر تیز ہوا کا جھونکا آتا اور نشانات کو مٹا دیتا میں نے
چور نگاہوں سے اسے دیکھا وہ میری آنکھوں میں دیکھ
رہی تھی کیا بات ہے ثریا میں مسکرا کر بولا۔
ایسے کیا دیکھ رہی ہو وہ آہستہ سے بولی سکول میں امی
ہوتی امی، امی میری زبان لڑکھڑانے لگی۔
آج اسے امی کیسے یاد آ گئی سکول میں بہت سے بچوں
کی مائیں ہوتی ہیں نہیں ابو مجھے ایک ماں چاہئے وہ
مچل کر بولی ضد کرنے کی تو وہ شروع سے ہی عادی تھی
لیکن اس نے اس سے پہلے ایسی ضد کبھی نہ کی تھی اس
نے میرے گھٹنے پر ہاتھ رکھا اور سسکیاں لینے لگی یہ لمحہ
میرے لیے ناقابل برداشت تھا۔
میں نے اسے دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر اپنی گود
میں بٹھا لیا وہ سہمے ہوئے بچے کی طرح میری گود میں
سمٹ گئی میں تیری ماں کہاں سے لاؤں میرا ذہن سلگنے
لگا مجھے کیا پتا تو کتنی تنہا ہو جائے گی۔
اور پھر میں نے تو عہد کیا تھا کہ ہم دونوں عمر بھر اسی
طرح رہیں گے میں جانتا تھا وہ میری توجہ کسی اور
طرف نہیں کر رہی تھی ارے ثریا میں نے کہا تمہاری
بہت سی سہیلیاں ہیں سب وہ بالکل تمہارے جیسی ہی
ہوں گی ہوں وہ یکدم ہنس کر بولی میری بہت سی
سہیلیاں بن جائیں گی ابو یہاں تو میری کوئی بھی سہیلی
نہیں ہے۔
پھر وہ بچوں کی طرح میری گود سے اتر کر سیٹ پر بیٹھ
گئی اور سامنے سڑک پر نظر جما دی گاڑی تیزی سے
سکول کی طرف گامزن تھی واپسی پر وہ بہت خوش تھی
اس کے ہنس رہے ہوتے تھے۔
اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی شور مچا دیا ابو میں نے
سکول میں ایک لڑکی کائنات کو اپنی سہیلی بنا لیا ہے میں
ڈرائیور سے کہہ کر اسے گھر تک چھوڑ آئی ہوں
اس کی یہ بات سن کر میرا دل خوش ہونے کے بجائے
افسردہ سا ہو گیا۔
اس افسردگی کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا ہوا تھا
ایک دن وہ کپڑے بدل کر کمرے میں آئی تو میں نے
پوچھا آج تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔
وہ ابو کائنات ہے نا اس کی امی اور بھائی بھی ہے مجھے بھی
بھائی چاہئے وہ اداسی سے بولی ارے ثریا اگر تیرا
بھائی ہوتا تو پتا ہے کیا کرتا
کیا کرتا بتائیں، وہ تم سے لڑائی کرتا اور تمہیں مارتا اس
نے خوش ہوتے ہوئے کہا ابو اگر وہ مجھے مارتا تو میں
بھی اسے مارتی اور پھر ہم خوب لڑتے اور کتنا مزہ آتا
میں چپ چاپ کھانا کھانے لگا۔ اس کی اس بات کا
جواب میرے پاس نہیں تھا اگلے دن وہ اپنے ساتھ
ایک لڑکی اور ایک لڑکے کو لے آئی۔ لڑکی اس کی ہم عمر
تھی لڑکا اس سے بڑا تھا ثریا چہکتی ہوئی آئی ابو یہ
میری سہیلی کائنات ہے۔ اور یہ اس کا بھائی ہے
رضوان میرے اندر عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی سینے میں
کوئی چیز آئی اور اٹک کر رہ گئی آنکھوں میں بھی جلن
ہونے لگی وہ لڑکا اور لڑکی مجھے حقیر سے لگنے لگے میں
نے چڑی ہوئی نظروں سے ان کو دیکھا تو وہ سہم سے
گئے تو میں اپنی ثریا سے جل سا گیا پھر کچھ دیر بعد میں
نے اس کائنات کے سر پر ہاتھ رکھا اور دیر تک مسکراتا
رہا ایک عجیب سا تصور تھا اپنی بیٹی کی سہیلیوں سے حسد
کرنے کا پھر روز ثریا مجھے کائنات اور رضوان کی
باتیں بتاتی اس کی امی کی کہانیاں سناتی ایک دن میں
نے محسوس کیا کہ ثریا کچھ زیادہ ہی ان کی طرف مائل
ہونے لگی ہے ثریا میں نے پوچھا تمہیں اس کے ابو کیسے
لگتے ہیں ابو اس نے سوچتے ہوئے کہا ان کے ابو ویسے
ہی ہیں جیسے لوگوں کے ہوتے ہیں لیکن کائنات کی امی
کے بال بہت لمبے ہیں اور رضوان بھی میٹرک میں
پڑھتا ہے اس کی امی کہہ رہی تھی کہ رضوان بڑا ہو کر
ڈاکٹر بنے گا لیکن یہ تو چھوٹا سا ہے اس کے مریض اس

کی کیا بات سنیں گے جب بے چارہ انگلش لگ نے گا
تو اس کے ہاتھ جھٹک دیا کریں گے اور اب رات
بہت ہو گئی ہے خاموشی سے سو جاؤ صبح سکول بھی جانا
ہے میں نے ثریا سے کہا میری بات سن کر اس کے
چہرے پر اداسی پھیل گئی میرے پاس اس کا کوئی
حل نہ تھا جب بہت زیادہ مصروفیت پڑتی ہے تو انسان خود
بخود جھنجھلا جاتا ہے میرا اچھی سروس سے زیادہ وقت
ہو رہا تھا یہ انصاف کی بات ہے میری ثریا یوں
اس طرح پوچھنے اور میرے پاس سے جو چکی نہ
ہو سکے اور پھر یہ توقع کرے کہ مجھے غصہ بھی نہ آئے۔
میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ غائب تھی۔
شاید ناراض ہو گئی ہو میں دوسرے کمرے میں گیا تو وہ
ایک کونے میں سر دیئے ننھی سی آنکھوں پر ہاتھ رکھے
رو رہی تھی میں بے قرار ہو گیا اور تیزی سے اس کے
سامنے جھک گیا ارے یار میری ثریا کو کس نے مارا
ہے میں دونوں گھٹنوں پہ جھک سا گیا
اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا آنکھوں میں
وحشت سی وحشت تھی میں اور تو کچھ نہ کر سکا اسے گود
میں بٹھا کر چپ کروانے لگا۔
ہاں تو میری گڑیا کیا کہہ رہی تھی میں نے اسے کرسی پہ
بٹھاتے ہوئے کہا
آج تو میں بہت تھک گیا تھا اس لیے تم سے اس کی
پوری بات نہ سن سکا لیکن بیٹی وہ تو تم سے کافی بڑا ہے تم
اسے رضوان بھائی کیوں نہیں کہتی میری بات سن کر وہ
میرے گلے میں بانہیں ڈال کر رضوان اور کائنات کی
باتیں کرتی رہی
لیکن اس بار اس کی باتوں پہ مجھے مسکرانا پڑ رہا تھا کبھی
کبھی میرے کاروباری معاملات اس قدر زیادہ ہو
جاتے ہیں مجھے سر اٹھانے کی بھی فرصت نہیں ملتی ابھی
کچھ دن پہلے میرا منیجر فراڈ کر کے چلا گیا
اسے نا جانے زمین کھا گئی یا آسمان لے گیا پولیس بھی
اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی کاروبار میں کافی
نقصان ہوا تو میرے اوسان خطا ہو گئے کہ اتنی مدت
کی کمائی ہوئی رقم کوئی یوں فراڈ کر کے لے جائے تو
اس کی کمی پوری کرتے کرتے ایک مدت گزر جاتی ہے
میں اکثر مصروف رہنے لگا مجھے ثریا کی بے حد فکر ہوتی
تھی لیکن میں مطمئن تھا کہ وہ میری زندگی کا سرمایہ ہے
وہ اکثر رضوان اور کائنات کی دلدادہ ہے میں مرنے
کے بعد اسے جاہ و دولت دینا چاہتا ہوں
اسے تو اس قدر دولت کا مالک ہونا چاہیے کہ ساری
زندگی سکون سے گزار سکے یہی میری خواہش تھی جس
کے پورے ہونے پر میں سارا دن دفتر کی طرف بھاگ پڑا دن
رات کی محنت مجھے وقت سے پہلے بوڑھا کر رہی تھی
میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ چند لمحے اپنی بچی
سے بیٹھ کر سکون سے باتیں ہی کر سکوں سکون سے تو یہ
سب کچھ میں اسی کے لیے کر رہا ہوں۔
میں مہمانوں کی طرف سے گھر آتا اور پھر وہی کاروباری
الجھنیں ہوتی اس روز میں دفتر سے جلدی گھر واپس
آ گیا کچھ کاروباری نئے معاہدے ہونے تھے مجھے ان
کی تفصیل گھر بیٹھ کر تیار کرنی تھی۔
فائلوں کا ڈھیر جب میں نے میز پر رکھا تو میں یہ دیکھ
کر حیران رہ گیا کہ میری تصویریں بھی میں اتنا
خوبصورت بھی ہوا کرتا تھا میں نے تصویروں کو قریب
سے دیکھا ثریا میری انگلی پکڑے مسکرا رہی تھی میں
بہت دیر تک دیکھتا رہا میری آنکھیں درد کرنے لگیں
میری گڑیا اب بھی یونہی مسکراتی ہے کام کی زیادتی کی
وجہ سے اسے دیکھتے ہوئے ہفتے ہی گزر جاتے ہیں ثریا
میں نے زور سے آواز دی آج پھر جی چاہ رہا تھا کہ
ثریا کو اپنے پاس بٹھا کر جی بھر کے باتیں کروں لیکن
اب بھی اسی رضوان اور کائنات کی باتیں ہیں تو میں
اسے ڈانٹ دوں گا جی ابو میں اسے دیکھ کر حیران رہ
گیا کہ وہ پلکیں جھکائے سر پر دوپٹہ لیے میرے
سامنے کھڑی تھی
یہ وہ ثریا تو نہ تھی یہ تو بڑی ہو گئی تھی جی ابو آپ نے بلایا

ہے وہ دوبارہ بولی بیٹی وہ، وہ، میری زبان میرا ساتھ نہ دے رہی تھی تھوڑا سا پانی پلا دو، وہ بیٹا پتہ کب واپس مڑی تو میں ساکن ہی رہ گیا تو کیا واقعی ہی گڑیا جوان ہو گئی تھی۔

چلو اچھا ہی ہوا آخر اسے بڑا ہونا ہی تھا ویسے اب تو سمجھدار سی لگ رہی تھی۔

میں اب اپنا سب کچھ اس کے نام کردوں گا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے آرام کرنا چاہیے گریا بیٹی کا کیا ٹھیک چل رہا ہے نا میں نے اس سے گلاس لیتے ہوئے پوچھا جی ابو وہ آہستہ سے بولی آج کل کالج بند ہیں کیا میں نے پوچھا

بی اے کا امتحان دیا ہوا ہے ابھی تک رزلٹ نہیں آیا وہ سر جھکائے ہوئے بولی بہت خوب اب تم سمجھدار ہو گئی ہو نا وہ یونہی سعادت مندی سے پلکیں جھکائے کھڑی تھی میرا جی چاہ رہا تھا وہ میرے گلے میں بانہیں ڈال کر کہے ابو میں نے ایک نئی بنائی ہے اب میں بالکل بھی نہیں جلوں گا لیکن وہ تو بالکل ہی بدل گئی تھی مجھ سے دور کھڑی تھی اپنے ہاتھ مسل رہی تھی میرا چہرہ شدت اور جذبات سے تپ گیا میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اور یہ ابھی بولی جا رہی ہے کبھی یونہی مجھے تنہا چھوڑ کر چلی جائے گی نہیں نہیں میری بیٹی مجھے تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی میں نے اٹھارہ سال تنہائی کے کاٹے تب ساتھ دیا ہے تو صرف اس کا میری آنکھیں بھر آئیں آدمی بڑا ہو جائے تو برداشت کی طاقت ختم ہو جاتی ہے میں اب برداشت نہیں کر سکتا ابو آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا وہ مجھ سے پوچھنے لگی پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا میں اپنی بیٹی نہیں گنوا سکتا اس کو میں نے خون سے سینچا ہے میرا خون ضائع نہیں ہو سکتا یہی خون میری بچی کی رگوں میں دوڑ رہا ہے ابو میں جاؤں وہ دوبارہ بولی ہاں میں نے کل تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں جی ٹھیک ہے ابو جی، کیوں میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا بولو

ابو وہ کائنات ہے نا میری سہیلی وہ چپ ہو گئی تھی ہاں ہاں بولو کیا ہوا اسے میں نے ہنس کر کہا اس کی کل سالگرہ ہے اگر آپ اجازت دیں تو وہ کہتے کہتے پھر چپ ہو گئی تھی خدا کی پناہ کیا یہ وہی گڑیا تھی جو آج ڈر ڈر کے اجازت لے رہی تھی کہ کب تک وہ میرے گلے میں بانہیں ڈال کر کہتی تھی ہم جائیں گے۔

ابو ہم جائیں گے چلو میں خود تمہیں چھوڑ آؤں گا پھر دوسرے دن جب وہ گاڑی کے پاس گئی تو عجیب سی کیفیت میں تھی۔

میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے پاس آگیا آج اپنے ابو کو ڈرائیور بنائے گی میری بیٹی نہیں ابو رمضان کو آواز دے لیں میں اس بات پر کر چڑ سا گیا اور چپ چاپ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی وہ پچھلا گیٹ کھول کر بیٹھ گئی۔

کچھ عجیب سا احساس ہوا لیکن میں ساکت ہی رہا وہ اس کے گھر تک پہنچی نہ بولی اس نے یہ تک بھی نہ پوچھا کہ میں اس سے کیا بات کرنا چاہتا تھا

گاڑی میں بیٹھے بیٹھے میں نے یونہی اس محفل میں جھانکا رنگ برنگے آنچل قیمتی ملبوسات اور ان سب سے الگ میری نگاہ اس نوجوان پر پڑی۔

جو درخت کے نیچے کھڑا تھا اداس اور کربناک نگاہیں گیٹ پر مرکوز تھیں چہرے پر انتظار کی جھلک تھی پھر گڑیا اترتے ہی اس کی نگاہیں چمک اٹھیں۔

وہ پلٹ کر فوراً اندر چلا گیا پتا نہیں گڑیا نے اسے دیکھا یا نہیں البتہ میں تو پاگل ہو گیا میری گڑیا کو کوئی یوں اپنائیت سے دیکھے اور میں برداشت کروں واپسی پر بھی میں ہی اسے لینے آیا تھا۔

گیٹ پر چوکیدار کھڑا تھا میں اس سے بات کرنے کی سوچ ہی رہا تھا

کہ گڑیا نظر آ گئی وہ میری آمد سے بے خبر تھی پھر میں نے دیکھا ایک خوبصورت تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

گڑیا اسے دیکھ کر رک گئی وہ دونوں باتوں میں مسکرائے جا رہے تھے اور نوجوان نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام رکھے تھے اس کی نگاہوں میں بے شمار شمعیں جل رہی تھیں وہ ہولے ہولے سے کچھ کہہ رہے تھے۔

اس سے زیادہ میں برداشت نہ کر سکا میں نے زور سے ہارن بجایا۔

تو وہ چونک گئی اس کا رنگ فق ہو گیا اور نعش کی طرح سفید چہرہ لیے وہ میرے پاس آ گئی۔

میری نگاہیں شعلے برسا رہی تھیں آگے آؤ میں نے زور سے پکارا میری آواز کی تختی میرے اپنے لیے بھی نئی تھی۔

خوف زدہ ہو کر وہ آگے بیٹھ گئی وہ کپکپا رہی تھی میرا دل چاہا کہ اسے سینے سے لگا کر اتنی دور چلا جاؤں کہ کوئی بھی اسے نہ دیکھے۔

کون تھا یہ میں نے بڑی دیر بعد اس سے پوچھا ڈاکٹر رضوان تھا اس کی آواز لرز رہی تھی۔

ہوں، یہ کیا طریقہ ہے میں نے کہا، یہ سن کر وہ سرخ ہو گئی تھی اس کی انگلیاں لرز رہی تھیں خوف زدہ بچے کی طرح اس نے گردن جھکالی ان ہاتھوں کی لرزش نے مجھے کپکپا کے رکھ دیا تھا وہ بولی کچھ نہیں سامنے کی طرف دیکھتی رہی۔

میں نے چور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف نہیں نیچے دیکھ رہی تھی۔

اس کی گردن بوجھ سے جھکی ہوئی تھی کیا ہوا ہے بیٹی میں ہار مان کر بولا اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا منہ چھپا لیا۔

اس کے سسکنے کی آواز نے مجھے پاش پاش کر دیا تھا اس کے کندھے جھٹکے کھا رہے تھے۔

میرا دل چاہا وہ آج بھی میری گود میں سر رکھ کر روئے آخر میں اس کا باپ ہوں وہ یونہی روتی رہی میں نے آہستہ سے اس کا سر اٹھایا اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

نگاہوں میں بے پناہ خوف تھا میں بھول گیا تھا کہ لڑکیاں دشمن بھی ہوتی ہیں وہ بے ساختہ میرے کندھوں پر سر رکھ کر روتی رہی

مگر اب وہ بڑی ہو گئی تھی۔

اسے اب ایسے نہیں رونا چاہئے تھا اسے گھر اتار کر میں واپس دفتر چلا گیا چند ماہ بعد میں نے گڑیا کی شادی ڈاکٹر رضوان سے کر دی اسی میں اس کی اور میری خوشی تھی گڑیا کی شادی کے بعد میں تنہا رہ گیا تھا۔

گھر کاٹ کھانے کو آتا میں نے کافی سوچ کے بعد روزینہ سے شادی کر لی روزینہ ایک اچھی بیوی ثابت ہوئی اس نے میری ساری تنہائی دور کر دی جو گڑیا کے جانے کے بعد مجھے ملی تھی

قارئین کیسی لگی میری کہانی آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا

....

غزل

تو آج اے میری جان من
تجھے سانسوں میں بسا لوں گا
تجھے بانہوں میں چھپا لوں گا
تیرے خوابوں کو تعبیر بنا دوں گا
تو آجا اے میری جان من
تو میرے خوابوں کی پہچان ہے
تو میری زندگی کا ارمان ہے
تیرے حسن کا طوفان ہے
تو میرے نام کی پہچان ہے
تو آجا اے میری جان من

شعر

اس نے انجان بن کر اپنے دل سے گرا دیا
ہم اس کی چاہت میں اپنا سب کچھ گنوا دیا

.... نام نہیں لکھا، نامعلوم

میں محبت غم اور مسکان

تحریر۔ فرزانہ سرور

شہزادہ بھائی۔

آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوئی ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گی اور میں تمام قارئین کی شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔ میں محبت غم اور مسکان رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھا ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں یہ آپ پر چھوڑتی ہوں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میں اپنے گھر کی چھت پر اپنا ٹیسٹ کرنے چڑھا تو ساتھ والے گھر میں نظر پڑی وہاں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی بیٹھی پیاز کاٹ رہی تھی۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا جب اس کی نظر پڑی تو دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اور میں بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیا میرے ہاتھ کی انگلیوں میں خارش سی ہونے لگی میں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے ذرا انگلیوں کو ہلایا وہ مجھے دیکھ کر مسکراتی رہی میں تو اس کی خوبصورت مسکراہٹ میں ہی کھویا رہا اس کی ہنسی میں جانے کیسا جادو تھا کہ میں پہلی بار کسی لڑکی کو دیکھ کے چار ہاتھ پھر میں اسے جی بھر کے دیکھنے کے بعد چھت سے اتر آیا پھر تو یہ میرا معمول بن گیا میں روز بہانے بہانے سے چھت پر جاتا اور اس حسینہ کو دیکھتا اور وہ بھی مجھے دیکھ کر مسکراتی رہتی تھی پھر میں نے اسے ایک لیٹر لکھا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ خط اسے دوں کیسے کسی طرح میں نے خط اپنی جیب میں ہی رکھا اور اور سکول کے لیے چل پڑا دیکھا تو وہ حسینہ بھی اپنے سکول جا رہی تھی میں نے اس کے پاس آ کر وہ کاغذ پیچھے پھینک دیا تو اس نے اٹھایا میں نے خط میں لکھا تھا میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو اگر میں بھی تمہیں اچھا لگتا ہوں تو ٹھیک ہے اگر پیار کرنا ہے تو بتا دینا اگر نہیں تو تمہاری مرضی مجھے یہ دو چار لائنیں یاد تھیں اور ڈر بھی رہا تھا اگر اس نے انکار کر دیا تو میرا کیا ہوگا

میں کیا کروں گا رات ہوئی اس پریشانی میں، میں ڈر بھی رہا تھا نیند بھی نہ آ رہی تھی شاعری اس بات پر مجھے چند لفظ شاعری کے یاد آنے جیسے یہی کہانی ہو

نہ نیند آئے نہ خواب آئے
ہم رات یونہی گزار آئے
نہ بات کی نہ جواب آئے
ہم سوال سارے کر آئے
عجب نگاہیں تھی اجنبی کی۔

جیسے صحرا گھوم آئے
ہنسنے کا انداز تھا ایسا
جیسے کہیں پھول مسکائے
پل دو پل میں دیکھو
ہم اپنا آپ ہی بھول آئے
پھر انتظار ختم ہوا اس نے بھی ایسا ہی خط دیا جس کی تحریر
کچھ یوں تھی میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں۔
مجھے تم بہت اچھے لگتے ہو مگر میں بتا نہ سکی ہم ایسا کریں
گے رات کو چھت پہ ملیں گے میں نے جب پڑھا تو
میری خوشی کی انتہا نہ رہی مجھے یقین نہ آ رہا تھا کہ جیسے
میں نے کوئی فلم دیکھی ہو میں نے اس کی نقل کی تھی
ورنہ مجھے ایسی باتوں کا کوئی علم نہ تھا پھر رات ہوئی مجھے
لگا جیسے وہ چھت پہ آ گئی ہو میں چھپکے سے گیا تو وہ سچ
میں وہاں موجود تھی اس رات ہم نے کوئی زیادہ باتیں
تو نہ کیں مگر ایک دوسرے کو جان گئے تھے زنیرہ نام تھا
اس کا اس کی طرح خوبصورت پھر وہ چلی گئی اور میں
نیچے آ گیا مجھے خوشی کے مارے نیند نہ آ رہی تھی ایک
عجیب سی کیفیت اس سے پہلے تو میں لڑکیوں کو دیکھ کر
ہی شرما جاتا تھا اگر راستے میں چل رہا ہوتا تو کوئی لڑکی
آ جاتی تو میں راستہ بدل لیتا وہ تھی ہی بہت خوبصورت
یا مجھے ہی اس میں سارا حسن دکھائی دیا تھا اس کا رنگ
گورا جیسے چاندی چمک رہی ہو، ہونٹ سرخ گلاب کی
طرح ناک لمبی اور آنکھیں موٹی موٹی لمبے لمبے کالے
سیاہ بال جو کمر سے نیچے لٹک رہے تھے میرے تو ہوش
ہی گم تھے آج تک اسے بلکہ کسی بھی لڑکی کو غور سے نہ
دیکھا مگر آج اسے غور سے دیکھا تو جینے کی تمنا ہونے
لگی اب تو مجھ سے کوئی بات بھی نہ ہو پا رہی تھی وہی
بول رہی تھی۔
اور میں سن رہا تھا اور اب اس ملنے کے بعد کھو سا گیا
اس کے حسن میں اس کی یاد میں
تمہارے حسن سے رہتی ہے ہم کلام نظر
تمہاری یاد سے دل ہم کلام رہتا ہے

رہی فراغت ہجر تو ہو رہے گا طے
تمہاری چاہ کا جو جو مکام رہتا ہے
پھر ہم ہر روز چھت پہ ملتے تھے ہمارے خطوں نے ہم
کو بہت قریب کر دیا تھا میرے اور زنیرہ کے گھر کے
درمیان میں صرف ایک ہی دیوار کا فاصلہ تھا ہم آسانی
سے مل لیتے تھے بلکہ ساری ساری رات بیٹھے رہتے
اور باتیں کرتے رہتے تھے وہ میری طرح شرمیلی نہ تھی
بلکہ وہ تو سب کچھ جانتی تھی اسے ہر بات کرنے کا
طریقہ تھا وہ ایسی ایسی باتیں کرتی کہ میں حیران رہ
جاتا تھا اور مسکراتا رہتا تھا میری عمر اس وقت سولہ اور
اس کی چودہ سال تھی پھر بھی وہ مجھ سے زیادہ سمجھدار تھی
یہ سب فلمیں دیکھنے کا نتیجہ تھا ہم اتنا قریب آ گئے میں تو
بات کرنے سے بھی گھبرا جاتا تھا۔
کہ کیا بات کروں سچ بات تو یہ تھی کہ میں محبت کے نام
سے بھی واقف نہ تھا بس اس کی ہنسی اچھی لگتی تھی اسے
قریب سے دیکھنا چاہتا تو میں نے کہا جیسے فلم میں لڑکی
لڑکا ایک دوسرے کو خط میں لکھ دیتے ہیں میں بھی کہہ
دیتا ہوں پھر اسی طرح زنیرہ سے روز ملنے کو دل کرتا
اس طرح کے جیسے اور کوئی کام ہے ہی نہیں پہلے میں
ٹھیک پڑھتا تھا مگر اب کتابوں کو دیکھنے کو دل نہ کرتا تھا
سکول میں مار بھی پڑنے لگی تھی اور گھر میں ابو بھی مارتا
تھا میں مار کے ڈر سے اگر پڑھنے لگ بھی جاتا تو سبق
یاد ہی نہ ہوتا تھا بس زنیرہ کا چہرہ آنکھوں کے آگے
آ جاتا تھا اور کبھی اس کی ہنسی کی آواز میرے کانوں
میں گونجتی مجھے ہر وقت زنیرہ کا خیال رہتا تھا۔
اس سے ملنے کو دل کرتا رہتا میں گلی میں سارا سارا دن
گزارا رہتا کہ زنیرہ آئے اور میں اسے دیکھوں کبھی
کبھی وہ نظر آ جاتی اور کبھی میں اسے دیکھنے کے لیے
چھت پر چڑھ جاتا مجھے خود حیرانگی ہوتی اپنی حالت پر
کہ مجھے کیا ہو گیا ہے یہ کیسی بے چینی سی تھی مجھے اس
بات پہ ایک شعر یاد آیا ہے
ہم نے ہر سانس محبت پہ فدا کی ہے

ہر دعا میں تیری چاہت کی التجا کی ہے
تم کیا کرو گے محبت کی انتہا
ہم نے تو ابتدا ہی انتہا کی ہے

ہم رات کو بہت دیر تک چھت پر بیٹھے رہتے کسی کو پتا نہ ہوتا وہ میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہتی تھی۔
اور میں بہت سکون سے لیٹا رہتا اس کی گود کی نرمی کو محسوس کرتا رہتا بہت سکون تھا اس کی قربت میں وہ کہتی ساغر جب تک میں تم سے مل نہ لوں مجھے سکون نہیں ملتا وہ باتیں کرتی رہتی اور میں سنتا رہتا پھر ایک دن ذنیرہ میری بڑی باجی کے پاس ٹیوشن پڑھنے آگئی۔
میری تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔
کہ اب ذنیرہ کو دن میں بھی دیدار ہوا کرے گا اس دن میں بالکل بھی باہر نہ گیا تھا امی نے کہا ساغر کیا بات ہے آج تم باہر نہیں جا رہے پہلے تو دوست بھی گھر نظر نہ آتے تھے اب میں کیا کہتا میں ہنستا رہا ذنیرہ بار بار میری طرف دیکھ رہی تھی۔
اور ہلکا سا مسکرا بھی رہی تھی کچھ ہی دنوں میں میرے گھر والوں کو پتا چل گیا کہ ساغر اور ذنیرہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں امی نے مجھے سمجھایا مگر میں کہاں سمجھنے والا تھا میری تو روح ہی ذنیرہ میں تھی میری ہر سانس اب ذنیرہ کا نام لے کر ہی نکلتی تھی ایک ماہ سے زیادہ گزر گیا ہماری محبت بڑھتی ہی گئی اور پھر اس کے گھر والوں کو بھی شک ہو گیا۔
اب وہ ٹیوشن پڑھنے بھی نہیں آتی تھی اور گھر سے بھی کم نکلتی تھی ایک دن میں نے اسے کہا ذنیرہ تم ایسا کیوں کر رہی ہو تو کہنے لگی ساغر اگر گھر میں کسی کو پتا چل گیا تو زندگی بہت مشکل ہو جائے گی میں نے کہا ابھی تو پتا نہیں چلا پھر کیوں ڈر رہی ہو ساغر تم سوچتے نہیں ہو۔
سوچ سمجھ کر بولا کرو میں نے کہا جو ہوگا دیکھا جائے گا میں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں ذنیرہ تم فکر نہ کرو میں ہوں نہ میں تمہارے بغیر اک پل بھی نہیں رہ سکتا تمہیں نہ

دیکھوں تو مجھے چین نہیں آتا۔
میں تمہیں ہر وقت اپنے پاس دیکھنا چاہتا ہوں وہ مجھے اپنے گلے سے لگا لیتی اور کہتی کہ ساغر میں بھی بہت بے چین رہتی ہوں اور ڈر لگتا ہے گھر والوں سے اور تو کوئی بات نہیں میں آج سارا دن انتظار کرتا رہا اور رات بھی ذنیرہ نہ آئی سکول کے وقت ملی تو میں نے ملنے کا کہا تو کہتی میں ابھی نہیں مل سکتی مجھے بہت غصہ آیا میں تڑپ رہا ہوں۔
اور یہ نخرے دکھا رہی ہے میں جس راستے میں سکول جا رہا تھا اسی راستے میں کچھ لڑکے نشہ کر رہے تھے میں پتا نہیں کس چیز کی خوشبو مجھے تو اچھی لگی۔
ذنیرہ سے کافی دن سے نہیں ملا تھا اس لیے ان لڑکوں کے پاس گیا وہ چرس پی رہے تھے مجھے بھی دی میں نے بھی پی لی پھر جب جب ذنیرہ پہ غصہ ہوتا تو ان کے پاس چلا جاتا اور جی بھر کے نشہ کرتا اور اسی طرح دو ماہ ہو گئے میں اکثر اس سے لڑ پڑتا اور وہ کہتی ساغر تم اس طرح نہ کیا کرو میں مجبور ہوں آج رات وہ آئی تو میں نے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا پہلے تو وہی مجھے گلے سے لگاتی تھی مگر آج مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا آج میرے جسم میں آگ سی لگ گئی تھی جدائی کی محبت کی پیاری تڑپ کی انتظار کی۔
میں بھی اس کے ہاتھوں کو چومتا تو کبھی وہ میرے گلے سے لگ جاتی وہ پہلے اتنا قریب نہ ہوتی تھی شاید میں بھی اپنی حد میں رہ کر پیار کرتا تھا اور پھر اتنے دنوں کی جدائی بھی تھی میرا دل چاہتا تھا میں اسے پیار کرتا رہوں اسے دیکھتا رہوں

کیسے کر پاتے تیرے پیار کا اظہار صنم
ہم تیری چاہت کو اس دل میں چھپائے رکھتے ہیں
دل کی دھڑکن میں تیرا پیار بسا رکھا ہے
ہم کہاں ہاتھوں میں اسے اٹھائے رکھتے ہیں

وہ مجھے جب خط لکھتی تو صنم لکھتی تھی مجھے بہت اچھا لگتا تھا ایک دن ابو نے مجھے سکول کے لیے پیسے دیئے میں

نے ذنیرہ سے کہا کہ آؤ گھومنے چلتے ہیں۔
اس دن ہم سکول نہیں گئے تھے میں اور ذنیرہ دونوں ایک پارک میں گھومتے رہے اور پھر ایک ہوٹل میں کھانا کھایا اور پھر میں نے ذنیرہ کو ایک سوٹ لے کر دیا جو اس نے اپنے بیگ میں رکھ لیا پھر ہم نے بہت ساری تصویریں بنوائیں جو کہ ذنیرہ نے اپنے ہی بیگ میں رکھ لیں ہم نے بہت مزے کیے خوب کھائے پیے سے مزہ لیا۔
اور اس دن میں بہت خوش تھا کہ آج میرا پورا دن ذنیرہ کے ساتھ گزرا ہے۔

کس قدر انوکھا ہے یہ محبت کا
کب جانے کہاں ہو جائے یہ محبت کا
اپنا آپ بھی ہو جاتا ہے انجان
جب سے ملا ہے یہ تحفہ محبت کا

میں جب بھی اسے ملنے جاتا تو بہت خوش ہوتا اس کو میں نے کبھی چھوا بھی نہ تھا وہ ایسی کوئی لڑکی نہ تھی جب بھی وہ مجھ سے ملتی تو وہ فوراً واپس چلی آتی جب وہ مجھے نظر آتی تو میری جان نکل جاتی اور میں کئی کئی گھنٹے اس کی گلیوں میں یا پھر اس کے گھر کے سامنے گلی میں کھڑا رہتا اگر پھر بھی نظر نہ آتی تو میری جان نکل جاتی اور پھر میں اپنی اوڑھنے پر چلا جاتا تھا اس کی خوشبو اپنی طرف کھینچتی تھی ایک دن ذنیرہ کے بھائی نے میری اور ذنیرہ کی تصویریں اس کے بیگ میں دیکھ لیں اس کے بڑے بھائی نے اسے مارنا شروع کر دیا۔
اس کے رونے کی آواز مجھے میرے گھر میں سنائی دے رہی تھی پھر مجھ سے اور برداشت نہ ہوا اور میں ذنیرہ کے گھر چلا گیا دروازہ کھٹکھٹایا اس کے چھوٹے بھائی نے کھولا تو میں نے اسے دھکا دے دیا وہ گر گیا اور سیدھا اندر چلا گیا۔
اور اس کے بڑے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیوں میری ذنیرہ کو مارتے ہو اب ہاتھ لگا کر دیکھا تو یہ کہہ کر میں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔
اور اتنے میں میری امی اور بہنیں بھی ادھر چلی گئیں اتنے میں ان دونوں بھائیوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا میری امی میرے ہاتھ جوڑ کر مجھے تو لے گئیں مگر ذنیرہ کے بھائیوں نے اسے پھر مارنا شروع کر دیا۔
میں نے بہت کوشش کی کہ دوبارہ ذنیرہ کے گھر جاؤں مگر میرے گھر والوں نے نہ جانے دیا ان ظالموں نے میری ذنیرہ کو بہت مارا صرف میری خاطر اسے مار کھانا پڑی تھی اور میں کچھ بھی نہ کر سکا میرا بس چلتا تو میں ان کو گولی مار دیتا۔
مجھے انہوں نے اتنا مارا تھا کہ جسم کا کوئی حصہ بھی نہ چھوڑا تھا مجھے اس رات بھی ذنیرہ کی یاد آتی رہی مگر میں مجبور تھا میرا دل چاہتا کہ میں اڑ کر ذنیرہ کے پاس چلا جاؤں مگر میرا بدن زخموں سے چور تھا مجھے اپنی ماں کی قسمیں بھی اس کو تو مجھ سے زیادہ مارا تھا ان لوگوں نے پتا نہیں اس کا کیا حال ہوگا پتا نہیں اسے کتنے زخم لگے ہوں گے پتا نہیں اس نے کچھ کھایا ہے یا نہیں اسے پوچھا بھی ہوگا یا نہیں۔
میری ذنیرہ بہت پیاری تھی اس کی باتیں اس سے بھی پیاری اور میٹھی تھیں

طوفان میں کشتی کو کنارے بھی ملتے ہیں
جہاں میں لوگوں کو سہارے بھی ملتے ہیں
دنیا میں سب سے پیاری ہے زندگی
کچھ لوگ زندگی سے پیارے بھی ملتے ہیں

ابھی تک اس کے بھائیوں کی ہوس پوری نہ ہوئی تھی وہ سمجھتے تھے کہ ساغر کی ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر آ کر ہمیں مارنے کی۔
میں تو ذنیرہ کی خاطر مرنے والا ہو گیا تھا مگر اس کے بھائی مجھے اور مارنا چاہتے تھے میری امی بہت روئی میرے زخم اتنے تھے کہ کئی دن تو میرے سے سیدھا لیٹا بھی نہ جا رہا تھا بس اللہ ہی بچا رہا تھا۔
جب تھوڑی ہوش آئی تو میں ذنیرہ کا لیتا ہوا

کے گھر بھی جانے نہ دیتا میری امی اور میری بہنیں بہت
سمجھتیں کہ ایسا مت کرو مگر میں اس کے بنا جینا نہیں
چاہتا تھا۔
میں بڑا ہوا تو اس سے پھر ملنا چاہا مگر وہ نہ ملی وہ ڈرتی
تھی اپنی ماں سے پھر میں نے نشہ زیادہ کرنا شروع کردیا
دوستوں کی محفل میں زیادہ وقت بیت جاتا تھا۔
ایک دن میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ذنیرہ
کے بھائی کو بہت مارا ذنیرہ اور اپنی مار کا بدلہ لے لیا تھا
اس کے ابو نے میرے ابو سے شکایت کردی میرے
ابو نے پھر مجھے بہت مارا میں نے ہر مار کو ہر تکلیف کو
برداشت کیا مگر مجھ سے جدائی برداشت نہ ہو پا رہی
رہی تھی میں ہر حال میں ہر قیمت پر ذنیرہ کو دیکھنا چاہتا
تھا میری ہزار کوشش کے بعد بھی ایسا ممکن نہ ہوا تو میں
نے اپنی امی سے کہا امی آپ میرا رشتہ لے کر ذنیرہ
کے گھر جائیں تو امی نے کہا کہ اب وہ لوگ کبھی کسی
صورت بھی نہیں دیں گے مگر میری ضد کے آگے ہار کر
امی رشتہ لے گئیں اس کے گھر والوں نے انکار کردیا
تو اس کی عمر شادی کی تھی اور نہ ہی وہ لوگ راضی تھے
پھر میں نے کئی بار سکول جاتے ہوئے اس سے بات
کرنی چاہی تو ایک دو باتوں کے بعد وہ بھی چلی جاتی میں
چپ جاتا ہم پہلے کی طرح چھت پر ہی مل لیا کرتے تھے
مگر ذنیرہ کسی بات پر بھی راضی نہ تھی وہ مجھے چھوڑنا بھی
نہیں چاہتی تھی۔
اور میرے ساتھ چلنا بھی ممکن نہ تھا میں جانتا تھا وہ بھی
بہت محبت کرتی ہے مگر مجبور ہے

میں اداسیوں نہ بچا سکوں کبھی جسم و جاں کے مزار پر
نہ دیئے جلیں میری آنکھوں میں مجھے اتنی سخت سزا نہ
دے
میرے ساتھ چلنے کے شوق میں بڑی دھوپ سر پہ
اٹھائے گا
تیرا بدن نقش ہے موم کا کہیں غم کی آگ پگھلا نہ دے

میرا ہر دن اس سے ملنے کی چاہ میں گزر جاتا اور کبھی
ان دوستوں کی محفل میں میری ہر رات تڑپ کر گزرتی
اور کبھی کبھی تو میں اتنا روتا کہ رو رو کر برا حال ہو جاتا
تھا نیند آنے کا نام بھی نہ لیتی تھی اور ذنیرہ بھی کہیں
دکھائی نہ دیتی تھی۔
کبھی کبھار چھت پر چڑھ کر دیکھ لیا کرتا تھا مگر اب تو وہ
بھی ممکن نہ تھا میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی میں
چپ چاپ اور اداس رہنے لگا نہ پڑھتا تھا نہ کسی
سے بات کرتا بس سارا دن ذنیرہ کی یاد میں کھویا رہتا
تھا ایک دن میں نے اسے سکول سے آتے ہوئے
روک کر کہا ذنیرہ ہم یہاں سے بھاگ چلتے ہیں
میرے اپنے آبائی گاؤں میں وہاں کوئی ہمارا کچھ بھی
نہ بگاڑ سکے گا۔
میں ہر طرح سے تمہارا ساتھ دوں گا مگر چلو ذنیرہ مان
جاؤ میں اور جدائی برداشت نہیں کر سکتا اب کہا ایسے
راستے پر میرے پاس وہ بولی نہیں ساغر میں ایسا کبھی
بھی نہیں کر سکتی تم آنے کے بعد میرے راستے میں بھی
نہ آنا میرا پیچھا کرنا چھوڑ دو میں اب تم سے نہیں مل
سکتی میرے گھر والوں کو پسند نہیں لگتا۔
تم سے ملنا ذنیرہ تم یہ کیا کہہ رہی ہو ساغر اب کبھی بھی
میرے راستے میں نہ آنا وہ یہ کہہ کر تیزی سے نکل کر
جا چکی تھی وہ بس اپنے گھر والوں کے لیے یہ کہہ رہی
تھی مجھے کچھ سمجھ نہ آیا میں کیا کروں ذنیرہ نے کہا
میرا پیچھا کرنا چھوڑ دو اگر میرے صنم کی خوشی اسی میں
ہے تو میں یہ گلی یہ محلہ اور یہ شہر ہی چھوڑ دیتا ہوں پھر
میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں لاہور ہمیشہ کے لیے ہی
چھوڑ دیتا ہوں اس کی خوشی اس میں ہے تو ٹھیک ہے
اگر میں لاہور میں رہا تو بار بار اس کا سامنا کرنا پڑے گا
وہ مجھ سے بچھڑ گئی ہے یہ بات مجھے ماننا ہوگی مجھے یہ شہر
اپنا گھر اپنا سب کچھ چھوڑنا ہوگا

وہ ہمسفر تھا مگر اس سے ہمنوائی نہ تھی
وہ دھوپ چھاؤں کا عالم رہا مگر جدائی نہ تھی
عداوتیں تھیں تغافل تھا رنجشیں تھیں مگر

دنیا سے مجھے پیار تھا سب بھول چکا ہوں
اک شخص میرا یار تھا سب بھول چکا ہوں
وہ ہجر کی راتوں کے سلگتے ہوئے لمحے
آنکھوں میں کوئی یار تھا سب بھول چکا ہوں
ہاں میری خطا تھی کہ تجھے ٹوٹ کر چاہا
آنکھیں شب فرقت میں رہا کرتی تھیں پرنم
میں تیرا طلب گار تھا سب بھول چکا ہوں
بس اتنا یاد ہے کہ وصل کی اک شب
اقرار تھا انکار تھا سب بھول چکا ہوں
اس نے پاگل بنا رکھا تھا مجھے
میں کتنا مجبور تھا سب بھول چکا ہوں

اس طرح در بدر کی ٹھوکریں کھاتے کتنا عرصہ ہی گزر گیا تھا گاؤں میں ایک شادی تھی ہمارے رشتہ داروں کی خوب ہلا گلا ہو رہا تھا میری ایک کزن بولی کہ تمہیں کون رشتہ دے گا کون شادی کرے گا تم سے تو تو پہلے ہی حالات کا مارا ہے پھر کوئی تمہارے پاس سے نہیں گزرے گا تم اب یونہی جیو گے ان کے تنگ کرنے پر مجھے غصہ آ گیا۔

اچھی خاصی مندماری ہوئی میں نے کہہ دیا کہ میں ہر حال میں بہت جلد منگنی کر کے دکھاؤں گا تم سب کے منہ بند کرتا آتا ہے مجھے وہ کہتی کہ ٹھیک ہے ہم بھی تو دیکھیں کہ کس سے ہوتی ہے آپ کی منگنی پھر لاہور سے امی اور بہنیں بھی آئی ہوئی تھیں میں نے کمرے کے برتن زمین پر مارنا شروع کر دیے ہر چیز توڑنے لگا سب حیران تھے کہ اسے اچانک کیا ہو گیا ہے وہ بار بار پوچھ رہے تھے میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا سب میرے غصے سے واقف تھے میں نے کہا مجھے ہر حال میں منگنی کرنی ہے نہیں تو میں خود کو ختم کر دوں گا کسی کو مار دوں گا میری اس ضد نے سب کو اچھا خاصہ پریشان کر دیا تھا کسی کو بھی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اتنی جلدی کون منگنی کرے گا۔

پھر میری آنٹی کی بیٹی سے میری منگنی ہوئی اس کا نام میرب تھا وہ اچھی خاصی خوب صورت تھی میرب کا گورا رنگ اور بہت ہی پیاری لگتی تھی پھر وہ دن بھی آ گیا کہ مجھے اور اس کو منگنی کی انگوٹھی پہنا دی گئی میں اپنی کامیابی پر بہت خوش تھا ہر ضد کی طرح ہر شرط کی طرح میں یہ ضد بھی جیت گیا تھا۔

میری بہنوں نے اس کی تصویریں بنائیں تھیں جو کالے لباس میں وائٹ کلر کی جیولری میں بہت جچ رہی تھی جو میں نے اپنے پاس رکھ لیں تھیں وہ قابل بھی کہ اسے چاہا جاتا مگر نہیں میں اس سے دور ہی رہنا چاہتا تھا جسے چاہا پیار کیا دل میں بسایا اس نے ہی چھوڑ دیا جس کا کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ میرے نام کی انگوٹھی پہن کر بیٹھی ہے میرے تو خیال میں بھی نہ تھا کہ ایک دن میں خود اپنی مرضی سے یہ سب کروں گا

جو خیال تھے نہ قیاس تھے وہی بن گئے میرے ہمسفر
جو محبتوں کی احساس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے
جنہیں مانتا نہیں تھا دل وہی بن گئے میرے ہمسفر
مجھے ہر طرح سے جو راس تھے وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گئے

میرب بہانے بہانے سے مجھ سے بات کرتی میں جب بھی گاؤں آتا وہ میرے گھر آ جاتی میں بات تو کر لیتا مگر میرے دل میں اس کے لیے کوئی جگہ نہ تھی میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے اکثر مجھ سے فون پہ بھی بات کر لیا کرتی تھی میں۔

نے منگنی تو کر لی تھی مگر اس سے شادی کا کوئی ارادہ نہ تھا مجھے زندگی سے نفرت ہو چکی تھی میں بلیڈ سے جان بوجھ کر اپنے آپ کو زخم دیتا روتا تڑپتا اپنے گھر والوں کو کافی عرصہ ہو چکا تھا دیکھا تک نہ تھا عید آتی گزر جاتی میری زندگی میں کوئی خوشی نہ تھی کوئی امید نہ تھی تو میں اپنا خیال کس طرح سے رکھتا کس طرح میں سنبھالتا خود کو میں بڑھتا ہی گیا خود کو برباد کرتا ہی گیا مجھے کسی سے بھی کوئی گلہ نہ تھا کوئی شکایت نہ تھی سب زندگی سے گلہ تھا قسمت سے شکایت تھی

ایک لمحہ بس رہتی ہے اک تازہ شکایت
کی تجھ سے بھی خود سے بھی اس زندگی سے
بے کلی کا عالم ہے کہ دل یہ چاہتا ہے
کہیں روپوش ہو جاؤں بس خاموشی سے

دور کو چھوڑے ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے ایک
ن پتا چلا کہ ذنیرہ کی منگنی ہو چکی ہے یہ سن کر میری کیا
لت تھی غم تھا دکھ تھا درد تھا یا کوئی خوشی تھی مجھے میری
یفیت کی سمجھ نہ آ رہی تھی نہ اچھا لگا نہ برا لگا بس ایک
ہری خاموشی سی چھائی ہوئی تھی جو سالوں سے
ے اندر تھی میرا دل پھر عجیب سے انداز سے جیسے
خوال ہوتا جا رہا تھا میں اس سے بچھڑ چکا تھا وہ مجھ
ے دور تھی یہ غم کیا کم تھا میرے لیے کیا اب اور بھی
باقی تھے جو مجھے ملنے تھے۔

ب ہر دن ہر رات تھی کہ ہر سانس مجبوری سے لیتا تھا
یاد سے اسے ایک نہ ایک دن تو کسی اور کی ہونا ہی تھا
ب تک میں اسے اپنا کہتا رہتا وہ تو نازک تتلی سی
ے ہر صورت اڑنا ہی تھا میں جتنا اس کی یاد سے نکلنا
چاہتا تھا اتنا ہی خود کو بے بس سمجھتا تھا جو بھی تھا لیکن
ب میں اسے رات کی تنہائی میں اکیلے میں یاد کرتا تھا
ایک سکون ملتا تھا ایک پل کے لیے لگتا کہ ذنیرہ
ے پاس ہی ہے بس یہی کہیں مجھے نظر نہیں آتی مگر
ہ میرے پاس وہ بھی میرا نام لیتی تو بے شک مجھے سنائی
ہیں دیتی۔

ب اتنا غم سا ہو جاتا کہ جیسے یہ زخم اب ہی لگے ہیں
ے یہ غم نیا نیا لگا ہے ایسے لگتا ہے جیسے یہ غم ابھی کل کا
ہے میں آنکھیں بند کر کے اسے دیکھتا اور اسے
سوس کرتا تھا کبھی کبھی ایسی بیمار حالت ہو جاتی اس کی
میں

ت یوں دل میں کھولی ہوئی تیری یاد آئی ہو
ے ویرانے میں چپکے سے بہار آئی ہو
ے صحراؤں میں ہولے سے چلے باد نسیم
ے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے

میرب میرے نزدیک ہوتی چلی جا رہی تھی۔
وہ آئے دن فون کرتی رہتی تھی میں بھی بس کر اس سے
بات کر لیتا تھا پھر اس دوران میں نے ڈرائیونگ
شروع کر دی میری گاڑی میں ہزاروں لوگ آتے
جاتے کئی لڑکیاں بھی ہوتی تھیں۔

جو مجھ پہ جان تک وارنے لگیں تھیں کئی لڑکیوں کے
پاس میرا نمبر بھی جا چکا تھا میں بھی ان سے اکثر گپ
شپ کرتا رہتا تھا۔

اتنے سال ہو گئے مگر میں اب بھی لڑکیوں سے شرماتا
تھا خیر اب تو بہت تبدیلی آ گئی تھی میں نے خود کو اتنی
برائیوں میں ڈال لیا تھا مجھے ایسا لگتا تھا کہ اس ساغر
نے بھی اس ذنیرہ سے محبت کی تھی لگتا تھا وہ ساغر کہیں
کھو گیا ہو یا مر گیا ہو ہائے وہ کیا زمانہ تھا جب میں
ساری ساری رات ذنیرہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹا رہتا
تھا اس سے باتیں کرتا رہتا تھا۔

مجھے وہ وقت بھولتا ہی نہیں جب میں نے ذنیرہ کو دیکھا
تھا میں گاؤں گیا ہوا تھا میرب کو خبر ملی تو چلی آئی گہری
سیاہ کالی رات اوت وہ میرے پاس بے شرموں کی
طرح چلی آئی دیوار پھلانگ کر میں شدید غصے میں
آ گیا اسے کہا جیسے آئی ہو ایسے ہی چلی جاؤ پھر میں نے
اس کی مدد کی تو وہ دیوار پہ چڑھ گئی میں سوچنے لگا تھا
کہ حد ہی ہو گئی تھی کہ وہ ایسا کرے گی میں اس سے
دور بھاگنا چاہتا تھا۔

اور وہ میرے قریب آنے کے بہانے بنا رہی ہے
میری ہنسی ایسی کہ کوئی پہلی بار سنے تو میرے ہنسنے کی
آواز حیران رہ جائے ایک تو میں بہت اونچی آواز میں
ہنستا ہوں اور دوسرا بہت دیر تک ہنستا ہی رہتا ہوں
میرے غم جتنے زیادہ تھے میری ہنسی اتنی ہی گونجتی جا رہی
تھی کوئی اجنبی دیکھے تو سوچے کہ ساغر کو کوئی غم نہیں
ہے مگر دوست جانتے تھے وہ سب خبر رکھتے تھے میں
نے اپنے دکھوں کو اپنے چہرے پر نہیں سجایا تھا بلکہ اپنا
دل زخمی کیا ہوا تھا یا اپنا بدن

کوئی تسکین آرام باقی نہیں
کیا میرے نام کا جام باقی نہیں
آج تنہائی نے ڈس لیا ہے ہمیں
وہ ملاقات وہ شام باقی ہے
ہم نے ہر موڑ پر دی اس کو صدا
اور اپنا کوئی کام باقی ہے
کی ملے چین میرے دل کو میرے سامنے
اب وہ چہرہ گمنام باقی ہے
رہ گیا کندھوں پر بوجھ رسوائی کا
رہ گیا کوئی الزام باقی ہے

پھر ایک رات میں اپنے موبائل پر گانے سن رہا تھا کہ میرب آ گئی کیا کر رہے ہو گانے سن رہا ہوں۔
میں نے بھی سننے ہیں سن لو وہ گانے سنتی رہی پھر کہنے لگی مجھے موبائل چلانا سکھا دو میں نے کہا لو اب یہ نئی مصیبت آ گئی ہے وہ میرے پاس بیٹھی تھی اس نے میرے پاؤں پر ہاتھ رکھے اور قریب ہوتی رہی میں نے کہا میرا دماغ خراب نہ کرو آرام سے رہو مگر وہ بے حد قریب ہو گئی میں نے اسے کس کر دی پھر اپنے لبوں سے اس کے گلے پر اپنے نشان چھوڑتا گیا اور اس نے مجھے نہ روکا اس کے جسم میں آگ لگی ہوئی تھی وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتی تھی۔
اور میں رک گیا اور اس آگے نہیں بڑھنے دیا میں نے کہا اس سے آگے نہیں میں اتنا بڑا بھی گرا ہوا نہیں ہوں کسی کی عزت خراب کروں پھر وہ چلی گئی اور دوسرے دن پھر چلی آئی اس رات تو ہم دونوں نے ہر حد پار کر دی اسے کوئی خوف ڈر یا شرمندگی نہ تھی پھر چلی گئی اور میرے گناہوں میں اضافہ ہوتا گیا کوئی ایسا نہ تھا جو مجھے گناہوں سے روکتا مگر ہر گزرتے دن میں اور گناہوں میں پھنستا گیا دنیا کا کوئی کام نہ چھوڑا تھا ہر کام کر لیا تھا پھر دوستوں کے ساتھ مل کر بدنام حسیناؤں کے گھر چلا جاتا تھا۔
اور اپنی تن کی پیاس بجھاتا میں اس قدر رنگینیوں کی نظر ہو گیا تھا کہ مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا اب اس جگہ پر آ گیا کہ جہاں آنے کا کبھی سوچا بھی نہ تھا پھر جب
پھر جب بھی مجھے تنہائیاں ستاتیں تو میں یہاں چلا آتا اور چند ہزار کے نوٹ ان کی نظر کرتا اور کچھ کا سکون حاصل کرتا تھا بہت سے پیسے ہاتھ آئے اور میں نے یونہی اڑا دیے میں نے کبھی پیسے کی قدر نہ کی اور نہ ہی اپنا خیال رکھا نہ دنیا کی پرواہ کی بس اپنی دھن میں ہی رہتا تھا زندگی کے بہت سارے پل گنوا دیے مگر احساس تک نہ ہوا پھر میں اپنے دوستوں کے ساتھ لاہور چلا گیا کچھ ماہ کام کیا جو تنخواہ ملی وہ نشے میں اڑا دیتا جیسے کوئی اپنے پیروں سے دھول اڑاتا ہے اور جب شام کو بستر پر لیٹتا تو بہت سے درد دل میں اٹھتے بکھری ہوئی یادیں مجھے رونے پر تڑپنے پہ مجبور کرتیں عجیب حال تھا میرا

اب تو درد سہنے کی اتنی عادت سی ہو گئی ہے مجھے
جب درد نہیں ملتا تو بہت درد ہوتا ہے

وہاں مجھے سائم نام کا لڑکا ملا میں نے اس سے دوستی کر لی اور ہم ایک ساتھ کام کرنے لگے دوستی اتنی گہری کہ ہم ایک دوسرے کے بغیر کھانا تک نہ کھاتے تھے وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرنے لگا تھا جب وہ ناراض ہوتا تو میں اس کے پیچھے کیا کیا لیے پھرتا تھا۔
اور وہ بہت نخرے دکھاتا آخر پھر مان بھی جاتا تھا ایک بار اس سے میرا معمولی سا جھگڑا ہو گیا وہ مجھ سے بات نہیں کر رہا تھا میں نے اپنے بازو بلیڈ سے کاٹ لیے کتنے ہی ٹک لگ گئے تھے میں نے خون بہتا رہا میں نے پرواہ نہ کی وہ بھی میری طرف غصہ والا تھا جب اسے پتا چلا تو اس نے اپنے بازو کاٹ لیے ہم دونوں ایک دوسرے بغیر ایک پل نہ رہ سکتے تھے عجیب دوستی اور محبت تھی ہمارے درمیان لوگ بولتے کہ اتنی محبت کیوں ہے میں کسی کو کیا بتاتا مجھے خود ہی پتا نہ تھا کہ کیوں میں اس سے اور وہ مجھ سے اتنا پیار کرتا ہے بہت اچھے دن رات گزرنے لگے تھے مجھے سائم سے

دوستی کرکے ایک سکون سا مل گیا تھا عید قریب آ رہی
تھی اور میری دادی کے پاس گاؤں جانے کو دل نہ کر
رہا تھا میں سائم کے ساتھ اس کے کہنے پر اس کے گھر
آ گیا میرا اچھی گزر گئی اچھے لوگ تھے فیملی والا پیار اور
اپنائیت ملی پھر واپس لاہور آ گئے وہاں مجھے ایک
مسکان نامی لڑکی سے پیار ہو گیا وہ تھی ہی ایسی کہ
دیکھنے والا خود بخود ہی اس کا ہوا چلا جاتا تھا شکل
وصورت تو پیاری تھی مگر اس کا کردار اور زندگی
گزارنے کا طریقہ مجھے اس قدر بھایا کہ حد کر دی
مجھے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ میں کس طریقے سے اس
بات کروں پھر میں نے ایک لیٹر لکھا جس کی تحریر کچھ
یوں تھی سلام محبت کیسی ہو مسکان جی مجھے آپ کی
سادگی اچھی لگی گھر کو جاتی ہو اس لیے مجھے اچھی لگی ہو
اور کچھ نہیں چاہتا صرف پیار چاہیے میں نے ابھی تک
آپ کو قریب سے دیکھا تک نہیں بس محبت کرنے لگا
ہوں اب آپ کی مرضی ہے جواب لازمی دینا اور
اپنے از اور کے تنہا مسافر جان آپ کیا بولتی ہو جواب
ضرور دینا۔

پھر میں نے کسی طرح سے وہ لیٹر اس تک پہنچا دیا اور
بہت خیر رہا تھا کہ جانے اب کی جواب ملے گا وہ کیا
لکھتی ہے پھر مجھے اسی رات لیٹر کا جواب مل گیا مجھے
کچھ سمجھ نہ آئی کہ آپ کو مجھ میں کیا نظر آیا ہے میرا تو
رنگ سانولا ہے اور قد بھی لمبا نہیں مجھ میں کوئی ایسی
خوبی ہے جو آپ کو محبت ہوئی وجہ ہوگی ہے سب تو کوئی
بھی میری تو سمجھ سے باہر ہے یہ معاملہ میں پڑھ کر
حیران ہو رہا تھا اے خدا خیر کرنا میں کس طرح اس کو
سمجھاؤں میں نے پھر ایک اور لیٹر لکھنے کا سوچا سلام
کرتا ہوں میں اپنے دل وجان سے کیا حال ہے میں
نے تو آپ کو بتا دیا کہ میں کس بات سے آپ کو پسند
کرتا ہوں آپ بھی بتا دو کہ مجھے پیار کرتی ہو یا نہیں
مجھے ہر طریقے سے آزما لو آپ کا ہم سفر مسافر آپ
مرتے دم کے ساتھ اپنا نام ملے گر کچھ نا آپ کی ہر بات
مجھے منظور ہے جو بولو گی وہی ہوگا آپ کے حکم کا
تابعدار مسافر کوئی غلطی ہو تو معاف کرنا آپ کی پسند
میری پسند جواب ضرور دینا شکریہ پلیز پلیز مسافر
جاتا ساتھ یہ شعر بھی ہے

جو ڈوب گئے محبت میں وہ ڈرتے نہیں طوفانوں سے
محبت تو خدا کی نعمت ہے پھر کیا ڈرنا انسانوں سے

میں انتظار کرتا رہا مگر جواب نہ ملا بہت زیادہ پریشان
ہو گیا تھا دوسرے دن عید تھی اور خدا مجھ پہ مہربان ہو گیا
مجھے میری مسکان کا چہرہ کچھ دیر سے دکھائی دیا تھا
بس ایک نظر دیکھ کر میں بہت خوش ہوا تھا کہ جان کا
دیدار تو ہوا میں نے پھر لیٹر لکھا یوں تھا کہ میرے صنم
کیا حال ہے عید مبارک ہو دن کیسے گزرا آج تو میں
نے آپ کو پاس سے دیکھ ہی لیا ہے میں بار بار کہتا
ہوں کہ میں نے صورت سے نہیں سیرت سے پیار کیا
ہے تم جیسی بھی ہو مجھے قبول ہو ظالم ہم تو پیار پر مرتے
ہیں تم ایک بار پیار کر کے تو دیکھو اپنا جان بھی قربان
کرنے کو تیار ہوں مسافر اگر کسی سے پیار کرتا ہے تو اسی
کے لیے ہی جیتا مرتا ہے پھر تو شرم آتی ہے کسی سے
بات کرتے وقت اب آپ بتاؤ آپ کے دل میں کیا
ہے اب تو میں آپ کے لیے ہی جاتا مرتا ہوں اور پھر
میں نے خود وہ لیٹر مسکان کو دیا اس نے خاموشی سے
تھام لیا مجھے آج سکون سا تھا کہ جیسے مجھے آج جواب
مل جائے گا مسکان نہ سب سے الگ تھی نہ بولتی نہ
ہنستی نہ کوئی اور شور شرابا

ان کا ابرو قیصرہ کی طرح تیکھا تھا
اپنی آنکھوں میں دیے چھپا عید کا چاند
اپنی جان کے رخسار دیکھ اٹھتے ہیں
جو کسی کان میں چپکے سے کہہ عید کا چاند

مجھے اس مسئلے کا کوئی حل نہ ملا نہ خط کا جواب نہ خط کا
جواب ملا حد ہوگئی منگ ولی کی بھی مسکان کے گھر
والوں کے ساتھ کافی پہچان تھی میں ان کے گھر چلا گیا
اس سے بات تو نہ ہو سکی مگر اسے دیکھ تو لیا تھا نرگس نے

بولی بس کام میں لگی رہتی میں نے اپنے گھر والوں سے بات کی تو وہ لوگ مان تو گئے مگر اس کے گھر والوں نے مسئلہ بنا دیا کے کوئی خاص جاب تو ہے نہیں اور پھر ملتان اور مری کا فاصلہ بہت دور ہے ہم نہیں کر سکتے اپنی بچی کی شادی میری تو سمجھ میں کچھ نہ آیا کئی ہفتے گزر گئے اور معاملہ ایسے ہی تھا میری جان نکل رہی تھی نہ مجھے سکون مل رہا تھا اب کیا ہوگا

نہ بھاؤ دے نہ اب ساون ہمارا
کسی کی یاد ہے اب مسکن ہمارا
ہم اس سوچ سے کیا نکلے کہ
نہیں لگتا کہیں بھی من ہمارا

مسکان کے دل میں کیا ہے کچھ پتا نہ چل رہا تھا میں مسکان کے گھر چلا گیا کھانے کے بعد کافی دیر باتیں ہوتی رہیں پھر سب سو گئے مسکان اندر کمرے میں تھی پتا نہیں کیا کر رہی تھی جو باہر آنے کا نام لے رہی تھی نہ سو رہی تھی مسکان کی امی تھے میں ماں جی کہتا تو بولیں ساغر بیٹا کیا بات ہے ماں جی نیند نہیں آ رہی تو آپ اندر مسکان کے پاس جا کر ٹی وی دیکھ لو میں اندر آیا تو مسکان اندر فرش پر بیٹھی ہوئی ہے اور ٹی وی کا والیم سلو ہے اور ٹی وی چل رہا ہے ادھر ادھر کاغذ بکھرے پڑے تھے وہ میرے دیئے ہوئے لیٹر پڑھ رہی تھی میری طرف دیکھ کر جلدی سے دوپٹہ سر پہ لیا اور کاغذ سمیٹے اور کھڑی ہوئی پھر باہر کو جانے لگی میں نے پوچھا کیا کر رہی۔
وہ میں کچھ بھی نہیں بس ٹی وی دیکھ رہی تھی نیند نہیں آئی آپ کو نہیں کھڑی کیوں ہو بیٹھو نہ تو وہ تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئی میں نے اسے سب سے پہلے میرب کے بارے میں ہی بتایا کہ میرب میری کزن بھی ہے اور اس سے میری منگنی ہو چکی ہے اور اب میں جلدی توڑ دوں گا آپ میرب کو پسند کرتے ہو نہیں وہ بس ضد کی وجہ سے منگنی ہوئی تھی ورنہ مجھے وہ ذرا بھی پسند نہیں ہے میں نے مسکان کو ذیشان کے بارے میں بتا دیا کہ میں

اس اس سے محبت کرتا تھا وہ بھی ملنے سے لیکر بچھڑنے تک میں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔
اگر ذیشان واپس آپ کی زندگی میں آنا چاہے تو آپ کیا کرو گے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ مجھے جواب دو مسکان نے میری لیں لہجے میں کہا اگر وہ آئی تو میں کہہ دوں گا میری زندگی میں اب مسکان آ چکی ہے تم واپس چلی جاؤ۔
اپنی پہلی محبت کو ایسے بولو گے کیا مسکان وہ تو بچپن کی محبت تھی تب اتنی سمجھ نہ تھی اس محبت میں نہ تو اتنی تڑپ تھی نہ کشش تھی اب تو حال ہی برا ہے جب سے آپ کو دیکھا ہے ساری خواہشیں ہی دم توڑ گئی ہیں میری زندگی تو ویران تھی ادھوری تھی میں کب سے تنہا تھا میرے دکھ میرے درد سب میرے اکیلے کے ہی ہیں روتا ہوں تو کسی کا کندھا نہیں ملتا ہنستا ہوں تو غم اور بڑھتا ہے مجھے کسی پل کہیں بھی سکون نہیں ملتا میں خود سے ہار چکا ہوں ایک سکون بھری زندگی گزارنا چاہتا ہوں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ کیا کہتی ہو جو میرے گھر والے فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا نہیں مسکان مجھے آپ کی ہاں چاہیے ماں جی نے تو ہاں بول دی ہے باقی بھی مان جائیں گے میں نے بہت سوچا اس رشتے کے بارے میں مجھے اس رشتے کے بارے میں کوئی اعتراض نہیں قبول ہے مجھے یہ رشتہ مسکان مجھے دماغ سے نہیں دل سے ہاں چاہیے میرے پاس تو دل سے ہی نہیں اگر دل نہ ہوتا تو آپ زندہ کیسے رہتی کیا تا دل نہیں ہے جیسے میں آپ کی محبت کی قدر کرتی ہو دل سے اور میری ماں کو اس رشتے سے کوئی انکار نہیں اور نہ ہی دوسروں کو آپ بس اپنے کاروبار کی فکر کریں۔
میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں آپ کی ہوں تو بس کہہ دیا مجھے مسکان کا یہ انداز بے حد پسند آیا تھی مختلف ی سے دوسری لڑکیوں سے ورنہ ذیشان نے مجھے کا پتہ نہیں کیسا یا خود کے تعلق تھی کئی بار تو میں خود بھی شرما

جاتا تھا اور پھر میں سب تو اس نرالی شے میں نہ شرم نہ حیا
اور پھر جو لڑکیاں فون پہ بات کرتی تھیں ان میں تو بے
شرمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ تو اتنی زبان
چلاتی تھیں کہ میں سن سن کر تھک جاتا تھا پھر ان بدنام
حسیناؤں کی تو بات ہی الگ تھی لڑکیوں کو ہزاروں قسم
سے واقف تھی میں اور پھر یہ لڑکی میں ہوں اور آگے
ہی ملی یہ مسکان ہی پہلی لڑکی ہے جسے نہ محبت کا پتا ہے
نہ جسم میں آگ نہ جذبات میں ہوس کی میل صرف
سکون ہی سکون اتنا زیادہ سارا سکون کہ میری تڑپتی
روح تیک سے اندر ایک لہری اتر آئی تھی میری آنکھیں نم
ہو گئیں تھی اور

کوئی ہے جو شکست ضبط غم ہونے نہیں دیتا
میں رونا چاہتا ہوں مجھے رونے نہیں دیتا

سفر تھی آپ نے کتنی آسانی سے مجھے بتا دیا اتنا بھی نہ
سوچا کہ لیاقت کو سب بن کر اگر میں شادی سے انکار
کردوں تو کیا پھر نہیں مسکان میں نے بہت ہمت کر
کے تم سے یہ سب کہا ہے۔
اگر میں نہ کہتی تو شاید پھر کبھی یہ کہہ بھی نہ پاتا اور یہ
خوف مجھے پل پل مارتا رہتا اب آپ جو فیصلہ بھی کرو
مجھے منظور ہے میں کس سے چند نہیں بولوں گا سافر میں
نے ہاں کردی تو کردی میں ایک بار جو بول دوں پھر وہ
انکار نہیں ہوتا وہ میرا آخری فیصلہ ہوتا ہے مسکان مجھے
آپ کی سادگی سے محبت ہوئی اور اب آپ کی باتوں
آپ کے اس انداز سے بھی پیار ہونے لگا ہے آپ
بہت پیاری ہو بالکل رانی کی طرح دکھتی ہو تمہیں رانی ہی
بنا کر رکھوں گا کبھی کوئی غم آپ کے قریب بھی نہ آنے
دوں گا تم میں تو کوئی بھی خوبی نہیں ہے ارے پاگل
تمہیں کیا پتا کتنی خوبصورت ہو تم خدا نے تمہیں تو
فرصت سے بنایا ہوگا وعدہ کرو کہ تم میری ہی رہو گی اور
خدا قسم میں وعدہ نہیں کرتی اور نہ ہی قسم کھاتی ہوں
کیونکہ وعدہ ٹوٹ جاتا ہے اور قسم جھوٹے ہو جاتے
ہیں اگر اعتبار کرنا ہے تو ایسے ہی کرو نہیں تو مجھے کوئی
مسئلہ نہیں ہے اچھا جی

جی آتا ہے کہ اس روز یہ منظر دیکھیں
سامنے تجھ کو بٹھا کر تجھے شب بھر دیکھیں

میری جان ٹھیک ہے ایک بار ہاتھ تو ملا لو نہیں میں نے
آج تک کسی غیر مرد سے ہاتھ نہیں ملایا مجھے اچھا نہیں
لگتا میں نے کبھی کسی سے اس طرح اکیلے میں بات
نہیں کی تو آپ کہتے ہو ہاتھ ملا لو، میں تو تمہارا اپنا
ہوں کوئی غیر تھوڑا ہوں ایک بار مسکان نے ہاتھ آگے
بڑھا کر پھر پیچھے کر لیا میں ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا خانم
کتنے دنوں تک تڑپتی رہی ہوا تھی کی بات نہیں مان سکتی
اس نے آہستہ سے لرزتا ہوا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھ
دیا میں نے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ لیا اور ہونٹوں کو
لگایا اس کی طرف دیکھا تو وہ نگاہیں جھکائے ہوئے
بیٹھی تھی میں نے آہستہ سے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ
مسکان سو جاؤ رات بہت ہوگئی وہ اس نے سر ہلایا میں
باہر آگیا تھوڑی دیر میں وہ بھی آگئی اور اپنی جگہ میں
جا کر لیٹ گئی سب نیند آئی پتہ ہی نہ چلا مسکان ابھی
اور میرے ساتھ یہ باتیں رکھا میں نیند میں تھی ٹھیک
طرح سے سمجھ نہ آئی تھی۔
اس نے میرے بازو کو ہلایا اور میں جب کہیں وہ بولی
کہ سافر اٹھو نماز پڑھو میں نے وضو کر کے ٹائم دیکھا تو
چار بجے تھے مسکان سے کہا مسکان ابھی تو چار بجے
ہیں لگتا ہے آذانیں نہیں ہوئیں وہ کچھ بول نہیں رہی
تھی میں نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے
نزدیک کیا بولو مسکان کیوں پریشان ہو وہ رات کو آپ
نے پاگل پھر کیا ہوا اپنی مسکان کے ہاتھ کو چوم لیا تو
مجھ پہ بھروسہ رکھو میں بہت جلد اپنی مسکان کو دلہن بنا
کر لے جاؤں گا تم نے مسکان کو گلے سے لگا لیا
تھوڑا فاصلہ ہی رکھا کہ کہیں برا نہ مان جائے اور کان
میں کہا کہ مسکان تم صرف میری ہو اور آخری دم تک
میری ہی رہو گی پھر تین ماہ گزر گئے اسی جان ودلیتے
ہوئے فون پہ اکثر بات ہوتی رہتی تھی تو دن بھر

ہوتے تھے ایک دن میں نے مسکان سے فون پر کہا
مسکان میں بہت تنگ آ گیا ہوں اپنی زندگی سے کوئی
بھی میرا نہیں آج تم اپنے دل کی بات بتا ہی دو کیا ہے
تمہارے دل میں آخر مجھے کب آپ سے محبت ہوئی
کچھ بھی پتا ہی نہیں میں آپ کے ہر درد کی دعا بننا
چاہتی ہوں میرا دل چاہتا کہ آپ ہمیشہ ہنستے ہی رہو
آپ کا ہر غم مجھے مل جائے مسکان کے اس دل والے
اظہار نے مجھے سکون بخش دیا تھا میں بہت خوش تھا

جنون عشق کی رسم عجیب کیا کہنا
میں ان سے دور وہ میرے قریب کیا کہنا

میں نے کئی بار اپنے گھر والوں سے کہا کہ مسکان کے
گھر والوں سے بات کرو بات کو آگے بڑھاؤ مگر وہ
مانتے ہی نہ تھے مجھے ہر وقت ڈر ہی رہتا کہ کہیں کوئی
ایسی خبر نہ سننے کو مل جائے کہ میں بچھڑتے نا ہوں بھری
زندگی جینے پر مجبور ہو جاؤں میرا دل کرتا کہ میں ایک
بار مسکان سے مل آؤں اسے دیکھ آؤں میں نے ملتان
سے کام چھوڑ کر مظفر گڑھ میں لگ گیا میں مسکان سے
دور آ گیا تھا۔

کئی کرتا مسکان کے لیے کھانا بھی تھا آج رات مسکان
سے بات ہوئی تو میں نے کہا کہ مسکان میرا دل کرتا
ہے میں آپ سے ملنے آ جاؤں اگر اجازت ہو تو نہیں
رہنے دو کیا کرو گے اتنی دور آ کر تمہیں دیکھوں گا تم
سے بات کروں گا ایک دو دن رہ کر واپس آ جاؤں گا
نہیں جب منگنی ہوگی تب آنا۔

پھر ڈیڑھ ماہ گزر گیا آخر مسکان میری ضد سے آگے ہار
ہی گئی اور مجھے آنے کی اجازت دے دی سفر کے
دوران میں نے کئی بار فون کیا اور وہ بھی بار بار میسج کر
رہی تھی آخر کار میں آ ہی گیا گھر میں کوئی نہ تھا صرف
ماں جی تھیں۔

مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں میں اندر آ کر بیٹھ گیا
مسکان نے ماں جی کے کہنے پر میرے ساتھ ہاتھ ملایا
ایک دو باتیں کیں اور پھر چاول کھائے اور چائے پی
دل تو نہیں کر رہا تھا مگر ماں جی کے کہنے پر چکھا کھایا تھا
مسکان میرے سامنے والی چارپائی پر ٹیک لگا کر بیٹھ
گئی میری جان میرے پاس ہے میرے سامنے ہے
میں نے پیار سے مسکان کے گال چھوئے پھر تڑپ کر
اسے گلے لگا لیا میری روح تک کو سکون مل گیا تھا آج
پہلی بار مسکان میرے گلے لگی تھی میں جی بھر کے اسے
دیکھتا رہا اپنے ہاتھوں سے اس کے گال چھوتا رہا
مسکان تم خوش ہو نا جی بہت خوش ہوں اتنی خوش کہ
بتایا بھی نہیں جا سکتا اچھا میری جان میری طرف دیکھو
نہ مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا تھا کیا کروں

تیری نئی ہے محبت نیا نیا ہے خلوص
سنبھل سنبھل کے نگاہیں ملا رہا ہے کوئی

میں نے جی بھر کے پیار کیا گردن ماتھا اور ہاتھ چومے
آخر وہ بول ہی پڑی کہ ساغر کیا کر رہے ہو میری جان
پیار کر رہا ہوں اتنی دیر بعد تمہیں دیکھا ہے کیسے کروں
برداشت نہیں ساغر تم ہو مجھے اچھا نہیں لگتا یہ کون سا
طریقہ ہے پیار کرنے کا پیار تو دل میں ہوتا ہے مجھے بہت
ہنسی آئی میری مسکان ہے ہی ایسی سب سے الگ
سب سے جدا میں صدقے جاؤں اپنی پیاری سی
مسکان کے بے ہوش نہ ہو جانا میں نے مسکان کے
لبوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے اور نرمی سے چوم کر ہٹا
لیے وہ غصے سے دیکھنے لگی میں نے کہا کس کر لی تھی
اچھا کیسے کرتے ہیں شادی کے بعد سکھا دوں گا اچھا
ٹھیک ہے پھر وہ ہنس دی ہم ایسے ہی پیار بھری باتیں
کرتے رہے۔

میرے واپس جانے کا دن بھی آ گیا پانچ دن بعد میں
واپس جا رہا تھا اس دن میں بہت رویا مگر مسکان
مسکراتی رہی بولی ساغر مت رو دیکھو میں کوئی روئی
ہوں میں دیر تک اسے گلے لگا رہا پھر چلا گیا اب میری
حالت پہلے سے کہیں زیادہ خراب ہونے لگی تھی نہ میم
کھیلتا نہ دوستوں سے باتیں کرتا کام کے بعد بس لیٹا
رہتا تھا ہر وقت مسکان کے میسج کا انتظار کرتا رہتا جب

تک بات نہ ہو پاتی میں کھانا نہیں کھاتا تھا کتنے دنوں
تک بھوکا ہی رہتا تھا مسکان کو جب بتاتا تو وہ تڑپ
اٹھتی تھی اگر پاس ہوتی تو وہ کان کے پیچھے اور
میں مسکان کے کہنے پر کھانا کھا لیتا ہر وقت اس سے
بات کرتا دن اور رات میں ہاتھوں میسج کرتے ہفتے
میں ایک دو بار بات بھی ہو جاتی تھی۔

اب ہم دونوں بے حد قریب ہو چکے تھے ہمارے
درمیان سالوں کی دوریاں اور صدیوں کے فاصلے
تھے آنے والے کل کا کچھ پتا نہیں میں نے صرف
مسکان کی خاطر دنیا کی ہر برائی چھوڑ دی وہ جو بولتی،
سانس لینے سے پہلے اس کی بات مان جاتا میں اسے
دنیا کی تمام خوشیاں دینا چاہتا ہوں۔

اللہ نے مجھے اپنی مسکان بیشک دے دی جائے اور
میرے اندر کا خوف مجھے ہر وقت بے چین رکھتا
ہے جلد ہی ختم ہو جائے گا اور مجھے سکون مل جائے گا میں
سب کچھ چھوڑ دینے کے بعد اپنی مسکان کو کھونے کی
ہمت نہیں رکھتا

ان کا لہجہ رباب سے بڑھ کر
ہر ادا ہے شباب سے بڑھ کر
یوں تو معصوم ہیں بہت لیکن
شوخیاں ہیں عذاب سے بڑھ کر
عارضوں پہ ہے شام کی سرخی
ہونٹ ان کے گلاب سے بڑھ کر
کہہ دو ان سے کہ کوئی نہیں
دل میں میرے جناب سے بڑھ کر

اب مر تو سکتا ہوں مگر اپنی جان سے جدا نہیں میری
آپ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ساحر اور مسکان
کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا کریں وہ جلد ہی مل
جائیں اور شادی کے حسین بندھن میں بندھ جائیں
اپنے تمام دکھ تکلیفیں بھول جائیں آمین ثم آمین
آپ کی رائے کا منتظر رہوں گا ضرور آگاہ کرنا

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی
وفا ذات ہے عورت کی
مگر جو مرد ہوتے ہیں
بہت بے درد ہوتے ہیں
کسی بھنورے کی صورت
گل کی خوشبو لوٹ لیتے ہیں
تم کو قسم ہے میری
روایت توڑ دینا تم
مگر پھر یوں ہوا مان
مجھے انجان رستے پر
اکیلا چھوڑ کر اس نے
میرا دل توڑ کر اس نے
محبت چھوڑ دی اس نے
وفا ہے ذات عورت کی
روایت توڑ دی اس نے

..........وقاص مان

عشق

کہیں عشق طور پہ دیدار ہے
کہیں عشق ذبح کو تیار ہے
کہیں عشق نے آگ سے بچا دیا
کہیں عشق نے شاہ مصر بنا دیا
کہیں عشق نے نماز کو قضا کیا
کہیں عشق سیف خدا بنا
کہیں عشق شیر خدا بنا
کہیں عشق سجدے سے پھر گیا
کہیں عشق درس وفا بنا
کہیں عشق حسن ادا بنا

..........وقاص مان

اقرار کر گیا کبھی انکار کر گیا
ہر بار اک عذاب سے دوچار کر گیا
رستہ بدل کے بھی دیکھا مگر
وہ شخص دل میں اتر کر ساری حدیں پار کر گیا۔ وقاص

روحانی انگوٹھی عقیق

یہ ایک مذہبی پتھر ہے اُردو اور فارسی میں اس نگینہ کو عقیق کہتے ہیں۔ اس نگینہ کے متعلق احادیث میں بکثرت فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ مذہبی پتھر ہونے کی وجہ سے اولیاء بکثرت استعمال کرتے ہیں اور اس سے روحانی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ عقیق نے رسالت ﷺ کی گواہی دی، کہا جاتا ہے کہ جن پتھر کی کنکریوں نے رسول خدا ﷺ کے دست مبارک پر آ کر آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی، وہ پتھر کی کنکریاں عقیق بن گئیں۔ یہ معجزہ رسالت مآب ﷺ ہے۔ حکیم صاحب کا خصوصی اسم اعظم عقیق پر دم کیا ہوا ہے۔ اس کی طاقت ور روحانی شعاعیں خون کے سرخ ذرات کو متاثر کر کے بدن کے تمام اعضاء کو طاقتور بناتی ہیں۔ انشاء اللہ اس معجزہ نما روحانی انگوٹھی کے پہننے سے جملہ جسمانی و روحانی بیماریوں کے علاوہ دنیاوی جائز مقاصد میں معاون ہوگی۔

انشاءاللہ روحانی انگوٹھی کے استعمال پر فوائد آپ خود محسوس کریں گے

ہدیہ روحانی انگوٹھی: 1050 روپے

نوٹ: لوح قرآنی، روحانی غسل، روحانی عطر اور تسخیری سرمہ کا تفصیلی پمفلٹ منگوانے کے لیے جوابی لفافہ بھیجیں۔

روحانی انگوٹھی منگوانے کے لیے لکھیں **دار الخیر ظاہر پیر** ضلع رحیم یار خان

معصوم قاتل

۔۔تحریر یونس ناز۔آزاد کشمیر 03135250706

شہزاد و بھائی۔
آج پھر میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان۔معصوم قاتل رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔یہ ایسے دو چاہنے والوں کی کہانی ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو بہت چاہت سے دیکھا ایک دوسرے سے محبت کی لیکن ان کا ملاپ نہ ہو سکا میں اس کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

جب چاندنی رات کو آسماں پہ چمکتے ستارے دیکھتا ہوں تو مجھے یہ ستارے بے رنگ بے نور لگتے ہیں۔
اور ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ چاند ستارے میری بے بسی بربادی کے جشن منا رہے ہوں۔
میری زندگی کے لمحات بہت ہی اچھے گزر رہے تھے ہر طرف چاہنے والے تھے اور محبت کے نام سے چڑ تھی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں محبت کہاں ملتی ہے ہر طرف نفسا نفسی کا دور تھا۔
اور میں نے اپنے دل کو سمجھا لیا کہ اگر زندگی میں سکون چاہیے تو کسی سے وفا کی امید نہ رکھ مگر جب دل باغی ہو جائے۔
تو انسان کے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں اور ایسا بے بس اور مجبور ہو جاتا ہے کہ لوگ بھی بے بسی اور مجبوری سے فائدہ اٹھانے والے ہوتے ہیں۔
ان کو کسی دوسرے کی خوشیاں کہاں راس آتی ہیں ہر کوئی یہاں صرف اپنے لیے جیتا ہے اپنے لیے سوچتا ہے اپنی ہی خوشی کی خاطر دوسروں کی زندگی کو عذاب بنا دیتا ہے۔
محسوس وہی کرتے ہیں جن کو چوٹ لگی ہو اور چوٹ لگانے والوں کو درد کا احساس کب ہوتا ہے دوسروں کے دل کو توڑنا بہت آسان ہوتا ہے مگر جب اپنا دل ٹوٹتا ہے تو احساس ہوتا ہے۔
یہ تو بہت وقت وقت کی بات ہوتی ہے وقت ایک جیسا ہوتا ہے نہ حالات ایک جیسے رہتے ہیں یہاں کا دستور بھی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ لوگ بدل جاتے ہیں پھر ہمارے ہاں تو بدلنا ایک فیشن بن گیا ہے لوگ موسموں کی طرح بدل جاتے ہیں۔
جب ان کو احساس ہوتا ہے تو وقت گزر چکا ہوتا ہے انسان کے پاس صرف آنسو بہانے کے علاوہ اور کچھ نہیں بچتا لوگوں کے چہرے جس قدر معصوم ہوتے ہیں وہ اسی قدر ہی ظالم اور مطلب پرست

دوسروں کے گھروں کو اجاڑ کے اپنے لیے شیش محل تیار کرنا چاہتے ہیں۔

دوسروں کی خوشیاں لوٹ کر اپنے لیے خوشیاں تلاش کرنا ایک پانی کے بلبلے کی طرح ہوتا ہے جو چند لمحات ہوا میں اچھلتا ہے پھر پانی بن جاتا ہے۔

اپنے مفاد کی خاطر پیار کا ناٹک کرنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ دوسرا اتنا بے وقوف نہیں ہوتا جتنا وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں یکطرفہ سوچ تباہی کا سبب بن جاتی ضرورت سے زیادہ خوشیاں بھی کبھی حادثات کا سبب بن جاتی ہیں۔

فعلی لیٹرے کبھی کبھی شکاری کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور وہ صرف شکاری کے رحم کرم پر ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ان کو قید رکھتا ہے یا پھر ان کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

محبت کو اچھے برے کی پہچان کروا دی ہے انسان بار بار غلطی کرنے سے بچ جاتا ہے اور بعض لوگ جان بوجھ کر بے وقوف بن جاتے ہیں اپنے بارے میں وہ دوسروں کی رائے جان لیتے ہیں لیکن اچھی روایت نہیں کہ دوسروں کی محبت کو ایک مذاق سمجھا جائے دولت کی ہوس اور خود غرضوں نے محبت کو تجارت بنا رکھا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ محبت بدنام ہو چکی ہے۔

اب تو کوئی شریف بندہ بھی محبت کے نام سے ڈرتا ہے یہاں ہر کوئی وقت گزاری کے لیے محبت کا ڈھونگ رچا کر منظر عام سے غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ بھول جاتے ہیں۔

کہ یہاں ہر کوئی استاد ہے کسی کو اتنا بے وقوف مت سمجھو بلکہ اپنے آپ کو دوسروں سے کم تر ہی سمجھنا عقل مندی کا شیوہ ہے محبت کے نام پر کسی کو دھوکہ دے کر اس کی زندگی سے غائب ہونا اور سوچنا دوسرا مجھے بھلا دے گا یا میں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ میری زندگی سے نکل جائے گا اب تو اس دور میں ایسا کرنا بہت ہی مشکل ہو چکا ہے بلکہ ناممکن سی بات لگتی ہے خوشی خوشی ایک دوسرے جدا ہونا الگ بات ہے

معصوم قاتل بھی ایسے ہی دو کرداروں کے گرد گھومتی ہے جو ایک دوسرے کی نظر میں معصوم بن رہے تھے لیکن انجام کیا ہوا یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اپنی زندگی سے مطمئن تھا اور ہر طرف چاہنے والوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔

میرا نام محسن ہے اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق ہے اور زندگی گزارنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کچھ میرے پاس ہے لیکن ایک خاص عادت ہے کسی مظلوم کو دیکھ کر اس کی ہر ممکن مدد کرنا میری فطرت میں ازل سے شامل ہے اور اسی عادت کی وجہ سے ذلیل بھی ہوا ہوں مگر کیا کروں اپنی عادت بدلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اور اپنی فطرت کو بدل کر انسان کیسے جی سکتا ہے ایک دن رات کو میرے فون پر ایک کال آئی تو میں نے کہا کہ کسی جاننے والے کا ہی ہوگا میں نے فوری کال اٹینڈ کر لی مگر دوسری طرف کسی لڑکی کی آواز سنائی دی میں نے رونگ نمبر کہہ کر بند کر دیا کیوں کہ اکثر اوقات رانگ نمبر مل جاتے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہوتی دوسرے دن پھر آئی میں نے اٹینڈ نہ کی پھر میسج آیا کہ پلیز کال اٹینڈ کرو میں نے سوچا کوئی پرابلم ہوگا کال سننے میں کیا حرج ہے۔

میں نے کہا جی محترمہ فرمائیے کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں اور آپ مجھے جانتی نہیں میرا نمبر آپ کو کس نے دیا اور کیا چاہتی ہیں آپ اس نے اپنا نام روزی بتایا اصل نام کیا تھا مجھے کیا غرض میں تو ویسے بھی لوگوں کی مدد کر کے خوش ہوتا ہوں لیکن اس کے مقاصد کچھ اور تھے کہنے لگی

میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں اس امید پر کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔
میں نے بہت دکھ اٹھائے اور زخم سہے ہیں مگر پھر بھی زندہ ہوں آپ سے دوستی کی بھیک مانگتی ہوں میرے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی مت لوٹانا بلکہ اپنی محبت و دوستی کی خیرات ان میں ڈال دینا۔
میں پہلے ہی بہت بکھر چکی ہوں آپ کا اقرار میری زندگی اور انکار میری موت کا سبب بھی بن سکتا ہے فیصلہ کرتے وقت ضرور سوچنا چاہت اور محبت کے لیے بار بار نہیں آتے جس دن آپ کا انکار ملا وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہی ہوگا۔
ہاں ضروری نہیں کہ انسانوں کے درمیان دوستی اور محبت کا ہی رشتہ ہو انسانوں کے درمیان انسانیت کا رشتہ بھی ہوتا ہے اب تو واقعی ہی میرے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔
دوسروں کی زندگی بناتے بناتے اپنا گلشن بھی اجڑ سکتا ہے اس لڑکی کی آفر قبول تو کرلوں مگر اپنا کیا ہوگا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لڑکی کسی مقصد کے لیے مجھ سے دوستی کررہی ہو اور فون پر بھی مجھے بلیک میل کررہی ہو اس کشمکش میں رات گزار دی کہ اب کیا کروں پھر دل نے جواب دیا کہ پاگل مت ہو اس کا دل توڑنے سے بچاؤ جو ہوگا وہ بعد کی بات ہے۔
مجھے ایک فیصلہ کرنا تھا ہوگا جو میری زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہے کیوں کہ محبت دوستی بچوں کا کھیل نہیں ہے اس میں مجنوں کی سی دیوانگی اور فرہاد کا سا پاگل پن چاہیے آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس کو کہا کہ ہم نے زندگی میں بہت سے غم اٹھائے ہیں اور انسان کا اصل چہرہ بھی ہم نے دیکھا ہوا ہے لیکن سوال آپ کی زندگی کا ہے۔
اس کو ہمدردی کہا جائے یا احساس کا رشتہ اور وہ لوگ مجھے زہر لگتے ہیں جو اپنے آنسوؤں کی آڑ میں دوسروں کی زندگی برباد کردیتے ہیں ہاں میں کچھ اصولوں کا پابند ہوں۔
آپ کو بھی ان اصولوں پر چلنا ہوگا اور شاید میرے ساتھ چلنا مشکل ہو دوستی محبت اور احساس کے رشتے پر چلنے کے لیے پہاڑ کا حوصلہ چٹان کی مضبوطی اور چیتے کا جگر چاہیے ہوتا ہے اور یوں بھی ہم مشرق کے لوگ ذرا مختلف مزاج رکھتے ہیں۔
اور اپنی تہذیب اور ثقافت کی پاسداری ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں صنف نازک ہونے کے ناطے آپ تو صرف اپنی چار دیواری تک ہی محدود رہ سکتی ہو اس سے باہر کی رنگ رلیوں اور رنگینیوں کا تصور بھی محال ہے دوستی کی خاطر تو بے شمار قربانیاں دینی پڑتی ہیں رہا ہے وفا تو ایسے اوقات ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب وقت خزاں رسیدہ موسموں سے بغاوت کرکے بہار زیست کی آمد میں کئی سال گزرتے ہیں ہر لمحہ کی گھڑی گویا قیامت کی گھڑی ہو۔
کبھی رسموں بدنامی کا خوف تو کبھی اپنوں کی محبت پاؤں کی زنجیر بنتی ہے جن کی نسبت سے زندگی کی کشتی ڈوبنے لگتی ہے ان مرحلوں سے گزرنا کوئی آسان کام نہیں اور ایسا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اس تلخ گفتگو میں میرے خیال سے آپ محبت کے نام سے ہی کانپ گئی ہوگی شاید آپ نے سمجھا ہو کہ زندگی پھولوں کی سیج ہے لیکن یہ تو کانٹوں کا بچھونا نکلی ہم وفا کے بدلے میں وفا چاہتے ہیں زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا اب شاید کوئی نیا زخم برداشت نہ ہو

کل بچھڑنا ہے تو عہد وفا سوچ کے باندھ
ابھی آغاز الفت ہے گیا کچھ بھی نہیں

بروزی کہنے لگی کہ بس آپ کو اتنا یقین دلاتی ہوں کہ کبھی آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہوگی اور نہ میرے دل میں کوئی آئے گا اور جس دن آپ مجھے غلط پاؤ گے اسی دن آپ میری زندگی سے نکل سکتے

نہ میں نے کہا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ہاں اگر زندگی میں ایسا وقت آیا کہ تم نے وقت گزاری کے لیے ڈرامہ بازی کی ہے تو پھر یہ میں آج کہہ دوں کہ اگر تمہاری زندگی ویران ہو جائے اور لوگ تمہارے کردار پر انگلیاں اٹھائیں تو گلہ مت کرنا روزی میں واقعی معصومیت تھی پر وہ راز جو اس کے اندر دفن تھا مجھ پہ ظاہر کر دیا مجھ پر اندھا اعتماد کرنے لگی بلکہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے اور میں واقعی اس کے پیار میں پاگل ہوتا چلا گیا ایک روز وہ مجھ سے ملنے میرے گھر آئی تو اس نے کمرے کا بغور معائنہ کیا تو مجھے شک سا ہو گیا ایسا کیوں کر رہی ہے۔

کیا اس کو مجھ پر اعتماد نہیں مگر میں نے اس پر کبھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس کی یہ حرکت مجھے ناگوار گزری اور پھر اس نے مجھے دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کر دیا اور ہم لوٹتے رہے۔

اس کی فرمائش کو پورا کرنا تو ہماری ذمہ داری بن گئے تھے اور وہ ہمیں الو بنائے جا رہی تھی ہم نے بھی اس کو کبھی محسوس نہیں ہونے دیا

ہم خود تراشتے ہیں منازل کے سنگ راہ
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا

یہاں پر ایک بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے خود ہی یہ موقع فراہم کیا کہ میں اس کی نگرانی کروں اور اب تو روز بروز اس کی فرمائشیں بڑھتی چلی گئیں جیسے وہ مجھے اپنا غلام سمجھتی ہو اور میں بھی غلام بن کر رہنے لگا۔

اور اس تلاش میں تھا کہ پتا تو چلے کہ اس کے بدلنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے فون پر بھی اس کا رویہ تلخ ہونے لگا دو سال میں ہی اس نے خود کو اتنی ماڈرن سی بنا لیا ہر کوئی

اسکا دیوانہ ہو جاتا اور وہ بھی کھلاڑی تھی دیوں کب کرتی تھی۔

جب بھی میرے پاس آتی ہم تصویریں بنا لیتے اور اس کا موڈ خراب ہو جاتا اسے پتا تھا ناراضگی کا مطلب چڑیا ہاتھ سے کھو جاتا ہے۔

اور وہ مجھے مطلب کی خاطر استعمال کر رہی تھی جس کا اس کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ آگ سے کھیل رہی ہے اور میں اس کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتا رہتا اور اس کو خطرات کا انجام بتاتا کہ فلاں کے ساتھ یہ ہوا ہے فلاں کے ساتھ یہ ہوا ہے مگر وہ نا جانے کس نشے میں تھی۔

اس کو میری باتیں ایک مذاق سے کم لگتی تھیں اب تو اس نے مجھ سے کنارہ کشی کرنے کا سوچنا شروع کر دیا بلکہ میں جو بھی بات کرتا اس کو مذاق سمجھ کر ٹال دیتی اور اس کا نمبر اکثر مصروف ہوتا۔

اور میں جب بھی پوچھتا تو وہ بہانہ بنا لیتی جو کچھ میں اس کے بارے میں جان چکا تھا وہ شاید ہی کوئی جانتا ہو کیوں کہ وہ دوستی کرتی اور پھر اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد نمبر تبدیل کر دیتی۔

اور پھر کسی نئے شکاری کی تلاش شروع کر دیتی اس طرح اس کا سلسلہ چلتا رہا پھر کوئی استاد اسے ملا جس نے اس کی زندگی بدل کے رکھ دی اور وہ اپنا رویہ تبدیل کرنے کا سوچ رہی تھی اور پھر اسے میری شکل کا ایک بے وقوف مل گیا اب اس نے حد ہی کر دی مجھ سے رابطہ تک نہ کرتی۔

اور یوں ایک سال گزر گیا اس دوران اس کی شادی ہوئی مجھے اس کی شادی پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا کیوں کہ میں نے انسانیت کے ناطے اس کی زندگی بدلنے کی کوشش کی تھی اور کافی حد تک کامیاب بھی ہوا تھا مگر جن کی فطرت میں ڈسنا ہو وہ کب بدلتے ہیں اب میں بھی بہت کم رابطہ کرتا اس کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو مجھ سے رابطہ کرتی اور میں اسکی مشکل حل کر دیتا لیکن میں کبھی بھی اس کی طرف سے غافل نہ تھا۔

اس کی نگرانی ضرور کرتا وہ اس قدر ہوشیار تھی کہ کبھی محسوس نہ ہونے دیتی تھی کہ آج کل کون اس کا نیا شکار ہے اس کا نظریہ زیادہ دیر کسی کے ساتھ رہنا نہ تھا صنف نازک تھی وہ کیا جانے لوگ چاند پر پہنچ گئے ہیں اور وہ زمین پر رہ کر ستاروں کی باتیں سوچتی ہے ہر آدمی اپنی نظر میں فنکار ہے۔
لیکن کردار مختلف طریقے کے ہوتے ہیں اور شخص اپنے کردار کے ساتھ انصاف کرتا ہے روزی کا رویہ میرے ساتھ بدلنے لگا میں اس کو بتاتا کہ تم اپنے آپ کو گندگی سے بچاؤ اور اچھے انسانوں کی طرح زندگی گزارو یہ نہ ہو کہ بدنام ہو جاؤ۔
اور کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو لیکن وہ بہت ہی چالاک لڑکی تھی اس نے میرے خلاف ہی محاذ بنالیا اپنے دوستوں کو کہتی کہ محسن مجھے تنگ کررہا ہے اس کو راستے سے کیسے ہٹایا جائے اس کے دوست بھی استاد تھے وہ کہتے کہ محسن آپ کو کیوں تنگ کرتا ہے آپ کا اس سے کوئی تعلق ہے تو پھر ڈرنا کیسا روزی کہتی کہ میرا رشتہ دار ہے اس وجہ سے وہ میری نگرانی کرتا ہے اور میں آزادانہ طور پر آپ سے ملاقات نہیں کرسکتی۔
روزی جتنی معصوم نظر آتی تھی اتنی ہے نہ تھی بلکہ مطلب کی خاطر کچھ بھی کرسکتی تھی میں نے اس پر پابندی لگائی کہ بلاوجہ کسی کے گھر نہ جایا کریں میں اس کی نگرانی کرنے لگا ہوں کہیں اس کا گھر اجڑ نہ جائے لیکن عورت پر کب پہرہ لگایا جاسکتا ہے۔
وہ جھوٹی قسمیں کھاتی اور خود کو مجبور اور بے بس ثابت کرتی اپنے میاں کے ساتھ بھی غداری کررہی تھی اور وہ بے چارہ اس کے پیار میں اندھا ہو چکا تھا اسے روزی کی کوئی برائی نظر نہیں آتی تھی اس پاگل کو یہ معلوم ہو کہ اس کے اخراجات کیسے پورے ہوتے ہیں اس دوران نوید کا روزی کے ساتھ رابطہ تھا میں نے نوید سے پوچھا کہ بھائی تمہارا روزی سے کیا چکر ہے وہ بولا محسن تم اس چالباز عورت کو جانتے ہو یہ تو صرف دولت کی خاطر آپ سے دوستی نبھارہی ہے جس دن اس کا مقصد پورا ہو گیا اس دن آپ کو چھوڑ دے گی۔
کوئی بھی اس کے ساتھ زیادہ عرصہ نہیں چل سکتا کیوں کہ اس کی فرمائشیں پوری کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے مگر میں بھی ضدی اور انا پرست تھا اپنی ضد کے آگے ہار ماننے والا کہاں تھا میں نے اس کی دوستی کو کنارے لگایا اس کو زندگی گزارنے کا ہنر سکھایا اس کو ایک مقام دیا اس کو آنے والے خطرات سے آگاہ کیا اور وہ مجھ سے ڈرامہ بازی کرے ایسا ممکن کہاں وہ بھی اگر مجھ سے مخلص ہے تو میں بھی اس سے مخلص رہوں گا اگر مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کی تو میں نے آغاز میں اسے بتایا تھا کہ کوئی ایسی غلطی نہ کرنا جس کا تاوان تمہیں زندگی بھر بھگتنا پڑے۔
اور تم خود سے نظریں نہ ملا سکو بلکہ تمہیں خود سے نفرت نہ ہونے لگے روزی کا رویہ دن بدن بدلتا دیکھ کر میں نے بھی اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کی کوشش شروع کردی مگر نادان دل کے ہاتھوں مجبور تھا دل کھلونا بن کر رہ گیا دل بھی اس ناداں سے غافل نہ ہوا تھا اب تو دل میں ایک کسک سی رہنے لگی کہ مجھ سے کیوں بدل گئی ہے اس کا پیار کہاں گیا اور وہ دولت کی پجارن کیوں بن گئی اور پھر اس کی عمر ڈھلتی گئی اور اس کے دوستوں نے اس کنارہ کشی کرلی اب وہ پھر میری طرف متوجہ ہونے لگی مگر وہ ہر کام میں احتیاط ضرور کرتی تھی لیکن عشق اور مشک کچھ چھپانے نہیں چھپتے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کو خبر ہو ہی جاتی ہے۔
اور ہوا وہی جس کا ڈر تھا ایک روز اس نے مجھے اپنے گھر میں کھانے پر بلایا اس کے گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے لیکن ستم ظریفی دیکھئے جیسے ہی میں

روزی کے گھر گیا اس کا رشتہ دار آ گیا اور میں نے
وہاں سے نکلنا ہی مناسب سمجھا اور اب تو اس کے
رشتہ داروں کی نظروں میں آ گیا تھا۔
اس کے گھر کی طرف جانا کسی خطرے سے خالی نہ تھا
اور وہ فون پر بات بھی کم کرتی اور اگر فون پر بات
ہو بھی جاتی تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال دینا اس کی
پرانی عادت تھی۔
اور بات کو حقیقت کا روپ دینا اس کا فن تھا اور
بات بات پر آنسو بہانا کوئی اس سے سیکھے اس بات
کی حقیقت سے انکار کرنا مشکل تھا کہ میں اس کے
ساتھ بہت مخلص رہا ہوں اور اس کی ہر فرمائش کو
پورا کر کے مجھے خوشی ہوتی تھی لیکن وہ محبت کے نام
سے واقف نہ تھی وہ صرف اپنے مطلب اور مفاد کی
خاطر مجبوراً میرا ساتھ نبھا رہی تھی کیوں کہ مجھے چھوڑ
کر وہ خود بھی تنہا ہو جاتی میں اس کے لیے کسی
کھلونے سے کم نہ تھا اب اس کے بہت سے اہم
راز مجھے پتا چل گئے اور میں نے کبھی بھی اس سے
ذکر نہ کیا تھا۔
میں اپنی نظروں سے اسے گرانا نہیں چاہتا تھا کیوں
کہ میں اس سے محبت کرتا تھا اور وہ میری کمزوری
بن گئی تھی اور اس کے بغیر میری زندگی ویران تھی
اور اس نے میری مجبوری کا فائدہ اٹھایا تھا روزی
ایک عام سی لڑکی تھی جسے میں نے خود ہی اپنے
ہاتھوں سے تراشا اور اس کی خوبصورتی کو نکھار دیا۔
اس کو اس دنیا میں رہنے کے ڈھنگ سکھانے اور
اب وہ اس پوزیشن میں تھی کہ اسے کسی کے
سہارے کی تلاش نہ تھی۔
اور میں اب اس پوزیشن میں تھا جہاں مجھے اس کی
محبت کی ضرورت تھی اب اس کے سہارے کی
ضرورت تھی اور اب وہ مجھے مسلسل نظر انداز کر رہی
تھی کہ میں اس کے بہت قریب رہا ہوں۔
اور اس کے ہر راز سے واقف تھا میں تو اس قدر
چاہتا تھا جتنا شاید وہ نہ چاہتی تھی میں اس کے
راستے کا کانٹا تھا جو اس کو کسی بھی وقت چبھ سکتا تھا
میں اس کے لیے ایک فالتو چیز بن کر رہ گیا تھا اور
مجھے حیرت ہوئی کہ وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا
وقت کے حالات بدلتے دیر نہیں لگتی

یہ دنیا مسافر خانہ ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں
قصہ تو وہی فرسودہ ہے عنوان بدلتے رہتے ہیں
محتاج غنی ہو جاتے ہیں شاہوں کو گدائی ملتی ہے
قسمت کے دوراہے پر اکثر انسان بدلتے رہتے
ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت کبھی بھی کسی ساتھ
نہیں دیتا بلکہ بدلتا رہتا ہے اور جو لوگ منزل کی
تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں انہیں منزل مل ہی
جاتی ہے

جذبہ اگر سچا ہو تو منزل مل ہی جاتی ہے
میں نے صحرا میں بھی پھولوں کو کھلتے دیکھا ہے

روزی سوچتا ہوں کہ تم نے میرے ساتھ اتنا بڑا
ڈرامہ کیوں رچایا تھا۔
وہ محبت وہ قسمیں ان کو کیا نام دوں تم نے تو ہمیشہ
سے ہی اپنی مجبوریوں کا رونا رویا تم نے خود ہی کہا
تھا کہ تم اپنی زندگی سے تنگ ہو تمہارے اپنوں نے
تمہارے ساتھ وہ کچھ کیا جس کا آدمی تصور بھی نہیں کر
سکتا اور میں نے تمہیں سہارا دیا۔
میں تمہارے برے وقت کا ساتھی تھا ہاں روزی
تمہارا اصل روپ تو ناگن کے جیسا تھا جس کا کام
صرف ڈسنا تھا اور تم اپنے مطلب کی خاطر کچھ بھی کر
سکتی ہو اور تم نے تو بہت سے لوگوں کو بے وقوف
بنایا اور ان کے گھر اجاڑنے کی کوشش کی لیکن ان کی
قسمت اچھی تھی کہ وہ بچ نکلے۔
اور دوبارہ آپ کی طرف پلٹنے کی کوشش بھی نہ کی
کیوں کہ عزت تو سب کو عزیز ہوتی ہے لیکن میرا
معاملہ کچھ اور ہے کیوں کہ میں اس کا ہم راز تھا اور

لوگوں کو بیوقوف بناتے بناتے وہ خود بھی ایک کھلونا بن چکی تھی وہ ہر کام رازداری سے کرتی۔

اور ہم بھی تبدیل کر دیتی اس طرح اس کے کچھ چاہنے والوں سے جان بھی چھوٹ جاتی اس کو بدلتا روپ دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا اور کبھی کبھی اس بات کا دکھ بھی ہوتا کہ میں نے اپنی زندگی میں روزی کو جگہ کیوں دی کیوں اس کا ہمدرد بنا۔

کیوں اس کے ساتھ چلا مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا روزی میں تمہاری وجہ سے آزمائشوں کے پل صراط سے گزر رہا ہوں میں نے تو سپنوں میں بھی کبھی سوچا نہ تھا کہ تم اس قدر بدل جاؤ گی مجھے گلیوں کی خاک چھاننے پر مجبور کرو گی شاید تمہارا خیال ہو کہ میں تم سے محبت کی بھیک مانگوں تو یہ تمہاری بھول ہے عورت کے آگے جھکنا میری سرشت نہیں تھی روزی ایک وقت آئے گا جب تمہارے سب دوست تمہیں چھوڑ جائیں گے تب تمہیں میری یاد یں تڑپائیں گی اور جو میں نے تمہارے لیے کیا وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا لوگ دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر عملی طور پر ان میں کچھ کر گزرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

اور ہم جو کہتے ہیں وہ کر گزرتے ہیں روزی تمہاری محبت کی تمام یادگاریں میں سینے سے لگائے ہجر کی آگ میں جل رہا ہوں۔

تمہارا نام آج بھی میری سانسوں میں میرے دل کی ہر دھڑکن میں موجود ہے میرے ارمانوں کی کرچیاں بکھری پڑی ہیں۔

میں نے تمہاری محبت میں بہت کچھ کھویا میری تمام خواہشات کے محل زمین بوس ہو چکے ہیں میرا وجود خود میرے لیے ایک بوجھ بن کر رہ گیا ہے تمہاری یاد نے مجھے پھر ماضی کی خوبصورت یادوں کے بھنور میں لاکھڑا کیا ہے۔

آج موسم کافی سرد ہے مگر میرے سینے میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں نیند کی دیوی مجھ سے روٹھ گئی ہے روزی تمہاری یادوں کے سہارے زندہ رہنے کی خواہش رہی ہے مگر اب وہ بھی دم توڑ چکی ہے تم نے مجھے یوں خاموش کر دیا تم نے مجھے اتنا دکھ درد دیا کہ جو میری برداشت سے باہر تھا روزی تم نے مجھے عرش سے اٹھا کر گہری کھائیوں کی نظر کر دیا کہاں گئے تمہارے وہ بلند و بالا دعوے کہاں گئیں تمہاری وہ قسمیں اور وعدے تم تو ریت پر بنائے جانے والے گھروندے سے بھی گر گئی۔

ریت کے گھروندے بھی کچھ دیر تک تیز ہوا کے جھونکے برداشت کر لیتے ہیں مگر تم سے یہ بھی نہ ہو سکا پھر قسمت پر کب کسی کا زور چلتا ہے میری زندگی تو گزری جانے کی میں زندگی کی پر خطر راہوں پر تنہا چلتا ہی رہوں گا میں نے سوچا تھا ہم دونوں پیار محبت کا ایک تاج محل بنائیں گے افسوس میرے پیار کے تارے ٹوٹ گئے اس کی مالا بکھر گئی روزی شاید اس وقت تمہیں میری باتیں کڑوی لگ رہی ہوں۔

مگر وہ وقت دور نہیں جب تمہارے چاہنے والے تمہیں چھوڑ جائیں گے۔

اور تم بھی میری طرح تنہا ہو جاؤ گی میری تلاش میں خود اپنا سر دیواروں سے مارو گی مگر ہم کب آپ کو نظر آئیں گے احساس ہو گا تم کو کہ دکھ درد کیا ہوتا ہے اور دوسروں کو دکھ دینے کا مزہ اور خود دکھ سہنے کا مزہ کیا ہوتا ہے ہاں روزی تم کسی کے ساتھ وفا نہیں کر سکتی ہو اور وقت بھی تمہارے ساتھ وفا نہیں کرے گا۔

اور تم ماضی میں جھانکنے کی کوشش کرو گی اور تمہارے سپنے ٹوٹ جائیں گے ہر کوئی تمہیں تنہا چھوڑ جائے گا اور پھر احساس ہو گا کہ تم نے کس کو کہاں چھوڑ دیا ہے روزی مجھے پتا چلا ہے کہ کسی ظالم نے تمہارا گھر اجاڑ دیا اور تم بکھر گئی ہو۔

اور پھر دوبارہ وہی پلٹ آئی ہو جہاں سے میں تمہیں آسماں کی بلندیوں تک لے گیا تھا اب تو ہر کوئی تم پر آوازیں کستا ہے اور گھر والے بھی تم کو وہ اہمیت نہیں دیتے بلکہ تم خود ان کے لیے کسی بوجھ سے کم نہیں ہو روزی سوچنا میں نے کہا تھا کہ ہر کوئی مخلص نہیں ہوتا اور اتنی جلدی دوسروں پر اندھا اعتماد کرنے کی غلطی نہ کرنا پھر آج رزلٹ تمہارے سامنے ہے تم کیا تھی اور میں نے تمہیں کیا بنایا اور تم اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے معاشرے کی نظروں میں گر گئی ہاں روزی میں نے تمہیں بھلا دیا ہے اب میرے دل میں کوئی کسک کوئی کرب نہیں رہی۔

میں اپنی زندگی سے مطمئن ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہیں ایک اچھا انسان بنایا اور پھر تم نے اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے گرا دیا

یہ اپنا ظرف تھا کہ وہاں بھی محبتیں بانٹیں
وہ شہر جس میں محبت کا رواج بھی نہ تھا

ہاں روزی اب تمہیں خود غلطی کا احساس ہو رہا ہوگا اور میری باتیں تمہیں بہت یاد آئیں گی اور تم خود کو تنہا محسوس کرو گی۔

مگر زندہ رہو اپنوں کے سنگ اور سوچنا کہ تمہارے ساتھ کون کون مخلص رہا ہے۔

اور تم کس کے ساتھ مخلص رہی ہو کس نے تمہارا گھر آباد کیا اور کس نے تمہارا گھر اجاڑا فیصلہ خود کرنا اور مجھے بھول جانا۔

اور ہو سکتا ہے کہ تم نے مجھے کب کا بھلا بھی دیا ہو مگر دل کو یقین ہے کہ کبھی نہ کبھی میری یاد تو ستاتی ہوگی۔

قارئین یہ تھی محسن اور روزی کی کہانی۔

آپ کو کیسی لگی اپنی رائے سے ضرور نوازیے گا کیوں کہ کافی عرصے کے بعد لکھنے کا دوبارہ سلسلہ شروع کیا ہے تب نہ کہیں کوئی خامی رہ جاتی ہے۔

اور کوشش کروں گا کہ یہ سلسلہ بھی نہ ٹوٹے آپ کی رائے کا منتظر ہوں

معصوم قاتل

غزل

ہمیں یقین ہے کہ پھر شاعری نہیں ہوگی
تمہاری یاد کے دل میں چراغ جلتے ہیں
یہ بجھ گئے تو یہاں روشنی نہیں ہوگی
تمام عمر گزاری ہے آبیاری حسین نظر کی
مگر یہ شاخ تمنا میری نہیں ہوگی
میں راہ حق کی مسافر ہوں دوستو
میرے دکھوں میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی

غزل

بچھڑنے کے بعد تجھے یاد کرنا اچھا لگا
لے کے نام تیرا زخم بھرنا اچھا لگا
چاند سا چہرہ اپنے ہی ہاتھوں سے دھوکے لگا
کس قدر مجبور تھا بچھڑا تو رونے لگا
اے میری جان کیا تجھ کو معلوم ہے
یوں کسی کے ساتھ تصویر بنانا اچھا لگا
اس لیے تو بے وفا کہلانے لگے
چھلک پڑی ہے اس وقت میری آنکھیں
جب تم کو دیکھ کر کوئی مسکرانے لگا

غزل

کون دیوانہ مسکرایا ہے رونے کے بعد
زندہ ہوں کیوں کا فر کھونے کے بعد
کھلتے ہی آنکھ پتا چلا زمانے کا
ڈالے ہار غموں کے ہونے کے بعد
معلوم تا شیر میرے خون کی کر دیا رو
نہیں ہوتے الگ الم چھونے کے بعد
اب کیسا ظلم ستم کیسی یہ رنجشیں

تلاش ۳

تحریر۔ ایم ولی اعوان۔ لاہور۔ 0300.4437431

شہزادہ بھائی۔

آج میں پہلی بار ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مزید لکھنے کی کوشش کروں گا اور میں تمام قارئین کا شکر گزار رہوں گا اگر میری کہانی کو پسند کریں گے اور مجھے لکھنے کا موقع فراہم کریں گے تو میں پھر حاضر ہوں گا میں نے اپنی اس کہانی کا عنوان تلاش ۳۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔ ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میں شروع کروں تو کہاں سے کروں اپنے دکھوں کی داستان اپنا کون کون سا غم تحریر کروں میں تو دکھوں کی دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہوں نا جانے کیسے سہہ پاؤں گا۔

میں اپنے سارے غم یہ دکھوں بھری زندگی جو ہر پل دکھوں میں گزر رہی ہے خوشیاں مل کر بھی نا جانے کیوں کھو جاتی ہیں۔

یہ داستان ایک ایسے انسان کی ہے وہ کوئی اور نہیں میں خود ہوں میرا نام شاکر ہے اور میں راولپنڈی کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں ہم چار بہن بھائی ہیں۔

اور میرا نمبر آخری ہے جب میں میٹرک کا طالب علم تھا تو محبت سے انجان تھا بے خبر تھا یہ ان دنوں کا دور تھا جب میں ایک کلومیٹر پیدل چل کر سکول جاتا تھا اور ہر روز گھر والوں کو کہتا کہ مجھے ایک سائیکل لے کر دو تاکہ میں آسانی سے سکول جا سکوں لیکن گھریلو حالات بھی ٹھیک نہیں تھے۔

ہر روز وہ کہتا کہ اگلے مہینے لے دوں گا لیکن جھوٹے دلاسے تھے مجھے معلوم تھا پھر بھی کرتا اپنی روانی سے پڑھ رہا تھا اور وہ دن بھی آ گیا جب میں نے میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کی اور امی نے شاباش دی۔

اور مجھے ایک سو روپے انعام ملا اور کچھ دنوں بعد بڑے بھائی نے سائیکل قسطوں پہ لے دی میری خوشی دیکھنے والی تھی ایک دن امی جان نے کہا کہ بیٹا ہم آپ کی شادی کرنے والے ہیں۔

میں نے کہا کہ ابھی تو میں بچہ ہوں یہ سن کر بڑا بھائی بولا شاکر بھائی اب تم بچے نہیں ہو تمہارا نمبر ہے اگر کوئی لڑکی ہے تمہاری نظر میں تو بتا دو ایسا نہ ہو کہ ہم خود ہی تلاش کریں۔

میں نے کہا کہ بتا دوں گا لیکن کچھ دنوں بعد پھر کیا تھا مجھے کھیتوں میں ٹہلتی ہوئی ایک لڑکی ملی دل چاہتا تھا کہ اسے دیکھتا ہی رہوں۔

میں اس کے قریب گیا اور اس کا نام پوچھا اور کہا کہ آپ کو پہلے تو ادھر نہیں دیکھا آج کدھر سے آئی ہو تو وہ نہ بولی میں نے پھر پوچھا تو وہ ہنس کر چلی گئی مجھے اس کی یہ ادا بہت اچھی لگی نا جانے کیوں میں اس کے خیالوں میں کھو سا گیا۔

اور دل میں تہیہ کر لیا کہ اگر شادی کروں گا تو اسی سے ورنہ نہیں کروں گا۔

اور میں گھر آ کر بھی اسی کی سوچوں میں کھویا ہوا تھا امی جان نے کھانا دیا تو میں کھانا کھا کر سو گیا لیکن ساری رات وہی حسن کی دیوی میرے خوابوں میں آئی اور میں اٹھ گیا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں اسے اپنے دل کا حال کیسے بتاؤں۔

دوسرے دن صبح اٹھا میں ناشتہ کر کے پھر کھیتوں کی طرف نکل گیا اور دیکھا تو وہ نازک پری پھر نظر آئی میں اس کے پاس چلا گیا اور دل تھا کہ میں اس سے دل کی بات کہہ دوں مگر ایک انجان سا خوف تھا جو میں اس سے کہنا چاہتا تھا۔

میں نے اسے اپنے پاس بلا کر کہا اے حسین پری اپنا نام تو بتا دو آپ کی تو ایک جھلک کیا دیکھی دل ہی آپ کو دے بیٹھا ہوں پلیز اپنا نام بتا دو کیا جادو کر رکھا ہے مجھ پہ پھر اس نے اپنی سریلی آواز پر اپنا نام بتایا میرا نام سائرہ ہے واقعی جادو بھروں جیسا نام اور سریلی آواز تو مجھ سے رہا نہ گیا۔

اور دوبارہ نام پوچھا تو وہ پری بولی سائرہ ہے میرا نام آپ کا نام کیا ہے میں نے اپنا نام بتایا کہ میرا نام شاکر ہے آپ کو پہلے تو کبھی نہیں دیکھا کیا کرتے ہیں آپ یہاں میں پاس بیٹھ گیا۔

اور اپنے بارے میں بتانے لگا اور اس سے پوچھا آپ کیا کرتی ہو تو سائرہ نے بتایا کہ میں نے میٹرک کے پیپر دیئے ہوئے ہیں دعا کرنا کہ پاس ہو جاؤں میں نے کہا کہ اللہ آپ کو پاس کرے اور میں نے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔

پلیز محبت کا جواب محبت سے ہی دینا جی بولو تو میں نے محبت کا اظہار کر دیا اور سائرہ جی میری محبت کی لاج رکھنا میں تیرے خیالوں میں کھو سا گیا ہوں جب سے آپ کو دیکھا ہے ہر پل ہر گھڑی

تیری ہی سوچوں میں رہتا ہوں۔

میں تیرے بغیر زندہ نہیں رہ پاؤں گا پلیز اس کا جواب دینا ورنہ میرا دل کرچی کرچی ہو جائے گا کیوں کہ زندگی میں پہلی لڑکی تم آئی ہو جس پر میرا دل آیا ہے پیار کا مقدس رشتہ ہے۔

اور پیار کیا نہیں پیار تم سے سائرہ ہو گیا ہے اگر رہی زندگی تو یہ پیار میں تم سے کرتا رہوں گا اور تم کو کل جہاں کی خوشیاں دونگا۔

اور ہم ایک مثالی پیار کا رشتہ بنائیں گے اور میں ہمیشہ تیرا ہی بنکر رہوں گا تو سائرہ سریلی آواز میں بولی کہ دیکھو شاکر تم نے تو آسانی سے کہہ دیا ہے مگر میرا دل ڈرتا ہے کہ کہیں کسی کو خبر نہ ہو جائے یہ دنیا ازل سے دو پیار کرنے والوں کی دشمن رہی ہے ایسا نہ ہو کہ میری زندگی میں کوئی کٹھن راستے آئے کیونکہ میں کبھی ان چاہتی ہمارے راستے میں کانٹے بکھرے ہوں۔

اور ہم ایک دوسرے کے لیے ترستے رہیں ہاں میں نے بھی جب سے آپ کو دیکھا ہے آپ ہی کے خیالوں میں رہی ہوں ہاں جب تک یہ زندگی ہر دم آپ کے لیے ہے میرا دل شاکر آج سے تمہارا ہے اور پلیز آپ بھی مجھے کہیں بھی کبھی بھی اپنے آپ سے دور نہ کرنا کرو آج عہد کے ہمارا پیار رہتی دنیا تک رہے گا تو میں نے اپنا ہاتھ سائرہ کے ملائم ہاتھوں میں دے دیا ایک کرنٹ سا لگا۔

بہت کشش تھی تو سائرہ بولی جان سے پیارے شاکر آج سے یہ سائرہ صرف اور صرف تمہاری ہے ہاں جدائی اور بے وفائی ہرگز نہ دینا نہیں تو یہ سائرہ مر جائے گی تو میں نے فوراً سائرہ کے منہ پہ ہاتھ رکھا پاگل ایسی باتیں نہیں کرتے۔

میں تیرا ہوں اور تیرا ہی رہوں گا اس طرح آج سائرہ سے اظہار محبت ہو گیا اور ہم تا قیامت عہد

پیاں کر کے اپنے اپنے گھروں کو آ گئے۔

دل میں ایک خوشی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی گھر آیا تو امی نے پوچھا شاکر بیٹا آج بہت خوش نظر آ رہے ہو کیا ہوا کوئی خاص بات ہے کیا۔

نہیں ماں وہ ایک پرانہ دوست مل گیا تھا بہت پرانی دوستی تھی آج اس سے ملا ہوں تو دل باغ باغ ہو گیا ہے اتنے میں بڑے بھائی بھی پاس آ کر بیٹھ گئے اور بولے تم کو کچھ دن پہلے کہا تھا کہ کوئی لڑکی بتاؤ تا کہ ہم جلدی سے تمہیں گھوڑے پہ بیٹھا دیں اوف بھائی آپ کو بولا تھا کہ کچھ دن فارغ رہنے دو شادی کرنی ہوئی تو آپ کو بتا دوں گا۔

اس میں جلدی کیا ہے تو امی بولیں بیٹا تم جلدی شادی کر کے کسی نوکری پہ لگ جاؤ۔

فارغ رہنے کا زمانہ نہیں ہے لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں پھر میں شہر جا کر ایک فیکٹری میں کام کرنے لگا اور ہر روز شام کو گھر آ جاتا اور زندگی آہستہ آہستہ چلتی رہی اور اپنی حسین پری سے بھی ملاقات ہوتی رہی آج مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سائرہ نے کہا کہ کل میرے رشتے کے لیے کچھ لوگ آ رہے ہیں آپ ہیں کہ نوکری میں پڑے ہوئے ہیں شاکر اپنے گھر والوں کو بھیجو ہمارے ہاں تا کہ ہم چھپ چھپ کے ملنے سے بہتر ہے ایک دوسرے کے ہمیشہ کے لیے ہو جائیں۔

جب سائرہ نے وہ بات کہی تو دل نا جانے کب تک اس کی بات میں کھویا رہا اور میں نے کہا کہ سائرہ میں آج ہی اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیجوں گا اور تم بھی کچھ اپنی امی سے بات کر لینا اور میں گھر آ کر بڑے بھائی کے پاس بیٹھ گیا بھائی نے کہا خیر تو ہے شاکر آج کچھ اداس سے لگتے ہو۔

میں نے کہا بھائی آپ کہتے ہو نہ شادی کر لو تو میں بھی کہتا ہوں کہ اب شادی کر ہی لوں کیوں کہ مجھے بھی اب شادی کی عمر لگ گئی ہے میری یہ بات کرنی تھی کہ بھائی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بولے شاکر بھائی آپ نے بہت دیر کر دی ہے ہم نے آپ کے لیے ایک لڑکی دیکھ لی ہے۔

اور اب آپ کی دلہن بہت جلد آ ئے گی اور تم شادی کی تیاری کرو میں نے جب یہ سنا تو بھائی سے آہستہ سے کہا بھائی میں نے بھی ایک لڑکی دیکھی ہے آپ اس سے میری شادی کروا دو نہیں تو میں مر جاؤں گا بھائی آپ پلیز سائرہ سے میری شادی کروا دو عمران بھائی نے جب یہ سنا تو میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہا دیکھو شاکر آپ کے لیے ہم بڑے جو بھی سوچیں گے اچھا سوچیں گے تم ایسا مت سوچو ہم نے آپ کی مرضی لڑکی دیکھی ہے۔

میں اٹھا اور باہر آ کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ میرا کام تو خراب ہو گیا ہے۔

اور اب میرا اور سائرہ کا مستقبل تو خراب ہو جائے گا دل میں نا جانے کیا کیا خیال آ رہے تھے دل بجھ سا گیا اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

گھر والے تیار ہو کر میرے لیے رشتے کی بات کرنے جانے لگے تھے۔

میں نے امی سے کہا امی جان پلیز میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں میری پسند بھی تو دیکھو امی نے کہا کہ بیٹا شاکر تم ضد مت کرو ہم نے تیرے لیے بہت اچھی لڑکی دیکھی ہے اور انشاء اللہ تمہارے ساتھ بہت اچھی زندگی بسر کرے گی۔

بس دعا کرو کہ وہ ہاں کر دیں آپ جا کر اندر بیٹھو اور ہمارے آنے تک گھر پر ہی رہنا میں نے سائرہ کو کال کی اور اسے رو کر بتایا اور کہا کہ ہمارے گھر والے ابھی میرا رشتہ دیکھنے گئے ہیں۔

پلیز سائرہ میں مر جاؤں گا اب کیا کروں میں نے ان کو بہت کہا کہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں میں شادی سائرہ ہی سے کروں گا مگر کسی نے میری ایک نہ سنی اور چلے گئے۔

میری آنکھوں کے سامنے میری بربادی کا جنازہ نکل رہا تھا میں نے ساری باتیں ایک ہی سانس میں کر ڈالیں اور رونے لگا یہ سن کر اس کی آواز میں درد ابھر آیا اور رونے لگی بولی کہ شاکر اب حوصلہ کرو میں جب تک زندہ ہوں صرف تیری ہوں۔

اور اور تیری ہی ہو کر رہوں گی پلیز کچھ حوصلہ کرو میں تیرے بغیر بالکل نامکمل ہوں کیوں کہ اگر تم میرے نہیں ہوئے تو میں بھی زندہ نہیں رہوں گی میں ازل سے تیری ہوں اور تیری ہی رہوں گی اور پلیز شاکر اپنے آپ کو سنبھالو اور حوصلہ کرو ہم کورٹ میرج کر لیں گے۔

اور اس محبت کو امر کر کے ہی رہیں گے کیوں کہ شاکر میری تلاش تم سے شروع اور تم پر ہی ختم ہوئی تھی مجھ کو سائرہ کی یہ باتیں اچھی لگیں جس کی وجہ سے میں نے سائرہ کو آئی لو یو بولا اور کہا کہ سائرہ تم میری ہی ہو اور میں تیرا ہی رہوں گا۔

تم نے میری بہت حوصلہ افزائی کی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے ہمارے گھر میں کوئی مہمان آئے ہیں میں بعد میں آپ کو کال کروں گی سائرہ کی سریلی آواز بند ہوگئی اور میں اپنی ہی سوچوں میں گم ہو گیا

مجھے تو اس جگہ سے بھی محبت ہوتی ہے جہاں پہ بیٹھ کر اسے اک بار سوچ لیتا ہوں شام کو گھر والے واپس آگئے اور بڑی پر جوش انداز میں بھائی عمران نے آ کر کہا شاکر بھائی مبارک ہو آپ کو ان لوگوں نے ہاں کر دی ہے۔

ایک ماہ بعد ہم تمہاری شادی کریں گے اور تم اپنی سوچوں کو بدل لو اور شادی کے لیے تیار ہو جاؤ میں نے عمران بھائی کو بول کر بھائی میں نے کہا ہے میں نے ابھی شادی نہیں کرنی اور جس سے میں نے شادی کرنی ہے وہی میری ہمسفر بنے گی آپ لوگ مجھے میرے حال پر ہی چھوڑ دیں۔

جب بھائی نے کہا کہ یہ دیکھو اس لفافے میں ہم اس کی تصویر بھی لائے ہیں بہت سندر ہے یقیناً آپ کو پسند آئے گی میں نے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں میں سونے لگا ہوں تو امی نے اٹھ کر میرے ماتھے پہ ہاتھ لگایا تو بولیں کہ واقعی تمہیں تو بخار ہے میں اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔

اور دروازہ بند کر دیا بھائی نے کہا کے دروازہ کھولو میں نے اپنے کپڑے لینے ہیں جب میں نے دروازہ کھولا تو بھائی نے تصویر تکیے کے نیچے رکھ دی اور مجھے بولا شاکر چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں میں نے کہا نہیں مگر امی بھی اور ابو بھی آ گئے۔

اور بار بار کہنے سے مجھے جانا پڑا اور پھر ڈاکٹر نے مذاق سے کہا عشق کا بخار ہے پھر ہم دوائی لیکر گھر آگئے آ کر کھانا کھایا اور پھر لیٹ گیا نیند کہاں آنے والی تھی کافی کوشش کی مگر نیند نہ آئی تو میں نے سائرہ کو کال ملا دی اور باتیں کرنے لگا۔

سائرہ کا بھی موڈ کچھ اوف لگ رہا تھا میں نے پوچھا سائرہ آج آپ کے گھر مہمان کون آئے تھے وہ بولی ہاں آج کوئی آئے تھے۔

گھر والوں نے ہاں کر دی مگر میں نے امی کو صاف کہہ دیا ہے کہ اگر شادی کروں گی تو شاکر سے ورنہ زہر کھا کر مر جاؤں گی مگر کسی اور سے شادی نہیں کروں گی۔

امی نے مجھے اس کی تصویر بھی دی کہ بہت

پیارا لڑکا ہے مگر میں نے دیکھے بغیر پھاڑ دی اور
کمرے آکر رو رہی ہوں پھر میں نے کہا دیکھو
سائرہ رونے سے کچھ نہیں ہوگا چلو ہم کورٹ میرج
کر لیتے ہیں کل ہی چلتے ہیں اور ہاں آج مجھے بھی
بھائی عمران نے ایک تصویر دی ہے مگر میں نے
ابھی دیکھی نہیں ہے تو وہ بولی کہ آپ کے بڑے
بھائی کا نام عمران ہے۔

میں نے کہا ہاں تو وہ بولی کہ ایک منٹ میں
آپ کو دوبارہ کرتی ہوں پھر جانے وہ کال سیل
رکھ کر کہاں چلی گئی تھی اور کچھ دیر بعد آئی اور بولی
کہ شاکر آپ کا بھائی عمران اور امی والے ہی آج
آئے تھے۔

اور جو تصویر میں نے پھاڑی ہے وہ کوئی اور
نہیں ہے وہ آپ ہی ہو میں نے کہا اچھا تو میں بھی
دیکھتا ہوں کہ جو مجھے دی ہے وہ کون ہے۔

جب دیکھی تو میری سپنوں کی رانی سائرہ ہی
تھی اور ساتھ ہی میرے منہ سے ایک زوردار
قہقہہ نکلا کال چل رہی تھی ادھر سائرہ بھی بہت خوش
ہو رہی تھی اور تصویر کے ٹکڑے دیکھ کر بولی شاکر یہ
تو آپ ہیں میری آواز سن کر بھائی اور امی بھی
کمرے میں آگئے اور پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔

میں نے بھائی کو گلے لگا لیا بھائی نے کہا واہ
بھئی واہ تو سائرہ بھی سن کر خوش ہوئی امی بولی کچھ
بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے میں نے کہا کہ آپ لوگوں کا
بہت بہت شکریہ کہ میری شادی آپ جس سے کر
رہے ہیں میں بھی تو اسی سے ہی آپ کو کہہ رہا تھا۔

یہ میری سائرہ ہی تو ہے میں اسی کے بارے
میں آپ کو بتانا چاہتا تھا۔

پھر امی نے کہا دیکھ لو ہماری پسند میں نے
آگے بڑھ کر ماں نے قدموں کو چوم لیا اور سائرہ
کی بات امی سے کروائی اور کہا کہ یہ لو امی آپ
اپنی ہونے والی بہو سے بات کرو اور سائرہ نے
بات کی اور پھر خدا حافظ کہہ کر بند کر دیا۔

اور پھر میری اور سائرہ کی شادی کی
تیاریاں ہونے لگی اور آخر وہ دن آ گیا میری
سپنوں کی رانی سائرہ میری دلہن بن کر میری
زندگی میں آ گئی اور ہم زندگی اچھے انداز میں
گزارنے لگے اور رفتہ رفتہ زندگی گزرنے لگی
اور آج بھی یاد ہے سوموار کو صبح اللہ تعالی نے
چاند سا بیٹا دیا۔

اور میں نوکری پر تھا کہ گھر سے کال آئی شاکر
مبارک ہو اللہ پاک نے آپکو چاند سا بیٹا دیا ہے
دل باغ باغ ہو گیا اور جلدی سے صاحب جی سے
ہفتہ کی چھٹی لی اور تنخواہ لی اور گھر آ گیا۔

بازار سے مٹھائی لی اور آ کر ماں کو دی اور
سلام دعا کے بعد کمرے میں گیا اور اپنے بیٹے کو اٹھا
لیا سائرہ نے کہا شاکر یہ میرا پہلا گفٹ تیرے
اور میرے پیار کی نشانی ہے۔

میں نے سائرہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ
پوری رہتی دنیا تک یہ ہمارا چاند رہے گا اور ہم اس
کے ساتھ ستارے لے کر آئیں گے اور خدا ہم کو
ان چاند ستاروں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا
فرمائے اور پھر ماں نے کھانا تیار کیا ہم سب نے
مل کر کھانا کھایا اور پھر بھائی نے کہا کہ شاکر اس کا
نام کیا رکھنا ہے میں نے کہا کہ یہ کام تو پیر و مرشد
ہی کریں گے۔

ہم نے پیر صاحب کو خط لکھا اور انہوں نے
نام ارسال کیا اور ہم نے اس کا نام علیان شاکر
رکھا پھر ہم ہنسی خوشی رہنے لگے۔

ایک دن اچانک ہی سائرہ کی طبیعت خراب
ہو گئی اور گھر والے اسے راولپنڈی کے ایک
ہسپتال میں لے گئے اور مجھے فون کیا کہ شاکر تم
آج ہی چھٹی لیکر آ جاؤ اور گھر میں علیان اپنے
دادے کے ساتھ اکیلا ہے اس کے پاس جاؤ۔

اب تو ماشاء اللہ علیان بولنے لگا تھا مجھے سائرہ کی بہت فکر تھی میں نے جلدی سے فیکٹری کے منشی کو بلایا اور چھٹی لے کر گھر کے بجائے سیدھا ہسپتال میں نکل گیا اور پھر دل میں دعاؤں کا ورد جاری رکھا آخر کار گاڑی سے اتر کر رکشا کروایا۔

اور سیدھا ہسپتال کے گیٹ کے پاس جا کر رکا اور کرایہ دے کر اندر جا کر معلوم کیا تو ایک نرس نے بتایا کہ سائرہ نامی لڑکی تو آپریشن تھیٹر میں ہے اس کا آپریشن ہے۔

میں نے سنا تو وہاں ہی زمین سے لگ کر بیٹھ گیا پھر ہمت کر کے اٹھا اور آپریشن تھیٹر کے پاس گیا اور ایک نرس اندر سے آئی اس نے کہا کہ بہت افسوس کی بات ہے ہم سائرہ کی زندگی نہیں بچا پائے کیوں کہ اسے جو مرض تھا وہ حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا

میں پاگلوں کی طرح اندر گیا تو ڈاکٹر سائرہ کے ارد گرد کھڑے تھے اور سائرہ سفید چادر میں لپٹی ہوئی تھی مجھے ہمیشہ کیلئے دکھوں میں چھوڑ رہو گئی تھی۔

اور میں بار بار سائرہ کو لپٹ کر روتا رہا بھائی عمران اور بھابی اور امی مجھے حوصلہ دیتے مگر اور خود بھی رو رہے تھے اور پھر امی نے کہا کہ بیٹا شاکر اب حوصلہ کرو اور جا کر ایمبولینس کا انتظام کرو تا کہ ہم سائرہ کو گھر لے جائیں۔

پھر بڑی مشکل سے اٹھا اور سائرہ کو ایمبولینس میں ڈال کر گھر آ گئے پھر سائرہ کے گھر والوں کو اطلاع دی وہ بھی آ گئے اور علیان بار بار جا کر اپنی امی کے پاس روتا اور کہتا امی اٹھو مگر میں تو اسے اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں ہو سکتا ہے اپنے بیٹے کی آواز پہ ہی اٹھ جائے اس ننھے سے علیان کو کیا خبر تھی وہ ہمیشہ کے لیے ہم کو رونا دے کر جا چکی ہے اور پھر جا کر اسے قبرستان میں ڈھیر ساری مٹی کے سپرد کر آئے۔

اور میں تنہا رہ گیا تھا اتنی جلدی مجھے چھوڑ کر جانے والی نے میرے بارے میں کچھ بھی نہ سوچا کہ اس کا کیا بنے گا میں پاگلوں کی طرح دن رات روتا اور جا کر قبر پہ بیٹھ جاتا اور رو رو کر اس سے باتیں کرتا مگر وہ ایک بار بھی نہ بولی اب علیان بھی مجھے پاپا پاپا کہتا مگر میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔

اب تو گھر والے بھی کہتے کہ شاکر بیٹا اپنا خیال کرو اس طرح زندگی کیسے گزرے گی ہم آپ کی دوسری شادی کروا دیتے ہیں چھوڑ دو یہ شیو کرو اور علیان کو نام دیا کرو میں تھا کہ اپنے آپ کو بھی سنبھال نہیں پا رہا تھا سائرہ کو جدا ہوئے ابھی دو سال گزرے تھے گھر والوں نے دوسری شادی کا اصرار کیا میری زندگی دکھوں میں گزر رہی تھی تو ایک دن بھائی نے کہا کہ شاکر شادی کر لو میں تو تھا کہ انکاری کرتا رہا مگر گھر والے نہ مانے تو مجھے مجبوراً ہاں کرنا پڑی اتفاق سے میری زندگی میں دوسری سائرہ آ گئی جب بھائی نے آ کر بتایا کہ شاکر ایک سائرہ چلی گئی۔

اور دوسری سائرہ تیری منتظر ہو رہی ہے آپ کو وہ بہت خوش رکھے گی میں نے کہا بھائی میری زندگی سائرہ تھی جواب کبھی بھی نہیں لوٹ سکتی اور وہی میرا پیار میرا ایمان ساتھی تھی۔

اور اس جیسی اور کوئی سائرہ نہیں ہو سکتی پھر گھر والوں کی مرضی سے میری شادی ہو گئی اور آتے ہی یہ سائرہ مجھے گھر والوں سے اور علیان سے دور کرنے لگی جب مجھے محسوس ہوا تو میں نے اسے بول دیا کہ اپنی ساری سوچ بدل دو اور اس طرح ہماری زندگی کی گاڑی زیادہ دیر نہیں چل سکے گی اور تم علیان کا خیال رکھا کرو وہ ابھی بچہ

ہے اور میرے ماں باپ کا خیال رکھا کرو میرا اتنا کہنا تھا کہ سائرہ ونر پڑی۔

اور کہنے لگی ہم اپنا الگ مکان لیں گے اور تم الگ الگ رہو لیکن تمہاری ساری باتیں امی نے سن لیں تھیں میں نے کہا کہ آج تک ہم ایک ساتھ ہی رہتے آئے ہیں اور ایک ساتھ ہی رہیں گے۔

امی نے مجھے آ کر کہا کہ بیٹا شاکر میں نے تمہاری ساری باتیں سن لیں ہیں اور آپ اس زمین پر اپنے علیحدہ مکان بنوا لو تاکہ یہ روز روز کے جھگڑے ختم ہو جائیں میں نے کہا امی آپ بھی اس کی باتوں میں آ گئیں ہیں میرا کیا ہوگا۔

میں تیرے بغیر جی نہیں پاؤں گا یہ جدائی مجھ سے برداشت نہ ہوگی امی نے کہا کہ بیٹا میں خود اجازت دے رہی ہوں اور اس سائرہ کی خواہش پوری ہوگی الگ دو کمرے باتھ روم اور کچن بنانا ہے اور اب میاں اپنی دادی کے ساتھ رہے گا۔

اور پھر میں مستری کے ساتھ مزدوری کرنے لگا کیوں کہ میں نے اپنا فیکٹری کا کام چھوڑ دیا تھا اور کوئی کام تھا نہیں اور روز ہی کسی نہ کسی بات پر سائرہ سے جھگڑا ہو گیا ہوتا آخر کار بات یہاں تک آ گئی کہ طلاق لینی ہے ایک دن سائرہ کی امی نے کہا کہ شاکر بیٹا تم سائرہ کو طلاق دے دو میں نے کہا کہ آنٹی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔

اب جب سائرہ کے کہنے پر ہم نے الگ گھر بنایا ہے اور پھر میں دوسرے ملک جا رہا ہوں اور مزید گھر میں خوشی بھی آنے والی ہے اور اب کیا مسئلہ ہے سائرہ کو آخر ایک دن جب عدالت سے نوٹس آ گئے کہ سائرہ نے طلاق کا مطالبہ کیا ہے تو میں نے امی اور بھائی کو بلا کر کہا کہ یہ مسئلہ ہے انہوں نے کہا کہ بیٹا اگر تم دینا چاہتے ہو تو دے دو کیوں کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا ہے پھر بھی میرے گھر والوں نے ان سے بات کی مگر بے سود مجھے نا چاہتے ہوئے بھی اسے طلاق دینا پڑی اور میں ایک بار پھر اس دنیا میں اکیلا ہو گیا اور دکھی تو تھا ہی اور بھی دکھی ہو گیا۔

پھر میرا ویزہ آ گیا اور میں بیرون ملک چلا گیا ایک سال کے بعد تو اچانک گھر سے کال آئی کہ شاکر علیان گھر سے سکول گیا تھا مگر آج چار دن ہو گئے ہیں وہ نہیں مل رہا میرے ہاتھ سے ریسیور گر گیا اور میں وہیں بے ہوش ہو گیا اور کچھ قریبی دوستوں نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو میں نے ساری بات بتا دی اور اپنا سامان پیک کیا اور گھر چلا آیا اس کو دوسری بیوی سائرہ اپنے گھر لے گئی تھی کسی نے بتایا کہ سائرہ اور اس کی امی آئی تھی اور وہ اسے لے گئی ہیں۔

پھر میں نے ایک شاپ بنا لی اور میری زندگی دکھی گزرنے لگی مجھے سائرہ کی بہت یاد آتی ہے مگر کیا کروں میرے پاس غموں کے سوا کچھ بھی کچھ بھی نہیں ہے اور مجھے آج ایک ایسی سائرہ نامی لڑکی کی تلاش ہے جو مجھے خوشیاں دے اور اور میرا دکھ بانٹ لے اور دکھ سکھ میں میرا ساتھ دے وہ کچھ دے جو مجھے پہلی سائرہ نے دیا اگر ہے کسی کے پاس ایسی سائرہ جو مجھے اپنا بنا لے مجھے آج بھی پہلے جیسی سائرہ کی تلاش ہے اور تلاش نمبر تین ۔

اگر ہے تو مجھ سے رابطہ کرے تا کہ باقی زندگی میں خوشیوں میں گزار سکوں کوئی تو ہوگی جو میرا درد بانٹ لے گی۔

اور میری زندگی میں بہار لائے گی اور مجھے تمام پرانے دکھ درد سے چھٹکارہ ملے گا یہ مجبوری ہے یا بے بسی اب مجھ پہ حاوی ہو رہی ہے اگر تلاش نمبر تین کوئی سائرہ مجھ سے رابطہ کرے اور مجھے کوئی خوشی دے سکے تو میں تلاش نمبر تین کی تلاش میں تنہا بیٹھا ہوں

قارئین میرے لیے دعا کرو کے شاکر کو سائزہ نامی لڑکی تلاش نمبر تین مل جائے۔
جو میری زندگی کو چار چاند لگا دے اور اور آ کر مجھے تھام لے۔
قارئین کیسی لگی میری داستاں پلیز بتانا ضرور کیوں کہ آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا
آپ کی دعاؤں کا محتاج ایم ولی عوام گولڑوی اس غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں

دل کی ہر دھڑکن میں تم رہتی ہو
کبھی یادوں میں کبھی خیالوں میں تم رہتی ہو
اس طرح الجھ ہوا ہوں تیری یادوں میں
کہ میرا دل نہیں لگتا میرا وقت نہیں گزرتا
بس تیری ہی سوچوں میں ہر پل رہتا ہوں
کبھی ہنستا ہوں اور کبھی روتا رہتا ہوں
تیری ہی دستک پہ کان رکھتا ہوں
اب تو آ کر مجھ کو تم تھالو جانم
کیوں کہ اب ولی تنہا ہر پل رہتا ہے

....

یاد نہ کرو اس بے مروت کو تو وقت گزرتا ہی نہیں
نجانے کیوں لوگ غیروں سے اتنی نفرت کرتے ہیں
جب سے کھویا ہے اس کو زندگی ویران سی ہے
دعا کرو یارو پھر کوئی ایس آ کر تھام لے ولی کو

ایم ولی عوام..................
گولڑوی تنہا

ایک دن حضرت جبرائیل حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم سنا کر عرض کی اے خلیل اللہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں تا کہ میں بجا لاؤں اگر کوئی حاجت ہو تو حکم کریں میں پوری کروں
خلیل اللہ نے جواب دیا مجھے واقعی کئی حاجتیں ہیں مگر خدا کسی اور کا در نہ دکھائے اے جبرائیل تو بتا کہ بندے کی وہ کون سی حاجت ہے جسکا خدائے کامل رازق کو علم نہیں جب وہ میری تمام ضرورتیں جانتا ہے تو مجھے کیا ضرورت پڑی کہ میں اپنی حاجات تجھ سے بیان کروں وہی پوری کرے گا

نوشین..................خان
کوٹ مظفر

آنکھیں اسکی شراب سی
چہرا اس کا گلاب سا
دیکھ کر اس کو سب کہیں
چال اس کی نواب سی
خدا کی قدرت سبحان اللہ
اس کو دیکھنا ثواب سی
جس نے وقت کی قدر نہ کی
سمجھو زندگی اس کی خراب سی
عمل جس کے اچھے ہیں انجم
صورت اس کی مہتاب سی

....

برسات

ہاں آج برسات ہے
تیری میری ملاقات ہے
کچھ تو بولو تم جانم
دل میں جو بھی بات ہے
جانا کہاں نہیں نہیں
باقی آدھی رات ہے
میں ہوں تم ہو یا ستاروں کی بارات ہے
گزرے نہ اک پل بھی
ہر لمحہ سوغات ہے

انجم چھوڑو بھی اب اس بات کو
اب تھم چکی برسات ہے
ایم اسحاق انجم........................
کنگن پور

محبت کا مطلب انتظار نہیں ہوتا
ہر کسی کو دیکھنا پیار نہیں ہوتا
یوں تو ملتا ہے روز محبت پیغام
پیار ہے زندگی جو ہر بار نہیں ہوتا

....

بھی آداب ہمارے ہیں
تمہیں کیا معلوم ہم جیت کے بارے ہیں
تمہیں کیا معلوم اک تم ہو سمجھتے ہی نہیں ہو
اک ہم ہیں جو تمہارے ہیں
تمہیں کیا معلوم

....

اپنوں نے زہر کا جام دیا
غیروں نے بے وفا کا نام دیا
جو کہتے تھے ہمیں بھول نہ جانا
انہوں نے بھولے کا پیغام دیا۔
عبدالرحیم راہی آدم........................

محبت میں امیری اور غریبی دیکھی نہیں جاتی
اگر وہ مجھ سے زیادہ امیر تھا تو تیری ہر خواہش
پوری کیوں نہیں کی
محمد عظیم ننکانہ صاحب........................
آسماں پہ اتنے تارے ہوں آسماں نہ دیکھائی
دے
آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں ہوں غم نہ دکھائی
دے
محمد اسحاق انجم کنگن پور........................

اک عادت سی

اک عادت سی ہو گئی ہے
اب ہمیں کسی کا انتظار نہیں
تم ہوئے دور تو یہ راز کھلا
اب ہمیں زندگی سے پیار نہیں
غیر سے کس طرح کریں شکوہ
دوست ہی جب وفا شعار نہیں
دور رہ کر عجب سے تڑپتی ہے
قربتوں میں بھی قرار نہیں
روز و شب تیرا انتظار ہے
کیا کبھی میرا پیار نہیں
کہہ رہا تھا وہ زندگی مجھ کو
کیا اسے میرا اعتبار نہیں
آج پھر سے قرار ہو نیازی
کیا تمہیں اپنے دل پہ اختیار نہیں
اقراء بٹ۔راولپنڈی

تیری یادیں

جب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا
ضبط کا حوصلہ بڑھا لینا
آنسوؤں کو چھپا لینا
کانپتی ذوق صداؤں کو
چپ کی چادر سے ڈھانپ کر رکھنا
بے سبب بھی کبھی کبھی ہنسنا
جب بھی ہو بات کوئی کسی کی
موضوع گفتگو بدل دینا
بے سبب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے ہم نے
کیا نہیں سیکھا
اقراء بٹ۔راولپنڈی

آدھی رات کی دستک

--تحریر-محمد شہزاد کنول 03330649416

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
زندگی کیا ہے کیا رنگ دکھاتی ہے خدا کی ذات ہر طرح سے امتحان میں ڈال دیتی ہے ایک ایسی ماں کی کہانی جو گیارہ سال اولاد کو ترستی رہی آخر اولاد ہوئی تو ایک بیٹی کی سے مقدر پر آنسو بہاتی ہوئی اس دنیا سے رخصت ہوئی امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنے قیمتی رائے سے ضرور نوازے گا اور میری حوصلہ افزائی کیجئے گا اگر آپ نے ایسا کیا تو مزید لکھنے کی کوشش کروں گا۔میں نے اپنی اس کہانی کا نام آدھی رات کی دستک رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرے والد کے ہاں دس سال اولاد نہ ہوئی ڈاکٹر حکیم پیرو فقیر اور دوا دارو آزما لیے لیکن مراد جھولی میں نہ آئی ہر طرف سے مایوس ہو کر ماں باپ صبر کر کے بیٹھ گئے کہ بہت ہیں ایسے جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی آخر وہ بھی اس دنیا میں جی رہے ہیں جینا لازم ہوتا ہے جب تک زندگی کے دن پورے نہیں ہوتے انسان کو جینا تو ہوتا ہی ہے اور پھر اللہ کی مرضی ہے اسی کے اختیار میں ہے جب تک چاہے چلائے جب چاہے زندگی کا اختتام کر دے ایک ایسا واقعہ جو میرے اپنے والدین کے ساتھ پیش آیا شادی کے گیارویں سال ایک روز رات کے پچھلے پہر کسی نے گھر کے دروازے پر دستک دی والد صاحب کی طبیعت خراب تھی وہ اکثر رات کو سو نہیں پاتے تھے اس دن بھی بہت کھانسی تھی اور اس کی وجہ سے میری والدہ بھی نہ سو سکی خیر جب دو سے تین بار دستک ہوئی تو میری والدہ نے کہا خدا خیر کرے ذرا دیکھئے آدھی رات کو کون ہو سکتا ہے والد صاحب دروازے پر گئے اور پوچھا کون تو جواب نہ ملا تو تجسس سے دروازہ کھول کر دیکھا ایک بے بس اور غریب شخص سردی سے کانپ رہا تھا وہ فالج زدہ تھا اس کا آدھا دھڑ کمزور تھا والد صاحب نے پوچھا کون ہو کہاں سے آئے ہو تو بڑی مشکل سے اپنی ٹانگ گھسیٹ کر تھوڑا پاس ہو کر بولا اس کی زبان میں بھی لکنت تھی کسی طرح سے بول بھی نہیں سکتا تھا والد نے جب پوچھا کہاں سے آئے ہو تو بہت مشکل سے بول پایا کہ پردیسی ہوں اور فیصل آباد سے آیا ہوں غلط بس میں بیٹھ گیا تھا ادھر آ گرا ہوں کسی کو نہیں جانتا ادھر ادھر پھرتا رہا ہوں اب آوارہ کتے مجھے خوف زدہ کر رہے ہیں سردی بھی بہت ہے پلیز مجھے اندر آنے دیں حاجت مند ہوں مدد کرو کل صبح ہی چلا جاؤں گا۔
اس کی حالت سے تو لگ رہا تھا کہ سچ بول رہا ہے والد صاحب نے کچھ سوچ کر دروازہ کھول دیا اور اس کے بازو سے پکڑ کر اندر لے آئے گیرج میں ایک چارپائی خالی پڑی تھی اس پر بٹھایا پھر اسی سے کہا۔

اگر کچھ کھانے کو ہے تو لے آؤ غریب مسافر ہے والدہ کچن میں گئی اور کھانا گرم کرکے دیا والد نے اس کو کھلایا اور اپنے ڈرائیور کا بستر کھول کر بچھایا اور کہا کہ رضائی اوڑھ کر سو جاؤ وہ کھانا کھا کر آسودہ ہوا اور لیٹ گیا کچھ دیر میں سو گیا سردی اور کتوں کے غول سے اس کی جان بچی تھی صبح ہوئی تو والد صاحب نے ناشتہ کروادیا اور پوچھا کہ بولو ہم کیا خدمت کرسکتے ہیں اس نے اسی طرح اٹک اٹک کر بول کر کہا کہ فیصل آباد جانے والی گاڑی میں سوار کردیں صبح ڈرائیور بھی آگیا تھا والد نے اسے ایک ٹکٹ کی رقم دے کر کہا کہ جاؤ اس غریب آدمی کو مطلوبہ بس میں بیٹھا آؤ چلتے وقت اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خدا تمہارے بچوں کو سلامت رکھے والد صاحب نے کہا تمہاری دعا اپنی جگہ مگر شادی کے گیارہ سال ہیں اور ہم اس نعمت سے محروم ہیں جسے اولاد کہا جاتا ہے لہٰذا یہ دعا میرے کام کی نہیں ہے کوئی اور دعا دو اس شخص نے جیب سے ایک پڑیا نکالی اس میں میرے پیر و مرشد کی عطا کردہ راکھ ہے آدھی تم پانی سے پھانک لینا اور آدھی اپنی بیوی کو کھلا دینا انشاء اللہ جلد اولاد کی خوش خبری سنو گے والد صاحب اس کی اس او پر ہنس پڑے جو خود اپنے سہارے پر چل نہیں سکتا اور اپنے پیر و مرشد کی عطا کردہ پڑیا دے رہا ہے بہر حال اس کا دل رکھنے کے لیے والد صاحب نے اس سے وہ پڑیا لے لی اور جب وہ چلا گیا تو پڑیا کھول کر دیکھا تو واقعی اس میں راکھ تھی انہوں نے والدہ کو یہ قصہ بتایا جو ضعیف الاعتقاد زیادہ تھیں پیروں فقیروں کو مانتی تھی انہوں نے بسم اللہ پڑھی اور آدھی خود کھائی اور آدھی اپنے شریک حیات کو دے دی کہا کہ آپ بھی پھانک لو کیا خبر آدھی رات کو اللہ نے ہمارے گھر رحمت کا فرشتہ بھیجا ہو اس معذور انسان کو ہمیں آزمانے کے لیے والد صاحب ہنس پڑے اور پڑیا کو ہوا میں اڑا دیا اور کہا کہ اگر ایسے انسانوں کی دعائیں کام کرنے لگیں تو یہ خود نہ انہیں کھا کر صحیح و سالم ہو جائیں

پھر تنگ آ کے بولے کیوں رہیں تم بھی کمال کی بات کرتی ہو میں نے محض ترس کھا کر اسے گیراج میں پناہ دی کہ کہیں آوارہ کتے اسے بھنبھوڑ نہ ڈالیں بیچارہ فالج کا مارا دوڑ بھی نہیں سکتا تھا خیر نیکی کر دریا میں ڈال والی بات سمجھ کر خاموش ہو گئے لیکن دو ماہ بعد والدہ کو احساس ہوا وہ امید سے ہیں پھر بھی کسی کو یقین نہیں آرہا تھا تصدیق کے لیے لیڈی ڈاکٹر کو دکھایا تو پتا چلا تو میرے والد کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا محض اتفاق تھا رب کی مہربانی تھی اور آدھی رات کا وقت تھا ایک معذور کو پناہ دی تھی یا پھر اس راکھ کی پڑیا کی کوئی کرامت تھی یہ تو اللہ ہی جانتا ہے پر مراد بر آئی اور انہونی ہو گئی والدہ کے ہاں دو جڑواں بچیاں تھی ایک صحیح و سالم اور ایک معذور اور بیمار تھی

قارئین میں وہ لڑکی ہوں جو صحیح سالم تھی اور میری جڑواں بہن فروا تھی جس کی ایک ٹانگ کمزور تھی اور ایک بازو بھی بیکار تھا خیر اللہ کی مرضی تھی بہت علاج کروایا مگر آرام نہیں آیا ہم دونوں وقت کے ساتھ بڑی ہوتی گئیں میں ٹھیک ٹھاک تھی اور بھاگ دوڑ سکتی تھی مگر اس کا آدھا جسم کام کرتا اور آدھا بیکار تھا ایک ٹانگ اور ایک بازو کام نہیں کرتے تھے اب وہ وہیل چیئر پر زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی یوں وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت تھی جب تک والدین زندہ رہے اس کی دیکھ بھال کرتے رہے یوں کہ ہم دونوں ان کی منتوں مرادوں کے پھول تھے وہ ہم دونوں کو چاہتے رہے تھے ہم بیٹیاں ان کی آنکھ کا نور اور دل کا قرار تھی تاہم ان کو فروا کی فکر کھائے جا رہی تھی میں نے تو بی اے پاس کرلیا اور وہ بے چاری سکول بھی نہ جاسکی اپنی معذوری کی وجہ سے کوئی ہنر بھی نہ سیکھ سکی بس تھوڑا بہت جو ہم نے امی ابو اور میں نے اسے گھر میں پڑھایا وہی پڑھا تھا بی اے کرنے کے بعد میں نے یونیورسٹی جانے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے قبول کرلی کیوں کہ انہیں ہماری ہر خوشی کا خیال رہتا تھا ہم دونوں

بہنوں کے بعد پھر ان کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی ہم ہی ان کا سب کچھ تھے وقت گزرتا گیا اور میں نے ایم اے کرلیا اور پھر میرے رشتے کی فکر کھائے جا رہی تھی ان کو انہیں دنوں کچھ احمد نے پرپوز کیا جو مجھے محبت کرنے لگا تھا میں بھی اسے پسند کرنے لگی تھی اس نے شادی کا کہا تو میں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کو بھیجو امی ابو نے ہاں کردی تو ٹھیک ہے میں خود بول کر نہیں کہہ سکتی ورنہ اپنے والدین کے ساتھ ہمارے گھر آیا میرے والدین نے بھی اسے پسند کرلیا اور ساتھ ہی یہ شرط رکھ دی کہ اگر اس کے والدین دوسرے بیٹے کے لیے فروا کا رشتہ قبول کریں تو ہمیں قبول ہے ورنہ ہمارا انکار ہے احمد کی خاطر میں نے فروا کو دیکھنے کی یہ شرط سن کر ان کے والدین سکتے میں آگئے فروا اگرچہ خوبصورت تھی مگر معذور تھی اور پڑھی لکھی بھی نہ تھی اس وقت انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم سوچ کر بتائیں گے لیکن پھر جا کر اس معاملے پر ایک سرد مہری اختیار کر لی گئی تھی لیکن احمد کو مجھ سے بہت محبت تھی وہ میرے علاوہ کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا یہی حال میرا بھی تھا مگر اس کے والدین میرے والدین کی شرط پوری کرنے سے قاصر تھے احمد کا ایک ہی چھوٹا بھائی تھا علی جو بہت سلجھا ہوا اور پڑھا لکھا تھا جب اس نے اپنے والدین کی زبانی یہ شرط سنی تو احمد کی خاطر اس نے فروا کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی دراصل وہ اپنے بڑے بھائی سے بہت پیار کرتا تھا اسے کسی بھی طرح مایوس نہیں دیکھنا چاہتا تھا اصرار کرکے وہ اپنے والدین کو لے کر ہمارے گھر آگیا اس کا نام علی تھا علی فروا سے ملا باتیں کیں اور اپنے والدین اور میرے والدین کو رضامندی کا اظہار کر دیا یہ ایک بہت خوش خبری تھی اس کے والدین کے لیے بھی اور ہمارے لیے تو بہت ہی اچھا تھا مگر احمد کے والدین خوش نہ تھے ایک بیٹے کی خاطر دوسرا قربان کیا تھا دوسرے نے اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر بہت بڑی قربانی دی تھی اس نے اپنے والدین کو راضی کرلیا اور یوں ہم دونوں بہنیں بیاہ کر ایک ہی گھر میں آگئیں ایک فروا دلہن بنی تھی اور ایک میں اور بیاہ کر رخصت ہوگئیں وہیل چیئر بھی وہ اپنے ساتھ جہیز میں لے گئی یہ ایک انہونی ہوئی تھی میرے دیور نے ہم پر رحم کھا کر شادی نہیں کی تھی بلکہ اس کا کہنا ہے کہ اس نے پہلی ہی نظر میں فروا کو دیکھنے سے محبت ہوگئی تھی ایک معذور لڑکی وہیل چیئر پر بیٹھی ہوئی نے نجانے علی پر کیا جادو کر دیا کہ اس کی معذوری بھی ارادے کی راہ میں حائل نہ ہوسکی اور وہ دونوں آج نہایت کامیاب زندگی گزار رہے ہیں خدا کی قدرت کے ہم ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں مگر علی اور فروا کو اللہ نے چار خوبصورت بچوں سے نوازا ہے جن کو ہم اپنے بچے کہتے ہیں یہ اللہ کی دین ہے جس کو چاہے دے جس کو چاہے مہربان ہوجائے جو ہم نہیں جانتے وہ بہتر جانتا ہے ہمارے والدین بھی ہماری ہی شادی کا انتظار کررہے تھے جو ہماری شادی کے کچھ عرصے بعد ہی جہاں فانی سے کوچ کر گئے ہم اب بھی ایک ساتھ رہتے ہیں میری بہن اولاد جنم دینے کے قابل ہے مگر پال نہیں سکتی اس لیے ان کی اولاد کو ہم نے اپنے بچے سمجھ کر پالا ہے یہ بچے بھی مجھے بڑی امی اور فروا کو چھوٹی امی کہہ کر پکارتے ہیں ہم چاروں کو ان سے اس قدر محبت ہے کہ اس لیے ہم اکٹھے ہی رہتے ہیں کبھی الگ ہونے کا نہیں سوچا بس ایک امید ہے کہ اللہ ہمیں بھی ایک پھول دے اور میری بھی گود ہری ہوجائے قارئین آپ بھی میڈم قمر و حیات کی کہانی دعا کریں کہ اللہ ان کو بھی نیک اولاد عطا فرمائے اور یہ بھی اپنی زندگی خوشی سے گزاریں اپنی رائے سے ضرور نوازئے

پسندیدہ اشعار

اتنی شدت سے تم میری رگوں میں اتر گئی ہو
کہ تجھے بھولنے کے لیے مجھے مرنا ہوگا
.....نادیہ فرید گجرہ

بڑی خوشی سے اٹھائی تھی مہندی ہاتھوں میں
کسی بے وفا کے خیال نے آکر اداس کردیا
.....محمد ثاقب شاہ کوٹ

کچھ نہیں ملتا جتنی مرضی وفا کرلو کسی سے
جب وقت وفا نہ کرے تو وفادار بھی بے وفا ہو جاتے ہیں
.....حیدر علی بہاولنگر

کتابوں کی طرح بہت سے الفاظ ہیں مجھ میں
کتاب ہی کی طرح میں خاموش بھی رہتا ہوں
.....ایم حسیب مظہر علی

میرے محبوب تیرے نام سے ہے دنیا میں بہار
ورنہ تم سے بچھڑ کر اس دنیا میں کیا رکھا ہے
.....محمد اسحاق انجم

جانے والے کو نہ روکو بھرم رہ جائے گا
تم پکارو بھی تو اس کو گزر جانا ہے
.....محمد حلیم کوٹ کلاں

اک وہ دوست کو ناراض کردیا میں نے
اک وہ سانپ میری آستین چھوڑ گیا
.....رائے اظہر مسعود کاشی

دل پہ رہتے یادوں کی پرچھائیاں
مجھ پہ ہنستی ہیں تیری تنہائیاں
.....ساجدہ رانی

مجھے چھوڑ دے میرے حال پہ
تیرا کیا بھروسہ اے چارہ گر
تیری یہ نوازش مختصر میرا درد اور بڑھا نہ دے
.....محمد قاسم جنگ مرد بہاولی

حسرت سے دیکھتے رہے منزل کو اس طرح
جیسے لوٹ آئیں گے وہ دن گئے ہوئے
.....امجد ہما

وفا کی تلاش میں ہمیں قدم قدم پہ بے وفائی ملی
یہ اپنی غلطی تھی غیروں سے اب کیسے گلہ
.....بشیر احمد بھٹی بہاولپور

تصور میں چلے آؤ کہ میں دیدار کرلوں
تمنا تم سے ملنے کی تو پوری ہو نہیں سکتی
.....محمد عثمان انصاری

شکایت ہے آپ سے اک ہماری
کہ اب یاد نہیں آتی آپ کو ہماری
بھول ہی گئے ہو شاید ہمیں اب
یا پھر لے لی کسی نے جگہ ہماری
.....شہناز راجن پور

سنو مجھے احباب کی کمی تو نہیں مطلب سے
اگر تم دل سے میرے ہو تو بس اک تم ہی کافی ہو
.....پرنس مظہر شاہ

یہ بھی جھوٹ ہے کہ محبت دل توڑتی ہے
گر خود ہی ٹوٹ جاتے ہیں محبت کرنے والے
.....ساجد وصابر دیوے والا

نہ ہی اب تو کوئی اپنے درمیاں رشتہ
مجھے رولاتی ہیں پھر کیوں جدائیاں تیری
.....محمد اسحاق انجم

چاند کو غرور ہے اس کے پاس نور ہے
میں کس پہ غرور کروں میری دلربا مجھ سے دور ہے
.....بشیر احمد بھٹی

کبھی اف بھی ہائے بھی فریاد کرتے ہیں

خدایا کیوں نہیں ملتے جنہیں ہم یاد کرتے ہیں
.........خرم شہزاد سمیع

کیا خبر تھی کہ خزاں ہوگی مقدر اپنا
ہم نے گھر بنایا تھا بہاروں کے لیے
.........عبدالسلام بہاول نگر

اگر تم بھی چھوڑ گئی تو پھر کسی سے بھی محبت نہ کریں گے
تھوڑی سی تو عمر ہے کس کس کو آزماتے پھریں گے
.........محمد اکرم لاہور

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کرو
تو میاں گر ہم کچھ کہیں گے تو شکایت ہوگی
.........وقاص احمد تلہ گنگ

پلکوں پہ تھم رہی ہے غم زندگی کی آس
باہوں میں سو گئے ہیں بہاروں کے قافلے
.........رائے اطہر مسعود آکاش

محبت نہ کرتے تو آج اداس نہ ہوتے جاوید
ایک چھوٹی سی خطا میری زندگی برباد نہ کرتی
.........آصف جاوید ساہیوال

کیا وقت ہے جو کھونے سے رہتے نہیں عبادت
تمہیں لفظ محبت سے محبت تو نہیں کر بیٹھے
.........سید عبادت کاظمی، ڈی آئی خان

کسی نے ملنے کا وعدہ کیا تھا تنہا شام کو
ہر روز ترستے ہوئے سوچتے ہیں اگلی شام کے لیے
.........محمد عثمان زخمی جنڈرو

ہم ہیں وفا کے عادی ہر دم وفا کریں گے
اک جان رہ گئی ہے تم پر فدا کریں گے
.........محمد عثمان زخمی جنڈرو

مجھے بھول کر کس سے وفا کرو گے
میرے بعد اب کس کو برباد کرو
.........صائمہ امجد گوجرانوالہ

یہ مت سوچو کہ تم چھوڑو گے تو ہم مر جائیں گے
وہ بھی جی رہے ہیں جن ہم نے تیری خاطر چھوڑا تھا
.........ذوالفقار ناز کوٹلی

تیری یاد تو اک انمول پھول ہے
میں تجھے بھول جاؤں یہ تمہاری بھول ہے
.........سیف الرحمن زخمی سیالکوٹ

نہ واقف تھے محبت کے اصولوں سے اس لیے برباد ہوئے
نہ کسی نے اپنا بنایا نہ کسی کے قابل چھوڑا
.........عرفان ریاض اوڈھراں

وابستہ تیری ذات سے میری ہر خوشی
جب تم نہیں کہاں کا نیا سال کیسی خوشی
.........محمد صفدر دکھی کراچی

اس شخص سے اتنا سا تعلق ہے اپنا
ہمارا دل بھید کھلتا ہے وہ جب اداس ہوتا ہے
.........مریز گوندل گوجرہ

جب بھی میرے دل کی مسجدوں میں تیری یادوں کی آذان ہوتی ہے
اپنے ہی آنسوؤں سے وضو کر کے تیرے جینے کی دعا کرتا ہوں
.........ملک علی رضا فیصل آباد

کاش کے مل جائے مجھے مقدر کی وہ سیاہی
جس سے لکھ دوں میں خوشی تیری زندگی کیلیے
.........آصف جاوید زاہد ساہیوال

اداس دل میں تیری یادیں بسائے بیٹھے ہیں
اجڑی آنکھوں میں تیرے ہی سپنے سجائے بیٹھے ہیں
.........سیف الرحمن زخمی سیالکوٹ

رات لمبی ہوئی تیری جدائی دی حد ہوئی تیری بیوفائی دی
میں تے منگیا سی ساتھ تیرا نہیں سی لاڑ میتوں تنہائی دی
.........عابدہ رانی گوجرانوالہ

اس کے تبسم کی معصومیت پہ نہ جا اے دل
بے وفا لوگ بڑے فنکار ہوتے ہیں
.........ظہور جانی بھوں

فرصت ہو اگر آنے کی اے جان تمنا
آ جا کہ تجھے دل نے بہت یاد کیا

ہے
پرنس مظفر شاہ پشاور............
تجھے دیکھ کر وہ لوٹ تو گیا لیکن
یہ نہ پوچھا کہ دشت خاموش کیوں
ہو
شفقت علی سمندری............
بچھڑا اتنی تو تجھی شہر کے بازاروں
میں
کھونے والے مجھے کچھ دیر تو
ڈھونڈ ہوتا
..محمد وقاص احمد حیدری سنگل آباد
کیا کروں اظہار محبت اس سے
درد دل کی داستاں
کہہ کر محبت تو محبت ہی ہوتی ہے
جو کی جائے دور سے
.........امداد علی عرف ندیم عباس
یا رب مجھے دیدے اتنا رزق
فراخ
اس تنگ دستی سے نا جانے کتنے
دوست بچھڑے ہیں
.....نوید اشرف نظامی کوٹ مومن
لفظ بارش کو پلٹ کر دیکھو آسماں
سے شراب برس رہی ہے
عبدالواحید بندیال............
پلکوں کی حد کو توڑ کے دامن میں آ گرا
اک لفظ میرے صبر کی توہین کر گیا
عبدالواحید بندیال............
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چکے
پرنس عبدالرحمٰن گجر...........
اے خدا آج تو یہ فیصلہ کر دے
مجھے اس کا یا اسے میرا کر دے

نہیں لکھا ساتھ اسکا اگر تقدیر میں
تو یہ ختم میری زندگی کا سلسلہ کر
دے
مینا محمود قریشی.............
حال جو ہمارا ہے سب تو ان پہ
روشن ہے
پھر بتاؤ کیا ہو گا حال دل سنانے
سے
محمد اسحاق انجم...........
برسوں سے تلاش کرتا رہا وہ
میرے دل میں اپنی جگہ
کون سمجھائے اسے کہ اس جیسے
میں دل نہیں
رانا بابر علی ناز...........
زندگی بھر کے امتحان کے بعد نتیجہ
میں وہ کسی اور کی نکلی
محمد عظیم نشانہ.........
نگاہ پڑتی ہے جب دل کے داغوں پہ
تو اک دوست کے احسان یاد
آتے ہیں
محمد حماس جانی اے ایس.......
کیسے کرو گے تم میرے پیار کا
اندازہ میرے پیار کا سمندر تیری
سوچ سے گہرا ہے
قمر اعجاز گوندل گوجرہ.........
پر کاٹ کر اظہار محبت نہیں کرتا
اڑتے ہیں تو اڑ جائیں کبوتر میری
چھت سے
محمد سرفراز ساقی گوندل.........
مت بہاؤ آنسو بے قدروں کے لیے
جو لوگ قدر کرتے ہیں وہ رونے
نہیں دیتے

مرزا عامر نوید شاہین............
وہ جو ہاتھوں کی لکیروں فقط
کرتے تھے ناز اتنا
پیا آج وہ ہی ہاتھ اٹھا کر ان کے
لیے دعا مانگ رہے ہیں
ذیشان پیا سمندری.............
یوں تیری چاہتیں سنبھال رکھی ہیں
جیسے عیدی ہو میرے بچپن کی
صدا حسین صدا............
سچ ہی کہا تھا کسی نے تنہا جینا سیکھ لو
محبت جتنی بھی سچی ہو ساتھ چھوڑ
دیتی ہے
وقاص تنہا جڑانوالہ.............
خط میں لکھتے ہوئے یہ پیام آتے
ہیں
کس قیامت کے یہ نامے میرے
نام آتے ہیں
پرنس عبدالرحمٰن..........
مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری
فطرت ہے
ناکامیوں پہ اشک بہانا میری
عادت نہیں
وقاص نام فوت عباس............
کبھی سو زخم بھر جاتے ہیں لمحوں
کے گزرنے پر
کبھی ایک زخم انسان کو ساری عمر
رلاتا ہے
حسیم طفیل طوفی کوٹ مٹی...........
بڑا حوصلہ کر کے جاتے ہیں لوگ
دریا سے لوٹ آتے ہیں لوگ
اجالوں کا آخر بھرم کھل گیا رہنا
دیئے دن کو بھی اب جلاتے ہیں

لوگ

............ربینا محمود قریشی میر پور

دعا مانگی تھی آشیانے کی
چل پڑی آندھیاں زمانے کی
میری غم کوئی نہ سمجھ سکا
کیوں کہ میری عادت تھی مسکرانے کی

............ربینا محمود قریشی میر پور

ڈر لگتا ہے تجھے کھونے سے کہ محبت ہے تم سے
میری زندگی بدل دے گا تیرا اقرار بھی انکار بھی

............آصف دکھی شجاع آباد

تم بھی ہو قاتل میرے میں اچھی طرح جانتا ہوں
ویسے دوست کو بے وفا کہنا ساگر کی فطرت نہیں

............مزمل ساگر موڑ ایمن آباد

اے دل سنبھل قسمت سے گلہ نہیں کرتے ایک بار زخم جو لگ جائے
ساری عمر ملا نہیں کرتے
کیوں ان کی آرزو کرتے ہو ساقی
جو بے وفا ہوں وہ ساری عمر ملا نہیں کرتے

............محمد ارشد ساقی ڈاہرانوالہ

میں نے کبھی سوچا نہ تھا کہ تم یوں دور چلے جاؤ گے جانی
میری ساری زندگی بے رونق کر کے

............احسن علی لالہ موسیٰ

تم سے ہی روٹھ کر تم کو ہی مسلسل سوچتے ہیں
مجھے تو ٹھیک طرح ناراض ہونا بھی نہیں آیا

............احسن علی لالہ موسیٰ

جب یار کا آخری دیدار بھی نہ کرنا
تو کفن میں بند ہو جانا تو پھر محبت بھی جھوٹی ہے مستوئی

............سردار اقبال خان، سردار گڑھ

دنیا کیا جانے محبت کی داستاں مختصر
ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں
جو ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں

............محمد اعجاز احمد، حید الحکیم

مجھے یاد آکے یوں تنگ نہ کرو تم
کیا یہ کم کافی نہیں کہ میرے پاس نہیں ہو تم

............ندا علی عباس، سوہاوہ گجرخان

مجھے سمجھایا نہ کرو کہ اب تو ہو چکی مجھ کو
محبت مشورہ ہوتی تو تم سے پوچھ کر کرتے

............[illegible]

[illegible] لیکن وفا
اپنوں نے بے وفائی کے سوا کچھ نہ دیا

............محمد عظیم ننکانہ صاحب

میں مسجد میں تیری عافیت کی دعا مانگوں گا
سنا ہے خدا بے وفاؤں کو معاف نہیں کرتا

............غلام فرید جاوید مجرہ

اسے سمجھا ہی نہیں نہ سمجھنا چاہا محسن
میں چاہتا بھی کیا تھا اس سے اس کے سوا

............تنزیلہ حنیف نلہ جوگیاں

ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں دل کو روگ لگا یا جن کے لیے

............اسحاق انجم، کنگن پور

لذت گناہ کی خاطر بارہ ہی تھی جس نے جنت
میری رگوں میں بھی اس آدمی کا خون ہے

............مریم بشیر گوندل گوجرہ

ساری زندگی تنہائیوں کی نظر ہو گئی
تمام عمر غموں میں بسر ہو گئی
کیا دیا ہمیں اس زندگی نے
خوشیاں جو ملی تھی دکھوں کو ان کی خبر ہو گئی

............عابدہ رانی گوجرانوالہ

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ ہم وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں

............[illegible]

تم تیرے ... تجھے دنیا سے چھین لیتا
عشق تیری روح سے ہے اس لیے تجھے خدا سے مانگتے ہیں

............محمد شاہد السبیلہ

ہر کوئی دیتا ہے زخم کن کن کے دل میں کس کس کو اپنا نصیب سمجھوں

............ولی اعوان گولڑوی

بغیر وجہ کے نہیں بے رخی عدم ان کی
ضرور ہم سے وہ رغبت زیادہ

رکھتے ہیں
.......محمد عرفان ملک راولپنڈی

ہم تیرے ہیں یہ راز تم جان گئی ہو ایم
تم کس کی ہو یہ درد ہمیں سونے نہیں دیتا
.......غلام فرید جاوید حجرہ

دل توڑ دیا امید نے ارمانوں کی چھنکار گئی
بے دردزمانہ جیت گیا معصوم محبت ہار گئی
.......محمد اکمل ،کنڈ سرگانہ

پھر نہیں بستے دل جو اک بار اجڑ جاتے ہیں
قبریں جتنی بھی سنوارو وہاں رونق نہیں ہوتی
.......ثوبیہ حسین کہوٹہ

محبت تو صرف دل دیکھ کر کی جاتی ہے
چہرہ دیکھ کر تو لوگ محبت کا سودا کرتے ہیں
.......ثوبیہ حسین کہوٹہ

میں ہنس کے جھیل لیتا ہوں جدائی کی سبھی رسمیں
مگر گلے جب اس کو لگاتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں
.......اقصد فراز ،پانڈووال

محبت بھی عجیب شے بنائی ہے اے خدا تو نے
تیری ہی مسجد میں تیرے ہی آگے تیرے بندے جھکتے ہیں کسی اور کے لیے
.......محمد وقاص ساگر ،فروزہ

تم سوچ بھی نہ پاؤ میں تمہیں اتنا چاہتا ہوں
کسی کے دل میں نہ ہوگی ایسی چاہت
.......اظہر سیف دگی

تعلقات بھی اس طرح ٹوٹے تھے
تیری یاد بھی دل سے خفا گزرتی ہے
.......فنکار شیر زمان پشاوری

اکثر یہ احساس ہوتا ہے مجھکو
تمہیں کوئی احساس نہیں رہا میرا
.......راشد لطیف ،ملتان

دیکھو لوگ عبادت میں مصروف ہیں جاوید
لوٹ آؤ کہ بہت گناہگار ہو تم
.......آصف جاوید زاہد ،ساہیوال

تو نے یونہی محسوس کیا ورنہ دل میں کچھ نہ تھا
بس ایک تیری چاہت تھی وہ بھی غیر شعوری ہو گئی
.......شان دگی ،کنگن پور

میرے اندر اک دوڑ لگی ہے ایسے
تیری یادیں آگے ہیں دل کی دھڑکنیں پیچھے ہیں
.......محمد سلیم میو کوٹھ کالیاں

انجان تو اس غم سے کوئی رہ نہیں سکتا
کوئی ضبط کرتا ہے تو کوئی سہہ نہیں سکتا

محبت تو ہر دل کو ہوتی ہے لیکن
کوئی اظہار کر لیتا ہے تو کوئی کہہ نہیں سکتا
.......خلیل احمد ملک شیدانی شریف

کسی کی خاطر محبت کی انتہا کر دو
پر اتنی بھی نہیں کہ اس کو خدا کر دو
مت چاہو کسی کو اتنا بھی تنہا
کہ اپنی ہی وفاؤں سے اسے بے وفا کر دو
.......امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر اے دل
لوگ نصیب سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں
.......ملک پرویز اختر

سمجھوتہ اگر غموں سے کر لو تو وہ
وقت بھی ضرور آئے گا جب
خوشیوں سے دامن بھر لو گے
.......بشیر احمد بھٹی ،بہاول پور

ہر روز ہم اداس ہوتے ہیں اور شام گزر جاتی ہے
اک روز شام اداس ہوگی اور ہم گزر جائیں گے
.......امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

بدلا ہوا ہے آج میرے آنسوؤں کا رنگ
شاید میرے دل کے زخموں کا کوئی ٹانکا اکھڑ گیا ہو
.......عابد علی آرزو ،سانگلہ

برباد کرنے کے اور بھی بہت طریقے تھے فراز
نا جانے کیوں انہیں محبت کا ہی خیال آیا
.......تنزیلہ حنیف ،ملہ جوگیاں

مختصر اشتہارات

اپنی برفی، پنڈی کے نام
میری پیاری سی سویٹی سی
برفی تیرا ہنس کر بات کرنا تجھ سے
بات کرنا تیرا کھلا کھلا معصوم سا چہرہ
تیرا لاڈلا پن مجھے بہت اچھا لگتا
ہے کاش آپ کو کبھی بھی کوئی
پریشانی نہ آئے میری دلی دعا
تیرے ساتھ ہے یا اللہ میری
سویٹی سی برفی راولپنڈی والی کو
سدا خوش رکھنا آمین
کشور کرن، پتوکی

....

ایم کے نام
روک دیتے ہیں مجھے شریعت کے
تقاضے ورنہ
تیرا ذکر ہر ذکر سے افضل کر دوں
محمد وقاص مان خورشید عباس

....

بے وفا کے نام
کیا ہوا جو تم مجھے بھول گئی ہو
لیکن میں ساری زندگی تم سے پیار
کرتا رہوں گا
آئی لو یو میری جان اب تم
بھی شادی کر ہی لو بے شک مجھ
سے ہی کر لو
عابد علی آرزو ننکانہ

....

میں خوشاب شہر کے لڑکے
لڑکیوں سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں
رابطہ کریں صرف وفا کرنے
والے ہوں
محمد سرفراز ساقی گوندل ضلع
خوشاب

....

دوست غزل کے نام
پیارے دوست کبھی ہمیں
بھی یاد کر لیا کرو میری غلطی کیا ہے
ڈھا یار مناوے میرا کون
وسیلہ ہوئے
ارصا یوں محبت والی کھوقاں
دے دھوئے
یار مجھے معاف کر دو تیرے
بن نہیں جیا جاتا
محمد ارسلان احمد ذکی شانی
منڈی بہاؤالدین

....

شہزادہ التمش کو پیار بھرا اسلام
اور تمام قارئین کو بھی میری طرف
سے سلام
نور حسین، خانپور

....

جے پی کل کے نام
میں تو آپ سے بہت پیار
کرتا ہوں لیکن افسوس آپ نے
میرے پیار کو سمجھا ہی نہیں مجھ سے
بے وفائی کر لی خدا تم کو ہمیشہ خوش
رکھے صرف تمہارا
اظہر سیف ذکی ساہیوال

....

ایڈیٹر شہزادہ التمش کے نام
شہزادہ صاحب اس بار مجھے
دوستوں کو لکھنے کا شوق ہوا ہے پلیز
ان کے کوپن شائع کر دینا شکریہ
اقصد فراز، پانڈو وال

....

قارئین کے نام
غیر محرم عورتوں سے بچو
کیوں کہ یہ صرف محبت کے نام
پر دھوکا ہی دیتی ہیں سوائے ماں
کے بہن کے بیٹی کے اپنی بیوی
کے کوئی اور وفا نہیں کرتی پلیز ان
سے بچ کے رہا کرو
بشارت علی چھول بادو
بھوتھیاں خورد

....

جواب عرض کی پوری ٹیم
کے نام
پلیز آپ سب رائٹر کے
ساتھ برابر کا سلوک کریں سب کو
موقع دیں تا کہ کسی کا دل نہ ٹوٹے
لڑکے اور لڑکیوں کو برابر رکھیں
بشارت علی بھوتھیاں خورد

....

میرے تمام دوستوں کو سلام

عبدالرشید آپ بھی کنجوس لوگ ہو
شرم کرو جواب عرض پڑھنے اور
لکھنے والے دل سے سلام قبول
کریں

رانا کامران حیدر، کسوال

کے کے، کے نام
آج سے پانچ سال پہلے
کہانیاں آپ کی پڑھتا تھا آج
2014 جنوری آپ کی کہانی
پڑھی آنکھوں میں آنسو آگئے باجی
مجھے اپ سے بات کرنے کا بہت
شوق ہے پلیز باجی ایک بار بات
کرلیں شکریہ

حافظ شفیق عاجز سلطانی
گاؤں رندلی

یہ دنیا صرف ایک دھوکہ
ہے اور دھوکے کے سوا کچھ بھی
نہیں کیوں کہ ہر کوئی اپنے بارے
میں سوچتا ہے میں تو جواب عرض
میں لکھ لکھ کر تھک چکا ہوں مگر کوئی
بھی میری خواہش پوری نہیں کرتا

محمد آفتاب کوٹ ملک

میں جواب عرض کے تمام
دوستوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں
مخلص دوست رابطہ کریں

ملک علی رضا، فیصل آباد

رائٹرز کے نام
تمام قاریوں سے گزارش

مجتبیٰ اشتیاق

ہے کہ جواب عرض کے لیے
خوبصورت کہانیاں لکھیں ہم ضرور
تعریف کریں گے ورنہ تنقید کا
سامنا کرنا پڑے گا

پرنس مظفر شاہ، پشاور

پرنس مظفر شاہ پشاور کے نام
جناب اب اور آپ کتنا
انتظار کروائیں گے آئی ایم
ویٹنگ برائے مہربانی جلدی

اقصیٰ فراز، پنڈ دوال

قارئین کرام میں تمام
پڑھنے لکھنے والوں سے دوستی کرنا
چاہتا ہوں اور دوستی بھائی اور بہنیں
رابطہ کریں انشاء اللہ وفادار پاؤ
گے

محمد قدیر ہری پور

مجھے اپنے ہم خیال لوگوں
کی تلاش ہے جو بہت اچھے ثابت
ہوں ان شہروں سے علی پور چٹھہ
لاہور ، رسول نگر ، گجرات
سیالکوٹ کھاریں وزیرآباد
گوجرانوالہ قصور راولپنڈی سے
رابطہ کریں

فوجی شاہد احمد رسول نگر

ایس اور کے، کے نام
نہیں کہنا کچھ تم سے فقط اتنی
گزارش ہے
بس اتنی بار مل جاؤ جتنا یاد
آتے ہو

محمد وقاص ساگر گلشن عثمان
کالونی

جواب عرض کے پرانے
رسالے حاصل کرنے کے لیے
رابطہ کریں آپ پرانے رسالے
تبدیل بھی کر سکتے ہیں

بشیر احمد بھٹی مکان نمبر
cd52 نزد جامع مسجد غوثیہ فوجی
بستی بہاول پور

یونہی دوستو اپنی محبتوں سے
نوازتے رہنا اتنا مجھے قارئین کے
حوصلے نے اور لکھنے کے لیے
مضبوط کر دیا ہے اور کچھ خاص
لوگوں کی وجہ سے میں جن کے
میں نام نہیں لکھ سکتا پلیز یا نبی ہمیشہ
ساتھ رہنا

ملک ندیم عباس ڈھکو

دوستو 2012 ہم سے
ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا ہے
اس نے بھی کسی کی زندگی میں
خوشیاں ڈالیں تو کسی کی زندگی
میں غم ڈالے آؤ ہم سب مل کر
اپنے غم اور خوشی شیئر کریں اور
نفرتیں ختم کریں

فنکار شیر زمان پشاوری

بہت تھے ہمارے بھی اس
دنیا میں اپنے وقاص
پھر اک وفا نبھانے کو ترس گئے

اور ہم لاوارث ہو گئے
محمد وقاص ساگر گلشن عثمان
کالونی

کسی کو بھی قلمی دوستی کرنی
ہے تو رابطہ کریں عارضی رابطہ ہونا
چاہیے
نثار احمد گھوکی

قارئین کے نام
کچھ محبت کا نشہ تھا پہلے ہم کو
فراز
پھر دل جو ٹوٹا تو نشے سے
ہی محبت ہو گئی
محمد سرفراز ساقی گوندل

مجھے جواب عرض پڑھتے
ہوئے دس سال ہو گئے ہیں یہ
بہت اچھا ہے اس سے ہمیں اپنے
دل کی بات کسی سے کہنے کا موقع
ملتا ہے
محمد سرفراز ساقی گوندل

جینا تو اپنا محال ہے دل پہ
اتنے ستم کیے آپ نے جیتے جی مار
ڈالا آپ نے ہمیں ہماری ہر
خواہش ہر خواب جینے کی امنگ
بھی ختم کر دی ایک سانس کا
بندھن ہے بہر حال نبھانا ہے آپ
سے کیا توقع تھی بھول گئے آپ
مگر یہ بھی سچ ہے کہ اب بھی آپ
کے منتظر ہیں
عمر یز بشیر گوندل گوجرہ

کسی اپنے کے نام
میں اک ستارے کی سیرت پہ مر
مٹا بادی
ورنہ فلک پہ چاند نے بھی مجھے
اشارے کیئے بہت
حماد ظفر بادی

گ ب والوں کے نام
میں گ ب والوں سے دوستی کرنا
چاہتا ہوں کوئی بھی اوست رابطہ
کرے
شاہد ندیم مراد

اپنے چھوٹے بھائی کاشف جاوید
شاہد کو حدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنی
پوری توجہ پڑھائی پر دے تھوڑے
ٹائم پر جواب عرض پڑھے

آصف جاوید زاہد ساہیوال

قارئین کے نام
میں تنہا ہوں مجھے اچھے اور وفادار
دوستوں کی تلاش ہے آخری دم
تک وفا کروں گا انشاء اللہ آپ
بذریعہ ڈاک یا کال رابطہ کریں
آصف جاوید زاہد ساہیوال

میں تمام قارئین جواب عرض سے
قلمی دوستی کرنا چاہتا ہوں مجھ سے
رابطہ کریں
فنکار شیر زمان پشاوری

اک بے وفا کے نام
ایس جی تیری یاد آتے ہی نکل
پڑتے ہیں آنسو وہ برسات ہے
جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا ہر وقت
آپ کو یاد کرتا ہوں اچھے لاگ
ناراض نہیں ہوا کرتے پلیز رابطہ
کریں
اظہر سیف ورکی سکھیکی

اے صادق آباد کے نام
او ساتھ میں دنیا کو بانٹ لیں
سمندر آپ کا لہریں ہماری سورج
اپ کا روشنی ہماری چلو ایسا کریں
سب کچھ آپ کا آپ ہمارے
محمد وقاص ساگر خان پور

پرنس مظفر شاہ پشاوری کے نام
آپ کا بہت شکریہ لفظ نہیں ملتے
جس سے میں آپ کا شکریہ ادا
کروں اور ہاں میں مطلبی نہیں
ہوں پریشان مت ہونا
اقصد فراز ، پانڈووال

قلمی دوستی کے لیے مخلص دوست
رابطہ کریں تحفے تحائف کا تبادلہ
بھی ممکن ہے نیت صاف رکھیں
دھوکہ اچھی عادت نہیں
محمد فیاض غری ، اسلامی کالونی

ایم کے نام
بہت افسوس ہے ایم جی پتہ نہیں
ہم آپ کو اتنے رہے کیوں لگتے
ہیں پلیز کچھ خدا کا خوف کرو آخر
میں بھی انسان ہوں

غلام فرید جاوید حجرہ

قارئین کے نام
زندگی ایک کتاب ہے اور غلطی
اک صفحہ اک صفحے کو ہی کتاب سے
نکال کر پھینک
حماد ظفر بادی

تمام قارئین کے نام
پیارے قارئین آپ سب کو میری
طرف سے نئے سال کی مبارک
ہو اللہ کرے سب پڑھنے والوں
کی نیک تمنا پوری ہوں
حماد ظفر بادی، گوجرہ

میں جواب عرض اور خوفناک آٹھ
سال سے پڑھ رہا ہوں کئی مرتبہ
میں نے شعر لکھے لیکن بھیج نہیں سکا
برائے مہربانی یہ ارسال کر دینا
شہزادہ انجش کو اسلام
محمد اکمل، کنڈ سرگا

اگر تم اپنے اندر سے غرور کی
عادت کو ختم کرنا چاہتے ہو تو
غریب لوگوں کو سلام کر لیا کرو
عثمان غنی قبولہ شریف
کوشش کرو کہ زندگی کا ہر لمحہ ہر کسی
کے ساتھ اچھا گزرے کیوں کہ
زندگی نہیں رہتی اچھی عادتیں رہ
جاتی ہیں
عثمان غنی قبولہ شریف

ایس کے نام

کیا ہوا دوست جو تو مجھے بھول گیا
لیکن میں آپ کو ساری زندگی بھی
نہیں بھول سکتا کیوں کہ میں محبت
کبھی نہیں بھول سکتا آئی لو یو
ایس اے ایم آئی
عابد علی آرزو ننکانہ صاحب

وہ تو کہتی تھی کہ اسے ہر دعا یاد ہے
کیا بچھڑ کر ملنے کی دعا اسے یاد
نہیں
محمد افضل آزاد، ساہیوال

اے آر راحیلہ کے نام
راحیلہ آپ اتنی اچھی سٹوری پوری
کرنے پہ آپ کو دلی مبارکباد قبول
ہو دعاؤں میں یاد رکھنا
ایم عاصم شاکر، چوک منڈا

قارئین کے نام
پلیز آپ لوگ سٹوری پڑھ کر بھی
کسی کی دل شکنی نہ کیا کریں بلکہ
حوصلہ افزائی کیا کریں
محمد ندیم میواتی چوکی

موبل کے نام
موبل کوئی بدلنا تم سے سیکھے محبت
کرنا تم سے سیکھے محبت کا اظہار
کرنا تم سے سیکھے کسی کے اعتماد کو
ٹھیس پہنچانا تم سے سیکھے تم تڑپانا
بھی جانتی ہو رلانا بھی جانتی ہو
جذبات کی روح میں بہہ کر غلط
فیصلہ کیا ہے میں تمہیں کبھی نہیں
بھول سکتا
شکیل احمد ملک، شیدانی شریف

صائمہ اسلام آباد، ثنا کنول چکوال
، آمنہ راولپنڈی، فاطمہ طفیل طوفی
لاہور، ان سب سے دوستی کرنا
چاہتا ہوں رابطہ کریں شکریہ
غلام عباس ساگر بستی جمیل آباد

دوستو افسوس ہو رہا ہے کہ آج ہر
کوئی ہر کسی کا دشمن بنا ہوا ہے بھائی
بھائی کے خون کا پیاسا ہے آخر
کب تک پلیز نفرت کو چھوڑ دو اور
ہمیشہ اپنے اندر امن سلامتی پیار و
محبت کا جذبہ پیدا کرو پلیز پلیز
ندیم عباس ڈھکو

ایم اعجاز کے نام
ایم اے تو بہت خوش ہو نا تم میری
محبت کو ٹھکرا کے لیکن ایک دن
تمہیں اپنے فیصلے پر افسوس ضرور
ہوگا
غلام فرید جاوید حجرہ

اداکار فیصل رحمان کے نام
آپ میرے پسندیدہ فنکار ہیں
آپ کمال کی اداکاری کرتے ہیں
آپ کی ڈیسنسی اور نرم مزاج اداکاری
دل کو بھاتی ہے خدا آپ کے فن کو
مزید اور ترقی دے آمین
فنکار شیر زمان پنج ورنی

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو آسانی سے کسی کو اپنا دوست تو بنا لیتے ہیں مگر پھر ان کو دوستی نبھانی ہی نہیں آتی پھر راہوں میں ہی چھوڑ جاتے ہیں خدارا ایسا مت کرو
ذیشان علی پیا سمندری

عبدالرشید صارم کے نام
میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہو اور تمام قارئیں میرا ایڈریس نوٹ کر لیں، ملک علی رضا مغت کالونی نمبر 2 گلی نمبر 5 فیصل آباد

شہزادہ التمش کے نام
کچھ دوستوں کو لکھنے کا شوق ہوا ہے ان کے کوپن لفافے میں ڈال کر بھیج رہا ہوں پلیز شائع کر دینا
اقصد علی فراز پانڈووال

سنو تم اکثر کہتے ہو ہم تمہیں یاد نہیں کرتے مگر یہ بھول تمہاری ہے جب تم یاد آتے ہو تو کچھ بھی یاد نہیں رہتا ہم تمہیں یہ بتانا بھول جاتے ہیں کہ تم کتنا یاد آتے ہو ہاں جب تم یاد آتے ہو تو کچھ بھی یاد نہیں رہتا
عمر بشیر گوندل بہاوالدین

مس فوزیہ حسین، مس ثوبیہ حسین، عابدہ رانی، انعم نذیر چاند، ان

سب کی کہانیاں اور تحریریں اچھی ہوتی ہیں ان سب کو سلام اپنا بھائی سمجھ کر رابطہ کریں
پرنس عبدالرحمن گجر

مس فوزیہ کنول کے نام
محترمہ آپ نئی آئی ہیں اگر آپ مسلسل حاضر ہوتی رہی تو ایک دن ضرور بلندیوں کو چھو لو گی
ایم ناصر جوئیہ

وہ دوست جو جواب عرض کو پسند کرتے ہیں مگر خرید نہیں سکتے مجھ سے مفت واپسی کی شرط پر حاصل کر سکتے ہیں یہ اشتہار صرف بہاول پور کے ساتھیوں کے لیے ہے، بشیر احمد بھٹی مکان نمبر 52,cd نزد جامع مسجد غوثیہ فوجی بستی بہاول پور

امید ہے مجھے تم لوٹ کر آؤ گی مچلتی آنکھوں کی پیاس بجھاؤ گی تم ورنہ اس زمانے میں افضل قبر میری کو گلے لگاؤ گی
ایم افضل کھرل عظیم والا

ایس آر وریام آپ کی دوستی پر ناز ہے دعا ہے ہمارا رابطہ ہمیشہ رہے آئی لو یو اور دعا ہے کہ آپ ہمیشہ سلامت رہو
پرنس عبدالرحمن گجر
وائے لاہور کے نام

جی میں نے تم کو دکھوں کے سوا کچھ نہیں دیا کیوں کہ خوشی کیا ہوتی ہے میرے لیے خود ایک خواب کی حیثیت رکھتی ہے تو تم بھی میرے دل کے جذبات کو نہ سمجھ سکی اور میں بھی اپنی حسرتیں آرزو تم پر عیاں نہ کر سکا میرا پیار پاکیزہ ہے میرے نزدیک محبت کا مفہوم کچھ نرالا ہے
خلیل احمد ملک رشیدانی شریف

دوستوں کے نام
عاصمہ، شائستہ، بحرش، سیف الرحمن، منظور اکبر، رمضان پرکی، حافظ شفیق، راشدہ انیلہ، امانت، ڈاکٹر آفتاب، شکریہ یاد کریگا
منیر رضا ساہیوال

یہ دنیا برائیوں کا گھر ہے مجھے سمجھ اس بات کی نہیں آتی کہ لوگ جھوٹے کو سچا کیسے بنا دیتے ہیں اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر بھی جھوٹی گواہی دیتے ہیں آخر کیوں صرف دولت کے لیے
محمد آفتاب شاد کوٹ ملک

میں تمام دوستوں سے اپیل کرتا چاہتا ہوں کہ اپنے ماں باپ کا احترام کرو یہ وہ ہستی ہے جو ایک بار بچھڑ جائے تو پھر کبھی نہیں ملتی
محمد آصف دکھی، شجاع آباد
اس ظالم دنیا کی انسانیت ختم ہو چکی

ہے اور کوئی بھی کسی کی بنا مطلب قدر نہیں کرتا میں تو دس سال سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں اور لکھ بھی رہا ہوں سب بے حس ہیں
محمد آفتاب شاد

مس افشاء لاہور کے نام
افشاء جی میں بہت حیران ہوں کہ ایک بد چلن نے آپ کو بد نام کرنے کی کوشش کی اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے
ایم عاصم بوٹا شاکر

زندگی ہی جوانی اک خواب کی مانند ہیاسے ضائع نہ کیجئے نماز قائم کرو قرآن کی تلاوت کو اپنی عادت بنالیں یہ آخرت کا خزانہ ہے
بشیر احمد بھٹی، بہاول پور

ایس عروج کے نام
زندگی شاہراہ پر اگر ساتھ چلنے والے بچھڑ جائیں تو دل غموں سے بھر جاتا ہے کتنی بدنصیبی ہے ہمیں زندگی کے سب سے بھیانک دکھ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ہمیں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں جن پر ہم آنکھ بند کر کے اعتماد کر سکتے ہیں مگر وہ ہمیں نہ طلوع ہونے والی رات دے جاتے ہیں
خلیل احمد شیدائی شریف

شہباز راجن پور کے نام
تیری چاہت کی قدر کرتا ہوں دل کرتا ہے کہ ابھی تیرے پاس آجاؤں اور آپ کے سارے گلے شکوے دور کر دوں لیکن کیا کروں فاصلے بہت ہیں
پرنس مظفر شاہ، پشاور

صدف کے نام
صدف جی آپ اتنی پیاری سی ہو اپنا خیال رکھنا ہم آپ کو بہت مس کرتے ہیں
محمد اشرف زخمی دل

جناب والا میں کچھ عرصہ پہلے بواسیر خونی جیسے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا مجھے ایک اللہ والا ملا اس نے میرا علاج کیا اور میں خدا کے فضل سے ٹھیک ہو گیا میری خدمت اور منت ساجت کے بعد اس نے مجھے نسخہ دیا اور ہدایت کی کہ صرف فی سبیل اللہ دینا ہے اب میں جواب عرض کے توسط سے بھی بہن بھائیوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں کاروبار نہیں صرف خدمت کا جذبہ رکھتا ہوں
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

لبوں پہ گیت تو آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں کبھی کتابوں میں ہم بھی گلاب رکھتے تھے
محمد اسحاق انجم

رانی کے نام

زندگی کے کسی لمحے میں جب امید کی روشنی کم پڑنے لگے تو گھبرانا نہیں یاد رکھنا کہ زمین کے کسی کونے میں میرے دو ہاتھ آپ کے لیے دعا گو ہیں
محمد غنی زخمی اٹک

مجھے اچھے لوگوں سے دوستی کرنے کا شوق ہے انڈیا کی لڑکیاں میرے ساتھ رابطہ کریں
محمد ظفر اقبال بھٹی

لاڈلی پلیز مجھ سے دوستی کبھی مت توڑنا میں تو آپ کی دوستی کی خاطر ہی جی رہا ہوں اللہ آپ کو ہر خوشی نصیب کرے
میر احمد بھٹی

مجھے آپی کشور کرن اور مس فوزیہ کی کہانیاں اچھی لگتی ہیں اور ان کو مبارکباد اور ان کی آنے والی کہانیوں کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے پلیز کہانی جلد بھیجا کریں
محمد سلیم کوٹھ کلاں

وفاؤں کے کناروں کی امید پر نہ بیٹھ اے شاہد بیوفائی کا دریا جب بھی بہتا ہے کنارے ٹوٹ جاتے ہیں
شاہد اقبال، خٹک

مداد حسین بلوچ کے نام
میرے دوست آپ تو زخمی دل والوں کو بھول گئے ہو ہم آج بھی آپ کی راہوں کو دیکھتے ہیں
سیف الرحمن زخمی مقابر شریف

میں قلمی دوستی کرنا چاہتا ہوں باوفا

لوگ رابطہ کریں
محمد عقیل چکوال.........

رات کی تنہائی میں میری آنکھوں سے گرتے آنسو بھی بول اٹھے
شاہد مت بہا ہمیں اتنا کہ ہم تیری آنکھوں میں آنا ہی چھوڑ دیں
شاہد اقبال خٹک.........

افضل اقبال کے نام
میں آج بھی آپ کا دوست ہوں اور آپ بھی مجھ سے بات کیا کرو میں تو ایک زخمی دل والا ہوں صرف تمہارا زخمی دل
سیف الرحمن سیالکوٹ.........

اے این کے نام
اے میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں آپ یقین کرو پلیز اے جان جی
نوید ملک گولارچی.........

دکھ دینے والے سے محبت کرو لیکن کسی محبت کرنے والے کو دکھ نا دو کیوں کہ ساری کائنات کے لیے تم ایک ہو لیکن ساری کائنات کے لیے تم ایک ہو جان جی
شاہد اقبال خٹک.........

ایڈیٹر کے نام
مجھے شکوہ ہے کہ پچھلے تین ماہ سے میرا ایک ہی شعر لگا رہے ہیں قارئین بھی مذاق اڑاتے ہیں ایک ہی شعر ہر بار کیوں
حماد ظفر بادی.........

ہم نے پہلے بھی بہت سے کوپن بھیجے ہیں لیکن ایک بھی کوپن شائع نہیں ہوا کیوں پلیز اب ہماری حوصلہ افزائی کریں آپ کی بہت مہربانی ہوگی ورنہ موت کو منہ لگالیں گے
محمد عرفان کاشی وسی.........

این کے نام
این اب بہت اچھی ہوا آپ نے مجھے واقعی ہی بہت خوشی دی ہے میں تم سے جینا سیکھ گیا ہوں میں آپ کو کبھی بھی کھونا نہیں چاہتا
ایم وکیل عامر جٹ ساہیوال.........

محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے اخلاق اور اعتماد اس کے اہم اجزاء ہیں کسی کو حاصل کر لینا ہی محبت نہیں ہے
عبدالسلام چوہدری.........

مریم عباس کے نام
میں آپ کی ہر بات مانوں گا آپ میرے ساتھ پہلے جیسے بن جاؤ
سید عبادت علی کاظمی.........

میں مبارکباد دیتا ہوں جواب عرض کے پورے سٹاف کو جن کی وجہ سے اتنی جلدی جواب عرض شائع ہوا اور پھر ہر ماہ نمبر سے نمبر ہوتا جارہا ہے
پرنس عبدالرحمن گجر.........

کسی اپنے کے نام
میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر معذرت کرتا ہوں پلیز مجھے ایک بار معاف کر دو میں آپ کے بغیر بہت اداس رہتا ہوں جب سے آپ مجھ سے ناراض ہوئی ہو

سیف الرحمن زخمی.........

بیرون ملک رہنے والے لوگوں سے میری درخواست ہے مجھے بھی اپنے پاس بلالیں بندہ ناچیز آپ کو دعاؤں میں یاد رکھے گا اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ناصر ہو
محمد آفتاب شاہ کوٹ ملک.........

ثمر اعجاز گوندل عرف ثمری کسی کو یہ نہ کہنا کہ تم نے بھلا دیا ہے ثمر ہم لوگوں سے یہ ہی کہتے ہیں کہ تھوڑا مصروف رہتا ہے
عمیر بشیر گوندل، گوجرہ.........

ایس کے نام
جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو میری سانس معطر ہوگئی ہے ایس جی زندگی کے صحرا میں کبھی تمہاری لو کم ہونے لگے تو گھبرانہ نہیں میں اپنا خون جگر جلا کر تمہیں روشنی دونگا تمہارا دکھ میرا دکھ ہے کاش تم تمام تر سچائیوں اور شہادتوں کے ساتھ سامنے آجاؤ
ملک خلیل احمد شیدانی شریف.........

آپی رانی کے نام
آپی آپ بھائی عامر کی بات مان لیں نہ اور اپنا علاج کروا لیں اس سے پہلے آپ کا ملن کسی صورت نظر نہیں آتا پھر تو آپ کو بھائی عامر سے محبت بھی ہے پلیز بات مان لیجئے نا
محمد ارسلان احمد شانی بہاؤالدین.

اس طرح بھلایا نہیں جاتا جس طرح آپ بھلانے کی کوشش

کرتے ہیں کوشش کر کے دیکھ لو

..............اسحاق انجم، کنگن پور

میں تمام زخمی دل والوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں یہ میرا زخمی دل والوں سے وعدہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ خلوص سے جواب دوں گا۔

.....سیف الرحمٰن زخمی، سیالکوٹ

جولائی کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے کہانیاں سب کی اچھی ہیں غزلیں بھی لاجواب ہیں شعر بھی اچھے ہیں سب لکھنے والے ہی دل لگا کر لکھ رہے ہیں میں کسی ایک کا نام نہیں لکھ سکتا

...............مرسہیل جگر

تمام دوستوں کے نام

میری دعا ہے میرے تمام دوست جہاں بھی رہیں جیسے بھی رہیں ہمیشہ خوش رہیں ہنستے مسکراتے رہیں آمین

...رانا نزر عباس زخمی، بہاوالدین شہلا عالمگیر، اقبال شہزادہ فیصل، جمال الدین، ریاض احمد صاحب، خدارا اس کے پہلے والے معیار سے نہ گرنے دینا ایک وقت تھا کہ ہر اک زبان پر جواب عرض جواب عرض ہی تھا

.........جنید اقبال، اٹک

ثوبیہ حسین جی آپ کی شکریہ جو میری غزلیں پسند کر کے میری حوصلہ افزائی کی میری تحریریں پسند ہیں نہ کہ تعریف کی آپ کا

[illegible]

بہت شکریہ اچھی تحریر لکھنا ہر رائٹر کا فن ہوتا ہے شکریہ کی کوئی بات نہیں

.............پرنس عبدالرحمٰن مجہ

این کے نام

کوئی بدنام تم سے سیکھے کوئی محبت کرنا تم سے سیکھے محبت کر کے کسی کی زندگی برباد کرنا تم سے سیکھے یہ ہنر کہاں سے سیکھا ہے کسی کو کب اپنے جال میں پھنسا لینا خدارا رحم کرو

.........محمد سلیم میو کوٹھ کلاں

رقیہ کے نام

کاش میں اور تم اجنبی ہوتے جس طرح اور لوگ ہوتے ہیں بے تعلق سے بے تعارف سے تو یہ بے قراری نہ ہوتی اور نہ کبھی ہماری زندگی نہ ہوتی آنسوؤں سے دوستی نہ ہوتی دل سے دشمنی نہ ہوتی

.......خلیل احمد ملک شیدانی شریف

این کے نام

اگر کسی کو چاہو تو اپنی جان سے بھی زیادہ چاہو اگر چھوڑنا ہے تو پیار ہی نہ کرو

..........سردار اقبال خان مستوئی

ندیم عباس ڈھکو کے نام

تم نے مائنڈ کیا ہوگا میرا تم سے رابطہ ختم ہوا ہے مگر میری یہ مجبوری تھی امید کرتی ہوں تم ناراض نہیں ہوں گے ہم اچھے دوست ہیں

...............نداعلی عباس ہوباوہ

آپی کے کے، کے نام

آپ کی کہانی کی ویران زندگی کی پہلی قسط پڑھی بہت اچھی لگی آپ نے پہلی بار آپ نے ایک خوب صورت کہانی لکھ کر خوش کیا ہے آپی ایسی ہی کہانیاں لکھتی رہا کرو

............پرنس عبدالرحمٰن، پشاور

میرے پیغام میری جان ایم کے نام

میری جان بہت جلدی آ جاؤں گا فی الحال نہیں آ سکتا میرا انتظار کرنا

.........امداد علی عرف ندیم عباس

تمام زخمی دل والوں کے نام

پیغام کرتا ہوں اگر وفا کرو تو سچے دل سے کرو بھی کسی کو تنگ نہ کرو اگر ایک اچھے دوست بن سکتے ہو تو ٹھیک ہے

..................سیف الرحمٰن زخمی

اے کے نام

اتنی لمبی عمر بھی نہ مانگ میرے لیے اے دوست کہیں ایسا نہ ہو تم بھی چھوڑ دو اور موت بھی نہ آئے

..........رائے اطہر مسعود آکاش

قارئین جواب عرض کے نام

دوستو میں بہت مصروف ہوں اس لیے جوب عرض میں کہانی نہیں لکھ سکتا البتہ کالم لکھتا رہوں گا تمام دوستوں سے معذرت خواں ہوں

...............پرنس عبدالرحمٰن مہتہ

کسی اپنے کے نام

بادی کوئی اک شخص تو یوں ملے کہ

سکون ملے
..............عمریز گوندل گوجر

حماد بادی کے نام
دوستی میں تمہیں دھوکا ہم دے سکتے تھے بادی
مگر ہم ذات کے گوندل ہیں
ہمارے خون میں وفا ہے
..............عمریز بشیر گوندل گوجرہ

ندیم عباس تنہا کے نام
بھائی کہاں ہو نظر ہی نہیں آتے ہو
آپ کی بہت یاد آتی ہے مجھے
رابطہ کرو اور جہاں بھی رہو خوش رہو
..............ندیم عباس قریشی

میں تمام قارئین سے دوستی کرنا چاہتا ہوں
زاہد اقبال ہزاہد آلو
سٹوڈیو مارکیٹ پرانہ سینما چوکی ضلع قصور
....

کسی اپنے کے نام
مجھے مجھے تنہا چھوڑ نہ جاؤ میری زندگی کی ہر خوشی تمہارے دم سے ہے میں ہر پل آپ کے ساتھ ہوں میری زندگی تم ہو میرے لیے خوشبو سے کم نہیں آپ بھی تو سوچو
..............سیف الرحمن زخمی

میری جان آپ کو شادی کی بہت بہت مبارک ہو میری دعا ہے کہ آپ وہاں ہمیشہ خوش وخرم رہیں میری خوشیاں بھی آپ کو مل جائیں اور آپ کے تمام غم مجھ کو مل جائیں اے میری زندگی جی
..............پرنس عبدالرحمن گجر

کامیابی حوصلے سے ملتی ہے حوصلہ دوستوں سے ملتا ہے اور دوست مقدر سے ملتا ہے اور مقدر انسان خود بناتا ہے
..............عثمان غنی قبولہ شریف

سعودی عرب والوں سے خواہش ہے کہ مجھے مدینہ دیکھنے کی بہت خواہش ہے اور خدا میری خواہش پوری کرنے والوں کو ہمیشہ خوش رکھے آمین
..............محمد آفتاب شاہ کوٹ

این کے نام
میری زندگی میں ایک محبت کرنے والی دیوی آئی تھی جواب اس دنیا میں زندہ نہیں ہے
......سردار اقبال خان سردار گڑھ

سویٹ ایس کے نام
یونہی تو عشق میں تحلیل ہوا میں ایس
اک روح میری روح میں تحلیل ہو گئی
..............رائے اچھر مسعود آکاش

مائی لائف ایس کے نام
کاش کے بچپن میں ہی اس کو مانگ لیتے آکاش
ہر چیز مل جاتی ہے دو آنسو بہانے کو
..............رائے اطہر مسعود آکاش

زندگی میں ہمیشہ اپنے چاہنے والوں کو اپنی کمی محسوس کرواؤ مگر یہ دوری اتنی بھی نہ کرو کہ کوئی آپ کے بغیر جینا سیکھ لے
..............عثمان غنی قبولہ شریف

زارا ذکی کے نام
ویلکم جواب عرض کی دکھی نگری میں بہت خوشی ملی آپ کی سوچ پڑھ کر اچھے خیالات ہیں آپ کے کسی ایک کو تو شروات کرتی ہوگی میں کوئی رائٹر نہیں ہوں پھر بھی تھوڑا لکھتا رہتا ہوں آپ بھی لکھتی رہنا
..............فوجی احمد رسول نگر

انیل! ہو آج کل آپ لوگ کدھر غائب ہو جواب عرض میں آج کل آپ کی کہانیاں اور تحریریں نہیں مل رہی ہیں آپ کے لیے ہر وقت دعا کرتا رہتا ہوں کہ اگر زندہ ہو تو رابطہ کرو
...... حافظ شفیق عاجز سلطانی

ایم تنہا کہاں گم ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتی ہو تو مجھے یاد بھی رکھنا میں بہت جلد واپس آجاؤں گا میری گوشول جان من تیرا عباس
..............امداد علی عباس تنہا

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

اپنی جان کے نام

ہم زمانے کے آگے صنم تیری ہر راہ
میں بچھ جائیں گے
آزمانا ہم کو بھی تیری خوشیوں پہ
بک جائیں گے

ریاض احمد

اپنی جان کے نام

کتنا کروں انتظار اس کا حالات
رولاتے ہیں
میں کیسے بتاؤں دنیا کو
جذبات رولاتے ہیں

ریاض احمد

ماموں جان کے نام

آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی
تو احساس ہوا
اتر جاتے ہیں جو دل میں وہ
بھلائے نہیں جاتے

عابد علی آرزو

محمد فیاض غوری کے نام

اے دوست عرصے سے تم
سے کوئی بھی کتاب طلب نہیں کی
اب جواب عرض کے لیے رابطہ
کرو

بشیر محمد بھٹی بہاول پور

امام علی کے نام

نفرت کو ہزار موقع دو کہ وہ
محبت بن جائے
مگر محبت کو ایک موقع بھی نہ
دو کہ وہ نفرت بن جائے

محمد خادم جنگ

مصباح کریم کے نام

یہ وفا یہ محبت تیرے نام کی
ہم نے اپنی چاہت تیرے نام کی
سب غم اور درد ہیں ہمارے لیے
ہم نے تمام عمر کی خوشیاں
تیرے نام کی

ندیم عباس میوانی

جویریہ شہزادی کے نام

تیرے معصوم سے چہرے
کے تقدس کی قسم
دل نے کیا روح نے بھی
تجھ سے پیار کیا ہے

اظہر سیف دکھی

پریا انگ کے نام

بہاروں سے آگے جہاں
اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور
بھی ہیں
زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں

کریم بھٹی

اپنی جان کے نام

اک تیرے بغیر ہی نہ
گزرے گی یہ زندگی
میں کیا کروں گا سارے
زمانے کی محبت لے کر

آصف جاوید زاہد

محمد علی کے نام

ملا تو اور بھی تقسیم کر گیا مجھے
سمیٹنی تھیں جس نے میری
کرچیاں محسن

محمد عرفان ملک

سب کے نام

نیند اپنی بھلا کر سلایا ہم کو
آنسو اپنے گرا کر ہنسایا ہم کو
درد کبھی نہ دینا اس خدا کی
تصویر کو
زمانہ کہتا ہے حال یار جن کو
شوبیہ حسین۔ کہوٹہ

انیس کے نام

چاندنی رات ہوگی تاروں
کی بارات ہوگی
مجھے خوشی اس دن ہوگی
جب تو میرے ساتھ ہوگی
بلال اعظم

......

محمد طالب چوکی کے نام
چمن کو سجائے بہت دن ہو
گئے
تم کو پاس بلائے بہت دن
ہو گئے
کسی روز اچانک چلے آؤ
یار
ہمیں مسکرائے بہت دن ہو
گئے
محمد ندیم عباس میواتی

......

کسی اپنے کے نام
درد سہنے کے عادی تھے ہم
زخم دینا اس کی فطرت تھی
ان کا ہر ظلم خوشی سے
برداشت کیا ہم نے
کیوں کہ ہمیں ان سے
محبت تھی
عابدہ رانی

......

آسیہ کے نام
اے پیاری ہوا تم میری
مسکراہٹوں کے پھول اپنے سنگ
لے جاؤ
اور خاموشی سے ان کی
جھولی میں ڈال دینا اور کہنا سدا
خوش رہو
محمد وقاص ساگر

......

صدا حسین صدا کے نام
وہ روٹھا ہے مدت سے
کاش وہ آکر ملے عید کے
دن
عمران شہزاد لاہور

......

اسماء کے نام
میری نیند آنکھوں سے بار
گئی
اور آج تیری ہی یاد میں
تڑپ رہا ہوں میں
وقاص جڑانوالا

......

کے کے۔ کے نام
خوبصورتی کی کمی کو اخلاق
پورا کرسکتا ہے
مگر اخلاق کی کمی کو
خوبصورتی پورا نہیں کرسکتی
محمد شاہد لسبیلہ

......

نازش کے نام
بے بس کر دیتا ہے قانون
محبت ورنہ
میں تمہیں اتنا چاہوں کہ
انتہا کر دوں
ایم وکیل عامر جٹ

......

عائشہ کے نام
ساری عمر آپ کو پیار ملے
جو دل میں وہ ہزار ملے
بچھڑ جاتے ہیں ملنے کے
بعد بھی کچھ لوگ
جو ساری زندگی نہ بچھڑے
تجھے ایسا یار ملے
محمد اکمل

......

سلیم شہزاد کے نام
مت کرو وفا کی امید ان
پھول جیسے چہروں سے
کیوں کہ پھول خوشبودار
ہوتے ہیں وفادار نہیں
سلیم شہزاد

......

بے وفا کے نام
ملے تو ہزاروں لوگ زندگی
میں پیارے
مگر وہ سب سے الگ تھا جو
ملنے سے پہلے ہی بچھڑ گیا
ذوالفقار ناز

......

نازہ راولپنڈی کے نام
کب فاصلے مٹاؤ گی تم اپنی
جدائی کے
ہمیں تیری جدائی میں ایک
پل بھی چین نہیں ملتا
کشور کرن چوکی

......

مجھے شکوہ ہے

مجھے شکوہ ہے ان بیٹوں سے
جو اپنی ماؤں کی قدر نہیں کرتے
اور اپنی ماں کو بہت ہی دکھ دیتے
ہیں کاش کہ وہ سمجھ جائیں کہ ماں
کیا ہے

تانیہ، راولپنڈی

....

مجھے شکوہ ہے مظفر شاہ سے
جو کہ مجھے جواب عرض نہیں بھیج رہا
پلیز جلدی بھیج دو مجھے ہر وقت
انتظار رہتا ہے دوست کے بیچ پر
چھپنا

اقصد فراز

....

مجھے شکوہ ہے انس سے کہ وہ
ہمیشہ مجھ کو تنگ کرتی ہے پلیز مت
کیا کرو تنگ مجھ کو

حسن رضا، رکن بنی

....

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست
شکیل سے جو ایک بار جھگڑا ہوا تو
اس نے مجھے منایا نہیں

ملک تنویر احمد چاند

....

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست
حماد سے جو سعودی عرب جا کر
مجھے بھول گیا ہے

عرفان اداس، کراچی

....

مجھے شکوہ ہے اپنی دوست
ان سے جو صرف الفاظوں میں
اپنی دوستی کا اظہار کرتی ہے میں
نے تو اس کے لیے دل سے
نفرتوں کو نکال کر صرف محبت کا
جذبہ رکھا ہے تا کہ اس کی زندگی
کو حسین سے حسین بنا سکوں
کیوں کہ زندگی ایک بار ملتی ہے
بار بار نہیں

قیس احمد ملک

....

مجھے شکوہ ہے انس سے ہم
دونوں تو ایسے ہیں جیسے ریل کی
پٹری ہو جن کا میل ممکن نہیں بس تم
خوش رہو انس

رشید صارم سعودی عرب

....

مجھے شکوہ ہے ان بے وفا
لوگوں سے جو پہلے جینے مرنے کی
قسمیں کھاتے ہیں بعد میں دھوکہ
دیتے ہیں پلیز ایسا نہ کیا کریں

چوہدری الطاف حسین دکھی

....

مجھے شکوہ ہے پیاری بہن
آمنہ راولپنڈی سے کوپن چھوٹا
ہے ہزاروں شکوے ہیں

رشید صارم سعودی عرب

....

مجھے شکوہ بیان تمام لوگوں
سے جو گھر میں کام کرنے والی
مظلوم عورتوں پر ظلم کرتے ہیں پلیز
ایسا نہیں کرتے

رشید صارم سعودی عرب

....

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ
سے ہے اپنے غم میں صبر نہیں کرتا
ہوں ہر وقت روتا ہوں آنسو بہانا
میری عادت ہے میرا اپنا کوئی بھی
نہیں ہے

منظور اکبر خان تبسم

....

مجھے شکوہ ہے الف سے
جس نے بغیر میری کسی غلطی کے
مجھے چھوڑ دیا میں اکیلا تڑپ رہا
ہوں میرے مقدر کی ہر خوشی اپنے
ساتھ لے کر نجانے کہاں چلی گئی تو
میری ہوتی تو اتنا فاصلہ ہی
کیوں ہوتا کاش مجھے سمجھ پاتی

شکیل احمد ملک

....

مجھے شکوہ ہے اپنے شہر
عبدالحکیم کے دوستوں سے جو اب
مجھے بھول گئے ہیں میں آپ کو آج
بھی یاد کرتا ہوں

رشید صارم سعودی عرب

www.paksociety.com
www.paksociety.com

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو دوستی کرنے کے بعد چھوڑ جاتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں

محمد ندیم تبسم خانیوال

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے میں بہت جلد دوسروں پہ بھروسہ کرنے لگتا ہوں یہ بات جان کر بھی کہ آج کے دور میں کوئی کسی کے ساتھ مخلص نہیں ہے

رائے اظہر مسعود آکاش

مجھے شکوہ ہے ان دنیا والوں سے جو جس کو برباد کرکے جشن مناتے ہیں اے دنیا والو ایسا نہ کیا کرو یہ وقت تم پر بھی آسکتا ہے

چوہدری الطاف حسین

مجھے شکوہ ہے ان سے جو ماں باپ کا احترام نہیں کرتے دوسروں کا حق کھاتے ہیں

سجاد، نارووال

مجھے شکوہ ہے اپنے ہی دل سے جو محبت تو بہت کرتا ہے مگر اظہار کرنے سے ڈرتا ہے

ایم مظہر سنی

مجھے شکوہ ہے اپنی دوست سلمیٰ سے جو نجانے کہاں کھو گئی

...

ہے میں تم کو بہت ہی مس کرتی ہوں تم بھی جواب عرض پڑھتی تھی میرا کوپن پڑھو تو مجھ سے رابطہ کرو

مس صبا ظفر سیداں

مجھے شکوہ ہے اجالا خانیوال سے جس نے محبت کو ایک کھیل سمجھا ہے تم کیا جانو کہ محبت کیا چیز ہے محبت تو زندگی کا دوسرا نام ہے محبت ہی خدا ہے

ایم افضل کھرل ننکانہ

مجھے شکوہ ہے واپڈا والوں سے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی بجلی بند نہیں کرتے خدارا ایسا ظلم تو نہ کریں اللہ آپ کو ہدایت دے آمین

رائے اظہر مسعود آکاش

مجھے شکوہ ہے اپنی قسمت پہ جس نے میری محبت میرا سکون میرا قرار سب کچھ چھین لیا کاش میری قسمت اچھی ہوتی

محمد آفتاب شاد

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو مسجدوں میں تو جاتے ہیں مگر مخلوق خدا کا دل توڑنے سے باز نہیں آتے

منیر احمد گوجرانوالہ

مجھے شکوہ ہے ان

...

لوگوں سے جو کسی کی عزت نہیں کرتے اور ایک پل میں دل توڑ دیتے ہیں اس طرح نہ کیا کرو

سیف عبدالرحمن زخمی

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں سے جو مجھ سے رابطہ نہیں کرتے

نامعلوم

مجھے شکوہ ہے میرے پیارے دوست افضل اعوان پہ جو مجھ سے بات نہیں کرتا میں تو آج بھی اس سے وفا کر رہا ہوں

سیف عبدالرحمن زخمی

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں پہ جو انسان کے جذبات کی قدر نہیں کرتے اور دل توڑ دیتے ہیں پھر بھی خدا ان پر رحم و کرم کرے

چوہدری شاہ زیب علی

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں

حسن رضا رکن بنی

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو ٹی وی دیکھتے ہیں اور مطالعہ نہیں کرتے

فنکار شیر زمان

مجھے شکوہ ہے جواب عرض

کے رائٹرز سے وہ بہت ہی انا
پرست اور گھمنڈ ہیں
عرفان۔ راولپنڈی

مجھے شکوہ ہے جواب عرض
کے چند رائٹرز سے جواپنے آپ کو
پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں تمہاری
حقیقت صرف انا پرست انسان
ہے
عرفان راولپنڈی

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں
سے جو وفا کی داستانوں کا مطالعہ تو
کرتے ہیں وہ وفا کا درس نہیں
سیکھ سکتے یہ معاملہ آخر کب تک
رہے گا
حافظ حیدر رضا سلطانی

مجھے شکوہ ہے اپنے مقدر پہ
میرے مقدر میں کسی کا پیار نہیں
ہے لکھا ہوا جو بھی ملا راستے کا پتھر
سمجھ کر ٹھوکر لگا گیا واہ رے قسمت
امداد علی ندیم عباس

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست
باسط علی سے کہ وہ مجھ سے ابھی
باتیں نہیں کرتا نجانے کیوں شاید
اسے اور دوست مل گیا ہوگا
شاہد اقبال چونکی

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں
سے جو کسی کی زندگی برباد کرتے
ہیں اور ان کو یہ سوچ نہیں آتی کہ
ہم کسی کو جھوٹے پیار کے چکر میں
کیوں پھنسا رہے ہیں
حافظ طالب حسین

مجھے شکوہ ہے ان لڑکیوں
سے جو مردوں پر اعتبار کر کے
ہمیشہ کے لیے بدنام ہو جاتی ہیں
اس پہ اعتبار کرو جو تمہارے دکھ
بانٹ لے اور جس کو تمہاری عزت
کا خیال ہو
تبسم حسین لاہور

مجھے شکوہ ہے اپنی دوستوں
پر جو کالج چھوڑنے کے بعد انا
پرست ہو گئی ہیں
راشدہ۔ چونکی

مجھے شکوہ ہے جواب عرض
والوں پر کیوں کہ وہ رسالے
جلدی نہیں بھیجتے میں بہت انتظار
کرتی ہوں
نیلم چوہدری۔ چونکی

شکوہ کریں تو کس سے
کریں جب خود ہی ایک پہیلی بن
گئے ہیں تو کسی سے شکوہ کیوں
گلشن ناز

مجھے شکوہ ہے جواب عرض
والوں سے کہ وہ کافی دنوں سے میری
پرانی غزلیں لگا رہے ہیں حالانکہ
میں نے نئی نئی غزلیں بھی بھیجی
ہیں ہر ماہ پرانی غزلیں آ رہی ہیں
نجانے کیوں ایسا کرتے ہیں ان
کی روی کی ٹوکری ہی نہیں بھرتی
اتنی محنت سے لکھی ہوئی تحریریں
ضائع کر دیتے ہیں خدارا ایسا مت
کریں بہت محنت کی ہوئی ہے
کشور کرن چونکی

انظام محبت ہو کوئی دیوانہ نہیں چاہتا
ہے
یہاں جس نے محبت کی بدنام وہ
ہو جاتا ہے
کشور کرن۔ چونکی

مقصود احمد بلوچ کے نام
اب دور نہ جانا کبھی مجھے تنہا کہہ کر
کون کہتا ہے کبھی وفاؤں کا باقی
ہے
تو نے دیکھا ہی نہیں کسی سے
وفا کر کے
کیا ہے جو عہد تو اسے نبھائیں گے
ضرور
ہم نہ تم سے جدا ہوں گے دعا کرنا
تم سے ہے وابستہ زندگی اپنی اے
دوست
چاہیں گے تمہیں ہم چاہت کی
انتہا کر کے
نظر نہ لگے ہماری دوستی کو کسی کی
نکلتے ہیں گھر سے تو ہم دوستی کی دعا
کر کے
ساجدہ۔ صابر بورے والے

ماں سے پیار کا اظہار

مجھے اپنی ماں سے بہت ہی پیار ہے میں چاہتا ہوں کہ میری ماں کا سایہ ہمیشہ میرے سر پہ رہے جس گھر میں ماں ہوتی ہے وہاں خوشیاں رقص کرتی دکھائی دیتی ہیں ماں نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے خدا کرے کہ کسی کی بھی ماں اس سے جدا نہ ہو۔

شاہد اقبال ۔ چوکی

....

ماں وہ ہستی ہے جس کے بغیر گھر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ماں کے بغیر گھر ویران قبرستان کی مانند ہے جیسا کہ قبرستان میں گھر تو بہت ہیں مگر وہ بے جان ہیں اسی طرح گھر میں ماں نہ ہو تو وہ گھر بے جان ہے

زوبا ظفر رانا ٹاؤن

....

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں جب میں اپنی ماں سے جدا ہونے کا سوچتا ہوں تو آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں

محمد ندیم عباس ۔ خانیوال

....

میرے عمل اس قابل تو نہیں کہ میں جنت مانگوں اے اللہ بس اتنی سی دعا ہے میری ماں میری جنت ہے اسے سدا سلامت رکھنا آمین

رائے اظہر مسعود آکاش

....

میری ماں دنیا کی عظیم ترین ہستی ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں لیکن ہر پل میرے سر پر اس کا سایہ ہے

سجاد بشیر مرزا

....

ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے جس کے بغیر دنیا کی ہر شے ادھوری ہے اللہ تعالیٰ میری ماں کو سدا سلامت رکھے آمین

چوہدری الطاف حسین

....

ماں کے بغیر گھر قبرستان لگتا ہے ماں کے بغیر انسان زندہ لاش ہے

ماں سے ہی رونقیں ہیں

ماں سے ہی بہاریں ہیں

ماں سے تو سب کچھ ہے

ماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اقصیٰ علی فراز

....

خدا ایک ہم سب کی ماؤں کو لمبی عمر عطا کرے اور جن کی والدہ حیات نہیں ہیں انہیں جنت میں جگہ دے آمین

محمد عرفان راولپنڈی

....

میری ماں میرا سب کچھ ہے میں جب اپنی ماں کو دیکھتا ہوں تو سارے غم بھول جاتا ہوں اللہ نے مجھے بہت دعائیں دینے والی ماں کی ہستی عطا کی ہے خدا خوش رکھے آمین

نامعلوم

....

ماں کی دولت کے بعد پتا چلتا ہے پیار کیا ہے دکھ درد کیا ہوتا ہے ماں وہ ماں ہے جس کے پیار بھرے بھرے پانی سے پھولوں کی طرح اولاد پہ سدا بہار رہتی ہے اور اس کی دعا سے چہرے مسکراتے رہتے ہیں

خلیل احمد ملک

....

میرے مطابق دنیا کی سب سے عظیم ہستی ماں ہی ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے ماں تیری عظمت کو سلام

محمد آفتاب

....

ماں ایک گلاب کے پھول کی
طرح ہے جو ہر کسی کو خوشبو دیتی
ہے ماں کے دم سے یہ دنیا قائم
ہے ماں کی قدر کرو

سیف الرحمن زخمی

ماں سے سب پیار کرو اور میری
ماں کے لیے دعا کرو کہ اللہ اسے
جنت میں جگہ عطا فرمائیں میری
ماں فوت ہوگئی ہے

سیف الرحمن

ماں جیسی ہستی کہیں نہیں ملتی اس کی
قدر کرو جتنا ہو سکے
آئی لو یو ماں

نوید ملک گولا رچی

ماں وہ ہستی ہے جس کا پیار محبت
دینے والا ہے اور اس کا نعم البدل
نہیں

میر احمد گوجرانوالہ

شاعر نے کہا خوشیوں کا برستا ہوا
ساون ہے نیوز ریڈر نے کہا کہ
زندگی کی سب سے پیاری مہکتی
چیز ہے فنکار نے کہا زندگی کی اسٹیج
کا سب سے اہم کردار ہے

فنکار شیر زمان پشاوری

ہوتے ہیں بد نصیب وہ چہرے زمانے میں
چوما نہیں ہے جن کو کبھی ماں نے

وقاص سرگودھا

اگر دنیا میں کوئی کسی سے پیار کرتا
ہے تو صرف ماں ہے جو اپنے
بچوں سے پیار کرتی ہے جس کو کسی
کی بھی سفارش یا وفاداری کی
ضرورت نہیں ہوتی

امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا
ہوں اور کرتا رہوں گا میں سب
کچھ چھوڑ سکتا ہوں مگر اپنی ماں
نہیں

ملک سمیع اللہ چاند

میری ماں کی الفت سے زمانے کی
خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ماں کی
ناراضگی سے بچنا چاہیے اور پیار کا
اظہار ہونا چاہیے ماں تجھے سلام

ایم افضل کھرل ننکانہ

میں اپنی امی جان سے بے پناہ
محبت کرتا ہوں خدا پاک کو لمبی عمر
عطا کرے آمین

عرفان راولپنڈی

میں اپنی امی جان سے بہت پیار
کرتا ہوں میری ماں بیمار رہتی ہے
امی جان اللہ پاک آپ کو جلد شفا
عطا فرمائیں آمین

رشید صارم سعودیہ

ماں وہ ہستی ہے جو ذلت کے
چیتوں سے عزت کے
علاج تک لے جاتی ہے جس کی
دعا ٹھنڈی چھتری کی طرح ہر دکھ پر
برستی ہے

سیدہ حیا عباس

پیاری اور سویٹ سی امی جان میں
آپ سے اداس ہو جاتی ہوں امی
جان آپ کی آواز سن کر دل کو ایک
روحانی خوشی ملتی ہے امی جان
آپ ٹھیک ہو جائیں بس یہی دعا
کرتی رہتی ہوں اللہ پاک میری
امی جان کو سدا سلامت رکھنا ان
کے سارے دکھ ختم کرنا خدا کسی کی
امی جان کو کوئی دکھ نہ دکھائے
آمین

کشور کرن چوکی

ماں مجھے پردیس میں آپ کی بہت
یاد آتی ہے ماں پاس رہ کر تو آپ
کو بہت تنگ کیا کرتا تھا مگر اب
وہی دن مجھے پل پل رلاتے
ہیں کیا آپ بھی مجھے یاد کرتی ہیں نا
رہتی

جاوید اقبال سرباب کوئٹہ

میں نے جواب عرض
کیوں پڑھنا شروع کیا

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میرے
دکھوں کی انتہا ہوئی تھی جب مجھے
کوئی بھی حوصلہ تسلی دینے والا
نظر نہیں آتا تھا مگر پھر بھی میں نے
اپنے آنسو چھپا کر اپنی پریشانیوں
کو اپنے اپنے ہی اندر دفن کر کے
جواب عرض کا سہارا لیا تھا اور مجھے
اس کی وجہ سے ہر خوشی مل گئی اور ہر
دکھ اسی کو ہی سناتی ہوں
کشور کرن چوکی

....

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اپنے
پیار کو اپنے ہی ہاتھوں سے کھو بیٹھی
تھی اور پھر بھی نہ آنے کے لیے وہ
مجھے چھوڑ گیا اور میں نے دکھوں کی
تاب نہ لاتے ہوئے جواب عرض
کا سہارا لیا اور ہر ماہ اپنا ہر دکھ اسی
کو سناتی ہوں
روبینہ ناز لاہور

....

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اکیلا رہ
گیا تھا میری جان مجھے ہمیشہ
ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئی پھر میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا
فیضان قیصر راولپنڈی

....

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بڑا دن گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا
رفیہ ریاض لاہور

....

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب
میرے دوست کی تحریر آئی اور اس
نے مجھے دکھائی کہ دیکھو یار میرا
پسندیدہ رسالہ آ گیا اور میں نے
بھی لے لیا اس وقت سے آج
تک اس کا جنون نہیں گیا
طالب کوٹ چھاری والا

....

مجھے جواب عرض پڑھنے کا
جنون اس وقت ہوا جب میں کالج
میں جیتا بہت ہی بوریت محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لے کر پڑھا تو اچھا
لگا تب سے میں جواب عرض کا
دیوانہ ہوں
محسن رضا لاہور

....

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیار چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
کم کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا
رقیہ انجم

....

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آ گیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض ہے
عرفان راولپنڈی

....

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور
تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا

ہو

کنول آزاد کشمیر

....

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میں اپنے
دوست کیساتھ شہر گیا اور اس نے
خریدہ میں نے اسے فضول خرچی
کہہ کر وہاں چھوڑا اور خود آ گیا وہ
میرے پاس آیا اور بولا یہ دیکھ
یار یہ کہانی پڑھ کر میں بہت رویا
ہوں تو دوسرے دن میں نے بھی
جا کر لیا اور اس کے بعد کبھی نہیں
چھوڑا

عمر حیات

....

کہتے ہیں جب کسی پہ اعتماد
کیا جائے اور اس کے اعتماد کو ٹھیس
پہنچے تو اس سے مرا ہی نہیں جاتا مگر
دنیا میں وہ رسوا ہونے کے بعد
زندہ ہی رہتا ہے اور آنسو ہی
آنسو رہتے ہیں پھر میں جواب
عرض کا سہارا لیا
سمیع اللہ

....

میں نے اپنی تنہائی دور
کرنے کے لیے جواب عرض کو
ہمیشہ کیلیے چن لیا اور یہ میری
بہترین دوست ہے میں اسے
بہت پیار کرتی ہوں اور اس کے بنا
مجھے اپنی زندگی ادھوری سی لگتی ہے
روزینہ شیخوپورا

....

جواب عرض میرا ایسا ساتھی
ہے کہ میں اسے اپنا ہر دکھ سناتی
ہوں جب بھی کوئی پریشانی ہو
اسے ہی پڑھتی ہوں جہاں بھی
بیٹھوں یہ میرے پاس ہی ہوتا ہے
میں نے بھی اس کا کوئی بھی پیج
فولڈ نہیں ہونے دیا اسے صاف
ستھرا رکھتی ہوں یہ مجھے بہت پیارا
ہے

کنول سرگودھا

....

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا
اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور
کر دیا تب سے آج تک میں نے
اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا

کامران بہاولپور

....

جواب عرض نے مجھے ایک ایسا ساتھی دیا
کہ میں اسے کبھی بھی نہیں چھوڑ
سکتی کیوں کہ اس کی وجہ سے تو مجھے
پیار کرنے والا ایک مسیحا ملا ہے اور
اس نے ہم دونوں کو ملایا ہے
جواب عرض میری اور میرے
پیارے محبوب کی جان ہے
فوزیہ شہزادی

....

میں نے بھی اپنے دکھ کم
کرنے کے لیے جواب عرض کو
آزمایا مگر میری ہر آزمائش پہ یہ
پورا اترا اور اس نے مجھے ایک پیارا
سا دوست بھی دیا تھینکیوں آئی لو یو
جواب عرض

قمر عباس لاہور

....

جواب عرض نے مجھے شاہد
جیسا دوست دیا اور میں نہ تو اسے
نہ اپنے پیارے دوست شاہد
اقبال کو چھوڑ سکتا ہوں مجھے یہ
دونوں ہی بہت عزیز ہیں جواب
عرض تیرا شکریہ

عبدالباسط انجرائے کلاں

....

میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں میں پی سی او
میں گیا تو وہاں ایک لڑکی بیٹھی تھی
اسے میرے جانے کا ذرا بھی
احساس نہ ہوا تب میں نے جانا
کہ یہ کوئی عام رسالہ نہیں ہے میں
جوابیاں سے سیدھا بازار گیا اور لے
کر پڑھا مزہ آ گیا جواب عرض
پڑھنے کا

تبسم عرف بلو لاہور

....

میں نے جواب عرض یار کی
جدائی کے دکھ کم کرنے کے لیے
شروع کیا تو اللہ کا شکر ہے اب
میں خود کو بہت ریلیکس محسوس کرتی
ہوں..................نورین لاہور

اصول محبت میں تم خود بے وفا ہو
جب وہ جدا ہوا تم مر کیوں نہ گئے
☆——————عدنان حیدر۔جہلم

نمک پارے

شادی کے کچھ عرصہ بعد شادی کی انگوٹھی اور خاوند تنگ ہو جاتے ہیں۔

فارغ [illegible]

شادی [illegible] سے مشورہ کر لینا چاہیے اگر وہ سیانہ۔ کیے کرلو تو کسی دوسرے سیانے سے مشورہ کرنا چاہیے۔

بنک سے جو قرضہ لے تھوڑا وہ بنک کے رحم وکرم پر ہوتا ہے جو بنک سے قرضہ لے بڑا بنک ان کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔

عورت کے فنکار ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ فقط فقط ہائے سے ہر قسم کے جذبات کا اظہار کر لیتی ہے۔

بوڑھی اور بدصورت عورت جوان اور خوبصورت سے بلاوجہ ناراض رہتی ہے۔

بیوی کو پیسے دے کر حساب تو لیا جا سکتا ہے مگر بتایا نہیں۔

دعا

حجاج بن یوسف نے ایک نابینا کو خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے دیکھا تو پوچھا: کیا کر رہے ہو؟

نابینا نے جواب دیا میں بیس سال سے اپنی بینائی کی دعا کر رہا ہوں۔

حجاج بن یوسف نے تعجب سے کہا اتنی مدت سے نہ تیری دعا قبول ہوئی اور نہ اس کا بدلہ ملا۔ ایسا ہو نہیں سکتا یہ تلوار ہے اسے اپنے پاس رکھ لو میں تین دن بعد آؤں گا اگر تیری دعا قبول نہ ہوئی تو تجھے قتل کر دوں گا۔

تین دن بعد حجاج بن یوسف واپس آئے تو وہ شخص بینا ہو چکا تھا حجاج بن [illegible] کیا بیس سال کی [illegible] تین دن کی دل سے نکلی دعا میں یہی فرق ہے۔

(افضل شاہین، بہاولنگر)

انمول باتیں

احسان دعوت عمل ہے اور خوش اخلاقی بہترین عبادت ہے۔

آسمان سے نوٹ برسنے کی خواہش کی بجائے رحمت برسنے کی خواہش رکھو۔

کتنے لوگ ہیں جو سمندر کی طرح بولتے ہیں لیکن ان کی سوچ گندے جوہڑ کی طرح محدود ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو زبان کی سختی پسند نہیں اس لیے نرمی اختیار کرلو۔

اللہ تعالیٰ ان کو دوست بناتا ہے جو رحم دل ہوتے ہیں۔

وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں۔

زندگی میں ذہنی صلاحیت آرام کرنے کی بجائے کام کرنے سے بڑھتی ہے۔ سستی سے بڑھ کر انسان کا کوئی دشمن نہیں۔

(رائے اطہر مسعود آکاش،
(214/9-R

محبت کا فلسفہ

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ محبت اسی کو نصیب ہوتی ہے جس نے محبت پانے کی کماحقہ کوشش کی ہو محبت کی حقیقت اور سچائی پر غور کیا ہو۔ اس کے بنیادی مقاصد پر فکروزانی ہو۔ [illegible] ایک راہ محبت میں درپیش ہیں تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ طریق حصول محبت نہایت دشوار مشکل ہے جو نہایت ہی تنگ و تاریک گھاٹیاں عبور کرنے کے شدید مشقتوں کا سامنا کرنے کے بعد ملتی ہے محبت کو پانے کے لیے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے بہت موانع رکاوٹیں اور طویل طویل غیر مرئی مسافتوں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ محبت کی منزل تک جانے والے راستے محبت کے خطرناک دشمنوں سے گھرے ہیں۔ ان راستوں کی شاخیں اور فروعات سخت پیچیدہ ہیں اور زمانہ محبت کے خلاف طرح طرح کی صعوبتوں سے لبریز ہے۔ پر جس ذات نے محبت دینی ہے وہ باری تعالیٰ ذات نہایت بصیر ہے۔ اور وہی ذات توفیق، عصمت کے ساتھ اس رشتے کو مضبوط کرتی ہے اور جو لوگ محبت کرنے یا محبت پانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ انہیں حقیقی و سچی محبت دیتی ہے۔ محبت کے مدارج عامۃ الناس سے بالاتر ہیں جب عوام محبت کے نفیس مدارج کو نہیں سمجھ سکے تو انہوں نے اپنی کم فہمی سے محبت پر پھبتی چستی اور دشمنی شروع کر دی۔ جو باتیں ان کے ناقص مذاق کے موافق

بھروکا مجھے مل چکا ہے کیا کہوں اور کون ان راہوں کا واقف رہا ہے جو میرے ساتھ چلے گا میرے جذبوں کی توقیر کا سمندر ہو گو صرف ایک ذات اسے بھی نہ پوچھوں تو میری یہ زندگی کس کام کی۔ تمہاری وہ محبت ابھی زندہ ہے محبت تو امر ہوا کرتی ہے۔ امر میں محبت کہاں؟ آنسو نہ بہایا کرو۔ وقت کی تند و تیز موجوں میں خوش رہا کرو۔ اجنبیت اپنوں میں نہ بانٹا کرو...... کبھی محرم کے وعدے حسرتوں کی پاداش میں ناکام امنگوں میں جنم لیتے ہیں؟ پھر راہ صدا کیسی؟ بس صدا ہی خیال کرنا صدا دینے والے دعائیں دے کر چلے جایا کرتے ہیں۔

(ہما سلیم گل آباد، خانیوال)

درد کا احساس

درد کا احساس صرف اپنوں کو ہوتا ہے اور کوئی درد کا احساس نہیں کرتا کسی کو اپنا غم بتاؤ تو اس کو مذاق نظر آتا ہے اور پھر غم دے کر ہنسی اڑاتے ہیں اور دوسروں کے دلوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کے دلوں پہ کیا گزرتی ہے ایک تو دل پر غم بہت ہوتا ہے دوسرا یہ کہ اپنے غم پہ مذاق اڑاتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کو کتنا غم ملتا ہو گا آپ کی ہنسی پر اس لیے کسی کے پیچھے ہنسا نہ کرو کیوں کہ ان کے دل کو جو چوٹ پہنچتی ہے کل آپ کے پیچھے کوئی ہنسے تو آپ پر کیا گزرے گی۔

بدلے چہرے

چہرے کیوں بدل جاتے ہیں وہی جو ہمارے جینے کا سہارا ہوتے ہیں جو ہمیشہ اپنے لگتے ہیں جن کے تصور سے زندگی مہک اٹھتی ہے لیکن جب یہ چہرے بدل جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی میں کچھ باقی نہیں رہا جو پہلے کبھی زندگی کا پیغام دیتے تھے بعد میں وہ چہرے ہمارے لیے خزاں کا پیغام بن جاتے ہیں اور ہماری زندگی میں بے شمار دکھ ماضی کی یادیں بے اعتباریاں اور بے وفائی کا دکھ ڈال جاتے ہیں۔

(محمد جنید جانی، پشاور)

چاہت باقی ہے

آج بھی تیرے لیے دل میں
چاہتیں باقی ہیں
تجھ سے جو کرنی تھی وہ باتیں باقی ہیں
کیسے سوچ لیا تم نے ہمیں تمہاری طلب نہیں
دل میں اتر کر دیکھو اب بھی تیری آرزوئیں باقی ہیں
کبھی فرصت ملے تو آ کر دیکھو۔
میرے مکان میں
آج بھی تیری خوشبو، تیری پرچھائیاں تیری سرگوشیاں تیری آہٹیں، تیری چاہتیں باقی ہیں
دیکھو میرا ظرف کہ میں ٹوٹ کر بھی بکھرا نہیں
آنکھ میں آنسو ہیں مگر لب پہ مسکراہٹیں باقی ہیں

(عرفان، راولپنڈی)

سنہری کرنیں

زندگی ایک ایسی ٹرین ہے جو ہمیشہ ایسے اسٹیشن پر رکتی ہے جہاں ہم اترنا نہیں چاہتے ہیں۔

حسد ایک زہر ہے پیتے ہم ہیں اور توقع دوسروں کے مرنے کی کرتے ہیں۔

حسن ایک تنہائی کی سلطنت ہے جس میں خدم و حشم کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کتابوں کے اوراق کی نسبت انسانوں کے چہرے کا مطالعہ زیادہ دلچسپ اور سبق آموز ہوتا ہے۔

بڑھاپے کی تمام کھڑکیاں ماضی کی طرف کھلتی ہیں۔

عزت دل میں ہونی چاہیے الفاظوں میں نہیں ناراضگی الفاظوں میں ہونی چاہیے دل میں نہیں۔

دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی سے مٹی پر لکھنا دوستی کر کے نبھانا اتنا مشکل جیسے پانی سے پانی پہ لکھنا۔

حالات نے کچھ اس طرح سے رخ بدلا جاوید
لاکھ کوشش کے بعد بھی ہم اسے پا نہ سکے

☆ ——— جاوید اقبال جاوید۔ا نچکرہ

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری ابھی خالی ہے اس پر کسی کا حق نہیں ہوا مجھے ایک ایسے اچھے اور وفادار دوست کے ساتھ کی ضرورت ہے جو زندگی کے لمحے ہر پل میرا ساتھ دے کوئی ہے جو میرا دوست بنے گا ہاں میں تو بھول ہی گیا ہم غریبوں کا کون بنتا ہے دوست ہم تنہا ہی شاید اچھے ہیں۔ پل پل ڈستی ہے یہ تنہائی مگر پھر بھی ڈرتا ہوں اگر میں کسی کا بن جاؤں تو وہ اگر مجھ سے بچھڑ گیا تو میں پھر جی نہیں پاؤں گا اس لیے تنہا ہوں اور کسی سے ملنے سے ڈرتا ہوں۔ کاش کہ زندگی کی سانسوں تک ساتھ نبھانے والے لوگ آج اس جہان میں ہوتے آج کا زمانہ بے حد مطلبی اور لالچی ہے اب صرف مطلب کے دوست ہیں صرف مطلب کے اور میں ان مطلب کے دوستوں سے تنہا ہی اچھا ہوں تنہا ہی اچھا ہوں۔

(ندیم عباس ڈھکو واں ،ساہیوال)

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں دوستوں کی یادوں کے وہ قیمتی الفاظ موجود ہیں جنہیں پڑھ کر میں اپنے گزرے حسین لمحات کو یاد کرتا ہوں میرے دل کو عجیب سی تسکین ملتی ہے ایسا لگتا ہے کہ میری زندگی میں بھی بہاروں کا سیرا تھا دنیا کی رنگینیاں، خوشیاں میرا مقدر تھیں دوستوں کی حسین گفتگو میرے دل کو سرور بخشتی تھی غم کیا ہوتا ہے اس وقت یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کتنی حسین تھے وہ دن جب کوئی مجھے پیار سے ہنسی کا طوفان کہتا تو کوئی پیار سے سریلی آواز مجھے کہتی کہ تو شیطان ہے، کوئی اسٹائل کہتی کہ تم ہو بھی اتنے معصوم ہر محفل میں میری باتوں کے جگنو روشنی بکھیرتے، ہر گفتگو میں رعنائی کے پھول کھلتے تنہائی سے واقفیت تھی نہ آشنائی، تنہائی لفظ بس کتابوں میں پڑھتے تھے یا دیہی لفظ صرف قصوں میں سنا کرتے تھے پھر ہم پہ جوانی آئی تو سب دوست ایسے بکھر گئے کہ جیسے آندھی میں ذرات بکھرتے ہیں جن کے دم سے زندگی حسین تھی وہ اب دوریوں میں بٹ گئے تھے پھر اچانک ایک نا گن میری زندگی میں اس قدر گھس آئی کہ جس نے مجھ کو حد سے زیادہ ڈسا میری زندگی میں اب یادوں کے علاوہ کچھ نہیں ہیں ہوں یادیں ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات تنہائی سے اس قدر دوستی ہوگئی ہے کہ بس کہتا ہوں کہ میرے ساتھ شروع سے تم ہی دوستی کر لیتی تو آج یادوں کے چنگل میں نہ پھنسے ہوتے اب آرزو دیدار لیے پھرتا ہوں آج بھی مجھے ایک سچے دوست کی تلاش ہے جو مجھے تنہائی سے دور لے جائے۔ میری زندگی حسین بنائے مگر مجھے قدرت کا مدنی دو شانی یاد آ جاتی ہے کہ اے انسان تم تنہا آئے تھے تنہا جاؤ گے پھر تنہا جینا کیوں نہیں سیکھ لیتے ایک غزل اپنے دوستوں کے نام کرتا ہوں۔

کب تک رہو گے یوں دور دور ہم سے
ملنا پڑے گا آخر ایک دن ضرور ہم سے
دامن بچانے والے یہ بے رخی کیسی!
ہم چین لیں گے تم سے شان بے نیازی
تم مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم سے
ہم چھوڑ دیں گے تم سے یوں بات چیت کرنا
تم پوچھتے پھرو گے اپنا قصور ہم سے

(منظور احمد تبسم ہوتی منڈی شاہ جیونہ جھنگ)

ملک علی رضا کی ڈائری
شہزادہ عالمگیر کے نام

پیارے دوستو! آپ کو پتہ ہے اس وقت میں جس مقام پر ہوں صرف جواب عرض رسالے کی وجہ سے، میں نے شہزادہ عالمگیر کی یاد میں ایک ڈائری لکھی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے جناب شہزادہ عالمگیر صاحب اللہ پاک آپ کو جنتوں کی ٹھنڈک میں رکھے۔ آپ کیا خوب انسان تھے آپ اللہ پاک کے تابعدار بندے تھے آپ رسول پاکؐ کے چاہنے

والے تھے آپ پاکستان سے پیار کرنے والے تھے آپ اپنے بڑوں کے فرمانبردار تھے، آپ کو پتہ تھا کہ جواب عرض میں قدم جمائے بغیر کسی قوم کی ادبی اور علمی معیشت مضبوط نہیں ہوتی ان سب باتوں کی وجہ سے ہی تو ہم آپ کو چاہتے ہیں ہماری کوشش ہے کہ شہزادہ فیصل اور شہزادہ التمش صاحب بھی شہزادہ عالمگیر بن جائیں اور آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جواب عرض کو کامیاب کریں ہم آپ کو یاد کرتے رہیں گے، ملک علی رضا، خالد فاروق آسی، اے آر راحیلہ، مجاہد چاند، انتظار ساقی، آمنہ، حلیم جاوید، عبدالرشید صارم۔

(علی رضا۔فیصل آباد)

پرنس کی زندگی کی ڈائری

سحر جانو جب سے آپ سے فون پہ رابطہ ختم ہوا ہے کسی کام میں کسی سے بات کرنے کو دل نہیں کرتا جان آپ نے مجھ کو زندگی دی پلیز آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھ کو کبھی بھولو گی نہیں اپنا وعدہ یاد رکھنا پلیز کبھی نا تم مل جائے تو یاد کر لیا کرنا اور آپ سے کہا آپ کی وجہ سے جواب عرض پڑھنا شروع کیا بس جانو ہمیشہ خوش رہا کرو ہم روز ہر وقت باتیں کرتے تھے تو ہم کو نظر لگ گئی بہرحال کوئی بات نہیں ہو سکتا ہے اس میں بھی کوئی حکمت ہو میری جان آپ کی باتیں یاد بہت آتی ہیں کوئی لمحہ نہیں جس میں آپ کو یاد نہ کیا ہو خدا کیلئے اپنا خیال رکھنا شادی کے بعد مجھ کو بھول جانا کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھ کو معاف کر دینا میری قسمت میں خوشی ہی نہیں میں نے آپ کو بہت زیادہ دکھ دیئے تھے آپ بہت اچھی ہو خدا کرے آپ کا نصیب بھی آپ کی طرح ہو۔

(پرنس عبدالرحمٰن محمد منڈی بہاؤالدین)

میری زندگی کی ڈائری

یہ زندگی اجڑی ہوئی بے رنگ تصویر ہے میری زندگی کا روگ میرے دل کے درد کی دعا میرا روٹھا ہوا بھائی میاں منظور چشتی صاحب ہے میرا خدا گواہ ہے میں نے اس سے سچی اور پاکیزہ محبت کی باپ کی طرح اس کی عزت کی اپنی پڑھی اپنا مستقبل اس کی محبت میں اندھا ہو کر داؤ پر لگا دیا اس کی محبت میرے خون کی رگ رگ میں سمائی میں جس بے مقصد منزل پر چلا گیا ہوں میرے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں میں شاید برصغیر میں پیدا ہونے والا پہلا انسان ہوں جس نے محبت بھی کی ایک منہ بولے بھائی سے وہ محبت میری زندگی میں قہر بن گئی میرے اس منہ بولے بھائی نے مجھے خون کے آنسو رولائے ہیں محبت کے بدلے نفرت دی خوشیاں دینے کی بجائے غم دیئے میں اس کی زندگی مانگتا ہوں خدا سے وہ میرے مرنے کی دعا کرتا ہے دس سال ہو گئے اس کا گاؤں چھوڑے میرے دل میں آج بھی اس کی محبت زندہ ہے اور مرتے دم تک زندہ رہے گی میری خدا سے دعا ہے کہ میرے بھائی کو صدا سلامت رکھنا میری زندگی کے جو دن ہیں وہ بھی اسے دے دے اس کے سارے غم میری جھولی میں ڈال دے میری زندگی اس کے بن ادھوری ہے میرے پاس بھائی میاں منظور چشتی صاحب کی ہے قارئین سے التماس کرتا ہوں میرے لیے دعا کریں میرا بھائی میری زندگی مجھے مل جائے۔

(رفاقت علی جان۔شیخوپورہ)

رائے اطہر کی ڈائری سے

میں آج بھی اس کے لیے کیوں بے چین ہوں؟ اسے تو میرا کوئی خیال نہیں پھر میرا دل ہر وقت اس کے لیے کیوں پریشان رہتا ہے کہیں آج بھی تو مجھے اس سے محبت تو نہیں ہے پھر کیوں آج میں تمہارے بغیر اداس ہوں پھر کیوں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی گزارنا قیامت لگتا ہے؟ لگتا ہے مجھے آج بھی تم سے پیار ہے کہتی تو تم بھی تھی کہ مجھے تم سے بے پناہ پیار ہے میں تمہارے بغیر مر جاؤں گی آج وہ تمہارا وعدہ کہاں گیا جو تم نے مجھے اپنے بازوؤں میں لے کر کیا تھا میں بھولا نہیں ہوں مجھے سب کچھ یاد ہے آج ملے ہوئے ایک مدت ہو گئی ہے مگر تم نے پلٹ کر نہیں دیکھا کہ میں

جس حال میں ہوں مجھے امید ہے ایک دن تم میری طرف لوٹ آؤ گی مجھے انتظار ہے ہاں مجھے اس لمحے کا انتظار ہے اور رہے گا جب تم آ کے کہو گی میں تمہارے لیے سب کو چھوڑ کر آ گئی ہوں۔

تیرے آنے کی خوشی تیرے جانے کا غم تم جو بھی کرو تمہارا انتظار رہے گا
(رائے اطہر مسعود کاش، 21-4/9-R)

ولی اعوان گولڑوی کی زندگی کی ڈائری سے

دعوے دوستی کے مجھے ہرگز نہیں آتے
اک جان ہے باقی ولی کی جب دل چاہے مانگ لینا

آج میری ملاقات الیس سے ہوئی مجھے یہ دن کافی یاد دلاتا ہے کتنا اچھا وقت تھا بچپن کا میں اور ثناء ہر وقت کبھی نہ کبھی ایک دوسرے کو مذاق کرتے کہ آپ بہت اچھی لگ رہی ہو تو ثناء کہتی اور آپ تو میری تعریفیں کرکے مجھے شرمندہ کرتے ہو۔ جب ہماری زندگی میں علی اعوان آیا تو ہم نے ایک محفل کرائی اور قرآن پاک کی تلاوت تو کتنے دو اچھے اور یادگار پل تھے آج تم میرے ساتھ ثناء اس جہاں میں نہیں ہو میں اندر سے ٹوٹ گیا ہوں لیکن تم ہی کہا کرتی تھی کہ آپ نے علی اعوان کو پڑھا کر ایک آفیسر بنانا بالکل کرنل طارق اعوان جیسا ہاں میں اپنے وعدوں پر قائم ہوں انشاء اللہ زندگی نے وفا کی میں اپنے علی اعوان گولڑوی کو آرمی میں آفیسر بناؤں گا وہ دن وہ باتیں میں اپنے خیالوں میں کرکے تم کو یاد کرتا ہوں اور علی ماشاء اللہ پاس ہوا ہے دوسرے نمبر پر آیا ہے وہ آپ کو یاد بہت کرتا ہے اور ہر وقت یہی کہتا ہے کہ پاپا امی جان کو میرا بھی بھی سلام دعا لکھ دیا کرو۔ میں جب بھی کوئی لکھتا ہوں تو وہ ڈر کر میرے پاس آ جاتا ہے آج 26 اپریل 2013ء میں کرنل صاحب کے بنگلے میں بیٹھا ہوا ہوں سب لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہیں اور میں ہوں کہ ڈائری لکھ رہا ہوں آج کل ووٹ مانگنے کے لیے لوگ مصروف ہیں میری صحت کافی دنوں سے خراب ہے آج تو کافی دنوں کے بعد لاہور میں آیا ہوں۔

(ولی اعوان گولڑوی، لاہور)

خودغرضی

آج کل کا انسان اندر سے اسقدر کھوکھلا ہو چکا ہے کہ ہر ذی روح سے ڈر لگتا ہے اس خودغرضی یعنی میٹھے زہر نے انسان کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کی قوت سے عاری کر دیا ہے۔ ہماری مادہ پرستی نے ہماری روحوں کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں کیونکہ ان میں خلوص و جذبہ نہیں رہا۔ ہم ایک دوسرے سے پیار اور باتیں تو کرتے ہیں مگر ہماری باتیں ہمارے الفاظ ہمارا پیار بے معنی اور غیر اہم ہوتے ہیں ایسے بے معنی جیسے خشک گھاس پر ہوا چلے۔ بظاہر تو ہم ایک خوبصورت جسم کے مالک ہیں لیکن یہ جسم کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ ہمارے سائے بے رنگ قوت گویائی اور قوت سوچ مفلوج ہو چکی ہے۔ ہمارے اعمال غرض ہر چیز ہر بات دنیاوی خواہشات اور خودغرضی کی نظر ہوئی ہیں۔ اس خودغرضی نے انسان سے محبت الفت بھائی چارہ چھین کر انسانیت سے خالی کر دیا ہے۔

میری مختصر سی دعا ہے کہ ہر آنے والے لمحے کیلئے خوشیاں ہوں ہماری دنیا میں دین و بھائی چارے کی روشنی ہو۔ ہر محفل میں خوشیاں اور ہونٹوں پر مسکراہٹیں ہوں۔ آمین
(خلیل احمد ملک، شیدانی شریف)

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں بچھا
اس طرح شامل کر لو مجھے ارمان!
کہ تم جب بھی دعا مانگو میں تمہیں یاد آ جاؤں
☆ ——— ارمان جتھم۔ فیصل آباد

اک تیرا نام لکھ لکھ کر میں نے
کتاب الفت مکمل کر دی
کیسے سمجھاؤں انہیں جو پھر بھی
در دل پہ دستک دیئے جا رہے ہیں
☆ ——— مدثر عمران ساحل۔ سوہدرہ

اک خوشی ملی مجھ کو تو کتنے غم مجھ سے روٹھ گئے
دولوں دعا کرو میں پھر سے اداس ہو جاؤں
☆ ——— مسز ایم ارشد وفا۔ گوجرانوالہ

اُسے کہہ دو اپنی خاص حفاظت کیا کرے
بے شک سانسیں اس کی ہیں جان تو وہ میری ہے
☆ ——— شازیہ چوہدری۔ شیخوپورہ

دُکھ درد ہمارے

قارئین کرام آج پھر اپنا مسئلہ لے کر حاضر ہوئی ہوں پچھلے دوماہ میں نے اشتہار دیا لیکن کسی بھی صاحب نے میری ذرا بھی مدد نہ کی میں تو بہت آس لے کر آپ قارئین کے سامنے آئی تھی لیکن آپ کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی بھی مدد نہ پا کر شدید دکھ ہوا۔ مجھے تو کسی نے بتایا تھا کہ جواب عرض پڑھنے والے دکھی لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں ان کا خیال رکھتے ہیں لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے کیا کسی کی مدد کرنا آپ لوگوں کے نزدیک کوئی گناہ ہے اگر نہیں تو پھر میری اپیل پر عمل کریں اور میرے لیے کچھ نہ کچھ کریں میں بہت ہی مجبور ہوں خدا ایسی مجبوری کسی بھی انسان پر نہ لائے جو مجھ پر بیت رہی ہے ایک ایک لمحہ جی جی کر مرتی ہوں کیسے جی رہی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں خداتعالیٰ آپ کو اس نیک کام کا اجر دے گا۔ کسی دکھی انسان کے کام آنا سب سے بڑی نیکی ہے میں کہاں جاؤں کوئی بھی راستہ مجھے دکھائی نہیں دے رہا ہے کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا ہے رات ہوتی تو آنکھیں بہنے لگتی ہیں اکیلی ہی روتی رہتی ہوں کس کو اپنے آنسو دکھاؤں کس کو کہوں کہ میں جینا چاہتی ہوں میرا بھی زندگی پر حق ہے لیکن نجانے آپ لوگوں کی وجہ سے مجھے اتنی مایوسی کیوں ہوئی ہے۔ کاش آپ میری جگہ ہوتے اور پھر میری نظروں سے دیکھتے کہ زندہ رہنا کتنا مشکل ہوتا ہے لیکن خدا کسی پر بھی برا وقت نہ لائے سب کو خوشیاں دے آمین میں اپنا پیغام جوں کا توں شائع کروا رہی ہوں تا کہ آپ لوگ سمجھ جائیں کہ میرا یہ پیغام پہلے بھی شائع ہوا تھا اور کسی نے بھی میری مدد نہ کی تھی لیکن اب کی بار ایسا نہ کریں اور خدا کے لیے میرے حال پر رحم کھائیں ایک دو قارئین نے رابطہ کیا تھا لیکن وہ شاید مدد نہیں کرنا چاہتے صرف لارے لگانا چاہتے تھے۔ اگر کسی کی مدد کرنا ہو تو پھر لارے نہیں لگائے جاتے کیونکہ یہ میں جانتی ہوں کہ میں ان کی مدد کے لیے کس قدر تڑپی ہوں یہ میں یہ جانتی ہوں اب کی بار اپنا نمبر شائع کر رہی ہوں امید ہے کہ اب کی بار مجھے مایوس نہیں کریں گے اور مجھ سے رابطہ کریں گے میرا پیغام وہی ہے جو دوبار شائع ہوا ہے اب پھر شائع کروا رہی ہوں۔ کبھی کبھی وقت انسان پر ایسا آجاتا ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میرے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوا ہے ہم لوگ گھر میں اچھے بھلے رہا کرتے تھے لیکن قسمت نے ایسا زخم دیا کہ ہم نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میرے شوہر کام پہ گئے کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ چوٹ اس قدر زور کی تھی کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اب وہ کئی سالوں سے چارپائی پر پڑے ہوئے ہیں میں ہی لوگوں کے گھروں میں کام کر کے اپنا اور بچوں کا بلکہ شوہر کا بھی پیٹ پال رہی ہوں گھر بھی اپنا نہیں ہے اور پھر آپ کو تو معلوم ہے کہ جس انسان کا کوئی بھی کمانے والا نہ ہو اور مکان بھی اپنا نہ ہو اس پر زندگی کس قدر اذیت بن جاتی ہے مجھے نہ دن کو سکون ملتا ہے اور نہ ہی رات کو نیند آتی ہے سوچ سوچ کر پاگل ہوئی جا رہی ہوں اب لوگوں کے سامنے آئی ہوں کہ خدا کے لیے ان نازک حالات میں میری کچھ مدد کریں ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں

کی مدد سے ہماری زندگی میں بھی سکون آ جائے ہمارے چہروں پر بھی مسکراہٹ آ جائے ہم بھی چین کی زندگی جی سکیں۔ بس میری اتنی مدد کر دیں کہ میرے گھر کا کرایہ ادا ہو جائے اور گھر کا کچھ سلسلہ چل جائے امید ہے کہ آپ لوگ اپنی دکھی بہن کی اس اپیل پر ضرور عمل کریں گے اور میری کچھ نہ کچھ ضرور مدد کریں گے اس کا اجر خدا ہی آپ کو دے گا میں اور میرے بچے دعائیں دیتے رہیں گے۔
کوثر۔ فیصل آباد۔۔۔۔۔۔ موبائل نمبر 0342.1328334

قارئین کرام میری زندگی دکھوں میں ہی بیتی جا رہی ہے میں کیسے جی رہی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں میری عمر بائیس سال ہے لیکن دونوں ٹانگوں سے معذور ہوں نہ چل سکتی ہوں اور نہ ہی کوئی کام کر سکتی ہوں بس سارا دن چارپائی ہوئی اپنی قسمت کو روتی رہتی ہوں ڈاکٹروں نے اس کا بہت مہنگا علاج بتایا ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے اور پھر ہمارا کوئی کمانے والا بھی نہیں ہے امی ہی ہیں جو سارا دن کام کرتی رہتی ہیں۔ اپنے حالات کو دیکھتے ہوئے جی چاہتا ہے کہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لوں لیکن نجانے کیوں ایسا نہیں کر پاتی ہوں۔ مجھے آپ بہن بھائیوں کی مدد کی ضرورت ہے میں بھی چاہتی ہوں کہ میں بھی چلوں کام کروں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاؤں لیکن شاید میری یہ سوچ کبھی بھی پوری نہ ہو مجھے کسی نے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ لوگوں سے مدد کی اپیل کروں سو آ گئی ہوں برائے مہربانی میری مدد کریں تاکہ میں اپنا علاج کرا سکوں اور گھر کے سلسلہ کو چلا سکوں امید ہے کہ آپ میری ضرور مدد کریں گے۔ خدا آپ کو اس نیک کام کا اجر دیں گے ہم گھر والے آپ کو دعائیں دیتے رہیں گے۔ میں ہر وقت روتی رہتی ہوں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ میں کیا کروں کہاں جاؤں کوئی بھی نازک وقت میں ساتھ نہیں دیتا ہے۔ میں پہلے ٹھیک تھی لیکن یکدم اسو بیماری کا مجھ پر حملہ ہوا اور میں دونوں ٹانگوں سے معذور ہوگئی ہوں۔ میں کسی بھی قسم کا جھوٹ نہیں بول رہی ہوں آپ لوگ میری انکوائری کر سکتے ہیں
صدف۔ جہلم۔۔۔۔۔۔۔۔

قارئین کرام۔ میں اپنا مسئلہ لے کر آپ لوگوں کے سامنے آیا ہوں امید ہے کہ آپ لوگ میرے پیغام کو پڑھنے کے بعد میری کچھ مدد کریں گے۔ میں ایف اے پاس ہوں۔ اور شادی شدہ ہوں۔ میرے اپنے بچے بھی ہیں لیکن میرے پاس ایسی نوکری نہیں ہے جس سے میں اپنے بچوں کا پیٹ پال سکوں آپ لوگوں خاص کر بیرون ممالک والوں سے گزارش ہے کہ مجھے بیرون ملک بلا لیں تاکہ میں اپنے بچوں کا بہتر طریقے سے پیٹ پال سکوں۔ کسی بھی ملک میں جاب دلا دیں یہ آپ لوگوں کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ میں بہت ہی مجبور ہوکر یہ پیغام دے رہا ہوں امید ہے کہ میری مدد کریں گے اور مجھے کوئی بھی بھائی باہر بلالے میں اس کی ایک ایک پائی ادا کروں گا یہ میرا آپ لوگوں سے وعدہ ہے۔ امید ہے کہ میرے بھائی ضرور میرے اشتہار پر غور فرمائیں گے اگر کوئی صاحب حیثیت انسان مجھے یہاں ہی کسی اچھی نوکری پر لگوا دیں تو میں اس کا احسان بھی زندگی بھر یاد رکھوں گا میری اور میرے بیوی بچوں کی دعائیں آپ کے لیے ہی ہوں گی مجھے آپ کے میسج کا انتظار رہے گا میں شدت سے منتظر رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ میرے بھائی میرا یہ مسئلہ ضرور حل کر دیں گے کیونکہ جواب عرض کے قارئین کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں ان کے دلوں میں درد ہوتا ہے
سہیل احمد۔ شاہدرہ لاہور

مجھے اپنی دو بہنوں کے لیے دور شتوں کی تلاش ہے میری بہنیں مڈل پاس ہیں اور نہایت ہی شریف ہیں اور خوبصورت ہیں انکی عمریں اٹھارہ اور بیس سال کے قریب ہیں ان کے لیے ایسے رشتے درکار ہیں جو حقیقت میں شادی کے خواہشمند ہوں جن کا اپنا کاروبار ہو یا پھر وہ سرکاری ملازم ۔یا پھر کسی بھی اچھی ملازمت میں ہوں شریف ہوں اور انکی عمریں پچیس سال سے زیادہ نہ ہوں لاہور اوکاڑہ۔قصور والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

-----نازبی بی۔لاہور

معرفت پی او بکس نمبر 3202

غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی ایک کزن کیلئے ایک اچھے رشتے کی تلاش ہے میری کزن خوبصورت شریف فیملی سے ہے اس کی عمر بائیس سال ہے لڑکے کی عمر پچیس سے اٹھائیس سال تک ہو سرکاری ملازم ہوتو بہتر ہے ورنہ کسی بھی اچھی جاب میں ہو لڑکا شریف ہو جہیز کا لالچی نہ ہو۔اچھی سوچ کا مالک ہو فوری رابطہ کریں۔

لاہور والوں کو ترجیح دی جائے گی

---------زیبا۔لاہور

معرفت پی او بکس نمبر 3202

غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی بیٹی کے لیے رشتے کی تلاش ہے میری بیٹی کی عمر اکیس سال ہے نہایت شریف ہے تعلیم بہت کم ہے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہم لوگ اس کو آگے نہ پڑھا سکے تھے لیکن پڑھنا لکھنا سب جانتی ہے اس کے لیے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو نہایت شریف ہو جو میٹرک پاس ضرور ہو اپنا کام کرتا ہو یا پھر کسی بھی اچھے ادارے میں ملازم ہو برائے کرم جہیز کے لالچی لوگ رابطہ نہ کریں کیونکہ ہم اتنے زیادہ امیر نہیں ہیں اور وہ لوگ رابطہ کریں جن کو ایک اچھی شریک حیات کی تلاش ہو ہم جلدی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔-------ک بیگم۔

معرفت پی او بکس نمبر 3202

غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں شادی کا خواہشمند ہوں میری عمر بیس سال ہے نہایت شریف فیملی ہے تعلیم انٹر ہے مجھے

ایک ایسی شریک حیات کی تلاش ہے جو کم از کم میٹرک پاس ہو یا اس سے بھی کم ہو تو کوئی حرج نہیں شریف ہونا ضروری ہے۔باپردہ ہو اور اچھے اخلاق کی مالک ہو میں اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کروں گا اس کو اچھے شوہروں جیسا پیار دوں گا فوری رابطہ کریں۔

۔الفت جان۔سیالکوٹ۔

معرفت پی او بکس نمبر 3202

غالب مارکیٹ۔گلبرگ III لاہور

میں ایک خوبصورت انسان ہوں پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا ہوں اپنا بزنس ہے خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میری عمر چالیس سال ہے اور مجھے ایک عورت کی تلاش ہے جو بہت زندگی سے بیزار ہو جو بیوہ ہو مطلقہ ہو یا پھر کوئی اور مسئلہ ہو میں اس کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اس کو زندگی کا ایسا ساتھی بناؤں گا کہ وہ اپنے تمام دکھوں پریشانیوں کو بھول جائے گی کبھی بھی اس کو تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔اپنی تمام زندگی اس کے نام لکھوا دوں گا فوری رابطہ کریں۔

------زاہد۔لاہور

ملاقات

نام: ملک کامران علی
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ بھمروں، تحصیل محراپور، ضلع نوشہرو فیروز

نام: شوکت محمود
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں موہری سنگوٹ، تحصیل بھنگ، ضلع مظفرآباد

نام: جاوید اقبال جاوید اچھرو
عمر: 30 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا، لکھنا پڑھنا
پتہ: 217 ر۔ب اچکرو ڈاک خانہ، فاوام محمد آباد

نام: نعیم دانش میو
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 594 گ ب، ڈاک خانہ و تحصیل تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد

نام: آر ساغر گلزار کنول
عمر: 17 سال
مشغلہ: شاعری کرنا
پتہ: چک نمبر 231/9-R، ڈاک خانہ خاص، تحصیل فورٹ عباس، ضلع بہاولنگر

نام: بشارت اقبال
عمر: 36 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر z1926 گلی مہربان والی، اردو بازار، گوجرانوالہ

نام: محمد عبداللہ
عمر: 17 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
پتہ: مرحبا ریسٹورنٹ عبدالحکیم روڈ، بستی دین پور، تحصیل کبیروالا، ضلع خانیوال

نام: اظہر اقبال ساغر
عمر: 28 سال
مشغلہ: شٹرنگ کا روبار
پتہ: گاؤں آمین پور، ڈاک خانہ چکی، تحصیل پنڈی گھیب، ضلع اٹک

نام: عمران خان
عمر: 19 سال
مشغلہ: مطالعہ کرنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں کوٹھل، ڈاک خانہ خاص، تحصیل و ضلع ہری پور ہزارہ

نام: وارث علی تبسم
عمر: 17 سال
مشغلہ: دکھی انسانیت کی خدمت کرنا
پتہ: چک نمبر 51/1، ڈاک خانہ ننگلی، تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب

نام: نواز اویانوی
عمر: 26 سال
مشغلہ: تنہا اور اداس لوگوں سے دوستی کرنا
پتہ: گاؤں اویاں شریف، ڈاک خانہ تخت ہزارہ، تحصیل کوٹ مومن، ضلع سرگودھا

نام: محمد شہباز گل
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا، مطالعہ کرنا
پتہ: محلہ رمضان پورہ، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

نام: ذوالفقار تبسم
عمر: 15 سال
مشغلہ: پڑھنا لکھنا
پتہ: چک نمبر 92/15-L، ڈاک خانہ خاص، تحصیل میاں چنوں، ضلع خانیوال

نام: میاں محمد عرف دگی
عمر: 28 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں نوشہرہ، تحصیل پنڈی گھیب، ضلع اٹک

نام: ایم شہریز کنول
عمر: 20 سال
مشغلہ: اچھے دوستوں کی تلاش
پتہ: ڈاک خانہ و تحصیل احمد پور سیال، ضلع جھنگ

نام: خرم شہزاد وحر
عمر:
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: بستی فتح پور، ضلع لیہ

نام: محمد راشد الیاس
عمر:
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 294/HR فورٹ عباس، بہاولنگر

نام: شاہد منیر راز
عمر: 26 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: سیال میڈیکل سٹور، خیر پور سادات، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ

نام: محمد اسد شفیق
عمر: 19 سال
مشغلہ: میوزک سننا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: نزد گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول، چک بیلی خان، تحصیل و ضلع راولپنڈی

نام: رانا وارث اشرف مطاری
عمر: 23 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: احمد نگر، ڈاک خانہ خاص، تحصیل وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

نام: عادل وزیر
عمر: 30 سال
مشغلہ: میوزک سننا
پتہ: عادل فوٹو سٹوڈیو، ڈاک خانہ پتڑو، تحصیل تونسہ شریف، ضلع ڈی جی خان

نام: شہباز اشرف دلشاد
عمر: 20 سال
مشغلہ: بے وفاؤں سے پیار کرنا
پتہ: چک نمبر 191/7R، ڈاک خانہ قتیبہ والی، تحصیل فورٹ عباس، ضلع بہاولنگر

نام: میر قربان علی
عمر: 16 سال
مشغلہ: فٹ بال کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: جنرل بلاک، ڈگری کالج چوکی، قصور

نام: عبدالوحید ابرار بلوچ
عمر: 22 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: مردان گوٹھ [illegible]

نام: وسیم تبسم
عمر: 18 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا اور قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں ہانڈی، ڈاک خانہ لساں نواب، تحصیل و ضلع مانسہرہ

نام: ابو حمزہ شرف حر تجا جٹ
عمر: 15 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا، جواب عرض پڑھنا
پتہ: چک نمبر 143/EB، ڈاک خانہ [illegible]، تحصیل بورے والا، ضلع وہاڑی

نام: غلام مصطفیٰ عرف سوجو
عمر: 19 سال
مشغلہ: شاعری کرنا
پتہ: مکان نمبر 16، گلی نمبر 16، کورنگی روڈ، قیوم آباد، ولی ایریا 16/16، کراچی

نام: الٰہی بخش خورشاد
عمر: 19 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: نزد الائیڈ بینک، سبزی منڈی کیچ مکران تربت

نام: چوہدری عاطف گورائیہ
عمر: 23 سال
مشغلہ: سوشل ورک کرنا
پتہ: گاؤں متہ بڑ شریف، ڈاک خانہ ظفر سیال، تحصیل و ضلع سیالکوٹ

نام: کامران علی تبسم
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: [illegible]، ڈاک خانہ چاول پور، تحصیل کوٹ مومن، ضلع سرگودھا

نام: رائے محمد جاوید کھرل
عمر: 16 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام چک نمبر 257/HL، تحصیل فورٹ عباس، ضلع بہاولنگر

نام: مجاہد ناز عباسی
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: موضع کنڈیرہ، ڈاک خانہ خانپور، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان

نام: وقار احمد
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چک نمبر 121/10R، تحصیل جہانیاں، ضلع خانیوال

آئینہ روبرو

قارئین کی بہت مشکور ہوں کہ میری بہت حوصلہ افزائی کر رہے ہیں بہت خوشی ہوتی ہے میں چاہتی ہوں کہ ہم لوگ اس شہزادہ و عالمگیر کے لگے ہوئے پودے کو اپنی محنت اور لگن سے ہمیشہ قائم رکھیں اور مجھے امید ہے پورا سٹاف اس کو اسی طرح آباد رکھے گا اور میری دعا پورے سٹاف کے ساتھ ہے وہ بہن بھائی جو مجھے بہت اچھے لفظوں میں یاد کرتے ہیں ان کی بہت شکر گزار ہوں اور دعا ہے کہ ان بہن بھائیوں کو اللہ لمبی زندگی اور ڈھیروں خوشیاں نصیب فرمائے اور میں ایک بات کہنا چاہوں گی کہ ہمیں اپنے ساتھیوں میں سے کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیے اگر کسی کی کہانی غلطی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس کی کہانی کو طرح طرح کی باتیں کر کے اس کو دکھ پہنچائیں بلکہ اسے یہ لکھیں کہ بہن یا بھائی جو بھی ہے کہ آپ کو محنت کی ضرورت ہے کیوں کہ اس سے وہ سمجھ جائیں گے کہ واقعی مجھے محنت کرنی چاہیے اگر ہم اس کو یہ کہہ دیں کہ اس کی کہانی فضول ہے بکواس ہے یا بور ہے تو اس کو دکھ ہوگا کیوں کہ اس نے نجانے کتنی محنت کی ہوگی اور اس طرح وہ اور لکھنے میں کامیاب نہیں ہوگا ہمارا یہ ماہنامہ اس باغ کی طرح ہے کہ جس میں صبح و شام پرندوں کی چہل پہل ہوتی ہے اس وہ باغ ہمیشہ ہی مہکتا رہتا ہے اور ہر کسی کو اچھا لگتا ہے ہر کسی کا دل چاہتا ہے کہ اس میں چہل قدمی کرے ہم اس باغ میں کسی کو بھی کم نہیں کہہ سکتے کیوں کہ یہ سب کے لیے ہے اور جو بھی نیا آئے اسے ویلکم کہو خواہ وہ رائٹر ہے یا شاعر ہے اس کی حوصلہ افزائی کریں اگر آپ کے ایک چھوٹے سے الفاظ سے کسی کا دل خوش ہوتا ہے تو آپ کو کیا پتہ کہ اس کے ایک دل خوش کرنے سے خدا آپ کو کتنا خوش کرے گا بس ہو کسی کو خوش رکھنے کی کوشش کرو بس اور ہاں اگر کوئی بہت زیادہ لکھ رہا ہے یا کسی کی تحریریں مسلسل آرہی ہے تو وہ اپنے خود کو بہت بڑا رائٹر یا شاعر سمجھتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ اسے اس کی سوچ سے بھی اونچی شان دے مگر وہ بھی تو پہلے ایسا ہی تھا جیسا اب دوسروں کو سمجھتا ہے اس بار اگر اس پر عمل ہو جائے تو میرے لیے اتنا ہی کافی ہے اور بہت خوشی ہوگی اگر کسی کو میری بات پسند آئے تو اور اگر کسی کو میری بات بری لگی ہو تو پیارے بہن بھائیوں معاف کرنا زندگی کا کیا پتہ کس موڑ پہ ختم ہو جائے اب بات ہو جائے رسالے کی تو ماشاءاللہ بہت خوشی کی بات ہے کہ دن بدن ترقی کی طرف آرہا ہے اور ہم سب نے اس کو لے کر چلنا ہے اور چلتے رہیں گے اور بہت ہی پیارا ہے میرا نصیب نمبر لگا مجھے بہت خوشی ہوئی یہ بھی میری محنت کا صلہ ہے اور آپ کی حوصلہ افزائی سے اور بہن بھائیوں کی دعائیں بھی ہیں ادارے والوں کا بہت شکریہ کہ میرا نصیب نمبر لگا ہے اس بار جو کہانیاں آئی ہیں بہت ہی اچھی ہیں اور اسی طرح مزید محنت کرتے رہیں آخر میں ڈھیروں دعائیں سب کے ساتھ ہیں اللہ سب کو خوش رکھے اور اس ماہنامے کو ہمیشہ بلند رکھے (آمین) آخر میں اس شعر کے ساتھ اجازت کسی شاعر کیا خوب کہا ہے۔

ہم رہیں نہ رہیں اس جہاں میں نام زندہ ہمارا رہے گا۔ جو دیا طوفانوں نے جلایا آندھیوں میں بھی جلتا رہے گا

کشور کرن چوکی..........

جناب محمد بوٹا راہی، اور محمد حیات کو مبارک باد ہو نئے ابھرتے ہوئے شاعروں میں ہمیشہ کی طرح آپی شور کرن نذرانہ کیے، اور ارمان شمیم کی شاعری نے دل جیت لیا غزلوں میں شازیہ جاوید شاذی، اقرا، نازیہ صبا، ملک تمیرا ریاض، اور نرگس نازی کی غزلیں بہت اچھی تھیں کہانیوں کی طرف قدم بڑھایا تو سب سے پہلے آپی شور کرن کی کاوش میرا پیار مل گیا، عاشق حسین کی ایک اور لو سٹوری حسن رضا کی رانگ نمبر قابل ذکر ہیں باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ بہت ہی اچھی تحریریں ہیں باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں آخر میں اپنا محسن اور مسیحا کے لیے قارئین سے دعا کی اپیل کرتا ہوں ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزیز انساء کی پریشانیاں دور کرے اور میری جان میرے پیار کو روبہ صحت کرے آمین

خلیل احمد ملک شیدائی شریف..

مارچ کا جواب عرض ویران زندگی نمبر بڑی دھوم دھام سے بروقت ملا کہانیاں پڑھ چکا ہوں اور پڑھنے کے بعد تبصرے کے لیے اپنے آپ کو پورا انصاف کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کہانیوں میں ثمینہ طاہر بٹ کی کہانی ہے بے جرم مجرم، سائرہ وارث کی ڈریم گرل، مشتاق جبار کی محبت کی جیت، کیپٹن ذیشان کی کرے کوئی بھرے کوئی، حاجی ثناء اللہ دوتی کی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، زبیر حسن کی انوکھا پیار، صفیہ سحر کی محبت قربانی مانگتی ہے، شازیہ چوہدری کی عورت کی پہچان، رانا وسیم اکرم کی سچ کی تلاش، اور شازیہ کی تڑپ نامی کہانیاں تھیں میں کسی کا دل نہیں توڑنا چاہتا لیکن ان سب کو مزید محنت کی ضرورت ہے تاہم مقصود احمد بلوچ کی اداس ہے زندگی محمد رضوان کی عشق بے وفا، آصف علی کی خون کے آنسو، ریاض محمود قریشی کی بہن میری موتی، محمد رضوان کی بدلتے رشتے شعیب احمد شیرازی کی بے لوث محبت، ذوالفقار علی کی داستان محبت، ایم شفیق تنہا کی آخری خواہش، اور میرے پیارے دوست مجید احمد جائی کی درد کا سمندر بہت ہی اچھی تھی سب کو مبارک ہو اور اس شمارے کی تاپ سٹوری زخم زخم ہے زندگی تھی ویری گڈ شگفتہ ناز، اور آخر پر ایم یعقوب کی سٹوری روگ اخلاق سے گری ہوئی تھی امید ہے دوبارہ ایسی سٹوری نہیں لکھیں گے باقی کالم اپنی جگہ پر ٹھیک تھے نامیں کر شعر وشاعری کا مزہ چکھا اور بے آخر پر تمام سٹاف کو پرنس کا سلام

پرنس مظفر شاہ، ملکان چوک پٹھان..

فروری کا شمارہ ملا جواب عرض کا بہت انتظار رہتا ہے لیکن دکھ اس وقت ہوتا ہے جب میرے کالم شائع نہیں ہوتے لیکن جواب عرض کی ٹیم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میرا ایک لیٹر شائع کیا جواب عرض کی ٹیم سے ایک گزارش ہے جو بھی جواب عرض میں نیا لکھتا ہے اس کے لیٹر ضرور شائع کیا کریں کہانیوں میں لوٹ چھوڑ دیتے ہیں منیر رضا ساہیوال بھی خوشی بھی غم، ثمینہ محمد علی ذولی نیک سنگ دو بول محبت کے، مس افشاں لاہور تاج پالیشیا حلیم اختر راولپنڈی، ایک اور لو سٹوری عاشق حسین ساجد، اپنی محبت منظور اکبر تبسم جھنگ، رونگ نمبر حسن رضا رنگ کی نگینہ شازیہ چوہدری شازیہ، شہر کتاب اجڑ گیا، پپیا اٹک، اور محمد ثاقب منک علی رضا تسنیم آباد شازیہ حبیب اوکاڑہ، محمد صفدر دوستی کراچی، شگفتہ ناز آزاد کشمیر، ذیشان پیا منڈی، محمد وقاص ساگر سمجھوتہ حسین کیوں منزل حنیف، محمد شکیل طوفی، ڈینی شیر رحمن سردار گڑھ، محمد اسحاق انجم ان سب نے اچھا لکھا جواب عرض کے تمام رائٹر اور پوری ٹیم کو سلام اللہ انہیں اسی طرح کام کرنے کی توفیق دے آمین

محمد نعیم ذوہیب، واڑونکا صاحب..

اپریل کا جواب عرض ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اسلامی صفحہ پڑھا پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا اس رسالے کی

میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے مجھے اس میں شامل کرنے کا بہت شکریہ کہانیوں نے بہت ہی مزہ دیا کس کس کی تعریف کروں ہم ہے ویران زندگی آپی کشور کرن، میری فرمائش یا تیری الفت، دینے مخلص کی اتیری یاد ساتھ ہے پیا فوزیہ کنول، عشق مزہ دے ندیم عباس ڈھکو کی اس کی تو کیا ہی بات ہے میرا بھائی ہر وقت غم میں رہتا ہے کوئی کہانی ایسی کیا آنسوؤں بھری نہ ہوا ایسا ہوئی نہیں سکتا خدا اس کو خوش رکھے وہ شخص قیامت تھا محمد اشرف زخمی دل، وہ لڑکی کون تھی عابد شاہد جڑانوالہ کی بے صدا ٹوٹے دل کی بے خبری کا سکھ محمد شہزاد کنول، کیسا نصیب میرا رفعت محمود راولپنڈی، تقدیریں جیت خرم شہزاد مغل تجالسی محبت شہزاد احمد کراچی تیرے انتظار میں عاصم انصاری لاہور مانوس اجنبی میرا ارمان مثنیٰم، خود غرض محبت محمد یونس ناز کوٹلی، آخر کیوں بیوفا ماجدہ رشید لاہور کی، ہائے محبت ایم شاکر میتھلا کی۔ ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری کی، جنت کے بدلے نصیب حاجی انور لائق۔ یہ تمام کہانیاں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا اور ایک حق ملا اللہ ان تمام بہن بھائیوں کو صحت اور تندرستی دے اور ان سب کو خوش رکھے اور کسی نے میرے ساتھ رابطہ ختم کر لیا ہے خدا اس کو خوش رکھے اور ہر قدم میں کامیابی اس کے قدم چومے آج کل اسے آر راحیل جواب عرض کی دنیا میں بہت کم نظر آ رہی ہے اور آمنہ راولپنڈی بہت زیادہ اللہ ان دونوں کو خوش رکھے میں ام نذیر سے بھی چند باتیں کرنا چاہتا ہوں وہ میرے ساتھ بلکہ یوں سمجھو وہ میرے ہی شہر کی ہے لیکن مجھ سے اس نے آج تک رابطہ نہیں کیا پلیز اگر مناسب سمجھو تو رابطہ کرو۔

محمد عباس جانی اے ایس..

ماہ مارچ کا جواب عرض مجھے مل گیا میں جواب عرض 2000 سے پڑھ رہا ہوں میری چند سٹوریاں جواب عرض کی زینت بن چکی ہیں جب میں نے 2007 میں اپنی آخری کہانی لکھی تو میں اسی سال بیمار ہو گیا اور کے بعد میں جواب عرض پڑھتا رہا لکھنے کا سلسلہ بند کر دیا تھا لیکن اب پھر لکھنے کو دل کر رہا ہے اور ایک سٹوری بھیج رہا ہوں جلد شائع کرنے کا موقع دیں امید ہے آپ پرانے قاری کو اپنی محفل میں خوش آمدید کہیں گے ماہ مارچ کا شمارہ پڑھ کر بہت اچھا لگا سب کہانیاں اچھی تھیں مجید بھائی کی سٹوری یقین کرو کئی بار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے مجید بھائی اللہ آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین شہزاد بھائی امیر لوگ اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں غریبوں کو اپنی دولت کی نوک پر رکھتے ہیں خیر بات لمبی ہو جائے گی میری طرف سے جواب عرض کے سب قاری اور لکھنے اور پڑھنے والوں کو سلام شہزاد وہ بھائی امید ہے آپ میرے کہنے میری سٹوری اور غزلیں شائع کر کے میرا حوصلہ ضرور بڑھائیں گے تاکہ میں لگاتار جواب عرض میں حاضری دے سکوں آج کافی عرصے کے بعد جواب عرض پڑھ رہا ہوں اور ان بھائیوں کا مشکور ہوں جنہوں نے مجھے عزت بخشی اور میری سٹوریوں کو پسند کیا بہت سے نام ہیں کس کس دوست کا نام لکھوں خیر سب کو سلام اب میں اجازت چاہتا ہوں جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام و پیار

محمد آصف دکھی بستی محمد پور شجاع آباد..

سب سے پہلے دوستوں کو سلام امید ہے سب خیریت سے ہوں گے میرا جواب عرض میں پہلا خط ہے جواب عرض بہت ہی اچھا رسالہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو چار چاند لگائے میں ایک سال سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں مارچ کا جواب عرض میرے ہاتھوں میں ہے جو مجھے بہت دیر سے ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جس کو پڑھ کر بہت ہی اچھا لگا اس کے بعد غزلیں پڑھیں بہت ہی پسند آئیں اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا جن میں سے ویران زندگی آپی کشور کرن کی تحریر بہت ہی پسند آئی اور اس کے علاوہ آخری خواہش ایم شفیق تنہا کی تحریر اور

کے بعد داستان محبت تحریر ذوالفقار علی سانول، بے لوث محبت شعیب احمد شیرازی کی تحریر بھی بہت پسند آئی میرے والد صاحب بھی اس رسالے کے ممبر رہے ہیں جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں اس خط کو قریبی جواب عرض میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں مہربانی ہوگی۔

..........وقاص انجم 26 گ ب شیروانہ جڑانوالہ

میں جواب عرض کافی عرصے سے پڑھ رہا ہوں اور جب اس کو پڑھتا ہوں تو اس کی ہر کہانی میں کھو جاتا ہوں یوں لگتا ہے میں نے بھی کہانی لکھی ہے سچی لکھی ہے میں جواب عرض سے بہت متاثر ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان رائٹروں کی حوصلہ افزائی کروں جو جواب عرض کے لیے محنت کر رہے ہیں میری طرف سے ان تمام رائٹروں کو مبارک باد ہو میرے ان دوستوں کو سلام جن میں راشد لطیف صبرے والا ریاض حسین شاہد منیر رضا، انتظار حسین ساقی، مجید احمد جائی، حلیم اختر، ایم اشفاق بٹ، ذوالفقار علی، رانا وسیم اکرم شعیب طاہر جاوید، جناب ریاض احمد صاحب یہ میرا پہلا خط ہے برائے مہربانی اس کو ضرور شامل کرنا

..........محمد حلیم میو کوٹھ کلاں والا

سلام کے بعد عرض خدمت کچھ یوں ہے کہ اس بار اپریل کا جواب کوٹلی شہر سے ملا اسلامی صفحہ سرکار کی آمد پڑھ کر دل کو سکون ملا امید اسی طرح اسلامی صفحہ لگاتے رہیں گے اس کے بعد پیاری بہن کشور کرن کی شاعری بہت پسند آئی اللہ آپ کو لمبی عمر دے اور مزید اور زیادہ لکھنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے آمین آپ کی شاعری اور کہانیاں جواب عرض میں چار چاند لگاتی ہیں اس کے بعد غزلوں پر نظر دوڑائی منیر رضا ساہیوال، آمنہ راولپنڈی ،راشد لطیف صبرے والا ،گلشن ناز ،نائلہ طارق لیہ ،کی غزلیں بہت پسند آئیں اس کے بعد کہانیوں پر نظر ڈالی سب سے پہلے آپی کشور کرن نظر آئیں ویران زندگی بہت ہی اچھی تھی اس کے بعد میری فرمائش یا تیری تحریر پیارے دوست اللہ دتہ مخلص بہت اچھی تھی، مس فوزیہ کنول کی کہانی بھی اچھی تھی ،خود غرض محبت یونس ناز کی کہانی بھی بہت اچھی تھی جنت کے بدلے نصیب حاجی انور لانگ کی کہانی بھی اچھی تھی وہ شخص قیامت تھا میرے پیارے دوست اشرف زخمی کی کہانی بھی بہت اچھی تھی آخر میں میری طرف سے حاجی انور لانگ ،حکیم حاجی جاوید صاحب ،اللہ دتہ مخلص ،اشرف زخمی ملک علی رضا ،مس فوزیہ ،پیاری بہن کشور کرن ،مثال ستی ،نائلہ طارق لیہ ،عاصم انصاری لاہور ،پرنس عبدالرحمٰن گجر ،محمد یونس ناز ،محمد شہزاد کنول شارجہ اور دیگر تمام قارئین کو محبت بھرا سلام اس بندہ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا

..........حافظ محمد شفیق عاجز سلطانی ،گاؤں دندلی

ماہنامہ جواب عرض لاہور سے رشتہ بہت پرانا چلا رہا ہے زندگی کے کٹھن راستے دشوار لمحے اور امیدوں سے گزر رہا ہوں کیوں کہ میری منزل ابھی بہت دور ہے یہ نشیب و فراز اور کٹھن سفر آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے ماہنامہ جواب عرض برکت مارکیٹ سے خریدا پڑھ کر بہت ہی اچھا لگا شعر و شاعری ،غزلیں ،کالم ،داستانیں ،پہیلیں سب سلسلے بہت ہی اچھے تھے بڑی شدت سے انتظار رہتا ہے ماہنامہ جواب عرض کا کیوں کہ شیدائی ہوں بہت پرانا کتابوں اور رسالوں کا عشق کی حد ماہنامہ جواب عرض تک ہے یہ لکھنے کی بیماری کاغذوں کی نظر کرتا رہتا ہوں کیوں کہ یہ لکھنے کے جراثیم جو ہیں بھائی ملک ساجد حسین کی داستان دل کو بھا گئی اور بابائے ادب بابا فقیر بخش صابر کی داستان اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اچھی جا رہی ہے قسط وار داستان ،ساقی بھائی کی قلم سے ترتیب دی ہوئی بھی داستان خوب تھی اور بھی بھی لکھاریوں کی داستانیں ایک سے بڑھ کر

ایک ہیں میرے پیارے دوست آصف ساقی اللہ پاک آپ کو سلامت رکھے آپ کا پیغام ملا پیارے دوست میں خود نا ہوں چھوڑ آیا ہوں اگر وہاں ہوتا تو ضرور آپ و تا تا جبر ائیل خان خٹک، مجید احمد جاتی، منظور حسین، جنید جاتی، عمر دراز اور بھی جن کے نام ذہن میں نہیں آرہے ان سب کو میری طرف سے ڈھیروں دعائیں اور سلام اور ان سے ایک التماس ہے کہ واپس ماہنامہ جواب عرض میں لوٹ آؤ اور نثار احمد حسرت صاحب آپ بھی کہتے ہیں نہ کہ پرانے دوست اچھا لگتا ہے تو نئے دوستوں سے بہتر ہے کہ آپ پرانے دوستوں کو تھام لو آج یہ قلم ایک دوست نے بہت دور سے پوست کیا مصروفیات تو اس دور میں سب کی ہیں ہر کوئی مصروف ہے مہنگائی کے اس دور میں اچھا آپ سب کی دعاؤں کا محتاج ....ایم ولی اعوان گولڑوی

سب سے پہلے سلام الفت میں طویل عرصے کے بعد آپ کی بزم میں حاضر ہوا ہوں اور کچھ تحریرات بھی بھیج رہا ہوں پلیز آپ انہیں ردی کی ٹوکری سے بچا کر شائع کر دیں مجھے قلبی اطمینان حاصل ہو میں بھی حد سے زیادہ دکھی ہوں اور اس کڑی میں شکایت کر رہا ہوں یہ دکھوں کی مرہم کا آخری سہارا ہے کہ انسان اپنا درد کھل کر بیان کر سکتا ہے کچھ غزلیں اور کچھ اشعار اور اسلامی صفحہ ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اسے ضرور شائع کریں گے آخر میں دعا ہے کہ جواب عرض کی نگری آباد رہے اور دروازے کھلے رہیں اور اللہ آپ کو عمر جاوید عطا فرمائے

....حافظ محمد حمید رضا سلطانی حق باہو سرکا

ماہ مارچ کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے میں نے ہمیشہ کی طرح مکمل پڑھ لیا ہے اسلامی صفحہ بہت ہی اچھا تھا غزلیں بھی بہت اچھی تھیں جواب عرض نے مجھے بہت ہی اچھے دوست دیئے ہیں اگر میں ان کے نام لکھنا شروع کر دوں تو پورا جواب عرض ختم ہو جائے گا کچھ چھوڑ گئے کچھ سے ابھی بھی رابطہ ہے اب میں چاہتا ہوں کہ جواب عرض کی کسی بھی لڑکی سے شادی کروں جس کو محبت میں ناکامی ہوئی ہو اور اس کا اس پر سے اعتبار اٹھ گیا ہو اور وہ سمجھتی ہو کہ سارے مرد ایک جیسے ہیں اگر کوئی لڑکی شادی یا دوستی کرنا چاہتی ہو تو یا کسی خوشی کی تلاش میں ہو تو پلیز ضرور رابطہ کریں آپ کو بھی پتہ نہیں ہوگی نام پتا اور سچی لوگوں سے اپیل ہے کہ میرا اور اپنا نام ضائع نہ کریں کہانیوں میں میرے بھائی مجید احمد جاتی کی کہانی پڑھ کر بہت رونا آیا بھائی صاحب میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت دے اس کے بعد اپنے بہت ہی اچھے دوست ذوالفقار علی ساقول کی کہانی بھی بہت ہی اچھی تھی سارہ ارم نے تو سارا نام ہی ضائع کیا ہے ریٹا محمود اور شازیہ چوہدری کی کہانیاں ہمیشہ کی طرح اچھی تھیں ثمینہ طاہر بٹ اور رمشا بہار آپ کو عید کہتے ہیں محسن اناز صاحب پلیز لوٹ آؤ اور میری دعا ہے کہ اللہ آپ کی امی کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے آمین باقی شمارہ بھی بہت ہی اچھا تھا ہو سکے تو پلیز کچھ کالم بند کر کے کوئی نئے شروع کریں میری قارئین سے اپیل ہے جواب عرض صرف پڑھا نہ کریں اس پر عمل بھی کیا کریں خاص طور پر لڑکیاں اور فون پر بھی دوستی نہ کرنا

..................................پرنس عبدالرحمن گجر، گاؤں نمین رانجھا

جواب عرض کی مکمل ٹیم اور سب رائٹروں کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام قبول ہو ہمیشہ خوش رہو میں کوشش کروں گا کہ ہر ماہ میں حاضر ہوا کروں دوستو میرے پاس وقت بہت ہی کم ہوتا ہے اس لیے دیر سے لکھتا ہوں اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کر دیا کرو اور ان دوستوں کا تو بہت شکر گزار ہوں جو ہر وقت مجھے اپنے دلوں میں یاد رکھتے ہیں میں بھی آپ سب کو ہر وقت یاد کرتا ہوں بھول نہیں سکتا آپ سب کی محبت ہی تو میرے پاس ہے اور ہے بھی کیا بھی کام کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہوں مگر پھر دوستوں کی کال پر خوش ہو جاتا ہوں دوستو میں پوچھنا چاہتا

ہوں کہ آپ اپنا کس کو کہتے ہیں اپنے ان لوگوں کا نام تو نہیں ہے جو اپنے بن کر بے وفائی اور دھوکہ دیتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ درد کا احساس صرف اپنوں کو ہوتا ہے اب مجھے ان اپنوں سے بہت نفرت ہو چکی ہے کیوں کہ جب اپنوں کو اپنا غم بتاؤ تو ان کو مذاق نظر آتا ہے اور پھر غم دے کر ہنسی اڑاتے ہیں اور دوستوں کے دلوں کو نہیں دیکھتے ان کا دل پہلے سے ہی دکھی اور زخمی ہے دوستو اپنے کیوں بدل جاتے ہیں وہی تو اپنے ہوتے ہیں اور وہی تو جینے کا سہارا ہوتے ہیں جو ہمیشہ اپنے کہتے ہیں جن کے سہارے زندگی مہک اٹھتی ہے لیکن جب اپنے بدل جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی باقی رہتی بھی نہیں ہے دوستو اپنے بہت ہی سنگ دل ہوتے ہیں اپنوں سے بہت نفرت ہے اس لیے جب اپنے ہی غفانہ کریں تو پھر لوگ کیا وفا کریں گے دوستو دوستی کے رشتے کو مضبوط کرو کیوں کہ دوستی کا رشتہ خون سے ہوتا ہے اور خون پہ کبھی آنچ نہ آنے دیں زندگی میں ان سب کو مت توڑنا دل رشتہ، وعدہ، پیار دوستی، کیوں کہ جب یہ ٹوٹتے تو آواز نہیں آتی اور درد بہت ہی ہوتا ہے جو رہ پیچھے رحل، انکل شوکت انجم دکھی، صبا گل رسیداں، مس فوزیہ آپی کشور کرن، ملک علی رضا، عمرا کاش، منظور اکبر، حاجی انور، اللہ دتہ چوہان راحیلہ صاحب، سب کو میرا سلام ہو

اظہر سیف دکھی .... سکھیکی منڈی

ماہ مارچ کا شمارہ 20 فروری کو مل گیا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد ورق گردانی شروع کر دی اپنی غزلیں نہ پا کر دل کو افسوس ہوا چلو کوئی بات نہیں شاید ہماری قدر نہیں رہی جواب عرض میں عرصہ دس سال میں لکھنے والے کو آپ نے نظر انداز کر دیا چلو تو خیال کرو بہر حال غزلیں سب کی سب اچھی تھیں جن کی جتنی تعریف کرو کم ہے کہانیاں بھی ایک سے بڑھ کر ایک تھیں میری آپ سے ریکویسٹ ہے کہ آپ پلیز صرف ایک بار میری زندگی کی ڈائری شائع کر دیں ویسے تو میں نے جواب عرض کو خیر آباد کہہ دیا تھا مگر کچھ دوستوں نے بہت مجبور کیا لکھنے کو جن میں جناب جواد صاحب، جاوید صاحب، وحید اختر، لال افضال، بھائی ظفر، بلال ساقی، ارشد دکھی، مامون خرم، مہوش بی، تمزہ آپی، صبا ناز، ذکیہ جی، صبا بہار، آمنہ جی، ان تمام دوستوں کے پر اسرار دور پر دوبارہ لکھ رہا ہوں سب جی آپ کی پارٹی کی تصویریں بہت ہی اچھی تھیں بہت ہی پیاری لگ رہی ہو آپ قسم سے اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے آمین۔

غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم ....

اسلام علیکم ریاض بھائی کیسے ہیں آپ اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اللہ آپ سب کو خوش رکھے آمین میرا آپ کے رسالے میں یہ دوسرا خط ہے ابھی تک پہلا شائع نہیں ہوا امید ہے جلد ہی ہو جائے گا میں بہت عرصے سے آپ کا رسالہ پڑھ رہی ہوں زیادہ سے زیادہ آٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے خط لکھنے کیلئے جس نے مجبور کیا وہ ہیں آئینہ روبرو میں آنے والے ڈھیروں خطوط میں نے دیکھا ہے آپ شائع کرتے تو ہیں مگر کسی کا سال بعد کسی کا چھ ماہ بعد کسی کا آٹھ ماہ بعد میں اپنے سے باتیں نہیں بنا رہی ہوں میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں آپ ہر کسی کا خط شائع کیا کریں مگر مختصر مختصر اتنے اتنے لمبے خط ہوتے ہیں ایک ایک بندے کے میں بہت سے اور بھی رسالے پڑھتی ہوں ان میں بھی یہی ہوتا ہے اگر آپ ایک ماہ سارے نہیں کر سکتے تو دوسرے ماہ کر لیا کریں مگر اتنے لمبے عرصے بعد شائع نہ کیا کریں بہت سے لکھنے والوں کی امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں امید ہے آپ مائنڈ نہیں کریں گے دوسری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ پچھلے چھ ماہ سے کچھ کہانیاں پڑھ رہی ہوں جو کہ چوری شدہ ہیں حرف بحرف وہی الفاظ وہی کردار وہی سب کچھ کہانی کا نام چینج کیا ہے وہی کہانی میں دوسرے رسالے میں پڑھ چکی

ہوں نام نہیں لینا چاہوں گی اور کہانیوں کے بارے میں بس یہی کہوں گی کہ بہت ہی اچھا لکھتے ہیں کشور کرن بہت بہت اچھا لکھتی ہو ایمان سے جتنی بھی تعریف کروں کم ہے ہمیشہ یونہی لکھتی رہو اپریل کے مہینے میں قسط وار کہانی بہت مزے کی تھی میں نے اپنی انیس سال کی زندگی میں پہلی کہانی ہو دل کو لگی ہے وہ تمہاری ہے وش یو آل دا بیسٹ ڈیئر ہمیشہ خوش رہو مئی میں بھی اچھا لکھا شکریہ ندیم عباس ڈھکو سے کہوں گی کہ مئی کے مہینے میں آپ بہت اداس نظر آرہے تھے اتنی اداسی اچھی نہیں ہوتی آخر میں سب کو محبت بھرا اسلام میں نے بھی ایک کہانی بھیجی ہے امید ہے ضرور شائع ہوگی جواب عرض کی ٹیم سے بھی ریکویسٹ کروں گی کہ میری کہانی کو ضرور جگہ دیں دوسرے معنوں میں مجھ پہ بھی تھوڑا ترس کھائیں انشاء اللہ آئندہ بھی حاضر ہوں گی اللہ نگہبان

..................................ندا عباس ہیوباد و جمر خان

اسلام علیکم۔مخلص ہوں کہ آپ خداوند کریم کے فضل سے چاق و چوبند ہوں گے بانی ڈیئر قارئین آپ کی انتہا کثیرا تاروعاؤں کے اس تیج کی ٹیم میں شرکت کرنے کی جسارت کررہا ہوں امید ہے کہ آپ عافیت سے ہوں گے مارچ کا میگزین اٹھائیس فروری کو ملا ٹائٹل پر حسینہ کی تحندرات میں گم خیالات کی عکاسی کررہی تھی سب سے پہلا سلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد غزلیں سب کی سب جیسٹ تھیں کہانیوں کی طرف انٹر ہوا تو سب سے پہلے مجید احمد جائی کی کہانی دل درد کا سمندر ہے پڑھ کر اشک آنکھوں سے رواں ہوگئے اداس ہے زندگی ،آخری خواہش ،زخم زخم ہے زندگی ،ویران زندگی ،روگ ،ایم یعقوب نے رہ وفا زری خان سے جناب آپ کی کہانی پڑھی بہت متاثر کیا ہے آپ مزید جواب عرض کے لیے لکھا کریں باقی کہانیاں زیر مطالعہ نہیں ہیں اوران کو الفاظ کے ساتھ قلمبندی کرتا ہوں کچھ عزیز دوستوں کو اتھا گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں قبول کیجئے گا ،جمیلہ یونس سیالکوٹ ،عاشی بستی سلامت پورہ ،ندیم نواز آزاد کشمیر ،سعدہ اعظم گوجرانوالا ،سلطان جسیم گوجرانوالا ،رضیہ اٹک ،ثمرین یوسف فیصل ٹاؤن جزانوالا ،شازیہ مغل سیالکوٹ ،اسد اظہر انجم ملا انشاہ سے اور ایم ارشد وفا گوجرانوالہ ،آخر میں میگزین جواب عرض کیلیے دعا گو ہوں کہ یہ میگزین دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

..................................ایم افضل کھرل گاؤں عظیم والا ننکانہ صاحب

اسلام علیکم بھائی میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ میری کوئی نہ کوئی چیز ضرور شائع کرتے ہیں ہر مرتبہ میرا لیٹر شائع ہوتا ہے نہ ڈائری نہ شاعری ایک آدھ کوپن شائع کرتے ہیں وہ بھی ریپیٹ ہوتے ہیں بھائی پلیز دھیان سے شائع کیا کریں اوراس بار بھی کہانیاں اچھی تھیں مجید احمد جائی کی کہانی دل درد کا سمندر تو بہت ہی دکھی تھی آپ بہت تکلیف سے گزرے ہیں بے شک اللہ مشکل میں ڈالتا ہے جو مشکل میں ڈالتا ہے وہ نکالتا بھی ہے اللہ آپ کی ہر مشکل آسان کرے اور آپ کو زندگی بھر خوشیاں دے آمین آخر میں سب کو سلام جواب عرض کے تمام سٹاف کو دل کی گہرائیوں سے سلام

..................................عابدہ رانی ،گوجرانوالہ

ماہ فروری کا شمارہ لیا بے حد خوشی ہوئی اوران دنوں میں کراچی گیا ہوا تھا میرا ایک دوست جس کا نام سرور ہے اس کے ساتھ کراچی کے ایک شہر بہادر آباد میں ایک بک سٹال پر دیکھا تو رسالہ نظر آیا فوراً جا کر خرید اپنے بڑے پیار سے کھولا اور اوراسلامی صفحہ پڑھا بہت ہی اچھا تھا اس کے بعد غزلیں پڑھیں سب نے بہت اچھی اور معیاری غزلیں لکھیں اور مجھے بہت اچھے لگے خاص کر شہزادہ سلطان کیف ،آمنہ راولپنڈی ،اور چوہدری الطاف حسین دکھی کی غزلیں حد بہت ہی اچھی تھیں چوہدری الطاف صاحب آپ بھول گئے ہو یاد بھی کرتے ہو یا نہیں میں نے سنا

ہے کہ آپ کو رہائی مل گئی ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بہت بہت مبارک ہو اور حسرت صاحب آپ کی ڈائری کی خوشبو ہمیں بھی پسند آئی ہے اس کے بعد آپی بہن کشور کرن کی شاعری پڑھی اچھا لگا آپی کشور آپ کی تحریر محبت موت دیتی ہے پڑھی بہت ہی اچھی تھی آپ سے گزارش ہے کہ یوں ہی لکھتی رہیں باقی کہانیوں میں دوریوں کا سفر شازی، خواہشوں کے ریلے حور عین حسن، دو دل ایک جان شازیہ چوہدری، تیری یاد ساتھ ہے پیار پر یاد دعا، روگ محبت صدا حسین صدا، اور دیوانہ پن شہزاد وکیف کی کہانی بھی بہت اچھی تھی باقی کہانیاں بھی اچھی تھیں لیکن سوری نام نہیں لکھ سکا باقی قارئین سے گزارش ہے کہ اپنے دکھ جواب عرض میں لکھتے رہا کریں ایک بھائی صاحب میں نے اپنی چند غزلیں اور کہانیاں بھی ارسال کی ہیں امید ہے کہ انہیں شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں گیا اور میں ایک پہاڑی علاقے میں رہتا ہوں جہاں کوئی رابطہ نہیں ہوتا سوائے موبائل فون کے اس لیے میں نے اپنی نمبر بھی دیئے ہیں وہ ضرور شائع کریں تاکہ میں قارئین اور قارئین مجھ سے رابطہ کر سکیں اور دعا ہے اللہ تعالیٰ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

میر احمد بگٹی۔سوئی گیس بلوچستان..

اسلام علیکم

میں فقط خاک ہوں اور مجھ سے نسبت میری۔یہی اک رشتہ ہے جو بدل دیتا ہے اوقات میری

امید کرتی ہوں کہ جواب عرض کا پورا سٹاف خداوند کریم کے فضل سے ٹھیک ہوں گے اور زندگی نشیب و فراز خوب لطف اٹھا رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سب کی زندگیوں کو خوشیوں چاہتوں اور نعمتوں سے بھر دے آمین۔سب سے پہلے میں جواب عرض کے سٹاف کی شکرگزار ہوں جنہوں نے مجھے جواب عرض کی محفل میں جگہ دی اور مجھے دوبارہ لکھنے کا موقع دیا ماہ جنوری کا جواب عرض پڑھا بہت خوشی ہوئی اس میں موجود جو خامیاں دیکھنے میں آرہی تھیں وہ کافی حد تک دور ہوگئی ہیں اور جواب عرض کامیابی کی منزل طے کر رہا ہے اب آتی ہوں کہانیوں کی طرف جن رائٹرز کی کہانیاں قابل تعریف ہیں جن کی وجہ سے جواب عرض کی محفل کو چار چاند لگے ہیں ان میں سب سے زیادہ صدا حسین صدا کی کہانی روگ محبت کشور کرن آپی کی کہانی محبت موت دیتی ہے، نثار احمد حسرت کی مل کے بھی ہم نہ ملے میں ریاض کی زندگی ملی بھی تو کیسی ملی، اور سائرہ اور ارم کی بکھری شام اور میں، انتہائی خوب صورت اور سبق آموز کہانیاں تھیں میں ان سب رائٹرز کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جو بھی رائٹرز اچھا لکھ رہے ہیں اچھا کام کر رہے ہیں اور جواب عرض کو خوب صورت بنا رہے ہیں اب کے بار کچھ رائٹرز کی تحریریں نہ پا کر دکھ بھی ہوا میں بھائی ندیم عباس ڈھکو منظور اکبر تبسم، بھائی عمر دراز آکاش پلیز آپ بھی لکھا کریں باقی بھائی ریاض صاحب آپ کو کچھ کالم ختم کر کے نئے کالم لگانے چاہئیں جو کہ ابھی تک نہیں ہوئی امید ہے کہ جلد جواب عرض میں کچھ تبدیلیاں نظر آئیں گی بھائی جواب عرض میں کچھ اشعار اور غزلیں ارسال کر رہی ہوں امید ہے دوبارہ انہیں شائع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں گے آخر میں میری دوست مسکان اور جواب عرض کے ایڈیٹر اور تمام سٹاف اور قارئین کو سلام اور نیک تمنائیں اللہ پاک جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے چھوڑ کر آنا پڑا مجھے۔وہ امتحان میں نہ آنے والے سوالوں کی طرح تھا

تنزیلہ حنیف۔ٹلہ جوگیاں..

امید ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم خوش و خرم ہوگی اور پھولوں کی طرح ہنسی مسکراتی ہوگی اس کے بعد عرض خدمت یہ ہے کہ جواب عرض بہت ہی عمدہ ڈائجسٹ ہے ہر ماہ اس کے آنے کا بے صبری سے انتظار ہوتا ہے مارچ

2014 کا رسالہ ملا تو میں نے سب سے پہلے جواب عرض پڑھا جس میں ہر تحریر اپنی مثال آپ تھی خاص طور پر واہ تیری محبت بے حد پسند آئی اور اپنی مثال آپ تھی جواب عرض سے متاثر ہو کر قلم کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنی دو غزلیں بھیج رہی ہوں امید ہے تمام سٹاف کو پسند آئیں گی اور جلد ہی شائع ہوں گی مجھے امید ہے میری غزلوں کو اگلے شمارے میں جگہ دے کر مجھے شکریہ کا موقع فراہم کریں گے والسلام

.................................ایم عمر فاروق چانڈیہ،محمد پور دیوان

سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام قبول ہو میں نے جب مارچ 2014 کا رسالہ لیا تو اس میں اپنا خط دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی میں بھائی ریاض احمد کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے میرے خط کو جواب عرض میں جگہ دی ویران زندگی کی تمام کہانیاں دلچسپ تھیں میں نے بہت سے ڈائجسٹ پڑھے ہیں مگر جواب عرض کی کوئی مثال نہیں ہے میں جب تک جواب عرض پڑھ نہ لوں مجھے سکون نہیں ملتا اللہ تعالیٰ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

.................................رانی اسلم، راولپنڈی

اسلام علیکم، ماہ مارچ کا جواب عرض بھی بہت ہی اچھا تھا کہانیاں بھی بہت ہی اچھی تھیں جن میں سب سے زیادہ بھائی مجید احمد جائی کی تھی، اور ثمینہ طاہر، چوہدری ذیشان، تنزیلہ حسن، شعیب احمد شیرازی، محمد رضوان، ایم یعقوب ، اور ذوالفقار علی ساقول کی کہانیاں بہت اچھی تھیں بھائی ذوالفقار آپ کی بات بھی بہت ہی اچھی تھی کاش سب لوگ ایسا ہی سوچتے اور غزلوں میں محمد منیر، یونس عبدالرحمن، حماد ظفر بادی، محمد افضل، احسان سحر، مصباح کریم کی غزلیں اچھی تھیں اور شاعری میں عبدالصمد، جاوید، اور شیاقت علی کی شاعری اچھی تھی عابدہ رانی میرے لفظوں پہ مت جاؤ میں تو ایک..........سی لڑکی ہوں، قارئین بہت جلد میں اپنی کہانی لکھوں گی آپ پڑھنا اور دعاؤں میں یاد رکھنا اور دوست کا شکریہ ادا نہیں کرتے دوست بھی کہا اور شکریہ بھی ادا کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے میری دعا ہر وقت آپ کے ساتھ ہے میرے حصے کی خوشیاں بھی آپ کو مل جائیں کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کرنا آخر میں سب پڑھنے لکھنے والے اور پورے سٹاف کو سلام

.................................ثوبیہ حسین کھوڑ

اپریل کا شمارہ پڑھا بہت خوشی ہوئی اور میری سٹوری بھی آئی بہت بہت تھینکس خاص کر سر ریاض حسین قمر شریف کا جنہوں نے میری سٹوری شائع کروائی اور سر ریاض احمد لاہور کا جن کی وجہ سے میری سٹوری آپ تک پہنچی اس ماہ کی ہر سٹوری بیسٹ ہے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور تمام دوستوں کو میری سلام جنہوں نے میری سٹوری پڑھ کر مجھے داد دی اور دعا کی جواب عرض کے تمام سٹاف کو میری محبت بھرا سلام

.................................عابد شاہ، جڑانوالہ

اسلام علیکم۔ سب سے پہلے پورے سٹاف کو سلام اور اس کے بعد جناب ریاض بھائی تین ماہ سے آپ کو خط اور غزلیں بھیج رہا ہوں لیکن ہر دفعہ آپ صاحبان سی او راولپنڈی کو ردی کی ٹوکری کی نظر کر دیتے ہیں اچھا جناب اس دفعہ اپریل 2014 کا رسالہ میرے ہاتھ میں ہے کہانیاں پڑھ کر میری آنکھوں سے آنسو آ گئے آنسو ہمارا سرمایا ہوتے ہیں اس بار سب سے اچھی کہانیاں بے صبری کا سلسلہ، وہ لڑکی کون تھی سفارش، مانوس اجنبی، اور بہت عظیم اور ہر دل عزیز رائٹر حاجی انور صاحب کی سبق آموز کہانی جنت کے بدلے نصیب پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا حاجی صاحب آپ سدا سلامت رہیں آپ کے بھانجے کا پتا چل گیا ہے بہت افسوس ہوا خدا اس کو جنت الفردوس

آمین جگہ عطا فرمائے آمین۔ غزلوں میں اس بار حافظ شفیق عاجز آزاد کشمیر، اور ... لاہور اور آمنہ راولپنڈی کی کمال کی غزلیں تھیں آخر میں تمام قارئین کو اور جواب عرض کی ٹیم کو میرا سلام۔

ملک علی رضا۔ فیصل آباد

اسلام علیکم۔ میرا نام ذیشان ریاض ہے جواب عرض کا کافی عرصے سے قاری ہوں اور ابھی بھی ویسا ہی جوان نظر آتا ہوں جیسا پہلے تھا جواب عرض سے دوستی کا مضبوط رشتہ قائم ہے اور محترم مدیر صاحب میں آپ کو وی آئی پی رقم ارسال نہیں کر سکتا فری میں اگر بک بھیجنی ہے تو بھیج دیں میں ہوزری میں جی ایم ہوں جیا صاحب جواب عرض والے چاہئیں آپ کو لیٹر دیں یا نہ دیں آپ ڈائریکٹ رابطہ کریں خدا حافظ۔

ذیشان ریاض۔ فیصل آباد

اسلام علیکم۔ مئی کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی تمام کہانیاں اچھی تھی انتقام یونس ناز، بھول سیدہ امامہ، پچھتاوا فقیر بخش، پچھتاوا راشد لطیف، جلتے خوابوں کی راکھ، محبت کی لاج رکھنا ریاض محمود، محبت کا مجرم سد تنویر احمد، پگلی لڑکی میر احمد میر، میرا نصیب بخت رائٹر آپی کشور کرن، محبت کا درد صبیحہ فیصل آباد، ہم جدا ہو گئے آصف جاوید، محبت کے چراغ عرفان ملک، بہادر لڑکی زارا زکیہ، سب کی سٹوری بہت اچھی تھیں شاعری بھی اچھی تھی میں ایک سٹوری لے کر آرہا ہوں امید ہے پسند آئے گی آخر میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں جناب راشد لطیف، ساجد ڈھکو، رضوان آکاش، مقصود بلوچ، عاشق حسین ساجد، ندیم ڈھکو، ریاض حسین شاہد، آصف جاوید، سد تنویر احمد پرویز ان کو سلام قبول ہو آپ کی دعاؤں کا طلب

شاہد رفیق جسو کانویں کیروالا

اسلام علیکم۔ مئی کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی تمام کہانیاں اچھی تھی انتقام یونس ناز، بھول سیدہ امامہ، پچھتاوا فقیر بخش، پچھتاوا راشد لطیف، جلتے خوابوں کی راکھ، محبت کی لاج رکھنا ریاض محمود، محبت کا مجرم سد تنویر احمد، پگلی لڑکی میر احمد میر، میرا نصیب بخت رائٹر آپی کشور کرن، محبت کا درد صبیحہ فیصل آباد، ہم جدا ہو گئے آصف جاوید، محبت کے چراغ عرفان ملک، بہادر لڑکی زارا زکیہ، سب کی سٹوری بہت اچھی تھیں شاعری بھی اچھی تھی میں ایک سٹوری لے کر آرہا ہوں امید ہے پسند آئے گی آخر میں ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں جناب راشد لطیف، ساجد ڈھکو، رضوان آکاش، مقصود بلوچ، عاشق حسین ساجد، ندیم ڈھکو، ریاض حسین شاہد، آصف جاوید، سد تنویر احمد پرویز، جناب وقاص ساگر اور تمام دوست ان کو سلام قبول ہو آپ کی دعاؤں کا طلبگار

راشد لطیف صبرے والا

ماہنامہ جنوری کا جواب عرض بہت پیارا تھا تمام قارئین کی کہانیاں اچھی اور معیاری تھی سب قارئین کو میری طرف سے مبارک ہو 10 جنوری کو کسی دوست نے کال کر کے بتایا کہ شازیہ وقاص ڈنگہ گجرات رضا الہی سے فوت ہو گئی ہے یہ کال سنتے ہی میرے کان سے فون گر گیا کہ یہ غم خبر بجلی کی طرح گری اور مجھے ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو میں نے سمجھا شاید یہ جھوٹ ہو میرے کال کرنے پر جناب عالی رضا اور اللہ دتہ بے درد نے اس بات کی تصدیق کروادی مجھے حد سے زیادہ افسوس ہوا کہ یہ کیا ہو گیا ہے ہم نے ایک عظیم رائٹر کھو دی شازیہ مدتوں تک ہمارے دل میں بسیں گی میری طرف سے اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال کیلئے نیک دعاؤں تمنا اور خواہش کے ساتھ ان کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور باجی شازیہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ میرے ان دوستوں کو

سلام خاص کر کے ڈاکٹر سونیا حیدر علی شیخوپورہ، باجی شاہدہ آپ کو چاند سا بیٹا مبارک ہو۔ جانان ریاض احمد لاہور، انتظار حسین ساقی اور دل کی گہرائیوں سے صدف شہزادہ کو اسپیشل سلام صدف میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکراتی رہو پلیز صدف کوئی بھی پرابلم ہو تو مجھ سے رابطہ ضرور کرنا بھول نہ جانا آپ کے بھولنے سے کسی کی زندگی میں اندھیرا بھی آسکتا ہے آپ بھولنا بھی چاہو گی تو میری یادوں کو بھول نہ پاؤ گی ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھنا

محمد اشرف زخمی، دل جلی ننکانہ صاحب..................................

مارچ کا جگمگاتا ہوا جواب عرض 20 جنوری کو میرے ہاتھوں کی زینت بنا جلدی جلدی مطالعہ کیا کوئی تحریر نہ دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا بھائی ریاض مجھے ادب کی طرف ہمارے شہر کے رائٹروں میں ایم عاصم شاکر لے کر آئے ان کی وجہ سے میں لکھنے لگی ہوں مجھے ہر ماہ جواب عرض بھی وہی دیتے ہیں میں ان دنوں میٹرک کی سٹوڈنٹ ہوں عاصم صاحب کی خواہش ہے کہ ہمارے شہر کے بہت سارے رائٹر بنیں اس مشن میں عاصم کے ساتھ میں عمران آرائیں اور شاعر ایم ناصر جو کہ بھی ہمارے شہر کے ہیں انہوں نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے میرے علاوہ میری اور بھی سہیلیاں لکھا کریں گی ریاض بھائی تحریروں قریبی شمارے میں جگہ دیتے رہنا نوازش ہوگی قارئین میرا اصل نام کچھ اور ہے مگر اب سے لفظات میں زوبیہ کے نام سے لکھا کروں گی یہ عاصم کی خواہش ہے اور اس کی خواہش میرے لیے حکم ہے کیوں کہ عاصم جس سے محبت کرتے تھے وہ تھیں اس کا نام زوبیہ کنول تھا میرا عاصم سے کیا رشتہ ہے میں ابھی کیا کہتی ہوں اگر ضرورت پڑی تو ضرور بتاؤں گی عاصم ادب کی دنیا کا خود ایک حصہ ہے ایک رائٹر اور شاعر ہے عاصم نے ہمیشہ ہی دوسروں کی بھلائی چاہی مگر اس کو رسوائی ہی ملی میں نے دو سال سے ہمیشہ دوسروں کے لیے ہی ان کو جیتے دیکھا ہے قارئین اپنی اپنی رائے عاصم کے نمبر پر بھیجنا اگر کسی لڑکی نے بات کرنی ہو تو اس کے نمبر پر کال کر کے مجھ سے بات کر سکتی ہے یہ میری بات کروا دے گا آپی کشور کرن آپ کی تحریر ویران زندگی دل کو بھا گئی قسط وار تحریر لکھنے کی مبارک ہو تمام قارئین و رائٹرز کو میرا سلام

زوبیہ کنول چوک میلا..................................

سب سے پہلے تمام قارئین کو سلام پیش ہو جنوری 2014 کا نیا رسالہ خریدا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد سمیعہ فیصل آباد، میرا ریاض رتوال، شازیہ جاوید گجرات، بہت پسند آئی اس کے بعد ہر دل عزیز آپی کشور کرن کی شاعری اور کہانی محبت موت دیتی ہے، خواہشوں کے ریلے میں حورین حسن جھنگ، دو دل ایک جان شازیہ چوہدری، یہ کہانیاں مجھے بہت پسند آئی ہیں رفیہ صاحبہ اوکاڑہ میں میرے ساتھ رابطہ کرو اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو ترقی دے (آمین)..................................محمد ظفر اقبال بھٹی گوجرانوالہ

سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے سلام پیش کرتا ہوں اس کے بعد میں اپنے پیارے دوست بھائی شاہد اقبال کو سلام محبت پیش نظر کرتا ہوں شاہد یار آپ پتہ نہیں کیوں اتنے مصروف رہنے لگے ہو کیا بات ہے اس بار بھی کے رسالے کی تمام کہانیاں بیسٹ تھیں سر اگر آپ میرا یہ خط لگا دیں تو آپ کا بہت مشکور رہوں گا کیوں کہ میرا پیغام میرے جگری یار تک پہنچ جائے گا آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ جواب عرض کو ہمیشہ کامیابی عطا فرمائے (آمین)..................................باسط علی گجرانوالہ کلاں

ماہنامہ جواب عرض معلوماتی ڈائجسٹ ہے جواب عرض تین مارچ بروز پیر پشاور میں خریدا سرورق پر خوبصورت معیاری تصویریں شائع کی گئیں ہیں سب سلسلے اچھے جا رہے ہیں میں باقاعدگی سے اسے پڑھتا ہوں اور اس کا شدت سے انتظار کرتا ہوں ملاقات کے سلسلے میں تعارف اور تصویریں شائع کرنے کا بہت شکریہ اللہ

تعالیٰ آپ کو اور بھی کامیابیاں دے آمین باقی شہزادہ عالمگیر اور شہباز عالمگیر شہزادہ التمش شہزادہ فیصل ، جمال الدین ریاض احمد ، کرن سونیاں ، ماہ نور ، نزارا فاطمہ رابعہ ، سارہ صاحبان کو الگ الگ سلام دعا میں پیش ہیں

------------------فنکار شیر زمان پشاوری

جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں اس کے بعد آتا ہوں کہانیوں کی طرف تو مئی کا جواب عرض بہت ہی پیارا تھا اس میں ہر ایک چیز نئی لگائی گئی ہے مجھے بہت خوشی ہوئی رسالہ دیکھ کر کہ ہر کسی کی چیز ایک سے بڑھ کر تھی اب کس کا نام لوں اور کا کو چھوڑوں بلکہ جواب عرض والوں کا شکریہ جو اتنا پیارا رسالہ چلا رہے ہیں سب کو ایک ساتھ لے کر چل رہے ہیں اور ہر ایک کو شامل کر کے ان کو ایک خوشی دے رہے ہیں میں انکل ریاض جی سے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ جواب عرض میں پہلے کی طرح جس طرح شہزادہ عالمگیر ایک پیج ماں کے نام کیا کرتے تھے اسی طرح کا ایک پیج لگایا کریں اور اس میں کتنا مزہ بھی آتا ہے پڑھنے کا دل ماں کی باتیں یاد کر کے باغ باغ ہو جاتا ہے ماں کے پیار کا اظہار جتنا بھی کرو دل نہیں بھرتا کیوں کہ ماں تو خود ایک پیار کا سمندر ہے جس کو اپنی اولاد کے علاوہ دنیا کی خبر ہی نہیں ہے اگر اولاد کو کچھ بھی ہو جائے تو ماں کھانا پینا بھول جاتی ہے خیر دوستو جتنا بھی لکھوں کم ہے اور اگر لکھتا ہی رہوں تو پیج ختم ہو جائے گا مگر ماں کے پیار کا اظہار ختم نہیں ہو سکتا تو میں ایک ریکویسٹ کروں گا کہ ماں سے پیار کا اظہار ایک لمبا سا ہوتا کہ پڑھنے والا اس میں ڈوب جائے اور اسے پتہ چلے کہ ماں سے پیار کا اظہار کتنا اور کیسے ہوتا ہے ہو سکتا ہے اسے پڑھ کر کوئی نافرمان بیٹا فرمانبردار بن جائے اس دور میں ماں کو لوگ کچھ بھی نہیں سمجھ رہے ہر کوئی اپنی مرضی سے چلا رہا ہے ماں اگر کسی کو اچھے برے سے روک دے تو کہتے ہیں ماں تو پرانے دور کی ہے پرانی باتیں کرتی ہے بس چپ کر کے بیٹھی رہا کرو اور جو ملے کھا پی لیا کرو ہر وقت کل کل لگائی ہوتی ہے لوگ بھی تیری باتوں سے تنگ آ گئے ہیں کل میرا ایک دوست تیری وجہ سے مجھ سے روٹھ گیا کہتا ہے تیری ماں کی فضول باتیں ختم نہیں ہوتیں تو اگر ملنا ہوتا ہے باہر آ جایا کر ماں تیری وجہ سے میری میرے دوستوں میں بے عزتی ہوتی ہے تو دوستو یہ تو ہے ماں کی قدر اس دور میں اللہ ہر ایک کو ماں باپ کا فرمانبردار بنائے (آمین) تو دوستو اب ماں کے بارے میں اور نہیں لکھا جاتا ہمت ٹوٹ رہی ہے سانسیں پھولنا شروع ہو گئی ہیں تو پلیز اگر ماں ہے تو اس کی قدر کرو پلیز پلیز اور انکل جی اگر میری بات مان لیں تو بہت ہی مزا آئے اگر کوئی غلط بات ہوئی ہو تو سوری اور اپنے بھائی کو سلام پیش کرتا ہوں بھائی ایک بار آ کر مل جاؤ تو ہم پہ آپ کی کرم نوازی ہو گی فیضان قیصر آپ کو دیکھے ہوئے بہت دیر ہو گئی ہے اداس سا رہتا ہوں تو فیضان جی ایک بار ضرور آ ؤ باقی سبھی کا کلام اچھے ہیں اور دعا ہے کہ جواب عرض دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین

....شاہد اقبال چوکی

جواب عرض میں میرا پہلا خط ہے میں جواب عرض عرصہ دو سال سے پڑھ رہا ہوں ملک عاشق حسین ساجد آپ کی کہانی میرے مخلص میرے بہت اچھی تھی آپ کی محفل بچی سے اور محبت سے آپ کے حق کی میں خود ہی کھا لیتا ہوں باقی جن کی کہانیاں اچھی ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں جواد دل آپ کا شکر کرن ساحل پہ آ ڈوبے اللہ دتہ چوہان ، اپنا عرش دعو جاسس فوزیہ کنول ، باقی سب کہانیاں بھی اچھی ہیں ملک عاشق حسین ساجد میں آپ کی کہانی بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں پلیز آپ بھی لکھا کریں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ جواب عرض دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے (آمین)

....حق نواز سعید بلوچستان

کوپن جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلیے استعمال کریں

آپکے دیے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہیے
اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ ورنہ اشتہار ضائع کر دیا جائے گا۔۔۔۔ایڈیٹر

....

....

....

نام .... مکمل پتہ ....

....

کوپن کالم ملاقات کیلیے

یہ کوپن صرف کالم "ملاقات" کیلیے کاٹ کر ارسال کریں

جواب عرض

اوراس میں اپنا تعارف لکھ دیجیے۔ کوپن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں
کوپن کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

نام .... عمر ....

مشغلے ....

مکمل پتہ ....

....

[illegible] ....

اس کوپن کے ساتھ اپنی ایک عدد تصویر ارسال کریں ہم شائع کریں گے۔ ایڈیٹر

محترم چیف ایڈیٹر صاحب اپریل کے مہینے میں میری کہانی جنت کے بدلے نصیب چھپی جس قارئین نے پسند کیا ان کا بہت ممنون ہوں فیصل آباد کی سونیا رحمت نے میری کہانی کے اس جملے پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے ہر رائٹر کو شیطان لکھا ہے نعوذ باللہ میں نے لکھا ہے کہ اندر شیطان جنم لیتا ہے جبکہ ہر انسان کے اندر شیطان ہے اور اس شیطان سے جنگ ہے حضرت بابا بلھے شاہ نے بھی اندر کے شیطان کو مارنے کا فرمایا ہے رائٹر کو میں نے اس لیے چنا ہے کہ پڑھنے والے بھی متاثر ہوتے ہیں جب کہ رائٹر پہلے انسان پھر رائٹر ہیں اس کے علاوہ ازیں میں نے معذرت کے ساتھ لکھا ہے کسی کی دل آزاری مقصد نہیں ہے اگر میرے اس فقرے پر کسی کو کوئی بھی اعتراض ہوا اس کے لیے معذرت خواہ ہوں لیکن میرا لکھنے کا مقصد یہ تھا اور ہے اس کو غلط رنگ نہ دیا جائے۔ امید ہے میرے لیٹر کو پڑھنے کے بعد آپ سب سمجھ گئے ہوں گے۔ والسلام آپ سب کا اپنا۔

حاجی انور لانگ۔ لانگ شاہ جھنگ۔

قارئین میں منتظر جواب عرض آپ قارئین سے ایک شکوہ ہے کہ میں نے اپنا نمبر اس لیے نہیں شائع کیا کہ مجھے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ یہ کہ میں نے پہلے بھی ایک لیٹر شائع کیا تھا کہ اگر کسی لڑکی سے کوئی بات کرنی ہو تو صرف کام کی بات کرے اور سچ سے بالکل بھی میں بات کرنے کے حق میں نہیں ہوں میں نے آپ لوگوں کی سہولت کے لیے اپنا نمبر شائع کیا ہے کہ آپ کو اپنی تحریروں کے بارے میں پوچھنے میں آسانی ہو مگر ایسا مت کریں کہ اپنے قارئین بھی ہیں کہ جو کہ اپنی تحریریں میسج کرتے ہیں اور یہی کہتا ہے کہ ہماری یہ چیز شائع کریں وہ شائع کریں مگر اتنا کام نہیں ہوتا کیوں کہ ہمارے لیے بہت ہی مشکل ہوجاتا ہے نمبر شائع کرنا لوگوں نے اچھے پیغام کرنا شروع کر دیے لیکن ہمارے لیے مشکل ہو جاتی ہے ہم ایسا ہرگز نہیں کرتے اور نہ ہی کریں گے تو پلیز قارئین ہمیں اس طرح تنگ مت کریں اور یہ لوگ اپنی تحریریں میسج کے ذریعے بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ ڈاک کے ذریعے اپنی تحریریں ارسال کیا کریں امید ہے کہ میری ان باتوں پر عمل کیا جائے گا اور کوئی بھی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔ اس دفعہ ہم ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں ایک نیا کالم شائع کر رہے ہیں امید ہے یہ کالم آپ سب کو بہت پسند آ جائے گا اس کالم کا عنوان ہم نے میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا ہے۔ رکھا ہے۔ آپ بھی اپنے بارے میں اس میں لکھ سکتے ہیں کہ آپ نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا۔

منتظر جواب عرض۔ ریاض احمد لاہور۔

مارچ کا جواب عرض ویران زندگی میرے وقت ملا کہانیاں پڑھ چکا ہوں کہانیوں میں ثمینہ خان بٹ کی کہانی ہے سب اچھی ترنم مجرم، ساتر وارم کی ڈیم گرل، رمشا نیازی محبت کی جیت، اشتیاق ذیشان کی کرے کوئی بھرے کوئی، مشتاق احمد قریشی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، زبیر حسن کی انوکھا پیار، صفیہ سحر کی محبت قربانی مانگتی ہے، شازیہ چوہدری کی عورت کی پہچان، رانا وسیم اکرم کی تتلی کی تلاش، اور شازیہ کی تڑپ، تمام کہانیاں تھیں میں کسی کا دل نہیں توڑنا چاہتا لیکن ان سب کو تحریر محنت کی ضرورت ہے محمد مقصود احمد بلوچ کی اداس ہے زندگی، محمد رضوان کی عشق ہے وفا، آصف علی کی خون کے آنسو، ریاض محمود قریشی کی بہن میری سوتن، محمد رضوان کی بدلتے رنگ، شعیب احمد شیرازی کی بے لوث محبت، ذوالفقار علی کی داستان محبت، ایم مشتاق تنہا کی آخری خواہش، بہت ہی اچھی تھی سب کو مبارک ہو اور اس شمارے کی ٹاپ سٹوری زخم زخم ہے زندگی تھی ویری گڈ شگفتہ ناز۔ سب کو سلام۔

عزت علی ساقول۔ ڈیرہ رسول پورہ۔ فاروق آباد۔

جواب عرض کوپن

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام .... شہر ....

پیغام (شعر کی شکل میں) ....

....

....

....

بھیجنے والے کا نام و مقام

نام ....

شہر ....

جوابِ عرض ماہنامہ لاہور

یہ کوپن کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

نام ________ شہر ________ فون نمبر ________

میرا پسندیدہ شعر

____

____

مکمل پتہ ________

____